سیرت النبیؐ

بعد از

وصال النبیؐ

مؤلف

محمد عبد المجید صدیقی

اعجاز پبلشنگ ہاؤس

۲۰۶۰ - ناہرخاں اسٹریٹ، دریا گنج، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

سیرت النبیؐ

بعد از

وصال النبیؐ

مؤلف
محمد عبد المجید صدیقی

اعجاز پبلشنگ ہاؤس
۲۰۶۰- ناہر خاں اسٹریٹ، دریا گنج، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

بارِ اوّل ——— ۱۹۸۱ء

زیرِ اہتمام ——— سیّد اظہر حسین

مطبع ——— فائن آفسٹ پریس دہلی

قیمت مجلّد ریگزین تیس ۳۰ روپے

اعجاز پبلشنگ ہاوس

۲۰۶۰- ناہر خاں اسٹریٹ، دریا گنج، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

اظہارِ تشکر

میں اپنے محبوب دوست اور بھائی ڈاکٹر محمد عالم شیخ (میکو والے) کا تہہ دل سے ممنون ہوں جن کے تعاون کے بغیر اس کتاب کو میرے لئے شائع کرنا ممکن نہ تھا۔ خداوند تعالےٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

احقر

عبدالمجید صدیقی

ساری دنیا میں کسی شے کو نہیں حاصل دوام

یارسول اللہؐ "سیرت" ہے دوامی آپؐ کی

(طفیل ہوشیار پوری کے اس شعر میں نبوت کی جگہ سیرت کا میں نے تصرف کیا ہے۔ نبوت کا تعلق خداوند تعالےٰ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جب کہ سیرت کا تعلق حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خداوند قدوس کی مخلوق کے ساتھ ہے)۔

عبدالمجید صدیقی

کتاب کی مکمل فہرست

خطرہ ! — تنبیہ !!

الحمدللہ میں معاشرہ کا ایک نہایت ذمہ دار فرد ہوں۔ چونکہ میرا دل و دماغ "سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ" کے نظریہ (تھیوری) سے قطعاً مطمئن ہے اور اس کو میں اسلام کی ایک عظیم خدمت سمجھتا ہوں مگر ساتھ ہی ایک زبردست خطرہ بھی محسوس کرتا ہوں۔ سستے اور بکاؤ مال کی ہمارے یہاں کمی نہیں۔ ناعاقبت اندیش اور مفاد پرست لوگ نئی نئی خرافات اور بدعات کو جنم دینے میں پہلے ہی بہت تیز ہیں کہیں ان کو اس کتاب کے ذریعے نئے نئے خواب گھڑنے کا ایک بہانہ ہاتھ نہ آجائے۔ جس طرح اغیار نے لاکھوں احادیث تراش کر اسلامی تعلیمات کا حصہ بنانے کی سرتوڑ کوشش کی اور خدا خدا کر کے ان سے چھٹکارا نصیب ہوا۔ گو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو کوئی میری جانب ایسی بات منسوب کرے گا جو میں نے بیان نہیں کی تو اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے (بخاری شریف) مگر اس واضح ارشاد کے باوصف یہ بدبخت اس عمل بد سے نہ رک سکے اور دوزخ کا ایندھن بن کر رہے۔

خوابوں کے ضمن میں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹا خواب بیان کرنا بڑا جھوٹ ہے۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے جو انہوں نے نہ دیکھی ہو (یعنی جھوٹا خواب بیان کرے)

(بخاری شریف)

خواب کو پرکھنے کے لئے ہمارے پاس کتاب و سنت کی مستند کسوٹی موجود ہے۔ پھر بھی میں ہر فردِ بشر کو آگاہ کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کتاب کو جھوٹے خواب تراشنے اور من گھڑت باتیں بیان کرنے کا ذریعہ نہ بنائیں ورنہ یاد رکھیں کہ دنیا میں بھی رسوائی ہوگی اور عاقبت بھی خراب ہوگی۔ دین اسلام کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے کہ خداوند تعالےٰ خود اس کا محافظ اور نگہبان ہے۔ اس کے مقطّر اور مصفّٰی پانی کو آلودہ نہیں کیا جا سکتا۔ تراشیدہ خوابوں کے ذریعہ جو بھی اسلام کا حلیہ بگاڑنے کی کوشش کرے گا انشاءاللہ تعالےٰ خود اس کا حلیہ بگڑ جائے گا اور خدائی احکامات، سنت نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اور اسلامی تعلیمات پوری آب و تاب کے ساتھ روزِ روشن کی طرح ہمیشہ جگمگاتی رہیں گی۔ وما علینا الا البلاغ

احقر

عبد المجید صدیقی

یہ کتاب کیونکر معرضِ وجود میں آئی؟

میری اہلیہ بڑی ہی مبارک خاتون تھیں۔ انہیں بار بار حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت نصیب ہوتی تھی۔ انتقال سے ایک سال قبل جو خواب سنایا تو معاً میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ اس قسم کے خواب بزرگانِ دین کی سوانح حیات میں جابجا ملتے ہیں۔ اگر ان کو جمع کر دیا جائے تو ایک نادر خدمت ہوگی۔ میری اہلیہ نے میرے اس خیال کو بے حد پسند کیا اور زور دیا کہ میں اس کام کو کر ڈالوں۔ انتقال سے تین ہفتہ قبل ان کو آخری بار زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا جس میں موت کا واضح اشارہ تھا۔ اس خواب اور ان کی وفات نے تازیانہ کا کام کیا اور میں نے نہایت تندہی سے اس قسم کے خواب جمع کرنے شروع کر دیئے۔ سالہا سال کی محنت کے بعد قریب ۷۰۰ ایسے خواب جمع کر لیے۔ دو تین سال سے منتظر تھا کہ ان خوابوں کی اشاعت کی کوئی سبیل نکلے کہ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ مطابق مارچ ۱۹۷۶ء میں پاکستان میں "سیرت کانفرنس" منعقد کی گئی جس کے اختتام پر "سیرت النبیؐ" پر بہترین پانچ کتابوں پر انعام کا اعلان کیا گیا مگر تفصیلات معلوم نہ ہو سکیں ورنہ ارادہ تھا کہ تین چار سو خواب منتخب کر کے میں بھی ایک کتاب تبرکاً پیش کر دوں گا۔ گویہ ایسا ہی ہوتا جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی خریداری کے لئے ایک بڑھیا سوت کی انٹی لے کر پہنچ گئی تھی۔ امنگ پیدا ہو کر دب گئی کیونکہ کوشش بسیار کے باوجود تفصیلات معلوم نہ ہو سکیں۔ شعبان کے آخری ہفتہ میں ایک دوست سے معلوم ہوا کہ مسودہ جات یکم محرم ۱۳۹۷ھ تک سیکرٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی کے نام مکہ مکرمہ بھیجے جاتے ہیں۔ چار مہینے باقی تھے۔ شوق نے پھر انگڑائی لی۔ میں نے غور کرنا شروع کیا کہ میرے پاس مواد خوابوں کی شکل میں موجود ہے، ان کو سیرت کا جامہ کیونکر پہناؤں؟ تاریخ

اسلام میں پہلی بار اس نوعیت کے اتنے بہت سے خواب جمع کئے گئے تھے اور ان کے مطالعہ سے بار ہا میں یہ محسوس کر چکا تھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا دور آپؐ کے وصال کے ساتھ ختم نہیں ہوا۔ حیات النبیؐ پر تو لوگوں کا اعتقاد ہے مگر حیات النبیؐ کا جو اصل مقصد ہے، وہ ان کی نگاہوں سے اوجھل ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی "حیات بعد الممات" سب سے جدا ہے اور اس میں سیرت کا نہایت ہی اہم پہلو پنہاں ہے۔ غور کرنے پر یہ بات واضح ہوتی چلی گئی اور ساتھ ہی ساتھ عنوان "سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ" بھی ذہن میں آگیا۔ پھر دن رات ایک کر کے "سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ" کا مسودہ تیار کر کے مکہ مکرمہ روانہ کیا۔ جولائی ۱۹۷۸ء میں پانچ انعامات کا اعلان کر دیا گیا اور میں "سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ" کو شائع کرنے کے لئے آزاد ہو گیا۔ میرے عزیز دوست ڈاکٹر محمد عالم شیخ صاحب نے مجھ سے تعاون فرمایا۔ اب میں اس کتاب کو آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف!

احقر

عبد المجید صدیقی

دیباچہ

"سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ" ایک ایسی حقیقت ہے جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ حیاتِ طیبہ کے دوران جو جو افعال و اعمال آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکت سے سرانجام پاتے تھے، گذشتہ ۱۴۰۰ سال سے قریب قریب وہ تمام باتیں آج بھی اسی انداز میں پایۂ تکمیل کو پہنچ رہی ہیں۔ اس عمل کو سمجھنے کے لئے ہمیں ان رویائے صالحہ، مبشرات اور منامات صالحین کو تحقیقی نظر سے دیکھنا ہوگا جن میں بزرگانِ دین اور خوش بخت انسانوں کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوتا رہا ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا، مجھ ہی کو دیکھا، شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ یہ گوناں گوں قسم کے خواب اپنے اندر ایک نئی دنیا بسائے ہوتے ہیں۔ ایسے حقائق پر مبنی ہیں اور اس قدر سچے ہیں کہ ان کو فراموش یا رد کرنا ممکن ہی نہیں۔

سیرت النبیؐ پر لاتعداد کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ رسمی، تقلیدی رواجی اور CONVENTI-ONAL قسم کی کتابیں سیرت النبیؐ پر آج بھی لکھی جا رہی ہیں اور برابر لکھی جاتی رہیں گی مگر ان میں اور کیا تحقیق کریں گے؟ کون سا پہلو ہے جس کو امت کے علم و ادب کے آفتاب و ماہتاب نے تشنہ چھوڑا ہے۔ اب تو وہی پرانی باتیں زیادہ سے زیادہ کسی نئے رنگ میں پیش کی جا سکتی ہیں۔

جب کہ میری یہ کاوش خالص تحقیقی اور تخلیقی ہے۔ سیرت النبیؐ کو ایک نئے انداز میں نئے زاویہ سے پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ سیرت النبیؐ کی کوئی کتاب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ۲۳ سال کی حیاتِ طیبہ کو بیان نہیں کرتی۔ میرا مقصد اس بات کے کہنے

سے یہ ہے کہ چالیس ۴۰ سال کی عمر پر اعلان نبوت سے حیات طیبہ کے آخری دن بعمر ترسیٹھ ۶۳ سال تک کا دور - بلکہ سیرت النبیؐ کی ہر کتاب ولادت باسعادت سے لے کر آخری دن تک پورے دور کا احاطہ کرتی ہے۔ جب یہ بات ہے کہ ابتدائی چالیس بھی سیرت النبیؐ کا حصہ ہیں تو پھر بعد از وصال آج تک بلکہ آنے والا قیامت تک کا دور کہ جس پر آپؐ کی نبوت کا اصل دور گزر چکا ہے، بدرجۂ اولیٰ سیرت النبیؐ کا حصہ ہے۔ جب ابتدائی چالیس سال قابلِ ترک نہیں تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو پوری دنیا اور قیامت تک کے لئے نبی برحق (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور آپؐ کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو چکا ہے تو پھر بعد از وصال قیامت تک آپؐ کے فیض، رشد وہدایت، تعلیم وتلقین اور اظہار معجزات وغیرہ وغیرہ قسم کی چیزوں سے کیوں کر انحراف کیا جا سکتا ہے؟

حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف یہ کہ زندہ ہیں بلکہ آپؐ کی سیرت کا سلسلہ بھی جاری وساری ہے اور اس ضمن میں بھی آپؐ بے مثال ہیں۔ حیات تو آپؐ کے بے شمار اُمتیوں کو بھی حاصل ہے۔ البتہ آپؐ کی حیات انتہا درجہ اعلیٰ وارفع قسم کی ہے لیکن اس سے کہیں اہم چیز ہے سیرت النبیؐ کا جاری ہونا جس کا سلسلہ وصال کے بعد بھی قائم ہے اور کیوں نہ ہو کہ اُسی حیات النبیؐ کا نتیجہ ہے۔ میں ریت کی بنیاد پر ہوائی قلعہ تعمیر نہیں کر رہا۔ میرے موقف میں جان اور صداقت ہے۔ یہ کوئی مابعد الطبیعاتی یا META-PHYSICAL قسم کی چیز نہیں بلکہ عین حقیقت ہے۔ سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ کو ان خوابوں کے ذریعے بہ آسانی سمجھا جا سکتا ہے۔ کسی بھی خواب کا تجزیہ کر دیکھیں آپ میرے موقف سے اتفاق کرنے پر مجبور ہوں گے۔ اور ہر صالح فکر انسان مجھ سے متفق ہوگا۔ یہ سب خواب نہایت ذمہ دار لوگوں نے دیکھے ہیں۔ قسم بخدا اگر ان خوابوں کے زبان ہوتی تو ہر خواب پکار پکار کر اعلان کرتا کہ سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کیونکہ یہ ایک زندہ حقیقت ہے۔

احقر

محمد عبد المجید صدیقی

۱۹ نومبر ۱۹۷۶ء بمطابق ۲۶ ذیقعد ۱۳۹۶ھ لاہور

مؤلف کا مختصر تعارف

صدیقی صاحب کا تعارف لکھنے میں کوئی بڑے سے بڑا آدمی فخر محسوس کرتا مگر انہوں نے مجھ جیسے غیر معروف اور عوامی انسان کو اس کام کے لئے منتخب کیا جس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ جتنا قریب سے میں انہیں جانتا ہوں کم ہی لوگ جانتے ہوں گے۔ صدیقی صاحب ایک عظیم باپ کے عظیم بیٹے ہیں۔ والد بزرگوار الحاج مولانا محمد عبدالشکور صدیقی طالب اکبر آبادی سابق پرنسپل شعیب محمدیہ اینگلو۔ اورنٹیل کالج آگرہ (ایم۔اے۔بی ٹی (علیگ) ایل ایل بی)۔ عمر قریب ۱۰۰ سال ہے مگر آج بھی راولپنڈی میں وکالت کرتے ہیں۔ آپ کے ۶ بیٹوں نے پاکستان آکر وکالت کا امتحان پاس کیا تو سکھر میں لاء کالج قائم کروا کے ۶۷ برس کی عمر میں خود بھی ایل ایل بی کر ڈالا جب کہ اس صدی کی ابتداء میں ایم۔اے کیٔ رے بڑے عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں۔ مجسم جمال اور اخلاق محمدی کا زندہ نمونہ ہیں۔ ماشاء اللہ پونے دوسو کے قریب اولادیں ہیں (گیارہ بیٹے بیٹیاں۔ ان کی اولادیں۔ پھر ان کی اولادیں) اور آپ کی دادی آپ کو جو دعا دیا کرتی تھیں کہ تیرے یہاں گاڑی بھر نمک خرچ ہوا کرے' اس کا عینی مشاہدہ کر رہے ہیں۔

محمد عبدالمجید صدیقی صاحب ۱۸ مارچ ۱۹۲۱ء مطابق ۸ رجب ۱۳۳۹ھ بروز جمعہ بمقام دہلی پیدا ہوئے۔ تاریخی نام فروغ احمد ہے۔ آپ یوپی (بھارت) کے ایک مشہور و معروف علمی و ادبی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ پاکستان میں آپ کے بیسیوں عزیز نہایت اعلیٰ عہدوں پر متعین ہیں۔ وطن مالوف آگرہ اور وطن ثانی لاہور ہے۔ آگرہ یونیورسٹی سے بی ایس سی کرنے کے بعد سروس میں آگئے۔ مشرقی پنجاب کے بیاس اسٹیشن پر دادی کی شہادت کی خبر سن کر قیام پاکستان کے وقت ۱۹۴۷ء میں کراچی پہنچے۔ ۱۹۵۱ء سے مستقل طور پر لاہور میں مقیم ہیں۔ یہیں پنجاب یونیورسٹی سے

ایل۔ایل۔بی کیا۔ ۱۹۵۷ء سے بار کے ممبر اور وکالت کے پیشہ سے منسلک ہیں۔ مطالعہ کا شوق والدِ بزرگوار سے ورثہ میں ملا ہے۔ ضلع کچہری میں چھتری کے نیچے یہ درویش وکیل جب بھی دیکھو لکھتا پڑھتا ہی نظر آئے گا۔ کسی زمانہ میں الٹرا ماڈرن کلین شیو ہوتے تھے۔ میاں بیوی میں مثالی محبت تھی۔ ۱۸ سال قبل اہلیہ کا انتقال کیا ہوا کہ انقلاب ہی آگیا۔ اب تو باریش بزرگ ہیں ۱۹۷۳ء میں حج کے بعد سے انگریزی لباس پہننا بالکل ترک کر دیا ہے۔ "سیروا فی الارض" کے خدائی فرمان کے تحت یورپ، امریکہ اور گھاٹ گھاٹ کا پانی پی چکے ہیں۔ بڑی ہی وسیع معلومات اور مطالعہ کے مالک ہیں۔ ایم بی بی ایس کے طالب علم رہے ہیں رجسٹرڈ A کلاس حکیم اور رجسٹرڈ ہومیو پیتھ ڈاکٹر ہیں مگر فی الحال علاج معالجہ کی طرف توجہ نہیں ورنہ نمایاں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ اپنے والد اور دادا حضرت مولانا عبد الغفور صدیقیؒ (آپ پہاڑ گنج دہلی حضرت حسن رسول نماؒ کے جوار میں دفن ہیں) کی شخصیتوں سے بیحد متاثر ہیں۔

طبیعت میں جدت و ندرت بہت ہے۔ ہر لمحہ خوب سے خوب تر کی تلاش میں رہتے ہیں۔ ملائشیا میں حسن قرأت کا مقابلہ ہوا تو آپ نے "حسن اذان" کا مقابلہ شروع کرا دیا جو دو مرتبہ اسی شہر لاہور میں نہایت اعلیٰ پیمانہ پر ہوا جسمیں "مؤذن لاہور" کا انتخاب کیا گیا اور تمغۂ بلالی و اسناد تقسیم کی گئیں۔ چند سال قبل چین اور مکھیوں کی بات ہو رہی تھی آپ نے وہیں بیٹھے بیٹھے "مکھی مار سوسائٹی" تشکیل کر ڈالی اور اہل لاہور کے ہاتھوں پانچ من مکھیوں کا قتلِ عام کرا دیا اور ان کے عزیز دوست ڈاکٹر محمد عالم شیخ نے سینکڑوں روپیہ انعام دے ڈالا۔ حال ہی میں لسان الغیب حضرت حافظ شیرازیؒ کے دیوان سے ایک ایسا چارٹ مرتب کیا جسکے ذریعے ایک منٹ کے اندر اندر فال نکل آتی ہو۔ صرف ایک کتاب "دعائے صالحہ" دکمل تیار کرنے میں ۴ سال صرف کر دیئے اور قریب پچاس ہزار کتابیں دیکھ ڈالیں۔ اسمیں مستند حوالہ جات کیساتھ۔۔ ۴۰ وہ خواب ہیں جن میں خوش بخت انسانوں کو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا ہو۔ خدا کرے یہ کتاب مزید تاخیر کے بغیر شائع ہو کر مارکیٹ میں آجائے اور بھی کئی نادر کتابوں کے مسودہ جات تیار کر چکے ہیں۔

صدیقی صاحب بہت ہی عمیق اور پہلو دار شخصیت کے مالک ہیں۔ بیحد زندہ دل مگر ہر ایک کیساتھ

نہیں۔ آسانی سے کسی کو منہ نہیں لگاتے۔ جس سے محبت کریں ٹوٹ کر محبت کرتے ہیں۔ میں نے انکو کرید
کرید کر دیکھا ہے اور یہ نتیجہ نکالا ہے کہ انکا باطن انکے ظاہر سے کہیں زیادہ اعلیٰ و ارفع ہے۔ پیدائشی سعید ہیں
بچپن ہی سے حضرتِ رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم سے خصوصی تعلق ہے۔ چار مرتبہ آپؐ کی زیارتِ پاک سے مشرف ہو
چکے ہیں جن میں مہرِ نبوت کا دیدار بھی شامل ہے۔ صدیقی صاحب کے دو محبوب ہیں۔ نماز با جماعت کی پابندی
اور کثرتِ درود شریف۔ مدینہ طیبہ میں مرنے اور جنت البقیع میں دفن ہونے کی تمنا ہے۔ حافظ مظہر الدین کا یہ شعر اکثر
گنگناتے رہتے ہیں ؎ "مروں تو خاکِ مدینہ میں جذب ہو جائیں ٭ مرے وجود کے ذرات یا رسول اللہؐ۔"
اور کیا عجب کہ اس مردِ قلندر کی یہ مراد بر آجائے۔ اللہ تعالیٰ کیلئے سب آسان ہے۔ محمد اسلام قریشی
امرت دھارا بلڈنگ، ریلوے روڈ۔ لاہور ۲۵/۱۲

چند آراء

گذشتہ ۱۴ سال کے دوران ہزاروں کتابوں کے مطالعہ کے بعد میں نے تقریب ۱۴۰۰ ایسے خواب مع حوالہ جات جمع کئے ہیں جن میں خوش بخت انسانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ ارادہ تھا کہ ان خوابوں کو سو، سو خوابوں کی سیریز میں شائع کروں مگر بعد میں ارادہ بدلنا پڑا۔ اکتوبر ۱۹۷۳ء میں ان خوابوں کی پہلی قسط "رویائے صالحہ حصہ اول" کے نام سے شائع کی تھی۔ کثیر تعداد میں آراء موصول ہوتی تھیں۔ جن میں سے چند پیش خدمت ہیں:

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی دامت فیوضہم مدیر دارالعلوم دیوبند (یو۔پی۔بھارت)

رسالہ "رویائے صالحہ" مؤلفہ جناب محترم محمد عبدالمجید صاحب صدیقی زید مجدہٗ نظر سے گزرا۔ موضوع بالکل نیا اور اچھوتا ہے۔ علمائے حق نے منامات صادقین کا مختلف مواقع میں ذکر فرمایا ہے لیکن مسئلہ کے ضمن میں بطور استشہاد کے یہ پہلی کتاب ہے کہ منامات صالحین کو اور وہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی حد تک ایک مستقل موضوع کی حیثیت سے کتاب کا مبحث قرار دیا گیا ہے۔ چونکہ خواب میں رویت نبوی کو رویت حقہ فرمایا گیا ہے اور دوسری احادیث میں سچے خوابوں کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ ارشاد کیا گیا ہے اس لئے ان منامات کو ایک مستقل موضوع بنا کر یک جا کر دیا جانا درحقیقت ان دونوں مذکورہ احادیث کی توضیح اور تشریح ہے جس کی مؤلف ممدوح کو توفیق بخشی گئی ہے۔ حق تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی۔ چانسلر ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ (یو۔پی۔بھارت)

۲۶/۷/۷۸

تاریخِ اسلام میں اپنی نوعیت کا یہ پہلا کام ہے اور حد درجہ نازک۔

حضرت مولانا عبد الماجد دریابادیؒ (دریاباد نزد لکھنؤ۔ بھارت)

کام نہایت اہم اور بہت ہی اچھا ہے۔ بشرطیکہ احتیاط سے کیا جائے۔

آپ کی اہلیہ مرحومہ کو اللہ تعالیٰ غریقِ رحمت فرمائے، ان کے حالات پڑھ کر دل بہت متاثر ہوا۔ آپ ایک بڑی نعمت سے محروم ہو گئے۔

مولانا عبد الصمد صارم الازہری (اورینٹل کالج لاہور)

میں نے آپ کی کتاب "رویائے صالحہ" پڑھی، خوب ہے۔ آپ نے ایک ایسی کتاب تالیف فرمائی ہے کہ آج تک کسی بھی زبان میں اس موضوع پر کسی نے کوئی کتاب نہیں لکھی۔

علامہ علاؤ الدین صدیقیؒ، سابق وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور

یہ خواب اس دور میں تبلیغ کا ایک نہایت مؤثر ذریعہ ثابت ہوں گے۔ یہ کتاب میرے سرہانے رہتی ہے اور اس کا مطالعہ کرتے کرتے سو جاتا ہوں۔ اس امید میں کہ شاید میری قسمت بھی کسی روز جاگ اٹھے۔

علامہ شیخ محمد سلیم صاحبؒ مہتمم مدرسہ صولتیہ (مکہ مکرمہ)

مجھے آپ کو دیکھ کر رشک آرہا ہے۔ اللہ پاک نے آپ سے بہت بڑا کام لیا ہے۔ اس کتاب کی بہت ضرورت تھی۔ اس کو جلد از جلد شائع کرائیے۔ اس کی کتابت، طباعت غرض ہر چیز بہترین ہونی چاہیے۔ مسلمانوں کی راہنمائی کے ساتھ یہ کتاب تبلیغی مقاصد بھی پورے کرے گی اور انشاء اللہ زندہ رہے گی۔

مولانا صلاح الدین صاحب (مرحوم)، مدیر "ادبی دنیا" لاہور۔

اس کتاب کا مطالعہ ذہنی انقلاب کا موجب ہوگا۔

ڈاکٹر غلام جیلانی برق صاحب۔ ایم اے، پی ایچ ڈی کیمبل پور۔

زبان صاف اور معیاری ہے ہر خواب کا پورا حوالہ درج ہے۔ خواب دیکھنے والے کا تعارف بھی موجود ہے۔ یہ کتاب مفید ہے اوّل اس لئے کہ یہ اس عالم کا پتہ دیتی ہے جس نے ہمارا محاصرہ کر رکھا ہے لیکن نظر نہیں آتا۔ نظر تو آئے گا لیکن بعد از مرگ۔ دوئم اس لئے کہ یہ تزکیۂ نفس کی ترغیب دیتی ہے اور روحانی مزاج تخلیق کرتی ہے۔

روزنامہ "مشرق" لاہور

یہ ایک نہایت عمدہ کتاب ہے۔ ملت کی برگزیدہ ہستیوں نے چودہ سو سال کے عرصہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بصورت رویا جو زیارت کی ہے وہ رویا اب تک ہزاروں کتابوں میں بکھرے رہے ہیں۔ مصنف نے یہ رویائے صالحہ جمع کر لئے ہیں اور انہیں علیحدہ علیحدہ جلدوں میں شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب ان کی اس کوشش کی پہلی کڑی ہے۔

کتاب کے شروع میں مصنف نے خوابوں کے موضوع پر نہایت عالمانہ بحث کی ہے۔ یہ اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے اور حق تو یہ ہے کہ مصنف نے ان رویائے صالحہ کو جمع کرنے کیلئے بڑی محنت کی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق ہمارے ایمان کا جزوِ اعظم ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ کتاب لوگوں کے ایمان و ایقان کی تازگی کا باعث بنے گی۔

ڈاکٹر (کرنل) عبدالعزیز خان (مرحوم) سابق چیف ہیلتھ آفیسر۔ راولپنڈی

خواب پوری احتیاط، دیانت اور مستند حوالہ جات کیساتھ قلم بند کئے گئے ہیں۔ مجھے یہ کہنے میں ذرا تامل نہیں کہ تاریخ اسلام میں یہ کتاب اپنی قسم کی پہلی اور یکتا تصنیف ہے۔ موضوع بالکل ہی نیا اور حد درجہ اہم ہے۔ مصنف اپنے اس تحقیقی کام پر دلی مبارکباد اور ہمت افزائی کا مستحق ہے۔ اس نے یہ کتاب ترتیب دے کر پاکستان کا نام روشن کیا ہے اور اس دلچسپ موضوع پر تحقیق (ریسرچ) کی راہ ہموار کی ہے۔

خوابوں کے متعلق

احادیث نبوی (صلی اللہ علی صاحبہا صلوٰۃ وسلاما) سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ رویا صالحہ کو بھی دین میں فضیلت، مزیت اور اہمیت حاصل ہے۔

۱۔ مسلم کا خواب حق ہے

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبوت کے آثار میں سے اب کچھ باقی نہیں رہا مگر مبشرات (یعنی نبوت میرے بعد ختم ہو جائے گی اور آئندہ ہونے والے واقعات معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ مبشرات کے سوا باقی نہ رہے گا) صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا کہ مبشرات کیا ہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ "اچھے خواب (یعنی خوش خبری دینے والے خواب)۔ امام بخاریؒ اور امام مالکؒ نے اس روایت میں جو حضرت عطا ابن یسارؓ سے منقول ہے یہ الفاظ زیادہ لکھے ہیں کہ آپؐ نے اچھے خواب کے بعد یہ الفاظ فرماتے تھے۔ "وہ اچھے خواب جن کو مسلمان آدمی اپنے لئے دیکھے یا اس کے لئے کوئی اور شخص دیکھے" (مسلم و بخاری)

اچھے خواب کی فضیلت

احادیث صحیحہ کے مطابق جن کو حضرت امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں حضرت انس، ابوہریرہ و ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت فرمایا ہے کہ رویا مومن و رویا صالحہ (اچھے خواب) اجزائے نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے (بخاری و مسلم)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا حق ہے

حضرت ابی قتادہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص

نے مجھ کو خواب میں دیکھا اس نے حق دیکھا یعنی سچا خواب دیکھا اور مجھی کو دیکھا۔ (بخاری ومسلم)

حضرت مولانا محمد یعقوب گمنام نانوتوی صاحبؒ مدرس اول مدرسہ دیوبند نے اس مضمون کو یوں باندھا ہے ؎

جو دیکھے آپؐ کو دیکھا ہے اس نے بیشک حق وہ خواب خواب ہے اضغاث ہے نہ وہ احلام

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے مجھ کو خواب میں دیکھا اس نے (حقیقت میں) مجھ ہی کو دیکھا اس لئے کہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ (بخاری ومسلم) شمائل ترمذی میں بروایت عبداللہؓ و ابوہریرہؓ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا پس بے شک مجھی کو دیکھا اس نے کیونکہ شیطان بن نہیں سکتا میری صورت۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے مجھ کو خواب میں دیکھا، وہ جلد بیداری کی حالت میں مجھ کو دیکھے گا اور شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ (بخاری ومسلم) اس میں بشارت ہے اس خواب دیکھنے والے کے لئے حسنِ خاتمہ کی۔ چنانچہ بزرگانِ دین نے ایسے خواب کی یہی تعبیر دی ہے کہ اس شخص کا خاتمہ بالخیر ہوگا۔ یہی معنی ہیں آپؐ کے اس اشارے کے کہ بیداری میں بھی دیکھے گا یعنی آخرت میں مجھ سے اس کو قرب حاصل ہوگا۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا، اس نے مجھی کو دیکھا۔ جس نے یہاں مجھے خواب میں دیکھا وہ قیامت میں ضرور مجھے دیکھے گا اور میں قیامت میں دیکھنے والے کی شفاعت کروں گا اور جس کی میں شفاعت کروں گا اللہ تعالیٰ اس کو حوضِ کوثر سے پانی پلائے گا اور حوضِ کوثر سے پانی پینے والے پر آتشِ دوزخ حرام ہے۔ (حدیث)

ابنِ ماجہ نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے مجھ کو دیکھا وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ مرقاۃ میں ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ جس نے بصدقِ عقیدت وخلوص، ارادت وکمالِ تمنا آپؐ کو دیکھا، کیا حالتِ بیداری، کیا حالتِ خواب میں

وہ جنتی ہوگا۔ ترمذی شریف میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، جو کوئی دیکھے گا مجھ کو خواب میں، تحقیق اللہ تعالیٰ اس کو دکھائے گا مجھے بیداری میں۔ طیبی نے لکھا ہے کہ مراد اس بیداری سے یہ ہے کہ بحالت تقرب بیداری مجھ کو آخرت میں دیکھے گا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (بعض حیثیات سے) میرے ساتھ شدت سے محبت رکھنے والے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد ہوں گے کہ ان میں سے ہر شخص یہ تمنا کرے گا کہ تمام اہل و مال کے عوض مجھ کو دیکھ لے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے (کذا فی المشکوٰۃ) یعنی اگر ان سے کہا جائے کہ سب اہل و عیال جان و مال قربان اور فدا کرنے کیلئے تیار ہو جاؤ، تب حصولِ دولتِ زیارت سے مشرف ہوگے تو وہ اس پر دل و جان سے راضی ہو جائیں گے۔

اچھا بُرا خواب

حضرت ابی قتادہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا خواب خدا کی طرف سے اور برا خواب شیطان کی جانب سے ہے۔ پس جو شخص کوئی پسندیدہ خواب دیکھے، اس کو صرف اس شخص سے بیان کرے جس سے اس کو محبت ہو اور جو شخص برا خواب دیکھے تو خدا کے ذریعے اس کی برائی سے پناہ مانگے شیطان اور اس کے شر سے، اور تین بار تھتکار دے اور کسی سے اس خواب کو بیان نہ کرے۔ اس طرح وہ خواب اس کو ضرر نہ پہنچائے گا۔ (بخاری و مسلم)

ابوسلمہؓ کی روایت ہے کہ ناپسندیدہ خواب دیکھ کر انسان کو چاہیئے کہ کروٹ بدل دے۔ (مسلم)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص کوئی برا خواب دیکھے تو اس کو چاہیئے کہ بائیں جانب تین بار تھتکار دے اور

خدا تعالیٰ سے تین بار پناہ مانگے شیطان اور اس کے اثر سے اور اپنی اس کروٹ کو تبدیل کر دے جس پر اس نے خواب دیکھا تھا۔ (صحیح مسلم شریف)

جب کوئی اپنے خواب میں پسندیدہ چیز دیکھے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اس کو بیان کر دے (بخاری، مسلم، نسائی) (عن ابی سعیدؓ) اور دوست کے علاوہ کسی سے بیان نہ کرے (مسلم، بخاری) (عن ابی قتادہؓ) اس لئے کہ جب دوست اسے سُنے گا تو اچھی تعبیر دے گا۔ اور دشمن ایسی تعبیر دے گا جس سے رنج و غم پہنچے اور اکثر وہی ہوتا ہے جو معبّرِ اوّل کہتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب تک خواب کی تعبیر نہ بیان کی جاتے، پرند کے پاؤں پر ہے یعنی اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اور جب تعبیر بیان کر دی جائے تو تعبیر کے موافق واقع ہو جاتا ہے۔ اگر خوف زدہ اور پریشان کن خواب دیکھے تو کسی سے نہ کہے اور اگر اچھا اور خوش کن خواب دیکھے تو دوست یا عقل مند یا عالم سے کہہ دے۔

جب خواب میں کوئی ناپسندیدہ بات دیکھے تو بائیں جانب تین بار تھتکار دے (بخاری۔ مسلم) (عن ابی قتادہؓ) یا تھوک دے (مسلم) (عن ابی قتادہؓ) یا پھونک دے۔ (صحاح ستہ) (عن ابی قتادہؓ) تین بار اپنی بائیں جانب ایسا کرے (صحاح ستہ) (عن ابی قتادہؓ) اور شیطان اور خواب کی برائی سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے (صحاح ستہ) (عن ابی قتادہؓ) تین بار اور کسی سے اس کا ذکر نہ کرے۔ (بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ) (عن ابی سعیدؓ) پھر وہ خواب اس کو ہرگز ضرر نہ پہنچائے گا۔ (صحاح ستہ) (عن ابی سعید و ابی قتادہؓ) اور جس کروٹ پر ہے اس کو بدل دے (مسلم) (عن جابرؓ) یا اٹھ کر نماز پڑھے (بخاری) (عن ابی ہریرہؓ) یعنی انسان جب خواب میں کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے تو تین بار بائیں جانب تھتکار دے اور تین بار اللہ تعالیٰ سے شیطان اور اس کے شر سے پناہ مانگے اور کسی سے اس کا ذکر نہ کرے۔ روایتوں میں مختلف الفاظ ہیں۔ تھتکارنا، پھونکنا، تھوکنا اور یہ تینوں تھوک کی درجہ بدرجہ قسمیں ہیں۔ "بُصَاق" اس طرح تھوکنے کو کہتے ہیں جس میں تھوک زیادہ ہو۔ "تَفْل" جس میں تھوک تھوڑا ہو اور "نَفْث" جس میں فقط تھوک کی چھینٹیں نکلیں

جھوٹا خواب بیان کرنا بڑا جھوٹ ہے

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے جو انہوں نے نہ دیکھی ہو (یعنی جھوٹا خواب بیان کرے) (بخاری)

جب قیامت کا زمانہ قریب ہو جائے گا تو مومن کے خواب جھوٹے نہ ہوں گے (حدیث)

رویائے صالحہ

سے یہ مراد ہے کہ آدمی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یا بہشت و دوزخ کو یا نیکوکاروں اور انبیاء علیہم السلام کو متبرک مقامات مثلاً خانہ کعبہ، مسجد نبوی یا بیت المقدس کو خواب میں دیکھے یا مستقبل میں ہونے والے واقعات کو خواب میں دیکھے اور وہ بعد میں ویسے ہی رونما ہوں یا وہ گزرے ہوئے واقعات کو بجنسہ اسی شکل میں دیکھے جس شکل میں کہ وہ وقوع پذیر ہو چکے ہیں یا وہ انوار کو خواب میں دیکھے یا پاکیزہ چیزوں کو جیسے دودھ کا پینا اور گھی اور شہد کا کھانا وغیرہ ہیں اور جن کا ذکر کتب احادیث کے باب "رویا" میں موجود ہے خواب میں دیکھے یا وہ فرشتوں کو دیکھے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص ایک رات قرآن پڑھ رہا تھا کہ ایک سائبان ظاہر ہوا جس میں چراغوں کی روشنیاں تھیں الخ۔

خواب کی قسمیں

تفسیر مواہب الرحمٰن پارہ ۱۲ سورۃ یوسف کے صفحہ ۴۶ پر خواب کی قسمیں مع تشریح اس طرح سے بیان کی گئی ہیں۔ خواب شرع میں تین طرح کا ہوتا ہے۔ (۱) ایک خواب احلام ہیں اور وہ شیطانی ہیں۔ حدیث صحیح میں ہے کہ جب آدمی کوئی مکروہ خواب دیکھے تو آنکھ کھلتے پر بائیں جانب تین بار تھوکے اور کروٹ بدل لے اور اس کو کسی سے بیان نہ کرے تو

انشاءاللہ کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔ بائیں جانب تھوکنے میں یہ مصلحت ہے کہ شیطان ہمیشہ بائیں جانب سے آتا ہے۔ اگر دل کو نورانی خیالات سے صاف رکھا جائے اور اس میں دنیاوی شہوات کو جگہ نہ دی جائے تو شیطان اس میں داخل نہ ہو سکے گا۔ (۲) دوسرا خواب وہ ہے جس کی تعبیر کی حاجت ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ سچا خواب نبوت کے ۴۶ اجزا میں سے ایک ہے اور یہ مخصوص سعادت ازلی ہے۔ (۳) تیسرا خواب وہ ہے جو بالکل صریح اور صاف ہو اور یہ اکثر مخصوص بہ نبوت ہے۔ حضور اطہر و اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور حلم (بدخوابی جو پیٹ میں خرابی کی وجہ سے ہو) شیطان کی طرف سے ہے۔ اگر تم میں سے کوئی ایسی بات دیکھے جس کو پسند کرتا ہے تو کسی سے بیان نہ کرے مگر جس کو محبوب رکھتا ہو اس سے کہے اور جب ایسی بات دیکھے جو بُری جانتا ہو تو اس کو بیان نہ کرے اور بائیں جانب تین بار تھوک دے اور اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہے شیطان اور اس کے شر و بدی سے تو وہ خواب اس کو مضر نہ ہوگا۔

مشہور یہودی ماہر نفسیات سگمنڈ فرائڈ (۱۸۵۶ء تا ۱۹۵۹ء) نے خواب کو ذہنی علالت، پریشانی، بدہضمی اور چند اور اسی قسم کے عوامل کا نتیجہ قرار دیا ہے جس کی ایک دوسرے معروف فلسفی سی جی ینگ نے سختی سے تردید کی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ خواب خدا کی طرف سے علامات و اشارات پر مشتمل ایک پیغام ہوتا ہے اور اس طرح غیر شعوری طور پر وہ حدیث مذکورہ بالا کی تائید کرتا ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس تاریک دور میں ایک اُمّی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے علم النفس کے اس قدر پیچیدہ مسئلہ پر اتنی مثبت اور محکم رائے کیونکر قائم کی تو قرآن جو وحی الٰہی ہے وہ ہمیں اس کا جواب عنایت فرماتا ہے، وما ینطق عن الھویٰ ۰ ان ھو الا وحی یوحیٰ (سورۃ نجم ۳-۴) (وہ رسول اپنے دل کی بات نہیں کہتے بلکہ اللہ کی بات سناتے ہیں) "میری آخری کتاب" از (ڈاکٹر غلام جیلانی برقی)

امام احمدؒ اور بعض اہل سنن نے معاویہ بن حیدۃ القشیریؓ سے روایت کی کہ حضرت نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خواب اس کے دیکھنے والے پر جب تک تعبیر نہ دی جائے

پرندہ کی طرح پرواز کرتا رہتا ہے اور جب تعبیر دے دی جائے تو گر پڑتا ہے۔ پس سے یہ حکم دیا گیا کہ نعمت کو پوشیدہ رکھنا چاہیئے یہاں تک کہ موجود اور ظاہر ہو جائے۔ اسی لئے حدیث شریف میں ہے کہ اپنی حاجتوں کے پورا ہونے تک ان کو پوشیدہ رکھنے استعانت چاہو کیونکہ ہر نعمت والا محسود ہوتا ہے اور کوئی نہ کوئی اس سے حسد کرتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ بُرے خواب جلدی پورے ہو جاتے ہیں اور اچھے خواب کے پورا ہونے میں دیر لگتی ہے اور بعض اوقات اچھے خواب عرصہ دراز بعد پورے ہوتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ بُرا خواب دیکھنے والا اس کے بُرے اثرات سے جلدی دوچار ہو جائے اور اس سلسلہ میں جو غم واندوہ لاحق ہوتا ہے وہ ہو جائے تاکہ اس کے دل سے بُرے خواب کا اثر زائل ہو جائے اور اچھے خواب کے پورا ہونے میں دیر لگتی ہے کیونکہ اچھا خواب دیکھنے والا اس امید پر کہ اس کے خواب کے نتائج خوشگوار ہوں گے۔ ایک عرصہ تک اسی خیال سے مسرور رہتا ہے۔

خواب کی تحقیق

اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں کا ایک حصّہ ہے اور یہ حقیقت میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب ہے (یعنی حدیث میں جو یہ آیا ہے کہ اچھا خواب نبوت کے ۴۶ حصوں میں کا ایک حصّہ ہے۔ اس سے خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب مراد ہے) کیونکہ آپؐ کی رسالت کی مدت ۲۳ سال ہے جس کے چھ مہینہ بناکر دیکھو تو معلوم ہو جائے گا کہ آپؐ کا خواب آپؐ کی نبوت کا چھیالیسواں حصّہ ہے اور آپؐ کی عظیم الشان نبوت کے تمام درجے محفوظ ہیں خواہ بیداری ہو یا خواب۔ (پس آپؐ کا خواب بھی وحی ہے اور وہ بھی نبوت کا ایک مرتبہ ہے۔ دوسروں کا خواب نبوت کا حصّہ نہیں ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ نیک بندوں کا اچھا خواب نبوت کے چھیالیسویں حصّہ سے مناسبت رکھتا ہے) اور مسلمانوں کا خواب وحی (کے مشابہہ) اسی وقت ہو سکتا ہے جب ملائکہ

(خواب میں) اس کے پاس آئیں اور ملائکہ (خواب میں) اسی کے پاس آسکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو، اس کی یاد کرتا ہو اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات پر جما ہوا ہو۔ اس وقت فرشتوں کا اس کے پاس آنا بشارت اور اطمینان کا باعث ہوگا۔ (البنیان المشید ترجمہ البرہان المؤید مؤلفہ حضرت سید احمد کبیر رفاعی صفحہ ۱۲۲)

حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رویا تین قسم کے ہیں:۔ ایک رویا خدا کی طرف سے۔ ایک رویا نفس کی طرف سے اور ایک رویا شیطان کی طرف سے۔

علماء کی تمام بحثیں اور تمام گفتگوئیں شارع اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان تین جملوں میں ختم کر دیں جو نہایت ہی مختصر ہیں، زبان پر ہلکے اور میزان میں بھاری۔ جو خواب تائید الٰہی سے ہوتا ہے وہ ایسے نفس کو دکھائی دیتا ہے جو اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ سے آراستہ ہو کر معرفتِ الٰہی میں مشغول ہوتا ہے اور کل لغویات سے اعراض کرتا ہے اور پوشیدہ اور ظاہر میں کامل طور سے خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ باطہارت سوتا ہے اور نیند غالب ہونے تک خدا کا ذکر کرتا رہتا ہے پس یہ شخص بشریت کی حد سے نکل کر قدس ملکوت میں جا پہنچتا ہے۔ نیک خواب اس کو دکھائی دینے شروع ہوتے ہیں اور اکثر اوقات یہ شخص خواب میں فرشتوں اور نہروں اور جنت کو دیکھتا ہے۔ یہاں تک کہ کبھی کبھی انبیاء علیہم السلام سے بھی ملاقات اور ہم کلامی سے مشرف ہوتا ہے اور جب اس مقام سے بھی ترقی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا بلا مثال اور تخیل کے مشاہدہ کرتا ہے۔ یہ خواب دنیا و مافیہا سب سے بہتر ہے۔ اس مبارک خواب کی تین قسمیں ہیں۔ ایک وہ جس میں جمالِ پروردگار کی زیارت ہوتی ہے۔ یہ سب سے اعلیٰ درجہ کا ہے۔ اس کے بعد وہ خواب ہے جس میں بزرگانِ دین اور اولیائے کاملین و صالحین کی زیارت ہوتی ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خواب نبوت کے ۴۶ حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ حضرت حبیب پاک شہ لولاک علیہ التحیۃ والسلام اگرچہ عالم کا ایک جزو ہیں مگر درحقیقت کل عالم ہیں کیونکہ عالم اور اس کے اندر جو چیزیں ہیں سب کی مصلحت نورِ نبوت سے متعلق ہے۔ پس سید البشر نبی کرم علیہ الف الف صلوٰۃ

والتحیات نے نبوت کے جو ۴۶ حصے فرمائے اس کا سبب یہ ہے کہ اس عدد میں عالم کی کلیات سے مناسبت ہے اور یہ ہی ۴۶ حصے نبوت کے ہیں۔ بس گویا عالم کی سب جنسیں اور تمام چیزیں نبوت کے حصوں کے اندر ہیں۔ سب سے بہتر خواب جو اس دنیا میں تو دیکھے وہ یہ ہے کہ اپنے قلب کی آنکھ سے حقیقت الہیت کو دیکھ اور نبوت کے نور کو حاصل کر کیونکہ جب تو اس دنیاوی نیند سے بیدار ہوگا۔ اس وقت تجھ کو اس خواب کی لذت اور حلاوت معلوم ہوگی اور تیرا یہ خواب رویتہ حق ہوگا۔ چشم صدق کے ساتھ اور تیرا حال ان لوگوں کا سا ہو جائے گا جن کو قرآن مجید نے زبان بیان کے ساتھ فرمایا ہے۔ لقد خلقن المسجد الحرام ... ذالک فتحاً قریبا (سورہ فتح) (داخل ہورہو گے اور والی مسجد میں اگر اللہ نے چاہا چین سے، بال مونڈتے اپنے سروں کے اور کترتے بے خطر، پھر جانا جو تم نہیں جانتے پھر ٹھہرادی اس سے ورے ایک فتح نزدیک الطب جسمانی وطب روحانی پر زبان اردو القلب یہ مجربات غزالی" مصنفہ امام غزالیؒ ترجمہ مولوی سید حافظ لیسین صاحب حسنی نظامی صفحہ ۳۱۹ تا ۳۲۴ (خلاصہ "رویا کے مراتب" کے بیان میں ۱۳۲۸ھ میں مولوی رحیم بخش صاحب تاجران کتب و مالکان کتب خانہ اسلامیہ۔ مسجد چینیاں والی لاہور نے شائع کیا)

خواب ایک وحی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ دیکھنے والے کو اس کی بھلائی اور برائی کی بابت کر دیتا ہے۔ جو کہ اسے پہنچنے والی ہے۔

مبارک اور اچھا خواب ایک بڑی بشارت ہے جو نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔ اتنا ہی اس کی شرافت اور عظمت و برکت کیلئے کافی ہے۔

خواب کی تعبیر بھی ایک فیصلہ ہے۔ اس لئے اس کو اپنی رائے سے غور و فکر نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ اسلاف کی تعبیروں کو دیکھنا چاہیئے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ سے بکثرت خوابوں کی تعبیریں نقل کی گئی ہیں۔ فن تعبیر کے علماء نے لکھا ہے کہ تعبیر دینے والا شخص ضروری ہے کہ سمجھ دار، متقی، پرہیزگار، کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا واقف ہو۔ علم تعبیر بھی ایک اہم علم ہے جب کہ خواب نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو

ہے تو اس کی تعبیر بھی جتنی مہتم بالشان ہو ظاہر ہے۔ اس لئے بغور دیکھا کرو کہ کس سے تعبیر لے رہے ہو۔ وہ اس کا اہل بھی ہے یا نہیں۔ ہمارے زمانہ میں جو قیامت کے بہت ہی قریب ہے یہ بھی ایک سخت مضرت بات ہو گئی ہے کہ ہر شخص خواہ کتنا ہی جاہل، کتنا ہی بے دین ہو تھوڑی سی صفائی تحریر و تقریر سے علامہ اور مولانا بن جاتا ہے اور رنگین کپڑوں سے صوفی اور مقتدا۔ عام لوگ ابتداءً ایک عام فہم غلطی کی بناء پر ان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور پھر اپنی ناواقفیت سے ان کا شکار ہو جاتے ہیں۔ وہ غلط فہمی یہی ہے کہ عوام کے قلوب میں سما گیا ہے کہ آدمی کو یہ دیکھنا چاہیے کہ کیا کہا۔ یہ نہیں دیکھنا چاہیئے کہ کس نے کہا۔ حالانکہ یہ مضمون فی نفسہٖ اگرچہ صحیح ہے لیکن اس شخص کے لئے جو سمجھ سکتا ہو کہ کیا کہا۔ جو کہا وہ حق کہا یا باطل کہا اور غلط کہا۔ لیکن جو لوگ اپنی ناواقفیتِ دینی کی وجہ سے کھرے کھوٹے میں، صحیح اور غلط میں تمیز نہیں کر سکتے ہوں، ان کو ہر شخص کی بات سننا مناسب نہیں کہ اس کا نتیجہ مآل کار مضرت رساں و نقصان دہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں کوئی دعویدار اگر ولایت، امامت، نبوت، رسالت حتیٰ کہ خدائی تک کا نعوذ باللہ دعویٰ کرے تو ایک گروہ فوراً اس کا تابع ہو جاتا ہے (اقتباس مضمون راس المحدثین حضرت مولانا محمد ذکریا صاحب)

عقلمندوں پر علم التعبیر کا جاننا اور اس کے قوانین کا سمجھنا واجب ہے۔ معبّر کو چاہیئے کہ دانا اور پارسا ہو۔ خاموش رہنے والا ہو، صاحبِ علم ہو، جس وقت تعبیر پوچھی جائے، حاضر اور بیدار ہو۔ سائل سے خواب بکمال احتیاط سے سنے اور یہ معلوم کرے کہ سائل بادشاہ، فقیر، غنی، مہتر، عالم، سردار، جاہل، درویش، مرد یا عورت ہے۔ خواب موسمِ گرما میں دیکھا یا سرما میں جب یہ سب باتیں معلوم کر لے تب قیاس عقلی کرے اور یونہی از خود اپنی طرف سے کچھ نہ کہے۔

ابن سیرینؒ نے فرمایا کہ معبّر کو چاہیئے کہ سب سے پہلے سائل کا نام، رتبہ، مذہب، سیرت و خصلت اور عقل و فہم اور وقت خواب دیکھنے کا معلوم کرے۔ قبرستان میں خواب کی تعبیر نہ بتائی جائے۔ بے دینوں، بدصورتوں، جاہلوں، دشمنوں اور عورتوں سے خواب کی تعبیر نہ پوچھنا چاہیئے۔

ابراہیم کرمانیؒ جو اپنے دور کے کامیاب معبّر تھے، فرماتے ہیں کہ بحالتِ طہارت و پاکیزگی

سوئے، دائیں کروٹ سوئے اخدا کو یاد کرتا سوئے، کھانا نہ زیادہ کھائے نہ کم۔ زیادہ کھانا کھا کر سونے میں کھانے کے بخارات اس کے دماغ پر چڑھتے ہیں اور اس سے عقل تخیل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح کم کھانے سے طبیعت سست اور ضعیف رہتی ہے اس کو خواب نہیں آتا۔ اور پہلی صورت میں پریشان خواب نظر آتے ہیں۔ حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مذکور ہے کہ ایک اعرابی نے حضرت نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر ایک پریشان خواب سنایا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تیرے اس خواب کی کوئی تعبیر نہیں۔

اگر کوئی خواب متوحش دیکھے اور اس سے ڈر جائے تو تین بار آیۃ الکرسی پڑھے اس کے بعد دو رکعت نفل پڑھے اور صدقہ دے تو نقصان و شر سے خواب کے بچا رہے گا۔ (کامل التعبیر از ابوالفضل حسین ابن ابراہیم محمد تفلیسی۔ ترجمہ مولانا محمد شمس الدین شائق ایزدی)

معبر اعظم علامہ ابن سیرینؒ نے فرمایا کہ اگر کسی نے حضرت نبی امی فداہ ابی وامی ونفسی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو یہ مژدہ ہے خیر سے اور لبسا باعث ان نیکیوں کے ہوتا ہے جو اس نے پہلے کی ہیں۔ لیکن یہ مژدہ اس صورت میں ہے کہ اس خواب میں کوئی امر مکروہ نہ دیکھا ہو کیونکہ اس خواب کے ساتھ اگر کوئی امر مکروہ بھی نظر آیا ہے تو اس کو دنیا میں تنگی پہنچے گی اور اس نے اگر سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین بلند پر دیکھا ہے تو اس سرزمین کو فراخی حاصل ہوگی اور اگر اس نے آپؐ کو ایسی حالت میں دیکھا کہ آپؐ کرب و اندوہ تنگی میں ہیں تو حق تعالیٰ اس کو کشائش عطا فرمائے گا۔ اور اگر اس نے آپؐ کو کسی کے مکان کشادہ یا اس کے صحن میں دیکھا تو وہاں آگ سے نقصان پہنچے گا اور ہلاکی اترے گی اور اگر کسی نے آپؐ کو ناقص الخلقت دیکھا یا اس طرح دیکھا کہ آپؐ مریض ہیں یا مردہ ہیں یا متغیر الاحوال ہیں تو اس خواب میں کچھ خیر نہیں بلکہ دیکھنے والے کے دین میں نقصان ہے اور اگر کسی نے آپؐ کو اس حال میں دیکھا کہ اچھا لباس پہنے ہیں تو یہ خواب امت کے دین و دنیا میں حسن حال پر دلالت کرتا ہے اور جس نے آپؐ کو دیکھا کہ آپؐ چلتے ہیں تو تعبیر اس کی یہ ہے کہ آپؐ اپنی امت سے طلب جہاد کرتے ہیں یعنی چاہتے ہیں کہ اُمت جہاد کرے اور دین

یں خواب ہیں کے نقص ہے اور جس نے آپ کو حج کرتے دیکھا تو یہ شخص حج کرے گا اور جس نے آپ کو خطبہ بیان فرماتے دیکھا تو تعبیر یہ ہے کہ آپ امت کو وعظ فرماتے ہیں اور جس نے آپ کو دیکھا کہ آپ آئینہ دیکھتے ہیں تو تعبیر یہ ہے کہ آپ اپنی امت کو آمادہ ادائے امانت کرتے ہیں اور جس نے آپ کو کچھ نوش فرماتے دیکھا تو آپ اپنی امت کو ادائے زکوٰۃ پر اکساتے ہیں اور اگر کسی نے دیکھا کہ آپ اس کو کوئی چیز اپنے لباس میں سے پہناتے ہیں یا اس کو اپنی انگشتری یا اپنی تلوار یا مثل اس کے کوئی چیز عنایت فرماتے ہیں پس اگر وہ شخص سزاوار بادشاہت ہے تو اس کو نصیب ہوگی اور اگر اس کو لیاقت فقیہہ ہے تو حاصل ہوگی اور وہ اگر لائق عبادت ہے تو اس کو حظ عظیم اس سے پہنچے گا۔ (تاویل الانام ترجمہ بشارت علی خاں عربی نسخہ "تعبیر الرؤیا" از محمد بن سیرینؒ صفحہ ۱۳ ۱۲۹۳ھ میں شائع ہوئی)

اگر کوئی حضرت صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے تو وہ تمام غموں اور رنجوں سے خلاصی پائے۔ قرض دار ہو تو قرض ادا ہو جائے، قید میں ہو تو رہائی پائے۔ اگر کسی خوف و خطر میں ہو تو اس سے محفوظ اور بے خوف ہو جاتے اور اگر قحط و تنگی میں مبتلا ہو تو فراخی پائے۔

بعض معبروں نے کہا جو شخص تونگر و دولت مند ہو وہ بزرگ اور درویش صفت ہو جائے۔

پیکر علم و تقویٰ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی مجھ کو خواب میں دیکھے تو غم و اندوہ اس کو نہیں پہنچے گا اور تاویل میرے دیدار کی زیادہ تر سعادت آخرت پر ہوگی۔

اگر کوئی آپ کو خواب میں ترش رو دیکھے تو دلیل اس کی سستی دین اور ظاہر اطوار پر اس ملک و شہر میں بدعتوں کے ہونے پر ہوگی۔

اگر کوئی شخص آپ کو خواب میں یوں دیکھے کہ آپ کسی جگہ آواز دے رہے ہیں تو دلیل اس کی یہ ہے کہ وہ ملک یا شہر اگر خراب ہو تو آباد ہو جائے گا۔

اگر کوئی آپ کو ایسی جگہ دیکھے جہاں کوئی بلا، تکلیف یا سختی ہو تو اس موضع کے لوگوں کے لیے نعمت الٰہی زیادہ ہو جائے۔ اگر خصوصاً آپ کو مسجد میں دیکھے۔

اگر کوئی آپ کو دیکھے کہ آپ کوئی چیز کھا رہے ہیں تو تعبیر اس کی یہ ہے کہ اس کو صدقہ و زکوٰۃ ادا کرنی چاہیئے اور آپ پر درود شریف پڑھے۔

اگر کوئی آپ کو غمناک یا بیمار دیکھے تو تعبیر اس کی یہ ہے کہ دین اس شخص کا ضعیف اور کمزور ہوگا۔

ابراہیم کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی آپ کو کسی شہر یا کسی ایسی جگہ دیکھے تو دلیل اس کی یہ ہے کہ اس موضع میں نعمت فراخ ہو جائے اور وہاں کے لوگوں کے لیے جمعیت کا سامان پیدا ہو اور لوگ اس موضع کے اپنے دشمن پر ظفریاب اور فتح مند ہوں۔

اگر کوئی دیکھے کہ آپ کے انداموں میں سے کوئی اندام کم تھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس جگہ کے لوگ راہ شریعت میں سست ہیں کیونکہ آپ کے کسی اندام کی کمی اس شخص کے دین کی کمی و نقصان کا اظہار ہے۔

اگر کوئی دیکھے کہ آپ نے کچھ میوے تر یا خشک اس کو دیئے تو اس کو دین میں مرتبہ پارسائی حاصل ہووے اور دین و دنیا کے کاموں میں فلاح پاوے۔

ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور ناقص یعنی کسی نقصان کے ساتھ دیکھے تو وہ نقصان یا نقص آپ کا اس خواب کے دیکھنے والے پر پڑے گا کیونکہ آپ کو نیک لوگ خواب میں دیکھتے ہیں اور آپ نیک لوگوں کو مژدہ و خوشخبری دینے والے ہیں ان چیزوں کی، جو کہ ان کو پہنچنے والی ہوتی ہیں اور بد لوگوں کو آپ معصیت اور گناہ کرنے سے ڈراتے اور خوف دلاتے ہیں تاکہ وہ عقوبت اور عذاب سے بچ جائیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ بشیر و نذیر ہیں۔ یعنی مومنوں کے حق میں بشیر اور کافروں کے حق میں نذیر اور آپ سراپا تکمیل تھے اور کچھ نقص نہ رکھتے تھے۔

اگر کوئی آپ کو خشمگیں اور غصہ میں دیکھے تو اس کے حق میں نہایت ہی برا ہوگا۔ پس

برائیوں سے تائب ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص خواب میں آپؐ کے جنازے کو دیکھے تو اس ملک و شہر میں رنج و مصیبت مُہیت ہو۔

اگر کوئی یہ دیکھے کہ آپؐ کے جنازے کے پیچھے گیا تو دلیل اس کی یہ ہے کہ وہ حرص و ہوا اور بدعت پر چلنے والا ہو اور بعض معبّر کہتے ہیں کہ دین اسلام قبول کرلے۔

اگر کوئی یہ دیکھے کہ آپؐ کی زیارت کر رہا تھا تو دلیل اس کی یہ ہوگی کہ وہ مال و نعمت و ولایت حاصل کرے گا۔

اگر کوئی دیکھے کہ آپؐ اس پر افسوس کر رہے ہیں تو دلیل اس کی یہ ہے کہ وہ کافر ہو جائے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالےٰ ہے، تو کہہ دے کہ کیا اللہ سے اور اس کے کلام سے اور اس کے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) سے تم لوگ ٹھٹھا کرتے ہو۔ بہانے مت بناؤ، تم کافر ہو گئے ہو بعد اپنے ایمان لے آنے کے۔

حضرت جعفر صادقؓ فرماتے ہیں کہ زیارت پیغمبرؐ کی خواب میں دس وجہ سے ہوتی ہے۔

۱۔ رحمت
۲۔ نعمت
۳۔ عزت
۴۔ بزرگی
۵۔ دولت
۶۔ فتح مندی
۷۔ سعادت
۸۔ جمیعت
۹۔ قوت
۱۰ خیر و برکت (کامل التعبیر صفحہ ۷۴ تا ۷۹)

احقر العباد

محمد عبدالمجید صدیقی

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کی بابت علماؒ و بزرگوں کی آرا

حضرت شاہ ولی اللہؒ بلاغ المبین میں فرماتے ہیں :- یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ اس راستہ کے چلنے والوں اور حقیقت کی باریکیوں کے واقف کاروں نے باطن کو روشن کرنے کیلئے بہترین ذریعہ جناب سید الوجود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت و دیدار کو ٹھہرایا ہے وہ زیارت خواب کی حالت میں ہو یا استغراق و مراقبہ کی صورت میں۔ خوب کہا ہے شاعر نے۔

مجھے تو ان کے مقدر پہ رشک آتا ہے ؛؛ وہ لوگ کیا تھے جو محبوبِ کبریا سے ملے

شیطان کے مکروفریب اور وسوسہ نے دیدار کے دائرہ کو تنگ کر رکھا ہے اس لئے محققین اہلِ سلوک نے زیارتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چند شرائط مقرر کر دی ہیں اور جب وہ شرائط پائی جائیں تو زیارت معتبر ہوگی۔ ورنہ نہیں۔ ان شرائط میں سے یہ شرط نہایت ضروری ہے کہ دیکھنے والا شہنشاہِ ارض و سما صلی اللہ علیہ وسلم کو اس صورت میں دیکھے جس صورت میں آپ آخر عمر میں دنیا سے تشریف لے گئے ہیں۔

وصال فرماتے کے وقت ہادیٔ اکبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سر و ریش مبارک میں بیس بال سے زیادہ سفید نہ تھے۔ جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ مشکوٰۃ شریف کی کتاب "الرویا" میں حدیث "جو مجھے خواب میں دیکھے تو وہ یقیناً مجھ ہی کو دیکھے گا، کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا" کے لکھنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اس کو جان لو کہ یہ ساری حدیثیں متعدد طریقے اور مختلف الفاظ سے اس بات کو ظاہر کرتی ہیں کہ جو شخص حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو خواب میں دیکھے تو وہ سچ مچ آپؐ ہی کو دیکھے گا کیونکہ آپؐ کی ذات والا صفات جھوٹ اور بطلان سے پاک اور صاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہی دستور جاری ہے کہ شیطان اگرچہ خواب اور بیداری میں مختلف بھیس و شکل اختیار کر کے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے مگر نبیؐ پاک شہِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل وصورت اختیار کرنے پر قادر نہیں ۔ اور نہ اس بات کی قدرت ہی رکھتا ہے کہ اپنی شکل وصورت ظاہر کر کے دیکھنے والے کے ذہن میں یہ خیال ڈالے کہ یہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت ہے۔ علماء کرام نے اس چیز کو حضرت شاہِ امم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں شمار کیا ہے، اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ محسنِ انسانیت، امینِ امت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا دوسرے کو یہ خصوصیت حاصل نہیں ہے۔

علماء کرام کی ایک جماعت اس حدیث سے یہ مطلب نکالتی ہے کہ جس نے حضور سرورِ کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص اسی شکل میں دیکھا جو صورت آپؐ ہی کے لئے مخصوص تھی تو وہ اس وعدہ کا مستحق ہوگا اور بعض علماء کہتے ہیں کہ آپؐ کی عمر شریف کی جونسی شکل وصورت، خواہ جوانی کی یا ادھیڑ عمر، یا بڑھاپے کی دیکھے تو وہ اس شرف کا مستحق ہوگا۔ اور اس کا خواب سچا سمجھا جائے گا اور بعض علماء نے تو اس دائرہ کو بہت ہی تنگ کر دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آخری عمر شریف کی صورت دیکھے، جس صورت میں آپؐ اس دارِ فانی سے تشریف لے گئے ہیں۔ ان علماء نے سر مبارک اور ریشِ مقدس کے سفید بالوں کا اعتبار کیا ہے جو بیس تک بھی نہ پہنچے تھے۔ غرض آپؐ کی زیارت کے سلسلے میں یہ تین خیال پائے جاتے ہیں۔

حماد بن زیدؒ سے مروی ہے کہ جب کوئی شخص محمد بن سیرینؒ (مشہور معبر) کے پاس آکر سیدِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کا واقعہ بیان کرتا کہ میں نے آپؐ کو خواب میں دیکھا ہے تو ابن سیرینؒ خواب میں دیکھنے والے سے خواجۂ کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص حلیہ مبارک دریافت فرماتے تھے۔ اگر وہ آپؐ کا خاص حلیہ شریف اور شکل وصورت نہ بیان کر پاتا تو فرماتے کہ تم نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

نہیں دیکھا ہے (بلکہ کسی اور کو دیکھا ہے)۔ کہتے ہیں کہ ابنِ سیرینؒ کا یہ اثر صحت کو پہنچ چکا ہے۔ اسی جگہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ بعض علمائے محققین نے فرمایا ہے کہ خواب میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہوا کلام آپؐ کی سنت کی کسوٹی پر پرکھنا چاہیئے۔ اگر سنت کے موافق ہے تو صحیح ہے اور اگر مخالف ہے تو خواب میں دیکھنے والے کی سماعت و سننے کا قصور ہے۔ فرمایا کہ میں نے شیخ اجل مفتی عبدالوہابؒ سے سُنا کہ شیخ علی متقیؒ صاحب کنز العمال (۹۷۵ھ) کے زمانہ میں ایک شخص نے خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ اس سے فرما رہے ہیں "اشرب الخمر" (شراب پی) یہ خواب اس نے شیخ علی متقیؒ سے بیان کیا۔ حضرت شیخ نے جواب میں فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دراصل یوں فرمایا ہے۔ "لاتشرب الخمر" (شراب نہ پیا کر) مگر تجھے بہ خواب نیند کی وجہ سے یاد نہ رہا اور تو نے لاتشرب (شراب مت پیو) کو اشرب (شراب پیو) سمجھ لیا۔ کیا تو شراب پیتا ہے؟ اس نے کہا' ہاں میں شراب پیتا ہوں۔ تو شیخ صاحبؒ نے فرمایا کہ تجھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے سے منع فرمایا ہے (فیض الباری مصنفہ، بخاریٔ ہند حضرت علامہ انور شاہؒ جلد نمبر ۱۔ صفحہ ۲۰۳)

اگر خواب میں کوئی حکم ملے تو اُسکا کیا حکم ہے

مسلم شریف کی "شرح" میں امام نووی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اگر کوئی دیکھے کہ آپؐ نے کسی مستحب امر کا حکم فرمایا ہے یا کسی ممنوع شے سے روک رہے ہیں یا کسی اچھے کام کی ترغیب دے رہے ہیں تو جس کام کا آپؐ نے حکم فرما دیا تو ایسے آدمی کا اس پر عمل کرنا مستحب ہے

"فتاویٰ خناطی" میں ہے کہ اگر کوئی آدمی خواب میں آپؐ کو اسی صفت وصورت میں دیکھے جو آپؐ کی بابت کتب احادیث میں مروی و موجود ہے اور اس وقت آپؐ

سے کوئی بات دریافت کرے اور آپؐ اس کے عقیدہ کے برعکس فتویٰ صادر فرمادیں اور وہ فتویٰ کتاب وسنت اور اجماع امت کے بھی معارض نہ ہو تو اس میں دو پہلو ہیں:۔

ان میں صحیح تر یہی ہے کہ ایسا آدمی آپؐ کے ارشادِ گرامی پر ہی عمل کرے اس لئے کہ آپؐ کا ارشادِ گرامی قیاس پر فوقیت رکھتا ہے۔

دوسرا پہلو یہ ہے کہ عمل نہ کرے کیونکہ قیاس (یقینی) دلیل ہے جبکہ خواب پر (کامل) اعتماد نہیں ہوتا۔ لہذا خواب کی بنا پر (یقینی) دلیل کو نہ چھوڑا جائے گا۔

غرض خواب کی حالت میں اگر کوئی شخص حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سماعت کرے تو اگر سنت کے موافق ہے تو بالکل درست ہے اگر سنت وسیرت نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف ہے تو سننے والے کی سماعت کا قصور ہے۔ شرعی احکامات کے لئے آپؐ کے ارشادات کا مجموعہ بصورت احادیث نبوی (صلے اللہ علیہ وسلم) موجود ہے اس لئے ان پر عمل کیا جائے اور ان کے مطابق تعبیر کی جائے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ جس طرح آفتابِ رشد وہدایت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں قرآن پاک کی تبلیغ کیوقت شیطان لعین نے آپؐ کی آواز میں آواز ملا کر لوگوں کو دھوکہ دے کر گمراہ کیا (منقول ہے کہ جو قرآن، حدیث اور فقہ کو چھوڑ کر دوسرا علم اختیار کرے تو شیطان جو پکا خبیث ہے اس کے باطن میں تصرف کر کے اس کو بھی خبیث بنا دیتا ہے۔ ایسے لوگوں کی توجہ عموماً شیطانی خیالات و وسوسہ اور نفسانی خواہشات کی طرف ہوتی ہے اور زیادہ تر ایسے بیماروں کو شیطان لعین استدراج کے ذریعے سے گمراہی کے گڑھے میں ڈال دیتا ہے۔ اس بیہودہ کام کے لئے ایک شیطان مقرر ہے اس کو سفید شیطان کہتے ہیں۔ چنانچہ سورۂ نجم کی تلاوت کے قصہ میں مروی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اس آیت پر پہنچے افرئیتم اللات والعزیٰ ... الاخریٰ (بھلا تم نے لات وعزیٰ اور تیسرے منات بت کو دیکھا) تو آپؐ پر کمالِ استغراق کیوجہ سے ایک قسم کی نیند طاری ہو گئی۔ سفید شیطان آپؐ کی آواز میں آواز ملا کر کہنے لگا: تلک الغرانیق العلے ومنہا الشفاعتہ

ترکچی دیہ بڑے بڑے بُت ہیں اوران سے شفاعت کی امید کی جاسکتی ہے) مشرکین اپنے بتوں کی تعریف سُن کر بہت خوش ہوئے اور حضرت نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدۂ تلاوت اداکیا اور کہنے لگے کہ آج کے دن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمارے بتوں کی تعریف کی۔ شاید ہمارے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان اتفاق پیدا ہوجائے۔ توایسا فریب حیب شیطان نے بیداری میں کیا اور صحابہؓ کو اس بارہ میں اشتباہ ہوا تو ہوسکتا ہے خواب میں درویش کو اشرب الخمر (شراب ہو) کی آواز سے گمراہ کردینے کا ارادہ کیا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اشرب (شراب پیو) اور نہ لاتشرب (شراب مت پیو) کچھ نہ فرمایا ہو۔ اوراس خواب کے دیکھنے والے نے اس آواز کو حضرت نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سمجھ لیا ہو۔ اس صورت میں تاویل کی کوئی ضرورت نہیں رہی۔

حضرت شاہ رفیع الدین دہلویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ہادیٔ کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو فی الواقع مجھ کو دیکھا اس واسطے کہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔ مگر آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرا نام شیطان اپنا نام ظاہر نہیں کر سکتا۔ یہ بھی نہیں فرمایا کہ شیطان دعویٰ میرے منصب نبوت کا نہیں کرسکتا اور اس وجہ سے بعض محققین نے کہا ہے کہ بوقتِ وصال جو صورت آپؐ کی تھی، اس صورت کے مانند شیطان اپنی صورت نہیں بناسکتا اور بعض نے کہا کہ عام طور پہ زمانۂ ظہور نبوت سے تا وصال جب جو صورت آپؐ کی رہی، اس وقت میں سے کسی وقت کی صورت کی مانند شیطان اپنی صورت نہیں بناسکتا۔ اور بعض نے کہا تمام زمانۂ حیات میں آپؐ کی جو صورت ہوئی اس میں سے کسی وقت کی صورت کی مانند شیطان اپنی صورت نہیں بنا سکتا اور محققین نے اس قول کو ضعیف کہا کہ کوئی شخص اچھی بُری جو صورت خواب میں دیکھے اور گمان خواب میں کرے کہ یہ ہادی و منجی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو وہ خواب صحیح ہوگا اور یہ قول کیونکر مرجوح اور ضعیف نہ ہو اس واسطے کہ دنیا میں اکثر گمراہوں کا نام آپؐ کا نام مبارک ہے اور ایسے لوگ اس امت کے ہر ایک فرقہ میں ہیں۔ اور اکثر لوگ ادعا نبوت کا کرتے

ہیں تو کیا تعجب کہ شیطان اپنی نسبت آپ کے ہونے کا وہم دلا دے اور دعویٰ نبوت کے کرنے کا گمان کرا دے۔ اس وجہ سے ان ہی اقوال کا اعتبار رہے جو ثقات نے آپ سے حین حیات آپ کے سُنے اور پھر اپنی حیات میں یکے بادیگرے دوسرے سے بیان کرتے رہے۔ ویسے بھی خواب میں سننے والا ایک شخص ہوتا ہے جو خواب دیکھتا ہے اور وہ بھی خواب کے نشہ میں مخمور رہتا ہے، دوسرا نہیں ہوتا کہ خواب دیکھنے والے کی غلطی یا غلط فہمی کا تدارک کر سکے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اس دنیا میں مرتے دم تک شیطان کے شر اور مکر و فریب سے اللہ تعالےٰ کی پناہ مانگتے رہنا چاہیئے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اس کو کھلا دشمن قرار دیا ہے اور جو راستہ شرک و کفر سے پاک صاف ہو اس پر چلنا چاہیئے کیونکہ جب بزرگوں اور پیشواؤں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت و خواب میں اندیشہ کیا ہے تو دوسروں کی نسبت حفاظت کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟ جب کہ شیطان ان کے بھیس میں آکر گمراہ کرتا ہے اور یہ کوئی دشوار اور بعید بات نہیں ہے کیونکہ ہر شخص کا ہمزاد اس کے مرنے کے بعد بھی زندہ رہتا ہے۔ آدمی کے مرنے کی وجہ سے ہمزاد کا مرنا کہیں ثابت نہیں (تو اس کے مرنے کے بعد ہمزاد اس کی صورت اختیار کر کے دھوکا دے سکتا ہے) اور اس کے علاوہ تمام شیاطین کا گرو گھنٹال ابلیس لعین پیر فرتوت ہمیشہ ہمیشہ کا بدبخت وقت مقررہ تک گمراہ کرنے کے لئے کافی ہے۔ بزرگوں کی شکل و صورت میں ظاہر ہو کر ان کے مریدوں کو جس طرح چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔ خبردار اور ہوشیار ہو جاؤ۔ اس جگہ بہت سے پھسل کر گر پڑے ہیں۔ اور اس لغزش سے بچنے کے لئے سوا قرآن مجید اور حدیث شریف کو مضبوط پکڑنے کے کوئی چارہ نہیں ہے۔ ففروا الی اللہ انی لکم منہ نذیر مبین (پس اللہ کی طرف بھاگو، ڈرو، میں تم کو اس سے کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں۔)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اور حضرت شاہ رفیع الدین دہلویؒ کے درمیان

حضرت رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کی بابت اختلاف تھا۔ شاہ عبدالعزیزؒ فرماتے

تھے کہ اگر کوئی شخص خواب میں دیکھے اور دل گواہی دے کہ آپ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم ہیں تو خواہ کسی شکل میں دیکھے، اس نے آپؐ ہی کو دیکھا اور شاہ رفیع الدینؒ فرماتے تھے کہ جو صورت آپؐ کی واقعی تھی، اگر اس میں بال برابر بھی فرق ہے تو اس نے حضرت سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلّم کو نہیں دیکھا۔ مثلاً اگر آپؐ کے بیس بال سفید تھے اور دیکھنے والے نے اکیس ۲۱ دیکھے تو اس نے آپؐ کو نہیں دیکھا اور اس کی دلیل یہ بیان فرماتے تھے کہ اگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے زمانہ میں کوئی شخص حضرت فخرِ موجودات صلے اللہ علیہ وسلّم کو خواب میں دیکھنے کا دعویٰ کرتا تو صحابہؓ اس سے حلیہ دریافت فرماتے اور اس کے بغیر تصدیق نہ کرتے تھے۔

حضرت شاہ اسحٰقؒ کا اس مسئلہ میں ایک تیسرا مسلک تھا۔ وہ فرماتے تھے کہ اگر دیکھنے والے نے آپؐ کو اس زمانہ کے اتقیاء کی وضع میں دیکھا تو اس نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھا اور اس وضع کے خلاف وضع میں دیکھا تو آپؐ کو نہیں دیکھا۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ جن نفوسِ قدسیہ و مبارکہ نے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی حیاتِ مبارکہ میں شرف صحبت و مکالمت حاصل کیا اور انوارِ نبوت سے ظاہراً و باطناً مستفید ہوئے، وہ صحابیؓ ہیں۔ دنیا کے تمام قطب، ابدال، علماء فضلاء اصحابِ حال و اربابِ قال، حفاظ و قراء، محدثین و مجتہدین اگر جمع کئے جائیں تو ان سب کو وہ فضیلت حاصل نہیں ہو سکتی جو ایک صحابیؓ کو بلا واسطہ اکتساب انوار رسالت و شرف صحبت کی وجہ سے حاصل ہے۔ آپؐ کو خواب میں دیکھنے والا اجزائے نبوت کے چھیالیسویں حصہ سے بہرہ ور اور عالم مثال میں شرفِ صحابیت سے مشرف و ممتاز ہوتا ہے۔ اگر خوش قسمتی سے یہ دولت بیدارہ بار بار اس کے حصہ میں آئی ہے تو اس کا شمار مثالی صحابہؓ کی قسم اوّل میں ہے ورنہ معمولیت تو کہیں گئی ہی نہیں۔ جو خود اپنی حالت میں تمام تشریفاتِ عالم سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اس کے بعد خود سمجھ لیجئے کہ زیارت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کیا شے ہے اور اس سے کیا فائدہ ہے؟

جاننا چاہیئے کہ جس کو بیداری میں شرف نصیب نہیں ہوا اس کے لئے بجائے اس کے خواب میں زیارت سے مشرف ہو جانا سرمایۂ تسلی اور فی نفسہ ایک نعمت عظمیٰ و دولت کبریٰ ہے۔ اس سعادت میں اکتساب کو اصلاً دخل نہیں محض موہوب ہے۔ ہزاروں کی عمریں اسی حسرت میں ختم ہو گئیں البتہ غالب یہ ہے کہ کثرت درود شریف و کمال اتباع سُنت و غلبۂ محبت پر اس کا ترتب ہو جاتا ہے۔ لیکن چونکہ لازمی اور کلی نہیں اس لئے اس کے نہ ہونے سے مغموم و محزون نہ ہونا چاہیئے کہ بعض کے لئے اسی میں حکمت و رحمت ہے۔ عاشق کو رضائے محبوب سے کام خواہ وصل ہو یا نہ ہو ؎

گر مرادت را مذاق شکر است
بے مرادی نے مراد دلبر است

قال العارف الشیرازی ؎

فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد ازو غیر او تمنائے

اسی سے یہ بھی سمجھ لیا جائے کہ اگر زیارت ہو گئی مگر طاعت سے رضا حاصل نہ کی تو وہ کافی نہ ہو گی۔ کیا خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بہت سے صورۃً زائر معنیً مہجور اور بعضے صورۃً مہجور جیسے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ معنیً قرب سے مسرور تھے۔

من القصیدہ ؎

نعم سریٰ طیف من اہویٰ فارقنی ⁂ والحب یعترض اللذات بالالم
وکیف یدرک فی الدنیا حقیقتہ ⁂ قوم نیامٌ تسلوا عنہ بالحلم

(شعر اول میں اظہار بشاشت ہے خواب میں زیارت ہونے پر اور شعر ثانی میں اشارہ ہے کہ خالی خواب پر قناعت کر کے اتباع نہ چھوڑ دے) (عطر الوردہ) (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیبؐ از حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ صفحہ ۳۱۱۔ تاج کمپنی لمیٹڈ۔ لاہور)

حضرت عبدالعزیز دباغؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو خواب میں دیکھ لے تو اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جس میں تعبیر کی ضرورت نہیں ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ذات محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بعینہٖ اسی حالت میں دیکھے جس حالت میں وہ دنیا میں تھے اور جس حالت میں صحابہ کرامؓ آپ کو دیکھا کرتے تھے۔ مزید برآں اگر دیکھنے والا اہلِ فتح یا اہلِ عرفان وشہود وعیان میں سے ہو تو جو کچھ اس نے دیکھا ہوگا وہ حقیقتاً حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہوگی اور اگر دیکھنے والا اہل فتح سے نہیں تو کبھی تو اس کا خواب اس قسم کا ہوگا اور یہ بہت کم ہوتا ہے اور کبھی انسان آپ کی ذات شریف کی صورت دیکھ لیتا ہے نہ آپ کی حقیقی ذات کی۔ کیونکہ ذات شریف کی کئی صورتیں ہیں جو خواب و بیداری میں بہت سے مقامات پر دیکھی جاتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی ذات سے ایک نور نے دنیا کو بھر دیا ہے چنانچہ دنیا کی کوئی جگہ نہیں جہاں یہ نور شریف نہ ہو اور اس نور میں آپ کی ذات اس طرح ظاہر ہوتی ہے جس طرح چہرے کی شکل آئینہ میں۔ چنانچہ یہ تمام نور بمنزلہ ایک آئینہ کے ہے جس نے تمام دنیا کو بھرا ہوا ہے اور اس میں آپ کی ذاتِ کریمہ کی شکلیں دکھائی دیتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو ایک شخص مشرق میں اور ایک مغرب میں ایک جنوب میں اور ایک شمال میں اور اسی طرح لاتعداد لوگ ایک ہی آن میں مختلف مقامات میں دیکھ لیتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک آپ کو اپنے پاس دیکھتا ہے کیونکہ وہ نور کریم جس میں آپ کی ذات کی تصویر آتی ہے ہر ایک کے پاس موجود ہوتی ہے اور صاحبِ فتح جب آپ کی صورت مبارک دیکھتا ہے جو اس کے پاس ہوتی ہے تو اپنی باطنی بصیرت سے اس کا پیچھا کرتا ہے اور اسی بصیرت کے نور سے چیرتا ہوا آپ کی ذاتِ کریمہ تک جا پہنچتا ہے۔ بعض اوقات یہ غیر صاحبِ فتح کے لئے بھی واقع ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے آپ کی ذات کریمہ دکھا دیتا ہے اور یہ اس طرح کہ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شخص کا کمالِ محبت اور کمالِ صدق معلوم ہوتا ہے تو آپ بہ نفسِ نفیس اس کے پاس تشریف لاتے ہیں لہٰذا اس بات کا دار و مدار حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے جس کو چاہیں اپنی ذاتِ کریمہ دکھا دیں اور جسے چاہیں اپنی صورت مبارک دکھائیں۔ حضرت ہادیٔ انام صلی اللہ علیہ وسلم اور صورتوں میں بھی

ظاہر ہوتے ہیں اور ان صورتوں کی تعداد اسی قدر ہے جس قدر انبیاء اور مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعداد تھی اور ان صورتوں میں بھی جو آپ کے زمانہ سے لے کر قیامت تک آپ کے اولیاء کی ہوں گی. صحیح بات یہ ہے کہ مذکورہ بالا صور کی تعداد معلوم نہیں. بعض کا خیال ہے کہ ان کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے لہٰذا جن صورتوں میں آپ ظاہر ہوتے ہیں ان کی تعداد بھی ایک لاکھ چوبیس ہزار ہوئی۔ اسی قدر تعداد آپ کی امت کے اولیاء کی ہے. لہٰذا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور دو لاکھ اڑتالیس ہزار صورتوں میں ہوا کیونکہ وہ سب لوگ حضرت صاحب المعراج صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بعض مرید سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے شیخ کی شکل میں دیکھتے ہیں۔

خواب کی دوسری قسم وہ خواب ہے جس میں تعبیر کی ضرورت ہوتی ہے اور یہاں تعبیر ظلمت کے درجات کی بناء پر ہوتی ہے، خواب کی تاویل کی بناء پر نہیں کیونکہ دراصل اس میں تو کوئی تاویل ہو ہی نہیں سکتی. اس لئے کہ جس نے حضرت حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا درحقیقت اس نے آپ ہی کو دیکھا۔

اب ہم ظلمت کے ان درجات کا ذکر کرتے ہیں جو ان خوابوں میں واقع ہوتے ہیں۔

لہٰذا اگر کوئی آپ کو یوں دیکھے کہ آپ اسے دنیا کی ترغیب دے رہے ہیں تو اس کی ذات کی ظلمت پہلے درجہ کی ہے۔ یعنی اس میں سہو مکروہ پایا جاتا ہے۔ اس خواب میں ظلمت اس لئے پائی گئی کیونکہ آپ کا کام تو حق تعالیٰ کی طرف راہنمائی کرنا ہے نہ کہ دنیائے فانی کی طرف۔

اگر کوئی یوں دیکھے کہ آپ نے اسے مال دیا ہے تو اس کی ظلمت دوسرے درجہ کی ہوگی یعنی سہو حرام کی۔ یہاں ظلمت قوی اس لئے ہوئی کہ آپ نے فانی چیز عطا کی اور دوسرے کو اس کا ہوتا بالبعض ٹھہرایا تو اس کی دلالت ترغیب دلانے کے مقابلہ میں زیادہ قوی ٹھہری۔

آپ کو اگر کوئی نوجوان اور چھوٹی عمر میں دیکھے تو اس کی ظلمت چوتھے درجہ کی ہوگی اور یہ عمد حرام ہے

اگر کوئی آپ کو بڑی عمر کا بغیر ڈاڑھی کے دیکھے تو اس کی ظلمت پانچویں درجہ کی ہوگی یعنی عقیدہ خفیفہ میں جہل بسیط کی۔

اگر کوئی آپ کو سیاہ رنگ والا دیکھے تو اس کی ظلمت چھٹے درجہ کی ہوگی یعنی عقیدہ خفیفہ میں جہل مرکب کی۔

جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہو کہ وہ سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھتا ہے تو اس کے متعلق عارفین کا قول یہ ہے کہ اس کے دعویٰ کو دلیل کے بغیر قبول نہ کیا جائے اور وہ دلیل یہ ہے کہ وہ ایک کم تین ہزار مقام طے کر چکا ہو اور مدعی کو ان مقامات کے بیان کرنے کو کہا جائے۔ جو شخص بیداری میں آپ کے دیدار کا دعویٰ کرے اس سے آپ کے پاکیزہ حالات کے متعلق دریافت کیا جائے۔ اس کا جواب سنا جائے کہ آنکھوں سے دیکھ کر جواب دینے والا چھپ نہیں سکتا اور نہ دیکھنے والے کے ساتھ متشبہ نہیں ہو سکتا۔

جب کسی کی نظر صاف ہو جاتی ہے اور اس کی بصیرت کا نور مکمل ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر ایسی رحمت فرماتا ہے کہ جس کے بعد کسی قسم کی بدبختی کا خطرہ نہیں رہتا تو اللہ تعالےٰ اسے سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار عطا فرماتا ہے چنانچہ وہ آپ کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا اور بیداری میں آپ کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اُسے اس نعمت سے مالامال فرماتا ہے جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی بشر کے دل پر اس کا خیال تک گزرا۔ مشاہدہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایک بہت بڑی بات ہے اس کا بہت بڑا مرتبہ ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ مدد نہ فرمائیں تو انسان اسے برداشت نہیں کر سکتا۔ اگر ہم فرض کر لیں کہ ایک شخص بہت طاقتور ہے کہ اس میں اکیلے ۵۰ آدمیوں کی طاقت ہے جو اپنی بہادری اور شجاعت کی وجہ سے شیر کو کان سے پکڑ سکتے ہیں۔ پھر ہم فرض کریں کہ آفتابِ رسالت صلے اللہ علیہ وسلم اس شخص کی طرف نکل آئیں تو آپ کے دبدبہ اور رعب کی وجہ سے اس شخص کا جگر پھٹ جائے اس کی ذات پگھل جائے اور روح نکل جائے اور اس قدر دبدبے اور رعب کے باوجود اس مشاہدہ میں وہ لذت پائی جاتی ہے کہ نہ

اس کی کیفیت بیان ہو سکتی ہے نہ اس کا احاطہ ہو سکتا ہے۔ حتیٰ کہ اہل مشاہدہ کے نزدیک یہ جنت میں جانے سے بھی افضل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو لوگ جنت میں جائیں گے انہیں جنت کی تمام نعمتیں عطا نہ ہوں گی بلکہ ہر شخص کے لئے مخصوص نعمتیں ہوں گی۔ برخلاف مشاہدہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ جب انسان کو یہ حاصل ہو جاتا ہے تو اس کی ذات کو جنت کی تمام نعمتوں سے سیراب کیا جاتا ہے۔ پس جو چیز جنت میں داخل ہونے سے بہتر اور افضل ہے وہ بیداری میں آپؐ کا دیدار مبارک ہے۔ چنانچہ آج بھی اللہ تعالےٰ کے ولی آپؐ کو اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح صحابہ کرامؓ آپؐ کو دیکھا کرتے تھے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے فرمایا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا چار قسموں پر ہے۔ ۱۔ رویائے الٰہی ہے کہ اتصال تعین کا آپؐ کے کے ساتھ ہے۔ ۲۔ ملکی ہے اور وہ متعلقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا ہے مثلاً آپؐ کا دین، آپؐ کی سنت، آپؐ کا ورثہ، آپؐ کا نسب مطہر، آپؐ کی اطاعت و محبت میں سالک کا درجہ اور اس کے مانند جو امور ہیں، ان امور میں آپؐ کی صورت مقدس میں دیکھنا پردۂ مناسبات میں ہے جو فن تعبیر میں معتبر ہے۔ ۳۔ رویائے نفسانی ہے کہ اپنے خیال میں آپؐ کی جو صورت ہے اس صورت میں دیکھنا اور یہ تینوں قسمیں صحیح ہیں۔ ۴۔ شیطانی ہے یعنی آپؐ کی صورت میں شیطان اپنے کو خواب میں دکھا دے اور یہ صحیح نہیں ہو سکتی۔ یعنی ممکن نہیں کہ شیطان خبیث اپنی صورت آپؐ کی سی بنا سکے اور خواب میں دکھا سکے البتہ مغالطہ دے سکتا ہے اور تیسرے قسم کے خواب میں بھی کبھی شیطان ایسا کرتا ہے کہ آپؐ کی آواز اور بات کے مشابہ شیطان بات کرتا ہے اور وسوسہ ڈالتا ہے (فتویٰ عزیزی صفحہ ۲۸۵ تا ۲۸۶)

حضرت مولانا ذکریا صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ علمائے تعبیر نے لکھا ہے کہ جو فرشتہ خواب دکھانے پر متعین ہے اس کا نام صدیقون ہے جو مثالوں سے آدمی کو خواب کی شکل میں سمجھاتا ہے۔ یہ عام خواب کے متعلق ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اگر خواب میں ہو تو تصرف شیطان سے پاک ہوتی ہے۔ جو حلیہ شریف آپؐ کا مستند

کتابوں مثلاً شمائل ترمذی شریف وغیرہ میں تحریر ہے، اس کے خلاف خواب میں دیکھے یا کوئی ایسی بات دیکھے جو آپؐ کی بیماری یا پریشانی کو ظاہر کرے یا کسی ایسے کام کا حکم کرتے یا منع کرتے دیکھے جو خلافِ شرع ہو یا شانِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مناسب نہ ہو تو دیکھنے والے کی غلطی، کوتاہی اور قصور کی بنا پر ہوتا ہے۔ اس کو شراح و مشائخ آئینہ سے تشبیہ دیا کرتے ہیں کہ ایک شئے کو اگر سُرخ آئینے میں دیکھو تو سُرخ نظر آتی ہے اور سبز میں سبز۔ اسی طرح سیاہ، سفید اور لمبی چوڑی۔ غرض مختلف الانواع نظر آتی ہے۔ اسی طرح خواب میں ذات تو سید الانبیا منتہی النبیین صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی نظر آتی ہے لیکن اس ذاتِ اقدس کے ساتھ جو احوال اور اوصاف نظر آتے ہیں، وہ خواب دیکھنے والے کے تخیّل اور ادراک کا اثر ہے کہ جس قسم کے احوال دیکھنے والے کے ہوں گے ویسے ہی صفات کے ساتھ زیارت نصیب ہوگی۔ مثلاً بعض صوفیار نے لکھا ہے کہ جو شخص خواب میں دیکھے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دنیا کا نیکی ترغیب دے رہے ہیں تو اس میں دیکھنے والے کی ظلمت کا شمول ہے کہ وہ کسی مکروہ فعل کے ارتکاب میں بلا ارادہ مبتلا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے عالمِ حیات میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان کے اثر سے محفوظ فرما دیا تھا۔ اسی طرح وصال کے بعد بھی شیطان کو یہ قدرت مرحمت نہیں فرمائی کہ وہ آپؐ کی صورت بنا سکے۔ اس کے بعد یہ بحث ہے کہ آپؐ کی ذاتِ مبارک بعینہٖ نظر آتی ہے۔ یعنی یہ کہ دیکھنے والے میں اتنی قوت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ ذاتِ اقدس کی زیارت اپنی جگہ پر کرے یا صورتِ مثالی کی زیارت ہوتی ہے جیسے کوئی شخص آڑ میں بیٹھ کر اپنے سامنے ذرا فصل سے ایک بڑا آئینہ رکھ لے اور دوسرا شخص جو اس آڑ کے پیچھے ہے جو اس آئینہ کو دیکھے تو اس آئینہ میں اس بیٹھنے والے شخص کی صورت مثالی ہوگی۔ بعینہٖ اس کی ذات آئینہ میں نہیں آرہی ہے۔ صوفیار کا قول ہے کہ دونوں طرح زیارت ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کو بعینہٖ ذاتِ اقدس کی زیارت ہوتی ہے اور بعض کو آئینہ کی طرح مثال کی یہی وجہ ہے کہ بعض مرتبہ لوگوں کو مثالی صورت میں آپؐ کی زیارت ہوتی ہے کہ گویا وہ آئینہ ہے آپؐ کی صورت

مبارکہ کا۔

آپ کی ایک ہی وقت میں مختلف شہروں میں، مختلف ملکوں میں، مختلف لوگ زیارت کرتے ہیں۔ آپ بیک وقت کہاں کہاں تشریف لے جا سکتے ہیں، کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ اس لئے کہ مختلف لوگوں کی زیارت کے لئے یہ ضروری نہیں کہ سب جگہ آپ تشریف لے جائیں بلکہ ایک ہی جگہ سے سب کو زیارت ہو سکتی ہے کہ آفتاب اپنی جگہ قائم ہے اور مختلف لوگ دور دور کے شہروں اور ملکوں سے اُسے دیکھ رہے ہیں اور پھر جس قسم کی عینک سبز، سُرخ، سیاہ لگاکر دیکھیں گے آفتاب ویسا ہی نظر آئے گا حالانکہ آفتاب ایک ہی صورت پر ہے۔ اس کے رنگ میں کوئی فرق نہیں آتا جیساکہ دور بین اور خورد بین کے تفاوت سے چیز میں تفاوت معلوم ہوتا ہے اور بھینگی آنکھ ایک کے بجائے دو دیکھتی ہے۔ اس لئے کہ اگر آپ کی زیارت میں کوئی چیز شان والا کے مناسب نظر نہ آئے تو وہ نظر کا قصور ہے۔ اسی طرح شریعت مطہرہ کے خلاف کوئی بات سننے میں آئے تو وہ سننے والے کا قصور ہے۔ (جس طرح آفتاب آسمان کے درمیان ہوتے ہوئے مشرق و مغرب کے تمام شہروں پر اپنی روشنی پہنچاتا ہے اسی طرح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی آن میں مشرق و مغرب، شمال و جنوب کے سلام کرنے والوں کا جواب مرحمت فرماتے ہیں)

ابن امیر الحاج "مدخل" میں لکھتے ہیں کہ اس سے بہت احتراز کرنا چاہیئے کہ خواب میں یا غیبی آواز سے جاگتے میں کسی ایسی چیز کی طرف قلب کو طمانیت اور سکون ہو جو صدر اول کے خلاف ہو۔ اسی طرح خواب میں دیکھنے کی وجہ سے کسی ایسی چیز کی طرف مانوس ہو جو سلطنت کے خلاف ہو۔ اس سے بھی احتراز کرنا چاہیئے جیساکہ بعض لوگوں کو پیش آیا کہ ان کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں کسی چیز کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم فرمایا اور دیکھنے والے نے محض خواب کی بنا پر اس پر عمل شروع کر دیا اور اس کو کتاب اللہ اور سُنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پر پیش کر کے نہیں جانچا۔ حالانکہ حق تعالےٰ کا ارشاد ہے فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف رد کرنے کا مطلب اس کی کتاب پر پیش کرنا ہے اور حضرت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ردّ کرنے کا مطلب آپؐ کی حیات میں آپؐ کی ذات پر پیش کرنا تھا اور آپ کے وصال کے بعد آپ کی سُنّت پر پیش کرنا ہے اگرچہ آپؐ کا ارشاد ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھی کو دیکھا بے تردد حق ہے لیکن حق تعالیٰ نے خواب پر عمل کو مکلف نہیں بنایا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تین آدمی مرفوع القلم ہیں - ان میں سے ایک وہ شخص ہے جو سو رہا ہو، یہاں تک کہ جاگ جائے (دوسرا بچہ اور تیسرا المجنون) اس کے علاوہ یہ بھی وجہ ہے کہ علم اور روایت اس شخص سے حاصل کی جاسکتی ہے جو متیقظ ہو، حاضر العقل ہو اور سونے والا ایسا نہیں ہوتا - اسی وجہ سے علماء نے لکھا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی حکم یا ممانعت اگر خواب میں دیکھی جائے تو اس کو کتاب و سُنّت پر پیش کیا جائے - اگر اس کے موافق ہے تو خواب بھی حق ہے، اور کلام بھی حق ہے اور یہ دیکھنے والے کی طمانیت کے لئے بشارت کے طور پر ہے اور اگر ان کے خلاف ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ خواب تو حق ہے لیکن شیطانی اثر سے سننے والے کے کان میں ایسی چیز پڑی جو آپؐ نے ارشاد نہیں فرمائی - امام نوویؒ نے "تہذیب الاسماء واللغات" کے شروع میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں لکھا ہے کہ جس نے آپؐ کو خواب میں دیکھا ہے، بے شک اس نے آپؐ ہی کو دیکھا ہے کہ شیطان آپؐ کی صورت اختیار نہیں کر سکتا لیکن اس نے اگر کوئی چیز خواب میں احکام کے متعلق سُنی تو اس پر عمل جائز نہیں، نہ اس وجہ سے کہ خواب میں کوئی تردد ہے بلکہ اس وجہ سے کہ دیکھنے والے کا ضبط معتمد نہیں - اور بھی بہت سے علماء نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔

شیخ عزیز الدین بن عبد السلام مقدسیؒ جو مشاہیر شافعیہ سے ہیں، جس وقت ایک شخص کو سُنا جو کہتا تھا میں اپنی لڑکیوں کی شادی کے لئے پریشان تھا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا - آپؐ نے خواب ہی میں مجھ کو ایک دفینہ بتایا اور ارشاد فرمایا کہ خمس اس کا ادا نہ کرنا - حضرت شیخؒ نے فرمایا کہ اس کو خمس دینا چاہیئے - اس لئے کہ حدیث صحیح میں ادائے خمس کا حکم ہے اور اس کو راویوں نے بحالت بیداری و درستی حواس سنا اور نقل کیا

ہے اور اس شخص نے حالت خواب و غفلت میں سُنا ہے۔ گمان غلطی کا ہے' اعتماد کے قابل نہیں۔ اس لیئے شریعت غرا میں احکام خواب کو صحیح نہیں مانا اگر کتاب و سُنت کے خلاف ہوں (تنویر الحوالک للسیوطی) (فتوی عزیزی صد ۱۹۲ طبع شد در طبع مجیدی واقع کانپور)

میاں غلام باریؒ سجادہ نشین حضرت اخوند رامپوریؒ شریعت و طریقت کے رموز و غوامض کو بہت اچھی طرح سمجھتے تھے۔ مولوی فیروز الدینؒ (فیروز سنز والے) کو دو مرتبہ خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہہ مبارک نظر آئی مگر دونوں مرتبہ صورت مبارک میں فرق تھا۔ مولوی صاحبؒ نے میاں صاحبؒ سے اس کی وجہ دریافت فرمائی اور یہ بھی کہا کہ میں نے حدیث پاک بھی سُنی ہے کہ شیطان آپؐ کی صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ اس پر میاں صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ تو ٹھیک ہے مگر انسانی خیال تو صورت بنا لیتا ہے۔ زیارت کی پوری تسلی جب ہوتی ہے کہ انسان خواب سے بیدار ہو تو اپنے بستر اور تنفس میں خوشبو محسوس کرے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے بھی یہی معیار زیارت مقرر فرمایا ہے۔ ان کے سوا جو صورتیں نظر آتی ہیں' وہ اپنے ہی خیال کا عکس ہوتی ہیں اور ان کو اصل زیارت نہیں کہا جا سکتا

حضرت سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرے آدمی کی شکل میں دیکھا جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ نے فرمایا کہ اس میں مختلف عقائد ہیں۔ حضرت امام غزالیؒ کے نزدیک جس صورت میں دیکھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جمال باکمال حقیقت میں دیکھنا ہے۔ اگر دوسری صورت میں یعنی سیاہ رنگ وغیرہ میں دیکھا تو تعبیر کا محتاج ہے مگر اوّل صورت میں نہیں۔ راجع عقیدہ یہی ہے۔ چنانچہ ایک شخص نے آپؐ کو سیاہ دیکھا۔ اس کے مرشد نے فرمایا کہ تیرے دین و ایمان میں خلل ہے اور محدثین کے نزدیک حدیث من رانی میں داخل نہیں ہوا۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے ایک صاحب نے دریافت فرمایا کہ اگر کوئی مومن حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے۔ آپ نے فرمایا اچھی علامت ہے خدا کی بڑی نعمت

ہے۔ عرض کیا کہ یہ کیسے معلوم ہو کہ یہ آپؐ ہی ہیں؟ فرمایا کہ علم ضروری کے طور پر اگر قلب گواہی دے دے کہ یہ آپؐ ہی ہیں تو بس کافی ہے۔ عرض کیا کہ اکثر لوگوں نے آپؐ کو خواب میں دیکھا مگر مختلف ہیئت میں۔ فرمایا کہ دیکھنے والے کی مثال آئینہ کی سی ہے۔ جیسا آئینہ ہوتا ہے ویسی ہی چیز نظر آتی ہے۔ کسی آئینہ میں لمبا چہرہ نظر آتا ہے، کسی میں چوڑا۔ یہ تو اختلاف مرایا کا ہے مرئی کا نہیں۔ یہ تو توجیہہ ہے اس کی کہ آپؐ کی صورت مبارکہ دیکھنے والے کیلئے آئینہ میں نظر آئی۔ کبھی دیکھنے والا آپؐ کو کسی خاص صورت میں دیکھتا ہے اور وہاں وہ صورت اس شخص کی ہوتی ہے اور آپؐ کی ذات مبارکہ آئینہ ہوتی ہے۔ یہ شخص غلطی سے اس کو آپؐ کی صورت سمجھتا ہے، حالانکہ وہ خود اس کی صورت ہوتی ہے۔ چنانچہ ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں اس شکل میں دیکھا کہ آپؐ روضۂ مبارک میں بیٹھے حقہ پی رہے ہیں (نعوذ باللہ) میں نے کہا کہ تم کو اپنی صورت آپؐ کے آئینہ میں نظر آئی ہے۔ وہ شخص حقہ پیتے تھے۔ اسی طرح مولانا شاہ محمد اسحاق دہلویؒ نے خواب میں دیکھا کہ ایک چورا ہے پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لاش مبارک بے کفن رکھی ہے۔ لوگ آتے ہیں اور اس سے پاؤں لگاتے ہوئے چلے جاتے ہیں (نعوذ باللہ) ان بزرگ نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اب اس ملک میں آپؐ کی شریعت کی پامالی ہونے والی ہے اور اس بناء پر ہجرت کر کے آپ ہندوستان سے مکہ معظمہ چلے گئے اور چار سال بعد وہیں آپ کا وصال ہوا۔ تو یہاں بھی اسلام حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ میں نظر آیا (الافاضات الیومیہ حصہ چہارم یعنی ملفوظات مولانا تھانویؒ حصہ چہارم صفحہ ۳۹۶)

صاحب خزینۃ الاسرار حضرت محمد بن علی آفندیؒ نے اپنا دیکھنا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ۱۲۶۱ھ میں نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ جو آپؐ کو ساتھ نقصان شمائل شریفہ کے دیکھتے ہیں۔ یہ امر راجع ہے طرف حال رائی کے کہ وہ استقامت میں متغیر الحال ہوتا ہے۔ کیونکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل آئینہ کے ہیں (کتاب التعویذات

صفحہ ۱۲۰)

خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ارشاد فرمائیں تو اگر وہ امر مشروع ہے تو عمل کیا جائے اور اگر غیر مشروع ہے تو دیکھنے والے کی غلطی پر محمول ہوگا۔ رہا یہ کہ عمل کرنے کے لئے جب مشروع ہونا شرط ہوا تو یہ امر قبل رویا کے بھی تھا۔ رویاء کا کیا اثر ہوا؟ تو بات یہ ہے کہ رویاء سے اس کا تاکد اس شخص کے حق میں بڑھ جائے گا (نشر الطیب از مولانا تھانویؒ صفحہ ۳۱۱)

علامہ شیخ جلال الدین سیوطیؒ "تنویر الحوالک" شرح "موطا" امام مالکؒ میں فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسم اور روح مبارک کے ساتھ زندہ ہیں اور آپ جہاں جاہیں زمین و آسمان میں سیر کرتے اور تصرف (انبیاء اور اولیاءؒ سے جو عجائبات خرق عادت کے طور پر صادر ہوں) فرماتے ہیں۔ آپ تبدیلی کے بغیر اس صورت میں ہیں جس صورت میں وصال سے پہلے تھے۔ آپ فرشتوں کی طرح لوگوں کی نظروں سے غائب ہیں۔ جب اللہ تعالےٰ کسی پر مہربانی فرمانا چاہتا ہے تو پردہ اٹھ جاتا ہے اور اسے حقیقتاً زیارت بابرکت نصیب ہو جاتی ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی یہی کیفیت ہے کہ وفات کے بعد ان کی روحیں واپس جسم کی طرف آگئی ہیں اور ان کو قبروں سے نکل کر زمین و آسمان میں تصرف کی اجازت دے دی گئی ہے۔

حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ حضور سرور انس وجاں صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک اعلیٰ علیین میں رفیق اعلیٰ میں ہے جہاں کہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی ارواح مقدسہ ہیں۔ پس روح تو وہاں ہے اور وہیں سے اسے روضۂ منورہ میں رکھے جسد اطہر کے ساتھ اتصال ہو رہا ہے۔ روح و بدن کا ایسا قوی تعلق قائم ہو چکا ہے کہ آپ اپنی قبر شریف میں نماز پڑھتے ہیں اور ہر سلام کرنے والے کے سوال کا جواب دیتے ہیں۔ روح و بدن کے اسی تعلق کی بناء پر آپ نے شب معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر مبارک میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا تھا۔ یہ بات طے شدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں۔ حضرت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ عالم بیداری میں بحالت سفر حضرت موسیٰ و حضرت یونس علیہما السلام کو وادیٔ ازرق اور ثنیہ ہرشی میں "لبیک" پڑھتے ہوئے خاص ہیئت ولباس میں دیکھا تھا۔ آپ نے ایک مرتبہ یہ بھی فرمایا کہ میں نے وادیٔ عسفان میں حضرت نوح، حضرت ہود اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کو دیکھا، وہ سُرخ اونٹوں پر سوار تھے اور ان کی مہاریں کھجور کی چھال کی تھیں۔ یہ واقعات لیلۃ المعراج کے نہیں، دوسرے مواقع کے ہیں (روح و روحانیت از امام ابن قیم رح)

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رح فرماتے ہیں کہ مجموعہ روایات کے علاوہ فضیلت و اکرام ملائکہ کے برزخ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ مشاغل ثابت ہیں۔ (۱) اعمالِ امت کا ملاحظہ فرمانا (۲) نمازیں پڑھنا (۳) مناسب غذا اُس عالم کی نوش فرمانا (۴) سلام کا سُننا نزدیک سے خود اور دور سے بذریعہ ملائکہ (۵) سلام کا جواب دینا۔ یہ تو دائماً ثابت ہیں اور احیاناً بعض خواص امت سے آپ کا سلام اور ہدایت فرمانا بھی آثار و اخبار میں مذکور ہے اور حالت رویا اور کشف میں تو ایسے واقعات حصر و شمار سے متجاوز ہیں حضرت انس رض سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ (نشر الطیب ص ۱۸۳ مطبوعہ دیوبند۔ مولانا تھانوی رح اور حضرت مولانا انور شاہ رح نے اس حدیث شریف کو بالکل درست مانا ہے) کتنی ہی پست آواز میں درود یا سلام سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس یا مسجد نبوی میں پڑھا جائے آپ خود سنتے ہیں (مولانا تھانوی رح) دوسرے لوگوں کی طرح آپ قبر منور میں دوسری موت کا مزہ ہرگز نہ چکھیں گے۔ دوسرے عام لوگوں کو انبیاء علیہم السلام کے علاوہ قبر میں سوال و جواب کے لئے زندہ کیا جاتا ہے اور پھر دوبارہ موت واقع ہو جاتی ہے۔ آپ پر یہ دوسری موت نہ آئے گی۔ ایک بار لذتِ وفات چکھنے کے بعد اور پھر زندہ ہونے کے بعد آپ حیاتِ دائمہ سے زندہ ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رض کا یہ بات بیان کرنے کا مقصد "حیات النبی ص" کی جانب اشارہ ہے۔

(حضرت عبدالحق محدث دہلویؒ) حضور فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام بعد وصال وہی ہے جو آپؐ کی حیات طیبہ میں تھا۔ آپؐ بعد از وصال بھی اسی طرح رسولؐ ہیں جس طرح اپنی مقدس زندگی میں تھے۔ مسجد نبویؐ میں آہستہ بات کرنا چاہیئے اور دوسرے آداب کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ ع لے سانس بھی آہستہ کہ دربار نبیؐ ہے

حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ نے نہایت تحقیق و اعلیٰ تطبیق کے بعد "آب حیات" کے اندر فرمایا کہ عام لوگوں کی موت اور انبیاء علیہم السلام کی موت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ عام لوگوں کی روح موت کے وقت جسم سے الگ ہوجاتی ہے اور انبیاء علیہم السلام کی روح جسم سے الگ نہیں ہوتی صرف ایک پردہ پڑجاتا ہے۔ اس سے پہلے یہ راز کسی اور نے نہ کھولا تھا۔

مظالم کربلا کے بعد ۶۳ھ میں یزید نے اہل مدینہ پر جن میں کثرت سے صحابہ کرامؓ اور اکثر تابعین کرامؒ تھے، فوج کشی کا حکم دیا۔ اس لشکر نے اپنے ڈیرے حرہ کے مقام پر ڈالے (حرہ مدینہ طیبہ کے باہر وہ زمین ہے جہاں کثرت سے سیاہ پتھر پائے جاتے ہیں) مدینہ طیبہ میں ایام حرہ میں قتل عام اور لوٹ مار کا بازار گرم تھا اور مسجد نبوی میں حضرت سعید بن المسیبؒ کے علاوہ کوئی اور نہ ہوتا تھا۔ آپ کو افضل التابعین کہا جاتا ہے۔

ابونعیمؒ، ابن سعدؒ، امام دارمیؒ، زبیر بن بکارؒ اور علامہ ابن جوزیؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن المسیبؓ نے ارشاد فرمایا: "جب نماز کا وقت ہوتا تھا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر سے اذان کی آواز سنتا تھا، بعدہٗ اقامت بھی ہوتی تھی اور میں اس اقامت سے مسجد نبوی میں نماز پڑھتا تھا۔ میں نے پندرہ نمازیں اسی صورت ادا کیں۔

(جذب القلوب صـ ۱۸۸) (مدارج جلد ۲ صـ ۹۵) (وفاالوفا) (حلیۃ الاولیاء) (خصائص کبریٰ) (قول بدیع)

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کسی حالت میں بھی باطل اور غلط نہیں ہوسکتی۔ اگرچہ آپؐ اپنی اصل صورت کے علاوہ کسی اور صورت میں

نظر آویں اس لئے کہ شکل بھی منجانب اللہ تعالیٰ بنائی جاتی ہے (جمع الوسائل مصنفہ ملا علی قاریؒ جلد ۲ صفحہ ۲۹۶)

امام محی الدین نوویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا خواہ کسی لباس یا صفت میں جلوہ فرما ہوں آپ ہی کو دیکھنا ہے۔ دیکھنے والے نے آپ ہی کو دیکھا۔ آپ کی ذات گرامی تحقیقی صورت اور تمثیلی صورت دونوں میں ایک ہے۔ تغیر صفات یا تغیر صورت سے تغیر ذات لازم نہیں آتا۔

حضرت رسول نما اویسی دہلویؒ فرماتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہونا ایک سعادت عظیم ہے جو اولیاء اللہ کو کشف و خوارق کے ظہور میں آنے کے درجہ تک پہنچنے کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ کسی دعا، درود یا ریاضت کے وسیلہ سے اس سعادت کو حاصل کرنا ایسا ہے کہ ایک خاکروب بادشاہ کا دروازہ کھٹکھٹا کر اس کو بلائے۔ ممکن ہے بادشاہ حسن خلق کی وجہ سے اس پر عتاب نہ کرے اور باہر تشریف لاکر اسے اپنے دیدار فیض سے محروم نہ کرے لیکن یہ بات علو شان سلطنت کے ضرور منافی ہے۔ برخلاف اس کے اگر بادشاہ از راہ لطف و کرم ایک گدا کی جھونپڑی کو اپنے قدوم سے شرف بخشے تو اس سے اس کے علو شان میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ بلکہ یہ اس کی عین ذرہ نوازی و الطاف بخشی ہو گی۔

فرمایا کہ شیطان کے لئے آپ کی شکل میں نمودار ہو کر دھوکا دینا ممکن نہیں۔ کیونکہ آپ سرچشمۂ ہدایت ہیں اور شیطان ضلالت کا مبدء ہے۔ دونوں میں تضاد اور منافات ہے لیکن خدا تعالیٰ دونوں صفتوں کا جامع ہے۔ پس کوئی خدائی کا دعویٰ کرے تو اس سے خارق عادت کا ظہور ہونا ممکن ہے لیکن اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ معجزہ ہرگز نہیں دکھا سکتا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے "تکمیل الایمان" میں فرمایا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہونا سلامتی ایمان کا باعث ہے۔ ظاہر ہے

تمام بات خاتمہ پر موقوف ہے۔ اس لئے جس کا نتیجہ حسن عاقبت ہو اس کو کس طرح بے اثر کہہ سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ جس صورت میں بھی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لے اور اس کا اعتقاد ہو کہ یہ صورت مبارک آپؐ کی ہے یا کوئی اور شخص کہہ دے یا وہ خود فرما دیں کہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں تو وہ یقیناً آپؐ کی صورت مبارک ہے اور اس میں شیطان کو کچھ دخل نہیں ہو سکتا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے "مدارج النبوت" میں "خصوصیات" کے بیان میں بھی بحث کے بعد فیصلہ یوں کیا: حاصل کلام یہ ہے کہ موت کے بعد حضرت نبی الرحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا مثالی صورت میں ہے جیسا کہ خواب میں آپؐ کی مثال شریف کا دیدار ہوتا ہے۔ جاگتے میں بھی مثال شریف کا دیدار ہوتا ہے اور وہ مبارک وجود جو مدینہ منورہ میں قبر اطہر کے اندر آرام فرما ہے اور زندہ ہے، مثالی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ ایک وقت میں کئی مثالی وجود عوام کو خواب میں اور خواص کو جاگتے میں نظر آتے ہیں۔ سوال وجواب کے وقت قبر میں بھی آپؐ کی مثالی صورت ظاہر ہوتی ہے۔ (جلد اوّل صہ ۷۶)

بزرگان دین اور کاملین کی پرورش اب بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی فرماتے ہیں اور میں ایسے مردان خدا سے واقف ہوں جن کو آپؐ کی زیارت ڈیڑھ دو سو بار ہوئی اور جن کی ظاہری و باطنی مشکلات کو آپؐ نے خود حل فرمایا (تنویر اللمعان از مولانا محمد عتیق فرنگی محلی سنہ ۱۳۷۹ھ لکھنؤ)

احسان دانش ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

چوما ہے اپنی آنکھوں کو رکھ رکھ کے آئینہ
جب بھی ہوئی ہے مجھ کو زیارت حضورؐ کی

حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے خواب میں میرا دیدار کیا تو اس نے یقیناً میرا ہی دیدار کیا کیونکہ میں ہر صورت میں نظر آتا ہوں (ملاحظہ ہو

ما ثبت بالسنۃ فی ایام السنۃ" مصنف شیخ عبدالحق محدث دہلوی صہ ۱۳۶) قاضی عیاض غرناطی، امام نوویؒ اور ابن حجر عسقلانیؒ متفق البیان ہیں کہ جس صورت میں بھی کسی نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا، وہ آپ ہی کا دیدار ہے۔ حدیث ہے:

من رانی فقد رای الحق فان الشیطان لا یتمثل بی

کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بحالت بیداری بھی دیدار ممکن ہے؟

"جس نے خواب میں مجھے دیکھا، وہ بحالت بیداری میرا دیدار ضرور کرے گا" (صحیح مسلم، ابن ماجہ، ترمذی) مفسرین اس حدیث کی تفسیر یوں فرماتے ہیں کہ خواب دیکھنے والے کو اس خواب کی تصدیق حالت بیداری میں ہو جائیگی۔ علامہ انور شاہؒ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کبھی وجود مثالی کے ساتھ خواب میں جلوہ افروز ہوتی ہے اور کبھی آپ بیداری میں جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ میرے نزدیک آپ کا بیداری میں دیدار ممکن ہے۔ جیسا کہ امام جلال الدین سیوطیؒ نے ۲۲ مرتبہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت بیداری دیکھا اور آپ سے چند احادیث کے بارے میں دریافت کیا اور ان کی تصحیح فرمائی۔ اسی طرح امام عبدالوہاب شعرانیؒ نے بھی لکھا ہے کہ انھوں نے مع اپنے آٹھ ساتھیوں کے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بخاری شریف پڑھی اور وہ دعا بھی تحریر فرمائی جو صحیح بخاری کے ختم پر آپ نے پڑھی تھی (فیض الباری جلد نمبر ۱ صہ ۲۰۴)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدسہ سے فیض حاصل کرنے کو "اویسی طریقہ" کہتے ہیں۔ "الفوز الکبیر" میں فرماتے ہیں کہ "میں نے قرآن مجید آپ کی روح پر فتوح سے پڑھا ہے اور میں آپ کا اویسی ہوں" آپ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہ اور عالم خواب میں احادیث سنیں اور بعض کی اصلاح فرمائی اور ان کو ایک رسالہ کی صورت میں مرتب فرما کر اس کا نام "درِ ثمین" رکھا۔

دنیا میں ہر چیز کے دو وجود ہیں۔ نظر نہ آنے والے وجود کو وجودِ حقیقی کہتے ہیں اور جو نظر آتا ہے وہ وجودِ حسّی ہے۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ "التکشف" میں وجود مثالی کی یوں تعریف فرماتے ہیں "کوئی ذات باوجود اپنی حالت وصحت کے کسی دوسری صورت میں ظہور کرے۔ اس دوسری صورت کو مثالی صورت کہتے ہیں۔" جبریل امینؑ مثالی صورت میں وحی لاتے رہے اور صرف دو مرتبہ اپنی ملکوتی صورت میں آئے۔

امام غزالیؒ کے یہاں وجود مثالی کا نام وجود حسّی ہے یعنی وجود حسّی وہ وجود ہے جو آنکھوں میں تو آجاتا ہے لیکن خارج میں اس کا وجود نہیں ہوتا۔ فیصل التفرقہ صـ ۱۸ حضرت ابوذرؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں وہ چیزیں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ آوازیں سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ (ترمذی)

حضرت امام غزالیؒ "المنقذ من الضلال" میں تحریر فرماتے ہیں کہ نفوس قدسیہ کو حالت بیداری میں ملائکہ وارواح انبیاء علیہم السلام کا دیکھنا نصیب ہوتا ہے۔ یہ روحانی حضرات عالم بیداری میں فرشتوں اور انبیاء علیہم السلام کی ارواح کو دیکھتے اور ان کی آوازیں سنتے ہیں اور ان سے فوائد حاصل کرتے ہیں۔ محققین کا قول ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت بیداری دیکھنا بھی مثالی ہوتا ہے۔ یہ دیکھنا سوائے دیکھنے والے کے دوسروں کے لئے حجت و دلیل نہیں ہوسکتا۔

حاصل یہ ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت خواب یا بحالت بیداری اصل اور مثالی صورتیں دیکھا جاسکتا ہے۔ آپؐ کا خاصہ یہ ہے کہ آپؐ اپنی روح مبارک کو اپنے بدن مبارک میں ظاہر فرما سکتے ہیں جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے "فیوض الحرمین" کے اندر اپنے مشاہدات میں بیان فرمایا ہے۔

حضرت مولانا حافظ محمد ادریس کاندھلویؒ (سابق شیخ التفسیر والحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور) "سیرۃ المصطفیٰ" حصہ سوم میں حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکم "کل نفس ذائقۃ الموت" تھوڑی دیر کے لئے موت

کا مزہ چکھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو زندہ کر دیا اور زمین پر آپؐ کے جسم کو کھانا حرام کیا۔ پس آپؐ اب حیاتِ جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں اور آپؐ کی یہ حیات حیات شہدا سے کہیں زیادہ اکمل اور افضل ہے۔ کذا فی شرح المواہب جـ۵ صـ۳۳۳ و مدارج النبوۃ جـ۱ صـ۱۶۹ باب پنجم۔ علامہ سبکیؒ فرماتے ہیں کہ یہ ناممکن ہے کہ شہید کو نبیؐ سے بڑھ کر کوئی اعلیٰ و ارفع مرتبہ حاصل ہو سکے نیز شہدا کو یہ مرتبہ عالیہ (یعنی حیات جسمانی) کا مرتبہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شریعت اور ملت کی حفاظت میں جاں بازی اور سرفروشی کے صلہ میں ملا ہے پس قیامت تک جو خدا تعالےٰ کی راہ میں جہاد کرے گا اور شہید ہو گا تو ان تمام شہداء کا اجر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نامۂ اعمال میں ثبت ہو گا اور آپؐ کا مقام ان تمام شہداء سے باعتبار حیات کے سب سے اعلیٰ اور ارفع ہو گا۔ اس لئے کہ دین کا سنگ بنیاد رکھنے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لہٰذا آپؐ کی تنہا حیات تمام شہدائے عالم کی حیات سے زیادہ قوی اور بلند ہو گی۔ دیکھو شفاء السقام صـ۱۴۱ نیز یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شہید بھی ہیں۔ چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ شاذ و نادر ہی کوئی نبی ایسا ہو گا کہ جہاں نبوت کے ساتھ شہادت جمع نہ کی گئی ہو۔ پس انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نبی ہونے کے اعتبار سے بھی زندہ ہیں اور شہید ہونے کے اعتبار سے بھی زندہ ہیں اور ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت شہادت وصال فرمایا اس لئے کہ آپؐ کا وصال اس زہر کے اثر سے ہوا کہ جو یہود نے خیبر میں آپؐ کو دیا تھا۔ (رواہ البخاری)

تمام انبیا کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام اہلِ جنت کی ارواح کی طرح نظیف اور لطیف اور پاکیزہ ہوتے ہیں۔ جس طرح اہل جنت کے جسم سے جو چیز نکلتی ہے وہ مشک و عنبر سے زیادہ پاکیزہ اور معطر ہوتی ہے۔ اسی طرح انبیا کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام سے جو چیز نکلتی ہے وہ بھی مشک و عنبر کی طرح معطر ہوتی ہے یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام کی فطرت اور حقیقت اور مزاجی کیفیت اور ساخت و

پرداخت اہل جنت کے طور وطریق پر ہوتی ہے اور اسی وجہ سے انبیاء علیہم السلام کے اجسام مبارکہ وفات کے بعد اہل جنت کے ارواح واجسام کی طرح بوسیدہ اور بالیدہ ہونے سے محفوظ رہتے ہیں اور اسی وجہ سے علماء کی ایک جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات اور بول وبراز کی طہارت کی قائل ہے۔ دیکھو شرح شفا قاری عیاض للعلامۃ القاری صفحہ ۱۶۰ ج ۱ -

جو شخص حضرات انبیاء علیہم السلام کی جسمانی وروحانی خصوصیتوں کو پیش نظر رکھے گا اس کو اس امر میں ذرہ برابر شک نہ رہے گا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اگرچہ ظاہراً جنس حیات میں عامۃ البشر کے ساتھ شریک ہیں لیکن درحقیقت اور درپردہ حیات انبیاء علیہم السلام کی حقیقت اور نوعیت اور کیفیت عامۃ الناس کی حیات سے بالکل مختلف اور جدا ہے اور تمام عالم کی بیداری کو ان حضرات کی بیداری کے ساتھ وہ نسبت بھی نہیں جو قطرہ کو دریا کے ساتھ ہوتی ہے۔ بحالت خواب انبیاء علیہم السلام کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل بیدار ہوتے ہیں۔ جیسا کہ بخاری شریف میں متعدد جگہ مذکور ہے۔ نوم انبیاء علیہم السلام کا ناقض وضو نہیں ہوتا۔ کسی نبی کو کبھی جماہی نہیں آئی اور نہ کسی نبی کو کبھی احتلام ہوا کیونکہ تثاؤب اور احتلام شیطان کے تلاعب سے ہوتا ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام اس سے پاک اور منزہ ہوتے ہیں۔ (دیکھو زرقانی شرح مواہب صفحہ ۲۴۸ ج ۵) اور انبیاء علیہم السلام کا خواب وحی ہوتا ہے۔

پس جس طرح حضرات انبیاء علیہم السلام کی حیات اور ان کی بیداری اور ان کا خواب عامہ مومنین کی حیات اور بیداری اور خواب سے جدا اور ممتاز ہے۔ اسی طرح سمجھو کہ انبیاء علیہم السلام کی وفات ومَمات بھی عامہ مومنین کی وفات اور مَمات سے جدا و ممتاز ہو۔

امام قرطبیؒ حیات انبیاء علیہم السلام کے دلائل بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی موت کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ وہ ہماری نظروں سے پوشیدہ کر دیئے گئے ہیں کہ ان کا ہم ادراک اور احساس نہیں کر سکتے۔ اگرچہ وہ

موجود اور زندہ ہیں اور ہماری نوع کا کوئی فرد ان کو دیکھ نہیں سکتا اِلّا یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی ولی کو بطور کرامت اور خرق عادت بحالت بیداری اپنے کسی نبی کی زیارت سے مشرف فرماتے۔ علامہ سبکیؒ، علامہ سیوطیؒ، علامہ زرقانیؒ، حافظ ابن قیمؒ اور تمام حضرات محدثین کا یہی مسلک ہے۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ کی انبیاء کرام علیہم السلام سے تین طرح ملاقات:۔

امام صدر الدین قونوی قدس سرہٗ "شرح اربعین" میں فرماتے ہیں کہ جس آدمی اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کاملین کی ارواح کے درمیان مناسبت پیدا ہو جائے تو وہ ان کے ساتھ نیند یا بیداری کی حالت میں جب بھی چاہے اکٹھا ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے شیخ حضرت سیدی محی الدین ابن عربیؓ کو دیکھا کہ آپ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام اور گزرے ہوئے تمام لوگوں میں سے جس جس کی روح سے ملنا چاہتے مل لیا کرتے تھے۔ آپ کی یہ ملاقات تین طرح کی تھی

۱۔ اگر چاہتے تو انہی روحانیت کو عالمِ روحانیت میں اتار لیتے تھے اور جسے دیکھنا ہوتا پھر اسے اس کی مجسم صورت مثالیہ میں دیکھ لیا کرتے تھے جو اس کی حسّی، عنصری اور دنیاوی صورت کے مشابہہ ہوتی تھی۔

۲۔ اگر چاہتے تو اپنے جسم سے علیحدہ ہو جاتے تھے اور جس روح سے ملاقات کرنے کا ارادہ ہوتا اس کے ساتھ عالمِ علوی میں، جہاں بھی اس کا مقام متعین ہوتا، وہیں اس سے ملاقات کر لیتے تھے۔

۳۔ اور اگر چاہتے تو ان سے اپنی نیند میں ملاقات کر لیتے تھے۔

خان محمد نیاز الدین خان مرحوم کو ۱۴ر جنوری ۱۹۲۲ء کو شاعرِ مشرق علامہ اقبالؒ نے جو خط لکھا اس میں تحریر ہے۔ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مبارک ہو۔ اس زمانہ میں یہ بڑی سعادت کی بات ہے۔ میرا عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ اور اس زمانہ کے لوگ بھی آپؐ کی صحبت سے اسی طرح مستفیض ہو سکتے ہیں جسطرح

صحابہ کرامؓ ہوا کرتے تھے لیکن اس زمانہ میں اس قسم کے اعتقاد کا اظہار بھی اکثر دماغوں کو ناگوار ہوگا۔ اس لئے خاموش رہتا ہوں۔"

نوٹ :۔ مذکورہ بالا مضمون جو قرآن و حدیث کی روشنی میں تیار کیا گیا ہے۔ اس خاص قسم کے خوابوں اور حیات النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر روشنی ڈالتا ہے اور جید علماء حق کی آراء پر مشتمل ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے متعلق کوئی بھی سوال ہو، امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس کا تسلی بخش جواب یہاں مل جائے گا۔

محتاج شفاعت

محمد عبد المجید صدیقی

سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ

کی چند

موٹی موٹی سُرخیاں

۱۔ آپؐ نے خواب میں جو چیز عطا فرمائی، بیداری پر صاحبِ خواب کو اس طرح مل گئی۔

۲۔ گناہ کبیرہ سے بچالیا۔

۳۔ نماز پڑھائی۔

۴۔ غایت درجہ شفقت کا اظہار۔

۵۔ قہر کا نزول تبرائی پر

۶۔ آپؐ نے جہاد میں شرکت فرمائی۔

۷۔ تعلیم و تلقین۔

۸۔ درود شریف یا وظیفہ عنایت فرمایا

۹۔ آپؐ کی برکت سے ایک عورت پر عذاب قبر موقوف ہو گیا۔

۱۰۔ سلام کہلوایا اور سلام کا جواب عنایت فرمایا۔

۱۱۔ بھوکوں کو کھانا کھلایا۔

۱۲۔ معجزہ کا ظہور ہوا۔

۱۳۔ رشد و ہدایت۔

۱۴۔ تمباکو سے نفرت کا اظہار فرمایا۔

۱۵۔ عالم شہادت میں تشریف لاکر بالمشافہ ملاقات، گفتگو اور ہدایت فرمائی۔

۱۶۔ بیماروں کو نسخہ عنایت فرمایا
۱۷۔ لعاب دہن عنایت فرمایا۔
۱۸۔ موئے مبارک عنایت فرمایا۔
۱۹۔ حدیث شریف کی تصحیح فرمائی۔
۲۰۔ جنازہ میں شرکت فرمائی۔ وغیرہ وغیرہ۔

کیا یہ سرخیاں سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ کے مختلف پہلو عیاں نہیں کرتیں؟

مضامین کی حیثیت سے خوابوں کی تقسیم

۱۔ کتب جو آپ نے پسند فرمائیں، خواب نمبر ۱، ۲۱، ۳۲، ۷۵، ۹۳، ۱۳۵، ۱۶۰، ۱۸۰، ۲۸۵، ۳۰۰، ۲۳۰، ۲۷۲۔

۲۔ آپ نے خواب میں مدرسہ، مسجد یا کنوئیں کا نشان لگایا جو صبح اسی طرح موجود ملا = ۲-۷-۱۲۔

۳۔ نومسلم پر انتہائی شفقت = ۱

۴۔ اپنے پاس خوش بختوں کو مدینہ طیبہ بلا بھیجا = ۴ - ۱۹۰ - ۱۹۱ - ۲۶۰ - ۲۶۹

۵۔ قادیانیوں کی مذمت۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی قبر دیکھ لو۔ ۶

۶۔ مسلمانوں میں ڈاڑھی منڈانے کا مرض وباء کی طرح پھیل گیا۔ ۷

۷۔ جلد بلالیں گے، تکلیف جاں کنی نہ ہوگی۔ ۹

۸۔ لعاب دہن سے زخموں اور جسم کو معطر کر دیا۔ ۱۰

۹۔ شرعی احکامات واضح ہیں۔ ۵

۱۰۔ سینۂ فیض گنجینہ سے چمٹا کر علم عطا کر دیا۔ ۸

۱۱۔ آپ علم کی تقسیم فرما رہے ہیں بشکل دودھ۔ ۳

۱۲۔ جنگ میں فتح کی خوش خبری دے دی۔ ۱۱-۱۳-۱۶-۲۰۸

۱۳۔ آپ نے محصور کو پانی پلا دیا۔ ۱۲

۱۴۔ آپ نے جہاد میں حصہ لیا۔ ۱۳-۴-۳

۱۵۔ ہمیشہ سلام کرنے کے بعد روضۂ اطہر سے آگے بڑھو۔ ۱۴

۱۶۔ غیر مسلم عورت خواب میں آپ کے دست مبارک پر مسلمان ہوگئی اور صبح

۱۱۴۔ آپ کے دستِ مبارک پر ایک مجوسی خواب میں مسلمان ہوگیا۔ ۱۴۰

۱۱۵۔ حدیث شریف کے درست ہونے کی تصدیق فرمادی۔ ۱۴۱

۱۱۶۔ سود خوار کا چہرہ مرنے پر گدھے کا ہوگیا مگر آپ پر درود کی برکت سے ٹھیک ہوگیا۔ ۱۴۲

۱۱۷۔ والدہ کی خدمت حج پر جانے سے افضل ہے۔ ۱۴۳

۱۱۸۔ عالم کی عزت کرنے پر آپ نے دعا دی کہ تیرے سات فرزند بادشاہی کریں اور تیرا نام و نسل زندہ رہے۔ ۱۴۴

۱۱۹۔ عالم کی عزت نہ کرنے پر نسل منقطع ہوگئی۔ ۱۴۴

۱۲۰۔ موئے مبارک کی قدر کرنے کی وجہ سے سب کچھ مل گیا۔ ۱۴۵

۱۲۱۔ موئے مبارک کی ناقدری کی وجہ سے سب کچھ کھو دیا۔ ۱۴۵

۱۲۲۔ سورۂ ہود اور اس کی بہنوں نے مجھے بوڑھا کردیا کہ ان میں قیامت کا ذکر ہے

۱۴۶

۱۲۳۔ لٹے پٹے شخص کی امداد فرمادی۔ ۱۴۷

۱۲۴۔ تم ہماری ملاقات کو نہ آئے تو ہم تم سے ملنے آگئے۔ ۱۴۹

۱۲۵۔ نیک مرد کو دونوں دست مبارک کھول کر دعا دی۔ ۱۵۱

۱۲۶۔ تمباکو و حقّہ کی بُو سے آپ کو نفرت ہے۔ ۱۵۲، ۲۱۷، ۲۷۷

۱۲۷۔ خوش الحانی سے قرآن پڑھنے والے کو دعا دی۔ ۱۵۴

۱۲۸۔ نزع کی تکلیف میں پانی مانگا تو آپ نے اسے پانی پلا دیا۔ ۱۵۶

۱۲۹۔ بچوں وغیرہ کے عید کے کپڑوں کا انتظام کرادیا تاکہ ان کے یہاں بھی عید کی خوشی ہو جائے۔ ۱۵۷

۱۳۰۔ کثرتِ درود کی برکت سے آپ نے اس کے رخسار کا بوسہ لیا اور تمام مکان خوشبو سے مہک گیا۔ ۱۵۹

۱۳۱۔ بھوکے کو خواب میں دودھ کا پیالہ دیا۔ پیٹ اس کا بھر گیا۔ صبح دودھ کے آثار منہ اور تھوک میں موجود تھے۔ ۱۶۱

۱۳۲۔ محدث نے حدیث کو ضعیف سمجھ کر پرواہ نہ کی جس کا خمیازہ برص کی شکل میں نمودار ہوا اور احساس شرمندگی پر قصور معاف ہو گیا اور تندرستی حاصل ہو گئی۔ ۱۶۲

۱۳۳۔ حج کا انتظام ہو گیا۔ ۱۶۳

۱۳۴۔ مدینہ شریف گوشت کھانے آتے ہو یا ہمارے پاس آتے ہو۔ ۱۶۴

۱۳۵۔ موئے مبارک دیئے جانے کا حکم ہو گیا۔ ۱۶۶

۱۳۶۔ فالج زدہ کے جسم پر دست مبارک پھیر کر تندرست کر دیا۔ ۱۶۷

۱۳۷۔ قوم یہ برائیاں ترک کر دے تو میں آخرت کی بھلائی اور دشمن پر غلبہ کی بشارت دیتا ہوں۔ ۱۶۸

۱۳۸۔ وہ لڑکی تیری دلہن نہیں، تیری بیٹی ہے (گناہ کبیرہ سے بچا لیا) ۲۱۰

۱۳۹۔ تو مجھ کو درود سے یاد نہیں کرتا اس لئے میں تجھے نہیں پہچانتا۔ ۱۷۰

۱۴۰۔ جس قدر زیادہ کوئی امتی آپ پر درود بھیجتا ہے، اتنا ہی زیادہ آپ اس کو پہچانتے ہیں۔ ۱۷۰

۱۴۱۔ تمہارا بیٹا شیخ احمد میرے فرزندوں میں شامل ہے اسے شیخ احمد نہیں بلکہ سید احمد کہنا۔ ۱۷۱

۱۴۲۔ خوشبو جنت کے چہرہ پر عطر مل دیا جس کی وجہ سے تمام عمر چہرہ معطر رہا۔ ۱۷۲

۱۴۳۔ ظالم حاکم کی مسند پر جا بیٹھا اسی روز سے آپ کی زیارت ہونا بند ہو گئی۔ ۱۷۳

۱۴۴۔ بڑے پیٹ والے کو تنبیہہ۔ ۱۷۴

۱۴۵۔ تاج سر پہ رکھ دیا اور وہ بادشاہ بن گیا۔ ۱۷۵

۱۴۶۔ شریعت کے امتحان میں بزرگ پورا اترے، ان کو مبارک باد۔ ۱۷۶

۱۴۷- بانس کا ٹکڑا عطا فرما دیا جو صبح مل گیا۔ ۱۷۷

۱۴۸- مرض ذات الجنب سے سب کو صحت ہونے لگی۔ ۱۷۷

۱۴۹- کفرستان میں غیب سے ظاہر ہو کر مسلمان کی تجہیز و تکفین کی آپؐ کے حکم سے۔ ۱۷۸

۱۵۰- خواب میں عصا گاڑ کر کنوئیں کی جگہ بتادی، صبح وہاں سے پانی نکل رہا تھا۔ ۱۷۹

۱۵۱- اپنی بیٹی کی شادی فلاں سے کر دے۔ ۱۸۲، ۲۲۸

۱۵۲- گمراہوں، بدعتیوں اور بددینوں کو بھی استدراج کی قوت حاصل ہوتی ہے۔ ۱۸۳

۱۵۳- ہم کو بیر نہیں کھلاتے۔ ۱۸۵

۱۵۴- درود کی برکت سے نماز عشاء آپؐ کے ساتھ ادا کی اور پتھری کی تکلیف رفع ہوگئی۔ ۱۸۶

۱۵۵- تبرکات عنایت ہوئے۔ ۱۸۷، ۱۸۸

۱۵۶- خواب میں آپؐ نے صورت دکھادی۔ ۱۸۷، ۳۱۳

۱۵۷- خواب میں آپؐ نے جہاں وضو فرمایا وہ جگہ گیلی پائی گئی۔ ۱۸۹

۱۵۸- جس نے تجھ سے مصافحہ کیا، مجھ سے مصافحہ کیا۔ ۱۹۰

۱۵۹- مزار کی جگہ دوران زندگی ہی میں بتادی۔ ۱۹۵

۱۶۰- جب غشی طاری ہوتی، آپؐ کا دیدار نصیب ہوتا اور آپؐ دعا پڑھتے۔ ۱۹٦

۱۶۱- خواب میں روٹی لپکا کر دی جس کی وجہ سے عسرت و افلاس دور ہو گیا۔ ۱۹۷

۱۶۲- علوم فلسفہ جیسے علوم نہیں سیکھنے چاہئیں۔ اگر چاہو تو قصہ کہانی کے طور پر انہیں پڑھ لو۔ ۱۹۸

۱۶۳- آپؐ نے باقاعدہ تشریف لا کر ملاقات فرمائی۔ ۲۰۰

۱۶۴- نماز عصر میں آپؐ کے ساتھ شرکت کی اور مصافحہ کیا۔ ۲۰۱

۱۶۵۔ دستِ مبارک پر بوسہ دینا اظہارِ محبت ہے اور جائز ہے۔ ۲۰۱، ۲۳۱

۱۶۶۔ جو مولوی ایوبؓ کی تکلیف رفع کردے جنتی ہے۔ ۲۰۲

۱۶۷۔ میں اس سے راضی ہوں اے خدا تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ ۲۰۳

۱۶۸۔ عزلت نشینی، گوشہ نشینی اور ترکِ تلقین میں آپ کی مرضیٔ مبارک نہیں۔ ۲۰۴

۱۶۹۔ تو نے امامِ وقت اور مجددِ اسلام کو تکلیف دے رکھی ہے۔ اگر تندرستی چاہے تو ان سے دعا کرا۔ ۲۰۵

۱۷۰۔ ملازمت مل جائے گی پر خدا تعالیٰ کو نہ بھولنا۔ ۲۰۶

۱۷۱۔ دین کی خدمت کی وجہ سے تمہارا نام مومن رکھا۔ مشکل سے مشکل کام مومن ہوتا ہے۔ ۲۰۷

۱۷۲۔ عشاء کی نماز سے پہلے سونا ٹھیک نہیں بلکہ اس میں نقصان ہے۔ ۲۰۸

۱۷۳۔ مردار کھانے کا قصہ تھا۔ سیدہ بیوہ کی مدد کی اور حج کی رقم اُس کو دے دی۔ اس کا حج گھر بیٹھے قبول ہوا۔ ۲۰۹

۱۷۴۔ حضرت علیؓ کو بُرا کہنے پر خدا کی لعنت۔ چھری دے کر اس کو خواب میں ہی قتل کروا دیا۔ صبح مردہ پایا گیا۔ ۲۱۰

۱۷۵۔ حضرات شیخینؓ کو بُرا کہنے والے پر خدا کی لعنت۔ بندر بنا دیا گیا۔ ۲۱۱

۱۷۶۔ معجزہ کا ظہور ہوا اور کٹی زبان جوڑ دی۔ ۲۱۲

۱۷۷۔ زبان کاٹ دینے والا بدبخت بندر بنا دیا گیا۔ ۲۱۲

۱۷۸۔ حضرات شیخینؓ کو بُرا کہنے والا آپؐ کی دی ہوئی چھری سے ذبح کر دیا گیا۔ صبح زخموں کے ساتھ مردہ پایا گیا۔ ۲۱۴

۱۷۹۔ حضرات شیخینؓ پر تبرا کرنے والے کا آپؐ کے حکم سے حضرت علیؓ نے سر قلم کر دیا۔ وہ صبح مردہ پایا گیا۔ ۲۱۵

۱۸۰۔ معجزہ کا ظہور ہوا، کٹے ہوئے ہاتھ پیر جوڑ دیے ۲۱۳

۱۹۷۔ منعم شاہ نام رکھ دیا ورنہ اس کا نام منگل خان تھا۔ ۲۴۱

۱۹۸۔ باوجود غلبہ حال خیال شریعت کا رہنا چاہیئے۔ ۲۴۲

۱۹۹۔ آپ کی لاش مبارک بے کفن رکھی ہے۔ لوگ آتے ہیں اور پاؤں لگاتے ہوتے چلے جاتے ہیں (نعوذ باللہ) ۲۴۳

۲۰۰۔ مدینہ منورہ کے ویرانہ میں دفن کر دیا۔ آپ نے خواب میں فرمایا۔ یہ ولی ہند ہے اسے جنت البقیع میں دفن کرو۔ ۲۴۴

۲۰۱۔ تمہارا دشمن ۱۷ مہینہ میں ختم ہو جائے گا۔ ۲۴۵

۲۰۲۔ حضوری تھے مگر جمال جو سید تھا اس کو تھپڑ مار دیا۔ اسی روز سے زیارت بند ہوگئی۔ ۲۴۶

۲۰۳۔ دو قرص نان عطا فرماتے، چند روز بعد دو گاؤں بطور جاگیر مل گئے۔ ۲۴۷

۲۰۴۔ وہ ہماری شریعت کے ادب کو خصوصی طور پر ملحوظ رکھتا ہے۔ ابھی جاکر اس سے معافی مانگو۔ ۲۴۸

۲۰۵۔ آپ نے ان کو بیعت کیا۔ ۲۴۹

۲۰۶۔ مولوی محسن کاکوروی کا بیان کردہ سراپا سناؤ، وہ اچھا ہے اور ہمارے یہاں مقبول ہے۔ ۲۴۹

۲۰۷۔ آپ کے دیدار جمال کے بعد اب کسی اور کو دیکھنا نہیں چاہتا۔ میری بینائی سلب کرلی جائے۔ بیدار ہوئے تو نابینا تھے۔ ۲۵۰

۲۰۸۔ موئے مبارک عنایت فرمایا۔ ۲۵۱ - ۳۱۱

۲۰۹۔ دارین کی کامیابی آپ کے اتباع کے بغیر ممکن نہیں۔ ۲۵۲

۲۱۰۔ میں تم سے بہت خوش ہوں کہ تم نے میری تمام سنتوں کو زندہ کر دیا۔ ۲۵۳

۲۱۱۔ عصا مارنے سے پانی نکل آیا۔ جبھی وہاں سے پانی نکل رہا تھا۔ ۲۵۴

۲۱۲۔ آپ کی جگہ دوسرے بزرگ خواب میں نظر آتے۔ ۲۵۵، ۵

۲۱۳۔ کہہ دو : یہیں رہ کر حاجت روائی خلق اللہ میں مصروف رہے، وہ زیارت سے بہتر ہے۔ ۲۵۶

۲۱۴۔ ان آیات کا ورد رکھو۔ اس سے انشراح و تسکین ہو گئی اور نقصان پر صبر آگیا۔ ۲۵۷

۲۱۵۔ آپ نے اشارہ فرمادیا کہ مراد آباد جا کر علم و حدیث حاصل کرو۔ ۲۵۸

۲۱۶۔ اس کے مہمانوں کا کھانا میں خود پکاؤں گا۔ ۲۶۱

۲۱۷۔ قاسم جاؤ اور ہمارے دوست، عبد الجلیل کے بیٹے اسمٰعیل کو حدیث پڑھاؤ۔ ۲۶۲

۲۱۸۔ ردائے مبارک میں حضرت نانوتویؒ کو چھپائے رکھتے ہیں۔ ۲۶۳

۲۱۹۔ تمہیں آپ کے حضور بخاری شریف پڑھتے دیکھا ہے۔ ۲۶۴

۲۲۰۔ امتحاناً آپ نے حضرت گنگوہیؒ سے ۱۰۰ سوالات پوچھے۔ تمام جوابات کی آپ نے تصویب فرمائی اور نہایت مسرور ہوئے۔ ۲۶۵

۲۲۱۔ محمد سلیمان میرا مہمان ہے۔ اس کی ہر طرح عزت کرو۔ ۲۶۶

۲۲۲۔ شاہ ولی اللہ اور قاسم نانوتوی دونوں نے ہندوستان میں میرے دین کی تبلیغ و اشاعت کی ہے۔ ۲۶۷

۲۲۳۔ آپ کو اپنے نئے مہمان حضرت مولانا محمود الحسن کا انتظار ہے (یہ خواب ان کی وفات کے موقع پر دیکھا) ۲۶۸

۲۲۴۔ آپ بیمار ہیں اور مولانا تھانویؒ تیمارداری کر رہے ہیں۔ ۲۷۰

۲۲۵۔ تم خود کھاتے ہو اور ہمسائے کا خیال نہیں کرتے۔ ۲۷۱

۲۲۶۔ "رحمۃ اللعالمین" نامی کتاب طلب کرو اور اس کا مطالعہ کرو۔ ۲۷۲

۲۲۷۔ کرایہ بھیج کر اپنے پاس بلالیا۔ ۲۷۳

۲۲۸۔ مغربی مستشرق آپ کو خواب میں دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔ ۲۷۴

تھا۔ ۳۰۶

۲۶۰۔ عیسائی بطریق خواب میں آپ کے دست مبارک پر مسلمان ہوگیا۔ صبح فرفر عربی بولتا تھا۔ ۳۰۷

۲۶۱۔ آپ کے ہاتھ پھیرنے سے قیدیوں کی زنجیریں ٹوٹ کر گر گئیں۔ ۳۰۸

۲۶۲۔ جس شخص کو تو اپنا شوہر سمجھتی ہے وہ تو تیرا بیٹا ہے (حقیقت بتا کر گناہ کبیرہ سے بچا لیا)۔ ۳۰۹

۲۶۳۔ صاحب قصیدہ بردہ کو قیمتی چادر عطا فرمائی جو صبح جسم پر موجود تھی اور مرض رفع ہو چکا تھا۔ ۳۱۲

۲۶۴۔ آپ کے جسد اطہر کو غائب کرنے کی نیت سے سرنگ کھودنے والے گرفتار ہوئے اور ان کے سر قلم کر دیئے گئے۔ ۳۱۳

فہرست منابع و مآخذ

ا

۱۔ الغزالی

۲۔ الدفاضات الیومیہ

۳۔ البنیان المشید

۴۔ آب حیات

۵۔ سیرۃ المصطفےٰ

۶۔ المقریزی

۷۔ ابن ماجہ

۸۔ انفاس القلندریہ

۹۔ انوار النظر فی آثار الظفر

۱۰۔ النبیؐ الخاتم

۱۱۔ انفاس العارفین

۱۲۔ اقوال الشریفہ

۱۳۔ انوار لعاشقین

۱۴۔ اقتباس الانوار

۱۵۔ انشراح الصدور

۱۶۔ اذکار ابرار

۱۷۔ اصح السیر

۱۸۔ اربعین

۱۹۔ انوارالرحمٰن

۲۰۔ المقاصد الحسنہ

۲۱۔ انوار الاخیار

۲۲۔ انوار اصفیاء

۲۳۔ ارشاد مرشد

۲۴۔ الاثمار الجنیہ فی طبقات الحنفیہ

۲۵۔ اخبار الاخیار

۲۶۔ انباء فی الاستوار

۲۷۔ الدرالمنضود

۲۸۔ احوال الصادقین

۲۹۔ اسعاف

۳۰۔ اسوۂ حسینی

۳۱۔ الاحاطہ فی اخبار غرناطہ

۳۲۔ آثار الصادیہ

۳۳۔ انوار المحسنین

۳۴- انوار العارفین
۳۵- امام بخاریؒ کی مختصر سوانح عمری
۳۶- اشعۃ اللمعات
۳۷- الصواعق
۳۸- اعیان الحجاج
۳۹- انسانیت موت کے دروازے پر
۴۰- الحاوی
۴۱- الرشید کا دارالعلوم دیوبند نمبر
۴۲- اُمرا

ب

۱- بخاری شریف
۲- برکات مارہرہ
۳- بلاغ المبین
۴- بوستان اخیار یا تذکرہ مشاہیر اکبرآباد
۵- بزم ابوالعلاء
۶- بزمِ ملوکیہ
۷- بزم صوفیہ
۸- بستان العارفین
۹- لغیۃ ذوی الاحلام
۱۰- بدر البدور
۱۱- بستان المحدثین

ت

۱۲- تکمیل الایمان

۲- تاویل المنام
۳- ترمذی شریف
۴- تاتارخانیہ
۵- تاریخ مدینہ از علامہ سمہودی
۶- "تذکرہ" از ابوالکلام آزاد
۷- تذکرہ سلیمان
۸- تذکرہ توکلیہ
۹- تجلیات کعبہ
۱۰- تراجم علمائے حدیث ہند
۱۱- تذکرۃ الرشید
۱۲- تذکرہ خواجگان نقشبند
۱۳- تذکرہ کاملان رام پور
۱۴- تاریخ مشائخ چشت
۱۵- تذکرہ علماء ومشائخ سرحد
۱۶- تاریخ اسلام از اکبر شاہ خاں نجیب آبادی
۱۷- تذکرہ شاہ ولی اللہؒ
۱۸- تذکرہ صوفیائے سندھ
۱۹- تذکرہ غوثیہ
۲۰- تاریخ جلیلہ
۲۱- تذکرہ حمیدیہ
۲۲- تذکرہ اولیائے ہند جلد سوم
از مرزا محمد اختر دہلوی
۲۳- تحفۃ الاخیار

۲۴- تفسیر روح البیان

۲۵- تحفۃ الابرار

۲۶- تذکرۃ الکرام

۲۷- تذکرہ اولیائے دکن

۲۸- تذکرہ مشاہیر کاکوری

۲۹- تذکرہ علامہ شیخ محمد بن طاہر محدث پٹنی

۳۰- تذکرہ مسیح الملک یعنی حکیم اجمل خان

۳۱- تجلیات مدینہ

۳۲- تذکرۃ الاولیاء از خواجہ فریدالدین عطارؒ

۳۳- تحفۂ درود

۳۴- تاریخ دیوبند

۳۵- تذکرۃ الخلیل

۳۶- تذکرہ رحمانیہ

۳۷- تاریخ اندلس

۳۸- تابعین

۳۹- تاریخ عالم اسلام از محمد صادق حسین صدیقی سردھنوی

۴۰- تنویر اللمعان

۴۱- تحفۃ المبین

۴۲- تاریخ الفقہ

۴۳- تاریخ بغداد

۴۴- تاریخ الاولیاء از مولوی سید اشرف علی

۴۵- تاریخ محمد قاسم فرشتہ

۴۶- توثیق عمری الایمان

۴۷- تواریخ الاولیاء از امام الدین

۴۸- تذکرۃ الواصلین

۴۹- تاریخ الخلفاء

ج

۱- جمال نقش بند

۲- جمع الوسائل

۳- جوامع الحکایات ولوامع الروایات

۴- جلاء الافہام

چ

۱- چشمۂ فیوض

ح

۱- حیات سعیدیہ

۲- حیات شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ

۳- حیات اشرف

۴- حیات وارث

۵- حضرت قبلہ عالم گولڑہ شریف

۶- حج معظم

۷- حقائق و معارف

۸- حیات الصحابہؓ

۹ حیات بیگم حسرت موہانی

۱۰ حیات ابن سیرینؒ

۱۱- حیات ۰ ا
۱۲- حلیۃ الاولیاء
۱۳- حکایات اولیاء
۱۴- حرز ثمین
۱۵- حجۃ اللہ علی العلمین
۱۶- حصن حصین
۱۷- حدائق الحنفیہ

خ

۱- خلاصۃ الوفاء
۲- خلاصۃ الفوائد
۳- خطۂ پاک "اوچ"
۴- خیرۃ الخیر
۵- خزینۃ المعارف
۶- خزینۃ الاصفیاء
۷- خوابوں کی دنیا
۸- خیر المونس
۹- خزینۃ الاسرار
۱۰- خودنوشت سوانح حیات
امیر عبدالرحمان خاں
۱۱- خصائص الکبریٰ کا اردو ترجمہ
۱۲- خصوص الحکم

د

۱- دلیل العارفین
۲- "دی پٹھان"
۳- دوسرا مدینہ
۴- دار المعارف
۵- دلائل النبوۃ
۶- دار ثمین
۷- دیار حبیب کی باتیں
۸- دار العلوم دیوبند کی صد سالہ زندگی

ذ

۱- ذکر خیر

ر

۱- روح اور روحانیت
۲- رویائے صالحہ
۳- روزگار فقیر
۴- روڈ ٹو مکہ (شاہراہ مکہ)
۵- رشفۃ السادی
۶- ریاض الفقر
۷- رونق المجالس
۸- روضۃ الافکار
۹- روح ایمان
۱۰- ریاض
۱۱- روح البیان
۱۲- روضۃ الاحباب
۱۳- راحۃ القلوب

۱۴۔ روضۃ الادبار

۱۵۔ روض الفائق

ز

۱۔ زادالسعید

س

۱۔ سیرت آئمہ اربعہ

۲۔ سنت خیرالانام ؑ

۳۔ سفرنامہ ابن بطوطہ

۴۔ سفینۃ الاولیاء

۵۔ سعادت الدارین

۶۔ سیرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح

۷۔ سیرت سید احمد شہید رح

۸۔ سوانح حیات سید احمد شہید رح

۹۔ سوانح احمدی

۱۰۔ سوانح عمری مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رح

۱۱۔ سرگزشت مجاہدین

۱۲۔ سوانح حاجی امداد اللہ رح

۱۳۔ سوانح مولانا محمد یوسف رح

۱۴۔ سوانح حیات نواب بہادر یار جنگ رح

۱۵۔ سفر دار المصطفیٰ

ش

۱۔ شرح "موطا" امام مالک

۲۔ شرح لباب

۳۔ شواہد النبوۃ

۴۔ شامی جہاد

۵۔ شہاب ثاقب

۶۔ شیخ الاسلام نمبر

روزنامہ الجمیعت دہلی

۷۔ شاہان مالوہ

۸۔ شرح اربعین

ص

۱۔ صلوٰت ناصری

۲۔ صراط مستقیم

ط

۱۔ طبقات از ابن السبکی

۲۔ طبقات الاولیاء

۳۔ طی الفراسخ الی المنازل البرازخ

۴۔ طبقات اکبری

۵۔ طبقات الکبریٰ للشعرانی

ع

۱۔ عطر الوردہ

۲۔ علمائے ہند کا شاندار ماضی

غ

۱۔ غنیۃ الطالبین۔

ف

۱۔ فتوح العجم
۲۔ فخر الطالبین و مناقب فخریہ
۳۔ فیوض الحرمین
۴۔ فوائد سعدیہ
۵۔ فجر منیر
۶۔ فیض الباری ”شرح بخاری“
۷۔ فوائد الفواد
۸۔ فتاویٰ عزیزی
۹۔ فرینڈز اینڈ فوز (دوست اور دشمن)
۱۰۔ فیوض الاسلام ترجمہ فتوح الشام
۱۱۔ فضائل حج
۱۲۔ فیض الجود
۱۳۔ فوائد السالکین
۱۴۔ فضائل درود شریف
۱۵۔ فتاویٰ خاطی

ق

۱۔ قوت القلوب
۲۔ قول بدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع

ک

۱۔ کیمیائے سعادت
۲۔ کتاب البستان
۳۔ کلیات حسرت موہانی
۴۔ کشکول
۵۔ کتاب التعویذات
۶۔ کامل التعبیر
۷۔ کشف الظنون
۸۔ کشف المحجوب
۹۔ کتاب الصلوٰۃ از امام احمد بن حنبلؒ

ل

۱۔ لطائف الاشرفی

م

۱۔ مشکوٰۃ شریف
۲۔ مدارج النبوت
۳۔ مرقاۃ
۴۔ مسلم شریف
۵۔ مفید العلوم و مبید الهموم
۶۔ معارف الاسماء شرح الاسماء الحسنیٰ
۷۔ مفتاح الغیب
۸۔ مقاصد الاسلام
۹۔ مکتوبات مولانا حسین احمد مدنیؒ
۱۰۔ مقامات ولایت
۱۱۔ معادن تبرکات خالقیہ
۱۲۔ مقالات مرضیہ المعروف
بہ ملفوظات مہریہ
۱۳۔ مناقب المحبوبین

۱۴۔ مخزن احمدی
۱۵۔ مناقب الحسن رسول نمارحؒ
۱۶۔ مطالب العارفین
۱۷۔ مآثر الکرام
۱۸۔ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ
۱۹۔ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ
۲۰۔ ملفوظات حصہ ہفتم از مولانا تھانویؒ
۲۱۔ مشاہیر اسلام
۲۲۔ میزان
۲۳۔ مرج البحرین فی فضائل الحرمین
۲۴۔ مجموعہ سعادت
۲۵۔ محبوب ذی المنن
۲۶۔ مجموعہ دعوات فضیلہ
۲۷۔ مناقب السادات
۲۸۔ مشائخ سہروردیہ
۲۹۔ ملفوظات مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ
۳۰۔ مطالع المسرات
۳۱۔ منائح الحسنات
۳۲۔ مواعظ اشرفیہ
۳۳۔ مفتاح الطالبین
۳۴۔ مفتاح العاشقین
۳۵ ملفوظات حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکرؒ
۳۶ محبوب القلوب اُردو ترجمہ جذب القلوب
۳۷۔ معراج المومنین
۳۸۔ معجم الادبار
۳۹۔ مکتوبات حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ
۴۰۔ مذاق العارفین
۴۱۔ مشاہیر اسلام اردو ترجمہ اعلام الاسلام
۴۲۔ مقامات خیر

ن

۱۔ نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیبؐ
۲۔ نسائی
۳۔ ناسخ التواریخ
۴۔ نقش حیات
۵۔ نفحات العنبریہ من انفاس القلندریہ
۶۔ نشر المحاسن
۷۔ نزہتہ البساتین
۸۔ نعمت عظمیٰ
۹۔ نفحات الانس
۱۰۔ نتائج التقلید
۱۱۔ نظام الملک طوسی
۱۲۔ نور الصدور فی شرح القبور

و

۱۔ وصایا

۲- واقعات درّانی

۳- وفا الوفا

۴- وقعۃ الاسلامیہ

۵

۱- ہفت اقلیم اولیاء (سیر الاخیار) از علامہ شاہ مراد سہروردی مارہروی ؒ

۲- ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک

۳- ہم کیوں مسلمان ہوئے ؟

کل کتابیں : ۲۸۳ سے زیادہ

صاحبِ خواب بمعہ حوالہ جات

خواب نمبر	کس نے خواب دیکھا	حوالہ جات
۱	الحاج ملک سردار علی سیالکوٹی	۱۔ فرینڈز اینڈ فوز (دوست اور دشمن) ۲۔ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور مورخہ ۵ رجنوری ۷۶ء
۲	مولانا رفیع الدین دیوبندی ثم مدنی رح	۱۔ الرشید کا دارالعلوم دیوبند نمبر صفحہ ۱۳۸ تا ۱۳۹
۳	" " " "	۱۔ " " " " " ۲۔ تاریخ دیوبند از سید محبوب حسین رضوی صہ ۱۶۲
۴	مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری ثم مدنی رح	تذکرۃ الخلیل
۵	مولانا حافظ محمد احمد رح	غیر مطبوعہ
۶	مولانا قاری محمد طیب صاحب	"
۷	مولانا عبد العلی رح	مقاماتِ خیر صہ ۲۴۷
۸	مولانا قاری عبد الرحمٰن رح	تذکرہ رحمانیہ
۹	نشاط النساء بیگم	حیاتِ بیگم حسرت موہانی
۱۰	علقمہ بن فرقد رض	وقعۃ الاسلامیہ صفحہ ۱۹۹
۱۱	حضرت فاروق اعظم رض	فیوض الاسلام صفحہ ۷۶۴ تا ۷۷۴

خواب نمبر	کس نے خواب دیکھا	حوالہ جات
۱۲	حضرت عثمان غنی رض	۱۔ الحاوی ۲۔ نور الصدور فی شرح القبور ۳۔ بدر البدور ۴۔ "انسانیت موت کے دروازہ پر" ۵۔ حیات الصحابہ رض جلد سوم صفحہ ۷۴۸
۱۳	طارق بن زیاد رح	۱۔ تاریخ اندلس حصہ اول صفحہ ۷۲ ۲۔ مشاہیر اسلام ترجمہ "اعلام الاسلام" صفحہ ۳۳۲ ۳۔ سلاطین اندلس صفحہ ۲۱ تا ۲۲ ۴۔ تاریخ اسلام جلد سوم صفحہ ۲۵ ۵۔ تاریخ عالم اسلام صفحہ ۴۵
۱۴	ایک شخص	فضائل حج صفحہ ۲۰۵
۱۵	روماس کی بیوی	۱۔ فیوض الاسلام صفحہ ۶۵ ۲۔ فتوح الشام صفحہ ۴۲
۱۶	حضرت ابو عبیدہ رض	۱۔ فیوض الاسلام صفحہ ۱۶۶ ۲۔ فتوح الشام صفحہ ۱۰۸
۱۷	حضرت اسمٰعیل بن محمد رح	حیات ابن سیرین رح
۱۸	ایک شخص	تابعین صفحہ ۲۴۰ تا ۲۴۱
۱۹	حضرت نافع بن ابی نعیم مولیٰ جعونہ	۱۔ تنویر اللمعان صفحہ ۱۳۰ ۲۔ روح و روحانیات صفحہ ۳۷۲

حوالہ جات	کس نے خواب دیکھا	خواب نمبر
۱۔ بستان المحدثین صفحہ ۱۸ ۲۔ حلیۃ الاولیاء۔	سبیل بن مزاحم	۲۰
روض الفائق صفحہ ۱۴۸	حضرت محمد بن ابی السری عسقلانیؒ	۲۱
تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۶۲	والد حضرت رابعہ بصریؒ	۲۲
دلیل العارفین	خواجہ فضیل بن عیاضؒ	۲۳
نظام الملک طوسی	ہارون الرشید و زبیدہ خاتون	۲۴
سیرت آئمہ اربعہ صفحہ ۳۴۷	امام شافعیؒ	۲۵
۱۔ فضائل درود شریف صفحہ ۱۶۹ ۲۔ تحفۃ المحبین صفحہ ۴۹ ۳۔ مذاق العارفین جلد اوّل صفحہ ۲۷۴ ۴۔ سیرت آئمہ اربعہ صفحہ ۳۹۸ تا ۳۹۹	ابوالحسن شافعیؒ	۲۶
معجم الادباء ۱۔ اعیان الحجاج صفحہ ۱۳۸	امام ابو عبیدہؒ	۲۷
۱۔ سیرت آئمہ اربعہ ۵۷۳ ۲۔ خیر المؤانس جلد دوم صفحہ ۴۴۶ ۳۔ کتاب الصلوٰۃ صفحہ ۲۸ تا ۳۰ ۴۔ تاریخ الفقہ صفحہ ۱۲۴	امام شافعیؒ	۲۸
بستان المحدثین صفحہ ۱۲۸	ایک صالح بزرگ	۲۹
الصواعق	رواح بن مقبلؒ	۳۰
سنت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام صفحہ ۲۶۰	امام بخاریؒ	۳۱

خواب نمبر	کس نے خواب دیکھا	حوالہ جات
۳۲	حضرت ابوزید مروزی محدثؒ	۱۔ اشعۃ اللمعات صفحہ ۱۶۱ تا ۱۶۲
		۲۔ امام بخاریؒ کی مختصر سوانح عمری صفحہ ۹
		۳۔ تابع التقلید صفحہ ۱۸۵
۳۳	عبدالواحد طراولیسی بن آدمؒ	سنت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام صفحہ ۱۶۳
۳۴	بشر حافیؒ	۱۔ تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۱۶۰
		۲۔ ہفت اولیاء صفحہ ۲۰۷
۳۵	بایزید بسطامیؒ	کشف المحجوب صفحہ ۲۱۰
۳۶	〃 〃	مکتوبات حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ جلد دوم صفحہ ۱۸۱ تا ۱۸۲
۳۷	حضرت ابوعبداللہ مغربیؒ	۱۔ معراج المومنین صفحہ ۱۱۶ تا ۱۱۷
		۲۔ خیر الموانس جلد اول صفحہ ۱۷
۳۸	قاری ابوبکر بن مجاہدؒ	روضۃ الادباء صفحہ ۱۰
۳۹	〃 〃 〃	۱۔ قول بدیع
		۲۔ بستان العارفین صفحہ ۴۳۶
		۳۔ جلاء الافہام
		۴۔ فضائل درود شریف صفحہ ۱۸۲ تا ۱۸۳
۴۰	حضرت ابوالحسن بنانؒ	نفحات الانس صفحہ ۱۸۰
۴۱	ابوعبداللہ ابن الجلاءؒ	۱۔ وفاء الوفاء
		۲۔ فیض الجود صفحہ ۲۹
		۳۔ محبوب القلوب صفحہ ۳۵۱

خواب نمبر	کس نے خواب دیکھا	حوالہ جات
		۴۔ فضائل حج صفحہ ۲۲۷
۴۲	حضرت ابوبکر بن محمد معروف بہ "چراغ حرم"	۱۔ نعمت عظمیٰ حصہ دوم صفحہ ۳۴ ۲۔ خزینۃ الابرار صفحہ ۱۰ ۳۔ تاریخ الاولیا جلد اوّل صفحہ ۲۷۹
۴۳	حضرت ابوبکر کتانی رح	تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۳۴۶ تا ۳۴۷
۴۴	ابراہیم بن اسحاق	لغیۃ ذوی الاحلام
۴۵	امیر ناصرالدین سبگتگین	۱۔ جوامع الحکایات و لوامع الروایات صفحہ ۱۰۴ تا ۱۰۵
۴۶	محمود غزنوی رح	۱۔ تاریخ محمد قاسم فرشتہ ۲۔ خواب کی دنیا صفحہ ۸۷ تا ۸۸
۴۷	ایک شخص	۱۔ انوار العارفین صفحہ ۱۰۲۲ ۲۔ صلوٰت ناصری صفحہ ۲۷ تا ۲۳
۴۸	ایک نیک دل شخص	۱۔ خیر المواتس جلد دوم صفحہ ۱۶۲ ۲۔ طبقات
۴۹	سراج الدین عمر مصری	۱۔ سفر نامہ ابن بطوطہ جلد اوّل صفحہ ۱۳۶
۵۰	حضرت سید علی ہجویری (حضرت داتا گنج بخش رح)	۱۔ کشف المحجوب صفحہ ۲۸۱
۵۱	سلیمان بن نعیم	۱۔ توثیق عمری الایمان ۲۔ فضائل حج صفحہ ۱۷۱ جذب القلوب صفحہ ۳۰۷

خواب نمبر	کس نے خواب دیکھا	حوالہ جات
		۴۔ مذاق العارفین جلد چہارم صفحہ ۶۳۲ تا ۶۳۳ ۵۔ روح و روحانیات صفحہ ۲۰
۵۲	محمد بن حسن اجیمیؒ	انوار المحسنین صفحہ ۶۰
۵۳	حضرت خواجہ حکیم سنائیؒ	۱۔ سفینۃ الاولیاء صفحہ ۳۰۱ ۲۔ راحۃ القلوب ۳۔ صلوٰت ناصری صفحہ ۴۹ ۴۔ ملفوظات حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکرؒ
۵۴	شیخ طلحہ بن عیسی بتسارؒ	انوار المحسنین صفحہ ۴۶
۵۵	شیخ ابن الفارض الحموی المصریؒ	۱۔ نفحات الانس ۲۔ تواریخ الاولیاءؒ جلد دوم صفحہ ۳۰۷
۵۶	حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ	۱۔ بزم صوفیاء صفحہ ۷۷ ۲۔ فوائد السالکین صفحہ ۲۱ تا ۲۲ ۳۔ مفتاح العاشقین صفحہ ۱۴
۵۷	ایلتمش	۱۔ ہفتاد اولیاء صفحہ ۳۰۱ ۲۔ آثار الصنادید صفحہ ۹۲ ۳۔ خزینۃ الاصفیاء جلد اول ۲۷۵ ۴۔ طبقات اکبری صفحہ ۶۳ ۵۔ فرشتہ جلد اول صفحہ ۶۲ ۶۔ بزم مملوکیہ صفحہ ۷۴ تا ۷۵

خواب نمبر	کس نے خواب دیکھا	حوالہ جات
		۷- مفتاح الطالبین ۸- فوائد السالکین ۹- فوائد الفواد
۵۸	قاضی حمید الدین ناگوری رح	ہفتاد اولیاء صفحہ ۲۱۴
۵۹	شیخ رضی الدین حسن بن حسن صغانی رح	تحفۃ الاخیار صفحہ ۴۸۶
۶۰	شیخ محی الدین ابن عربی رح	۱- فصوص الحکم صفحہ ۶ تا ۷ ۲- مشاہیر اسلام جلد اول صفحہ ۱۹۰
۶۱	" " "	حیات ولی صفحہ ۳۱۴ تا ۳۲۴
۶۲	امیر عبدالرحمن خان	"دی پٹھان" صفحہ ۶۱۹ تا ۶۲۴
۶۳	شیخ ابوالحسن شاذلی رح	نزہۃ البساتین صفحہ ۳۵۱
۶۴	" "	۱- متن کبریٰ صفحہ ۲۲۴ ۲- خزینۃ المعارف صفحہ ۲۶۶ جلد اول ۳- کشف الظنون جلد اول صفحہ ۳۳۲
۶۵	احمد ابو مطرف	الاحاطہ فی اخبار غرناطہ حصہ اول صفحہ ۶۳
۶۶	حضرت نظام الدین اولیاء رح	۱- ہفتاد اولیاء صفحہ ۳۱۴ ۲- بزم صوفیہ
۶۷	" " "	مواعظ اشرفیہ جلد ۵ صفحہ ۳۴۹ تا ۳۵۱
۶۸	شرف الدین حسن بن محمد طیبی عراقی رح	۱- کشف الظنون جلد ۲ صفحہ ۱۴۷ ۲- خزینۃ المعارف صفحہ ۳۲۳ حصہ اول
۶۹	احمد بن حسن بن احمد بن حسن قلقروی رح	حدائق الحنفیہ ۳۰۱

خواب نمبر	کس نے خواب دیکھا	حوالہ جات
۷۰	حضرت محمد بن محمد جزری شافعی دمشقیؒ	حصن حصین صفحہ ۵۴۲ تا ۵۴۳
۷۱	ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ	۱۔ صحیح مسلم صفحہ ۵۵۹
		۲۔ سفر حجاز صفحہ ۸۷
۷۲	شیخ صالح موسٰی ضریرؒ	۱۔ فجر منیر
		۲۔ مناہج الحسنات
		۳۔ روضۃ الاحباب
		۴۔ تفسیر روح البیان
		۵۔ مطالع المسرات
		۶۔ زاد السعید صفحہ ۹ تا ۱۰
		۷۔ خیر المونس حصہ دوم صفحہ ۱۷۸ تا ۱۷۹
		۸۔ صلوات ناصری صفحہ ۷۰
۷۳	ایک بوڑھا	۱۔ اسعاف
		۲۔ الصواعق
		۳۔ اسوۂ حسینی صفحہ ۹۹
۷۴	ایک شخص	احوال الصادقین
۷۵	شیخ ابو الحسن بن حرزہم	۱۔ الدر المنضود حصہ اول صفحہ ۲۴
		۲۔ انتباہ فی الاستوار صفحہ ۱۸ تا ۱۹
۷۶	نائب مصر	بغیۃ ذوی الاحلام
۷۷	سید جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ	ملفوظات مخدوم جہانیاں جہاں گشت جلد اول صفحہ ۲۷

خواب نمبر	کس نے خواب دیکھا	حوالہ جات
۷۸	حضرت مولانا ظہیر الدین خلوتیؒ	۱۔ تواریخ الاولیاء صفحہ ۴۰۴
		۲۔ تحفۃ الابرار صفحہ ۶۰
۷۹	خواجہ سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ	لطائف الاشرفی حصہ اول صفحہ ۴۰
۸۰	مولوی سفیر خان	۱۔ ہشتاد اولیاء صفحہ ۳۴۵
		۲۔ تذکرۃ الکرام صفحہ ۴۸۸ تا ۴۸۹
۸۱	علی بن مجد الدین	حدائق الحنفیہ صفحہ ۳۳۲
۸۲	مولانا جلال الدین ابو یزید پورانیؒ	۱۔ نفحات الانس صفحہ ۵۳۳
		۲۔ تاریخ الاولیاء جلد دوم صفحہ ۴۸۵
۸۳	شیخ محمد ابو المواہب شاذلیؒ	نعمت عظمیٰ صفحہ ۳۰۰
۸۴	" " " " "	" "
۸۵	" " " "	نعمت عظمیٰ صفحہ ۲۹۲ تا ۲۹۳
۸۶	" " " " "	۱۔ نعمت عظمیٰ صفحہ ۲۹۷
		۲۔ تواریخ الاولیاء حصہ دوم صفحہ ۶۲۰
۸۷	" " " " "	۱۔ نعمت عظمیٰ صفحہ ۳۰۳
		۲۔ طبقات الکبریٰ للشعرانی
۸۸	" " " " "	نعمت عظمیٰ صفحہ ۳۰۳
۸۹	" " " " "	نعمت عظمیٰ صفحہ ۳۰۰
۹۰	" " " "	نعمت عظمیٰ صفحہ ۲۹۲
۹۱	حضرت شیخ احمد کھٹو	۱۔ تاریخ الاولیاء جلد دوم صفحہ ۴۸۰ تا ۴۸۱
		۲۔ تذکرہ اولیاء دکن جلد اول صفحہ ۱۱۴

خواب نمبر	کس نے خواب دیکھا	حوالہ جات
۹۲	حضرت شیخ احمد کھٹو رح	مشائخ سہروردیہ جلد سوم صفحہ ۶۱۵
۹۳	سید ابو عبداللہ جزولی رح	۱۔ انوار المحسنین صفحہ ۶۱ ۲۔ خزینۂ معارف حصہ دوم صفحہ ۳۶۳ ۳۔ ریاض الفقر صفحہ ۱۸۷
۹۴	امیر مکہ مکرمہ	فضائل درود شریف صفحہ ۲۰۲
۹۵	علامہ حافظ جلال الدین سیوطی رح	۱۔ سعادت الدارین صفحہ ۴۳۷ ۲۔ فیض الباری ۳۔ خصائص الکبریٰ جلد اوّل کا اردو ترجمہ صفحہ " " ۴۔ تاریخ الخلفاء کا اردو ترجمہ صفحہ ۱۳
۹۶	مخدوم قاری امیر نظام الدین	تذکرہ مشاہیر کاکوری صفحہ ۴۵۱ تا ۴۵۲
۹۷	صدر الصدور دہلی	فوائد سعدیہ
۹۸	مولانا شمس الدین محمد رومی رح	۱۔ تاریخ الاولیاء حصہ دوم صفحہ ۲۹۵ ۲۔ سفینۃ الاولیاء صفحہ ۲۲۵
۹۹	احمد بن صوفی	۱۔ وفا الوفاء ۲۔ محبوب القلوب صفحہ ۳۵۳
۱۰۰	محمود شاہ بیگڑہ گجراتی	۱۔ شاہان مالوہ صفحہ ۱۰۶ ۲۔ تاریخ عالم اسلام حصہ پنجم صفحہ ۵۲۴ ۳۔ انڈین ہسٹاریکل ریکارڈ
۱۰۱	شیخ فضل اللہ المعروف بہ جلال خان جمالی	۱۔ تاریخ الاولیاء حصہ دوم صفحہ ۳۵۹

خواب نمبر	کس نے خواب دیکھا	حوالہ جات
		۲- اخبار الاخیار صفحہ ۲۵۴
۱۰۲	ایک مجذوب	تذکرہ علامہ شیخ محمد بن طاہر محدث پٹنیؒ صفحہ ۱۰۷
۱۰۳	سید میرک اندرابی	مناقب السادات حصہ اول صفحہ ۲۱ تا ۲۲
۱۰۴	شیخ عبدالغفور اعظم پوریؒ	انوارِ اصفیاء صفحہ ۴۷۴
۱۰۵	سید احمد مکی کل پوسؒ	تاریخ الاولیاء حصہ دوم صفحہ ۴۷۵ تا ۴۸۵
۱۰۶	ابو طاہر	۱- قول بدیع ۲- فضائل درود شریف صفحہ ۱۷۱ تا ۱۷۲
۱۰۷	محمد صدر الدین المیکریؒ	انوار المحسنین حصہ اول صفحہ ۶۳
۱۰۸	حکیم عبدالوہاب انصاری (حکیم نابیناؒ)	غیر مطبوعہ
۱۰۹	ابو سلیمان محمد بن الحسین حرانی	۱- قول بدیع ۲- زاد السعید صفحہ ۱۴ ۳- جذب القلوب ۴- صلوات ناصری صفحہ ۱۹ ۵- فضائل درود شریف صفحہ ۱۶۶
۱۱۰	ابراہیم تیمیؒ	۱- غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۰۴ ۲- احیاء العلوم ۳- قوت القلوب ۴- مجموعہ دعوات فضلیہ صفحہ ۱۷۷ تا ۱۷۸ ۵- ارشاد مرشد صفحہ ۴ تا ۵

خواب نمبر	کس نے خواب دیکھا	حوالہ جات
		۶۔ حصن حصین صفحہ ۸۰
۱۱۱	محمد عبدالمجید صدیقی (مؤلف کتاب ہذا)	غیر مطبوعہ
۱۱۲	ایک شخص	خیر المونس جلد دوم صفحہ ۲۲۹
۱۱۳	ایک شخص	خیر المونس جلد دوم صفحہ ۳۳۸
۱۱۴	مولانا شمس الدین کیشیؒ	صلوٰت ناصری صفحہ ۹۷
۱۱۵	ایک بزرگ	خیر المونس جلد دوم صفحہ ۲۲۸ تا ۲۲۹
۱۱۶	ایک ولی اللہ	" " " " ۳۳۷
۱۱۷	تین جوان	بغیۃ ذوی الاحلام
۱۱۸	عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن	قول بدیع
۱۱۹	ایک شخص	۱۔ روح البیان ۲۔ روح الایمان
۱۲۰	علی بن یونس	الاثمار الجنیہ فی طبقات الحنفیہ
۱۲۱	ایک موذن	۱۔ وفاالوفاء ۲۔ فضائل حج صفحہ ۲۲۹
۱۲۲	ابوالعباس بن نفیس مقری	وفاءالوفاء
۱۲۳	ایک علوی	علمائے سلف صفحہ ۱۳ تا ۱۴
۱۲۴	ابو اسحٰق معروف بہ نہشلؒ	۱۔ فضائل درود شریف صفحہ ۱۰۷ ۲۔ خیر الکلام صفحہ 215
۱۲۵	ابن موفق	۱۔ اتحاف ۲۔ فضائل حج صفحہ ۴۵

خواب نمبر	کس نے خواب دیکھا	حوالہ جات
۱۲۶	امام ابوالحسن اشعریؒ	خوابوں کی دنیا
۱۲۷	استاد ابوعلی دقاق	نفحات الانس صفحہ ۳۲۰
۱۲۸	ایک شخص	" " ۳۴۴
۱۲۹	ایک عورت	فضائل صدقات حصہ اوّل صفحہ ۱۱۸
۱۳۰	شیخ حافظ بہاؤ الدین عمر ابردہیؒ	نفحات الانس صفحہ ۴۸۰
۱۳۱	عبدالرحمٰن الثعالبی الجزائری	۱۔ تفسیر الجواہر الحسان کتاب الرویاء ۲۔ تذکرہ مسیح الملک صفحہ ۸۹
۱۳۲	ابومسلم	کشف المحجوب صفحہ ۳۰۹
۱۳۳	حضرت شاہ محمد مدنیؒ	۱۔ الولدۃ الاخیار ۲۔ محبوب ذی المنن حصہ اول صفحہ ۴۵۲
۱۳۴	علامہ ابن جوزیؒ	خیرالموانس جلد دوم صفحہ ۴۴۳ تا ۴۴۴
۱۳۵	ایک شخص	فضائل درود شریف صفحہ ۱۸۰ تا ۱۸۱
۱۳۶	شیخ ابوعبداللہ بن خفیفؒ	تجلیاتِ مدینہ صفحہ ۱۱۱
۱۳۷	ایک اندھی بڑھیا	۱۔ روض ۲۔ خیرالموانس حصہ دوم صفحہ ۷۰ ۳۔ فضائل صدقات حصہ دوم صفحہ ۷۶ تا ۷۷
۱۳۸	ایک یمنی شخص	۱۔ روضۃ الافکار۔ ۲۔ خیرالموانس حصہ دوم صفحہ ۳
۱۳۹	شیخ ابوالخیر تیناتی الاقطع	۱۔ قول بدیع ۲۔ بغیۃ ذوی الاحلام

خواب نمبر	کس نے خواب دیکھا	حوالہ جات
		۳۔ طبقات الاولیاء صفحہ ۲۱۹ ۴۔ فضائل حج صفحہ ۲۱۹ ۵۔ نعمت عظمیٰ حصہ دوم صفحہ ۳۰ ۶۔ اعیان الحجاج صفحہ ۱۷۵
۱۴۰	ایک مجوسی	۱۔ تاتار خانیہ ۲۔ خیرالموانس جلد اوّل صفحہ ۳۹۷
۱۴۱	طبرانی	مجموعہ سعادت حصہ ثانی صفحہ ۲۷۲ تا ۲۷۴
۱۴۲	ایک آدمی	۱۔ محبوب القلوب صفحہ ۴۰۵ ۲۔ خیرالموانس جلد دوم صفحہ ۱۷۲
۱۴۳	ابو حازم مکی	۱۔ کشف المحجوب ۲۔ تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۵۹
۱۴۴	امیر اسمٰعیل بن احمد سامانی رح	۱۔ اعیان الحجاج صفحہ ۱۸۱ ۲۔ جوامع الحکایات ولوامع الروایات حصہ دوم صفحہ ۱۱ تا ۱۴
۱۴۵	چھوٹا بھائی	۱۔ رونق المجالس
۱۴۶	ابو علی شبوعی	۱۔ مکارم الاخلاق ۲۔ مذاق العارفین
۱۴۷	ابن صابونی	بغیۃ ذوی الاحلام
۱۴۸	ایک ہاشمی عورت	الحادی
۱۴۹	شیخ ابن ثابت رح	الحاوی

خواب نمبر	کس نے خواب دیکھا	حوالہ جات
		۲۔ تجلیات مدینہ
۱۵۰	ابو المعالی الجوینی	بستان المحدثین صفحہ ۱۴۷
۱۵۱	ایک نیک مرد	المقاصد الحسنۃ
۱۵۲	ایک شخص	انوار الرحمٰن
۱۵۳	ایک بزرگ	لغیۃ ذوی الاحلام
۱۵۴	حضرت قاری بیتیمؒ	تنویر اللمعان صفحہ ۹۱
۱۵۵	ابو عبداللہ محمد بن خفیف ضبیؒ	۱۔ نعمت عظمیٰ حصہ دوم صفحہ ۷۱ تا ۷۲ ۲۔ خیرۃ الخیر ۳۔ طی الفراسخ الی المنازل البرازخ صہ ۲۴۴
۱۵۶	حضرت علی بن صالحؒ	فضائل صدقات حصہ دوم صفحہ ۲۸۷
۱۵۷	ابن ابی عمر	لغیۃ ذوی الاحلام
۱۵۸	ایک شخص	۱۔ فضائل حج صہ ۲۲۹ ۲۔ وفاء الوفاء
۱۵۹	محمد بن سعید بن مطرف	۱۔ زاد السعید صفحہ ۱۱ ۲۔ محبوب القلوب صفحہ ۳۹۹ ۳ صلوات ناصری صفحہ ۵۱ ۴۔ فضائل درود شریف صفحہ ۱۷۷ ۵۔ تحفہ درود صفحہ ۱۴ تا ۱۵ ۶۔ مرج البحرین فی فضائل الحرمین صفحہ ۲۰۶

خواب نمبر	کس نے خواب دیکھا	حوالہ جات
۱۶۰	شیخ عبدالجلیل بن محمد	صلوٰت ناصری صفحہ ۵۸ تا ۵۹
۱۶۱	ایک شخص	بغیۃ ذوی الاحلام
۱۶۲	ایک محدث	اربعین
۱۶۳	پیر محمد اشرف	ماہنامہ "فاران" کراچی جنوری ۱۹۶۹ء صفحہ ۲
۱۶۴	سید شاہ محمد سجاد	۱- اصح السیر صفحہ ۱۷۲ ۲- بزم ابوالعلاء حصہ دوم صفحہ ۲۰۶ تا ۲۰۷
۱۶۵	مولانا محمد عبدالغفور عباسی ہزاروی ثم مدنی رح	غیر مطبوعہ
۱۶۶	سید حامد	دوسرا مدینہ
۱۶۷	حکیم فضل محمد جالندھری رح	"سیارہ ڈائجسٹ" فروری ۱۹۷۶ء صفحہ ۹۵ تا ۹۶ - لاہور
۱۶۸	قاری محمد اشرف	ماہنامہ "بینات" کراچی - مئی ۱۹۷۴ء
۱۶۹	ایک بزرگ	خزینۂ معارف حصہ دوم صفحہ ۱۴۴
۱۷۰	ایک شخص	صلوٰت ناصری صفحہ ۵۴
۱۷۱	شیخ محمد بن الیاس سون غرغشتی رح	۱- مخزن افغانی ۲- گلزار ابرار ۳- رود کوثر صفحہ ۳۵۴ تا ۳۵۷
۱۷۲	سید بہاؤ الدین	تواریخ الاولیاء حصہ دوم صفحہ ۷۶۰
۱۷۳	سید محمد بن زین العابدین	۱- میزان

خواب نمبر	کس نے خواب دیکھا	حوالہ جات
		۲- البراہین القاطعہ صفحہ ۲۲۲
۱۷۴	ایک شخص	حیات الصحابہؓ حصہ پنجم صفحہ ۳۴۰
۱۷۵	شیر شاہ سوری	سیارہ ڈائجسٹ کا رسولؐ نمبر۔ جلد دوم صفحہ ۴۲۶ نومبر ۱۹۷۳ء
۱۷۶	ملک شرف الدین ملقب حضرت شاہ شہباز	مشاہیر اسلام جلد اول صفحہ ۲۰۹ تا ۲۱۰
۱۷۷	غیاث الدین لنگاہ	۱- ریاض الفقر صفحہ ۴۱ ۲- تذکرۂ اولیاء۔ جلد سوم صفحہ ۲۰
۱۷۸	سقا	بوستان اخیار یا تذکرہ مشاہیر اکبر آباد صفحہ ۸۳ تا ۸۴
۱۷۹	جمال الدین ابوبکر	۱- تاریخ جلیلہ صفحہ ۱۸۰ تا ۱۸۱ ۲- تذکرۂ حمیدیہ صفحہ ۶۰ ۳- اذکار ابرار صفحہ ۲۲۶
۱۸۰	امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ	مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ جلد اول مکتوب ۱۶ صفحہ ۲۸
۱۸۱	" " " "	انوار العارفین صفحہ ۶۳۸ تا ۶۳۹
۱۸۲	شیخ سلطان	سیرت امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ صفحہ ۴۳
۱۸۳	حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ	۱- بلاغ المبین صفحہ ۱۴۲ تا ۱۴۵ ۲- انشراح الصدور صفحہ ۳۰۹

خواب نمبر	کس نے خواب دیکھا	حوالہ جات
		۳۔ تذکرہ غوثیہ صفحہ ۳۸۹ ۴۔ ملفوظات حصہ ہفتم صفحہ ۶ تا ۷ ۵۔ اخبار الاخیار فی اسرار الابرار
۱۸۴	حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ	۱۔ دار المعارف ۲۔ علمائے ہند کا شاندار ماضی جدید جلد اول صفحہ ۲۴۰
۱۸۵	حضرت سید شاہ حمزہ قادری برکاتیؒ	برکات مارہرہ صفحہ ۱۴۹
۱۸۶	حاجی محمد ممتاز علی خاںؒ	اُمرا صفحہ ۱۷۹ تا ۱۸۰
۱۸۷	حضرت برکات اللہ مارہرویؒ	تبرکات مارہرہ صفحہ ۱۳۵ تا ۱۳۷
۱۸۸	حضرت سید شاہ حمزہ قادری برکاتیؒ	" " صفحہ ۱۳۸ تا ۱۳۹
۱۸۹	شہنشاہ شاہ جہاں	آثار الصنادید صفحہ ۱۶۶
۱۹۰	خواجہ سید آدم بنوریؒ	۱۔ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ صفحہ ۲۳۰ ۲۔ دفتر حقیقت دوسرا گلزار صفحہ ۱۸۴
۱۹۱	شیخ یحییٰ مدنیؒ	۱۔ ہفتاد اولیاء ۳۸۹ ۲۔ تحفۃ الابرار صفحہ ۱۰۸
۱۹۲	شاہ کلیم اللہ چشتی جہاں آبادیؒ	۱۔ مشائخ سہروردیہ جلد سوم صفحہ ۶۸۱ تا ۶۸۲ ۲۔ خطۂ پاک "اُچ" صفحہ ۲۹۴ ۳۔ مآثر الکرام
۱۹۳	شیخ داؤد گنگوہیؒ	۱۔ اقتباس الانوار

خواب نمبر	کس نے خواب دیکھا	حوالہ جات
		۲- ہفتاد اولیاء صفحہ ۳۸۶
		۳- انوار العاشقین صفحہ ۱۰۲
۱۹۴	مولانا سید عبدالجلیل الہ آبادی	انوار العاشقین صفحہ ۱۰۱
۱۹۵	حضرت حسن رسول نما دہلویؒ	مناقب الحسن رسول نما اویسی دہلویؒ صفحہ ۳۳۸
۱۹۶	" " " "	" " " " " صفحہ ۳۳۳
۱۹۷	" " " "	" " " " صفحہ ۳۲۸
۱۹۸	" " " "	" " " " صفحہ ۲۳۷
۱۹۹	زوجہ حضرت حسن رسول نما دہلویؒ	۱- تذکرۂ غوثیہ صفحہ ۳۱۵
		۲- دفتر حقیقت دوسرا گلزار صفحہ ۲۸۳
۲۰۰	مخدوم ابوالقاسم نقش بندیؒ	تذکرۂ صوفیائے سندھ صفحہ ۴۰
۲۰۱	سید محمد حسن زماں نقوی	غیر مطبوعہ
۲۰۲	حاجی شیخ محمد خلیل	مولانا محمد ایوب دہلویؒ صفحہ ۱۷
		"ہمدرد ڈائجسٹ" کراچی جنوری ۱۹۷۰ء
۲۰۳	خواجہ ضیاء اللہ نقش بندیؒ	مقاصد السالکین صفحہ ۱۷ تا ۱۸
۲۰۴	شہنشاہ جہانگیر	سیرت امام ربانی صفحہ ۱۳۲
۲۰۵	شیخ سعد الدین	مشائخ نقش بندیہ مجددیہ صفحہ ۲۱۷
۲۰۶	مولانا محمد حسن نقش بندی مجددیؒ	مشائخ نقش بندیہ مجددیہ صفحہ ۳۹۲
۲۰۷	شاہ عبدالغنی نقش بندیؒ	انوار العارفین صفحہ ۲۲ تا ۲۳
۲۰۸	" " "	" " صفحہ ۲۱
۲۰۹	ربیع بن سلیمان	رشفۃ الساوی

خواب نمبر	کس نے خواب دیکھا	حوالہ جات
۲۱۰	ایک شخص	۱۔ شواہد النبوۃ صفحہ ۴۴ تا ۴۵
		۲۔ دلائل النبوۃ
۲۱۱	ایک شخص	۱۔ دلائل النبوۃ
		۲۔ مجموعہ سعادت صفحہ ۲۲۲
		۳۔ شواہد النبوت صفحہ ۲۶۸
۲۱۲	شیخ ابن الزعنب یمنیؒ	۱۔ فیض الجود علی حدیث شیبی ہود
		۲۔ نشر المحاسن
		۳۔ کشکول صفحہ ۱۲۰ تا ۱۲۱
		۴۔ خیرۃ الموانس حصہ دوم صفحہ ۳۲۶
		۵۔ الصواعق
		۶۔ اقوال الشریفہ حصہ اوّل صفحہ ۲۶ تا ۲۷
		۷۔ حجۃ اللہ علی العالمین
۲۱۳	ایک لکڑہارا	خیر الموانس جلد دوم صفحہ ۳۲۵
۲۱۴	ایک شخص	〃 〃 〃 صفحہ ۳۲۸
۲۱۵	ایک نیک شخص	〃 〃 〃 صفحہ ۳۲۷
۲۱۶	شاہ عبدالرحیمؒ	دار الثمین فی بشرات النبیؐ الامین
۲۱۷	دو شخص	حیات ولی صفحہ ۳۰۶ تا ۳۰۸
۲۱۸	شاہ عبدالرحیمؒ	حرز ثمین نمبر ۱۹
۲۱۹	〃 〃	انفاس العارفین صفحہ ۴۲
۲۲۰	شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ	۱۔ فیوض الحرمین

خواب نمبر	کس نے خواب دیکھا	حوالہ جات
		۲۔ تذکرہ حضرت شاہ ولی اللہ صفحہ ۲۹۲
۲۲۱	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ	فیوض الحرمین صفحہ ۳۰ تا ۳۶
۲۲۲	" " " " "	" " صفحہ ۴۴
۲۲۳	" " " " "	۱۔ حرز ثمین نمبر ۱۳
		۲۔ فضائل درود شریف صفحہ ۶۴
۲۲۴	" " " " "	فیوض الحرمین صفحہ ۸۱ تا ۸۵
۲۲۵	" " " " "	حرز ثمین نمبر ۱۳
۲۲۶	" " " " "	حکایات اولیاء صفحہ ۲۶
۲۲۷	احمد شاہ درانیؒ	۱۔ واقعات درانی صفحہ ۵۱ تا ۵۵
		۲۔ تاریخ اسلام
۲۲۸	العربی القشالیؒ	خزینۂ معارف حصہ اوّل صفحہ ۴
۲۲۹	مولانا شاہ فخر الدین دہلویؒ	۱۔ تحفۃ الابرار صفحہ ۱۱۱
		۲۔ ہفتاد اولیاء صفحہ ۲۹۶
		۳۔ ملفوظات وحالات شاہ فخر الدین دہلویؒ صفحہ ۲۰۶
		۴۔ خلاصۃ الفوائد صفحہ ۴۶ تا ۴۷
۲۳۰	شیخ رضی الدین حسن بن حسن صغانیؒ	تحفۃ الاخیار صفحہ ۴۸۶
۲۳۱	شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ	۱۔ سوانح حیات سید احمد شہیدؒ صفحہ ۱۱۳ تا ۱۱۴
		۲۔ سیرت سید احمد شہیدؒ صفحہ ۷۸ تا ۷۹
۲۳۲	شاہ غلام علی مجددی مظہری دہلویؒ	مشائخ نقشبندیہ مجددیہ صفحہ ۲۲۷

خواب نمبر	کس نے خواب دیکھا	حوالہ جات
۲۳۳	ایک مرید	انوار اصفیاء صفحہ ۵۰۵
۲۳۴	سید احمد شہیدؒ	صراط مستقیم صفحہ ۱۶۴
۲۳۵	" " "	۱۔ سیرت سید احمد شہیدؒ صفحہ ۷۲ تا ۷۳ ۲۔ مخزن احمدی ۳۔ سوانح حیات سید احمد شہید صفحہ ۹۰ تا ۹۱ ۴۔ سوانح احمدی
۲۳۶	" " "	" وصایا " صفحہ ۲۹ تا ۳۰ حصہ اول
۲۳۷	شاہ محمد کاظم قلندر کاکوروی	نفحات العنبریہ من انفاس القلندریہ صفحہ ۳۲۵
۲۳۸	" " " "	تذکرہ مشاہیر کاکوری صفحہ ۵۷ تا ۵۸
۲۳۹	ایک شخص	" " صفحہ ۱۴۱ تا ۱۴۲
۲۴۰	شاہ تراب علی قلندرؒ	انفاس القلندریہ صفحہ ۳۶۷
۲۴۱	شاہ عاشق اللہ قلندرؒ	" " صفحہ ۳۸۶
۲۴۲	شاہ فتح قلندر جونپوریؒ	نفحات العنبریہ صفحہ ۲۳۴
۲۴۳	شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی ثم مکیؒ	سوانح عمری مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلویؒ صفحہ ۳۸
۲۴۴	ایک بزرگ	نفحات العنبریہ صفحہ ۲۶۵
۲۴۵	شاہ فتح قلندر جونپوریؒ	انفاس القلندریہ صفحہ ۲۳۰
۲۴۶	حضرت مولانا قلندر صاحبؒ	ملفوظات ہفتم صفحہ ۲۵۹ تا ۲۶۰
۲۴۷	مولانا مجید الدینؒ	تذکرہ اولیاءِ دکن جلد دوم صفحہ ۹۴۰
۲۴۸	مخدوم ذکریاؒ	تذکرہ صوفیائے سندھ صفحہ ۳۹ تا ۴۰

حوالہ جات	کس نے خواب دیکھا	خواب نمبر
تذکرہ مشاہیر کاکوری صفحہ ۳۶۷	محسن کاکورویؒ	۲۴۹
تذکرہ علماء و مشائخ سرحد حصہ اول صفحہ ۱۳۰ و ۱۳۸	حافظ محمد عظیمؒ	۲۵۰
حدائق الحنفیہ صفحہ ۴۶۱	شیخ اسلم بن یحییٰؒ	۲۵۱
تاریخ مشائخ چشت	ایک بزرگ	۲۵۲
۱۔ مناقب المحبوبین صفحہ ۱۲۳ ۲۔ تاریخ مشائخ چشت صفحہ ۵۸۷	حضرت خواجہ محمد عاقلؒ	۲۵۳
تذکرۃ الواصلین صفحہ ۱۸۵	شیخ عبد اللہ عارف باللہ بدایونیؒ	۲۵۴
حیات سعیدیہ صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۰	مولانا محمد سعید گوہانویؒ	۲۵۵
تذکرہ مشاہیر کاکوریؒ صفحہ ۷۶ ۴	مولوی شاہ رکن الدین قلندرؒ	۲۵۶
۱۔ علماء ہند کا شاندار ماضی جلد ۲ صفحہ ۱۷۷ تا ۱۷۹ ۲۔ ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک صفحہ ۱۸۴ تا ۱۸۵ ۳۔ سرگزشت مجاہدین صفحہ ۴۳۵	مولانا یحییٰ علی عظیم آبادیؒ	۲۵۷
تذکرہ کاملان رام پور صفحہ ۱۱۰	مولوی سید حسن شاہ محدثؒ	۲۵۸
ایک مجاہد معمار صفحہ ۱۰۲ تا ۱۰۷ سے ماخوذ	مولانا رحمت اللہ کیرانوی ثم مکیؒ	۲۵۹
۱۔ انوار العاشقین صفحہ ۸۴ ۲۔ سوانح حاجی امداد اللہؒ	حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ	۲۶۰
۱۔ انوار العاشقین صفحہ ۸۶	حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ	۲۶۱

خواب نمبر	کس نے خواب دیکھا	حوالہ جات
		۲۔ تذکرۃ الرشید صفحہ ۴۶
۲۶۲	مولانا قاسم نانوتویؒ	تراجم علمائے حدیث ہند جلد اوّل صفحہ ۲۲۴ تا ۲۲۸
۲۶۳	" " "	حکایات اولیاء صفحہ ۲۵۱ تا ۲۵۲
۲۶۴	راؤ عبداللہ	" " صفحہ ۲۷۱ تا ۲۷۲
۲۶۵	مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	" " حکایت ۲۹۹ صفحہ ۳۰۴
۲۶۶	امام مسجد نبوی	معارف الاسماء شرح اسماء الحسنیٰ صفحہ ۲۵۵
۲۶۷	خواجہ محمد فضل علی قریشی ہاشمی عباسیؒ	تذکرہ خواجگان نقشبندیہ معہ سلوک مجددیہ و ضروریات شیخ صفحہ ۹۸
۲۶۸	خادم خاص	حیات شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ
۲۶۹	حاجی غلام رسول	دیار حبیبؐ کی باتیں صفحہ ۲۵۱
۲۷۰	مولانا انوار الحسن کاکورویؒ	حیات اشرف صفحہ ۹۰
۲۷۱	محمد ضیاء الدین سیٹھ	حیات وارث صفحہ ۸۴ تا ۸۵
۲۷۲	مختلف لوگ	معارف الاسماء شرح اسماء الحسنیٰ صفحہ ۲۵۵
۲۷۳	مولانا محب الدین	تجلیات کعبہ صفحہ ۱۲۱ تا ۱۲۲
۲۷۴	الحاج ڈاکٹر عبدالکریم جرمانوس	۱۔ اردو ڈائجسٹ لاہور اگست سنہ ۱۹۶۴ء صفحہ ۱۰۲ تا ۱۰۳ ۲۔ مسلم نیوز انٹرنیشنل شمارہ جولائی سنہ ۱۹۶۸ء صفحہ ۳ ۔ کراچی ۳۔ ہم کیوں مسلمان ہوئے ۔ صفحہ ۲۳ تا ۲۵

خواب نمبر	کس نے خواب دیکھا	حوالہ جات
۲۷۵	علامہ محمد اسد	۱۔ شاہراہ مکہ (روڈ ٹو مکہ) ۲۔ ہم کیوں مسلمان ہوئے صفحہ ۱۲ تا ۱۵
۲۷۶	سید مہر علی شاہ گولڑوی ؒ	۱۔ مقالات مرضیہ المعروف بہ ملفوظات مہریہ صفحہ ۱۰۳ ۲۔ تاریخ مشائخ چشت صفحہ ۷۱۳ تا ۷۱۴ ۳۔ حضرت قبلہ عالم گولڑہ شریف صفحہ ۱۶ تا ۱۷
۲۷۷	سائیں توکل شاہ ؒ	ذکر خیر صفحہ ۱۳۶
۲۷۸	" " "	تذکرہ توکلیہ صفحہ ۹۹
۲۷۹	ایک نورانی بزرگ	جمال نقش بند صفحہ ۲۲۷ تا ۲۲۸
۲۸۰	خواجہ محمد عبدالخالق نقشبندی مجددی ؒ	معادن تبرکات خالقیہ صفحہ ۴۵۷
۲۸۱	" " " " " "	" " " صفحہ ۳۲۵ تا ۳۲۷
۲۸۲	سید وارث حسن شاہ کوڑہ جہاں آبادی ؒ	چشمہ فیوض معروف بہ شمامۃ العنبر صفحہ ۱۱ تا ۱۲
۲۸۳	ایک پیرزادہ	روزگار فقیر جلد دوم صفحہ ۱۷۲ تا ۱۷۴
۲۸۴	مولانا ظفر احمد عثمانی تھانوی ؒ	انوار النظر فی آثار الظفر صفحہ ۱۴ تا ۱۵
۲۸۵	ایک ثقہ بزرگ	النبی الخاتم صفحہ ۳ تا ۴
۲۸۶	امجد حیدر آبادی ؒ	سوانح حیات نواب بہادر یار جنگ ؒ صفحہ ۱۳۴ تا ۱۳۵
۲۸۷	مولانا حسرت موہانی ؒ	کلیات حسرت موہانی ؒ صفحہ ۲۸ تا ۲۹
۲۸۸	ایک سادہ لباس آدمی	مقامات ولایت یعنی انوار ولایت حصہ دوم صفحہ ۲۱۱ تا ۲۱۲

خواب نمبر	کس نے خواب دیکھا	حوالہ جات
۲۸۹	حضرت ابوجعفر صیدلانیؒ	کیمیائے سعادت صفحہ ۴۸۷
۲۹۰	قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ	شیخ الاسلام نمبر روزنامہ الجمیعۃ دہلی فروری ۱۹۵۸ء صفحہ ۷۱
۲۹۱	ایک شخص	۱. شیخ الاسلام نمبر روزنامہ الجمیعۃ دہلی فروری ۱۹۵۸ء صفحہ ۱۵۹ ۲. حج معظم
۲۹۲	ایک طالب علم	شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۴۰
۲۹۳	شیدا امرائیکی	مکتوبات شیخ الاسلام حسین احمد مدنیؒ صفحہ ۲۰۲ تا ۲۰۳
۲۹۴	والدہ مولانا حسین احمد مدنیؒ	نقش حیات جلد اوّل صفحہ ۷۰
۲۹۵	مولانا حسین احمد مدنیؒ	" " " صفحہ ۹۲
۲۹۶	مولانا میر محمد بجان بھامرطیؒ	غیر مطبوعہ
۲۹۷	حکیم صوفی محمد طفیل	غیر مطبوعہ
۲۹۸	ابوسعید خرازؒ	کیمیائے سعادت صفحہ ۴۹۷
۲۹۹	صاحبزادہ حافظ علی احمد جانؒ	تذکرہ علمائے و مشائخ سرحد جلد اوّل صفحہ ۲۵۷
۳۰۰	والدہ مولانا سید سلیمان ندویؒ	تذکرۂ سلیمان صفحہ ۴۷
۳۰۱	کیپٹن کی بیٹی	غیر مطبوعہ
۳۰۲	ایک عرب	سوانح مولانا محمد یوسفؒ صفحہ ۴۳۱
۳۰۳	مرضیہ خاتون	رویائے صالحہ حصہ اوّل صفحہ ۱۵۷
۳۰۴	دو حضرات	روزنامہ "امروز" لاہور ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۵ء

خواب نمبر	کس نے خواب دیکھا	حوالہ جات
٣٠٥	حافظ امیر الدین رح	غیر مطبوعہ
٣٠٦	بقال کی بیٹی	لغیۃ ذوی الاحلام
٣٠٧	یوقنا بطریق	١. ناسخ التواریخ ٢. فتوح الشام صفحہ ٣٢٨ ٣. شہابِ ثاقب صفحہ ٨٧ ٤. حقائق و معارف صفحہ ٧٨ تا ٧٩ ٥. مقاصد الاسلام صفحہ ٨٤ تا ٨٦
٣٠٨	حضرت وامس ابو الہول رح	١. فتوح الشام صفحہ ٤٥٦ ٢. شامی جہاد صفحہ ٨١ تا ٨٣ ٣. حقائق و معارف صفحہ ١٠٦ تا ١٠٧
٣٠٩	حضرت عیاض بن غنم اشعری رض	غزوہ یثرب اردو ترجمہ فتوح العجم از واقدی
٣١٠	شیخ شرف الدین بو علی قلندر پانی پتی رح	١. مفتاح الغیب صفحہ ٢٥ تا ٢٧ ٢. مشاہیر اسلام جلد اوّل صفحہ ١٠٥
٣١١	شاہ عبد الرحیم رح	الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین
٣١٢	حسن البوصیری رح	١. قصیدۂ بردہ (مترجم) ٢. عطر الوردہ ۔ ٣. نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب
٣١٣	سلطان نور الدین زنگی رح	١. تاریخ مدینہ از علامہ نور الدین سمہودی رح ۔ ٢. خلاصۃ الوفا از علامہ نور الدین سمہودی ٣. جذب القلوب ٤. حج معظم صفحہ ٢٨٤ تا ٢٨٥ ۔ ٥. پلگرمیج ٹو المدینہ اینڈ مکہ از کیپٹن رچرڈ فریڈرک برٹن کا اردو ترجمہ سفر دار المصطفیٰ ص از مولوی محمد انشاء اللہ صفحہ ١١٥

خواب

(۱)

۱۔ فریقین زندہ ہیں ۲۔ آپؐ ایک نومسلم جس نے "پیغمبر صحرا" کتاب لکھی ہے اور جو آپؐ کو پسند ہے، اس کی گرفتاری پر بیقرار ہو جاتے ہیں اور خواب میں تشریف لا کر ایک مالدار مسلمان کو حکم فرماتے ہیں کہ اس کی زرِ ضمانت ادا کرے اور اسے رہائی دلوائے۔

بیرسٹر کے ایل گابا ۱۸۹۹ء میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد لالہ ہرکشن لال گابا ڈپٹی کمشنر ملتان کے دفتر میں کلرک تھے مگر دیکھتے دیکھتے اتنی ترقی کی کہ حکومت پنجاب کے وزیر تعلیم بن گئے۔ وہ کروڑ پتی سرمایہ دار تھے اور ان کا دل اور دستر خوان وسیع تھا۔ آخر زمانہ میں انگریز حکمرانوں کے زیر عتاب آئے اور نہایت کسمپرسی کے عالم میں جان دی۔ وسیع جائیداد کوڑیوں کے مول نیلام کر دی گئی۔ کے ایل گابا نے ۱۹۳۲ء میں اسلام قبول کیا اور ان کا نام کنہیا لال گابا کی جگہ خالد لطیف گابا رکھ دیا گیا یعنی دستخط اب بھی K.L. GAUBA ہی ہے۔ ان کے اسلام قبول کرنے پر ہندو سماج میں زلزلہ آ گیا اور ان کو دوبارہ ہندو بنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا مگر یہ اسلام پر قائم رہے اور آج بھی قائم ہیں۔ قبول اسلام کے بعد آپ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیات طیبہ پر انگریزی میں ایک کتاب لکھی جس کا نام PROPHET OF THE DESERT (پیغمبر صحرا) ہے۔ اس کتاب کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ گابا نے اپنی خود نوشت سوانح حیات FRIENDS AND FOES کے اندر حسب ذیل واقعہ بیان کیا ہے:۔

پنجاب ہائی کورٹ کے چیف جسٹس سر ڈگلس ینگ (یہ وہی ینگ ہیں جنہوں

نے بوڑھے لالہ ہرکشن لال گابا پر ظلم ڈھائے تھے) کسی بات پر مجھ سے ناراض ہو گئے اور ایک جھوٹے مقدمے میں مجھے ملوث کر کے پابند سلاسل کر دیا۔ ضمانت پر رہائی کے لئے انگریز ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج لاہور نے ڈیڑھ لاکھ روپیہ زر ضمانت مقرر کیا۔ روزنامہ "زمیندار" اور "احسان" نے مسلمانانِ ہند سے بار بار اپیل کی کہ اس نومسلم کو قید سے رہائی دلائی جائے مگر پورے ہندوستان میں ایک مسلمان بھی اتنی رقم بطور ضمانت پیش نہ کر سکا جس کی وجہ سے مجھے چند ہفتے جیل میں گزارنے پڑے۔ اسی اثناء میں سیالکوٹ کے ایک ٹھیکیدار الحاج ملک سردار علی کو خلاصۂ کائنات حضرت نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپؐ نے حکم فرمایا: "سردار علی اٹھو اور صبح لاہور جا کر ایک نومسلم قیدی خالد لطیف گابا کی سیشن کورٹ میں ڈیڑھ لاکھ روپے کی ضمانت دے آؤ اور اسے قید سے رہائی دلاؤ۔ اس میں کوتاہی ہرگز نہ کرنا۔ اس نے میرے متعلق ایک کتاب "پیغمبرِ صحرا" لکھی ہے جو مجھے بہت پسند آئی ہے۔

ملک سردار علی اس زیارت بابرکت سے بے حد مسرور ہوئے۔ صبح کاغذات کی تصدیق کے لئے عدالت پہنچے مگر ہندو ڈپٹی کمشنر مسٹر چندرا آئی سی ایس نے آپ کو ڈرایا دھمکایا اور کہا گابا باہر بھاگ جائے گا اور رقم ضبط ہو جائے گی۔ تم ضمانت نہ دو۔ ملک صاحب نے جواب دیا کہ جس بزرگ و برتر ہستی نے اس کام کے لئے حکم فرمایا ہے اس پر اگر میری جان قربان ہو جائے تو مقام مسرت ہو گا ۱½ لاکھ روپیہ کیا چیز ہے میں نہیں جانتا خالد لطیف گابا کون شخص ہے۔ میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا۔ مجھے تو خواب میں اس کا نام بتایا گیا ہے۔

ہندو ڈپٹی کمشنر نے کاغذات کی تصدیق نہ کی۔ مجبوراً ملک صاحب نے دو تین دوستوں سے ۱½ لاکھ روپیہ نقد جمع کیا اور لاہور آ کر انگریز سیشن جج کی عدالت میں نقد زر ضمانت پیش کر کے مجھے رہائی دلائی۔

ملک صاحب اب قریب ۸۷ سال کے ہیں۔ سیالکوٹ (پاکستان) میں جا

کر کوئی بھی ان سے ملاقات کر سکتا ہے۔ اس کام کو اپنے لئے توشۂ آخرت اور سرمایۂ حیات سمجھتے ہیں۔ گاما صاحب قیام پاکستان کے وقت ۱۹۴۷ء میں لاہور سے بمبئی (بھارت) چلے گئے تھے۔ آج بھی وہیں موجود ہیں۔

(۲)

آپ نے عصائے مبارک سے خواب میں بنیاد کا نیا نشان لگا دیا تاکہ مدرسہ کا صحن وسیع رہے۔ صبح باقاعدہ نشان موجود تھا۔ آپ کی یہ دلچسپی، سیرت النبی بعد از وصال النبی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

مدرسہ دارالعلوم دیوبند (بھارت) ایک الہامی مدرسہ ہے۔ ۱۵/ محرم ۱۲۸۳ھ مطابق ۳۰/ مئی ۱۸۶۶ء کو اس ادارے کا آغاز کیا گیا۔ زمین مل جانے کے بعد عمارت مدرسہ کے لئے بنیاد رکھ دی گئی۔ جب وقت آیا کہ اسے بھرا جائے اور اس پر عمارت تعمیر کی جائے تو مولانا رفیع الدینؒ مہتمم ثانی دارالعلوم دیوبند نے خواب دیکھا کہ اس زمین پر نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما ہیں۔ ہاتھ میں عصا ہے۔ آپؐ نے مولانا سے فرمایا۔ "شمالی جانب جو بنیاد کھودی گئی ہے اس سے صحن مدرسہ چھوٹا اور تنگ رہے گا اور آپؐ نے عصائے مبارک سے دس بیس گز شمال کی جانب ہٹ کر نشان لگایا کہ بنیاد یہاں ہونی چاہیئے تاکہ مدرسہ کا صحن وسیع رہے (جہاں تک اب صحن کی لمبائی ہے۔) خواب دیکھنے کے بعد مولانا علی الصبح بنیادوں کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا لگایا ہوا نشان بدستور موجود پایا۔ اسی نشان پر بنیاد کھدوائی اور مدرسہ کی تعمیر شروع ہو گئی۔ (الہامی مدرسہ" از مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی مہتمم دارالعلوم دیوبند۔ یہ مضمون ماہنامہ "الرشید" لاہور کے دارالعلوم دیوبند نمبر۔ فروری مارچ ۱۹۷۶ء جلد نمبر ۴۔ شمارہ نمبر ۲،۳ صفحہ ۱۳۸ تا ۱۳۹ پر موجود ہے۔)

شاعر انقلاب علامہ انور صابری نے اپنے ان اشعار میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے:

خواب ہیں جس کے مُشترَ تھے شیخ دیہاں "نودرہ" اس خواب ماضی کی جیسی تعبیر ہے
اسکے دامن سے ابلتے ہیں دو چشمے فیض کے "چمن کا حاصل زندگی کی آخری تفسیر ہے

"اشرف عمارات" ۱۲۹۳ھ ۱۸۷۶ء اس کی تعمیر کا مادہ تاریخ ہے۔ اس عمارت کے دو درجے ہیں اور ہر ایک درجے میں نو نو دروازے ہیں۔ اس لئے یہ عمارت "نودرہ" کے نام سے موسوم ہے۔

(۳)

حضرت مولانا رفیع الدین دیوبندی قدس سرہ مہتمم ثانی دارالعلوم دیوبند ایک دن دارالعلوم دیوبند کے صحن میں کھڑے تھے کہ دورۂ حدیث کا ایک طالب علم مطبخ سے کھانا لیکر آیا اور شوربے کا پیالہ مولانا کے سامنے زمین پر دے مارا اور نہایت گستاخانہ انداز میں کہا یہ ہے آپ کا اہتمام و انتظام کہ شوربے میں نہ مصالحہ ہے نہ گھی۔ اور بھی سخت سُست الفاظ کہے۔ اس گستاخی پر طلبا جوش میں آگئے مگر مولانا پوری متانت کے ساتھ خاموش رہے اور گستاخ طالب علم پر تین مرتبہ سر سے پیر تک نگاہ ڈالی۔ جب وہ چلا گیا تو آپ نے طلبا سے فرمایا کہ کیا یہ مدرسہ دیوبند کا طالب علم ہے؟ طلبا نے اثبات میں جواب دیا آپ نے اس پر فرمایا نہیں یہ مدرسہ کا طالب علم نہیں ہے۔ تحقیق پر ثابت ہوا کہ وہ مدرسہ کا طالب علم نہیں ہے۔ اس کا ہم نام ایک دوسرا طالبعلم ہے۔ اس نے دھوکے سے محض نام کے اشتراک کی وجہ سے کھانا پینا شروع کر دیا ہے ورنہ اس کا اندراج سرے سے رجسٹروں میں نہیں ہے۔ بات ظاہر ہو جانے پر طلبا نے مولانا سے عرض کیا کہ حضرت آپ نے اس وثوق سے کس بنا پر اس کے طالب علم ہونے کی نفی فرمائی۔ فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ احاطۂ مولسری میں دارالعلوم کا کنواں دودھ سے بھرا ہوا ہے اور اس کی من پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما ہیں اور دودھ تقسیم فرما رہے ہیں۔ لینے والے آرہے ہیں اور دودھ لے جا رہے ہیں۔ خواب کے بعد مجھ پر منکشف ہوا کہ کنواں صورتِ مثالی دارالعلوم کی ہے۔ دودھ صورتِ مثالی علم کی ہے اور قاسم العلوم

یعنی تقسیم کنندہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اور یہ آ آ کر لے جانیوالے طلباء ہیں جو حسب ظرف علم لے کر جا رہے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ مدرسہ دیوبند میں جب داخلہ ہوتا ہے اور طلباء آتے ہیں تو میں ہر ایک کو پہچان لیتا ہوں کہ یہ بھی اس مجمع میں تھا اور یہ بھی۔ لیکن اس گستاخ طالب علم پر میں نے سر سے پاؤں تک تین بار نظر ڈالی۔ یہ اس مجمع میں تھا ہی نہیں اس لئے میں نے وثوق سے کہہ دیا کہ یہ مدرسہ دیوبند کا طالب علم نہیں ہے۔ اس سے اندازہ ہوا کہ اس مدرسے کے لئے طلباء کا انتخاب بھی من جانب اللہ ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ یہاں نہ اشتہار ہے نہ پروپگنڈا نہ ترغیبی پمفلٹ کہ طلباء آ کر داخل ہوں بلکہ من اللہ جس کے قلب میں داخلے کا داعیہ پیدا ہوتا ہے وہ خود ہی کشاں کشاں چلا آتا ہے۔ (تاریخ دیوبند از سید محبوب حسین رضوی صفحہ ۱۶۲) (ماہنامہ "الرشید" کا دارالعلوم دیوبند نمبر صفحہ ۱۳۹ تا ۱۴۰۔ الہامی مدرسہ" از حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی مہتمم دارالعلوم دیوبند)

حضرت مولانا رفیع الدینؒ قریب ۱۹ برس دارالعلوم دیوبند کے مہتمم رہے۔ ۱۳۰۸ھ ۱۸۹۰ء میں مدینہ منورہ میں وصال فرمایا۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ امی محض تھے نہ لکھنا جانتے تھے نہ پڑھنا۔ صاحب کشف و واردات اور صاحب کرامات بزرگ تھے۔ حضرت شاہ عبدالغنی مجددی محدث دہلویؒ کے خلیفہ تھے جو جانشین تھے حضرت شاہ اسحٰق محدث دہلوی مہاجر مکیؒ کے جو نواسے اور جانشین تھے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے جو بڑے بیٹے تھے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے اور آپ کے جانشین بھی تھے۔

(۴)

آپ میرے پاس مدینہ تشریف لے آئیے

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری ثم مدنیؒ نے سنن ابی داؤد کی عظیم اور بے مثال شرح عربی میں "بذل المجہود فی حل سنن ابی داؤد" کے نام سے پانچ جلدوں میں تحریر فرمائی۔ ۱۱ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ کو شروع کی اور ۲۱ شعبان ۱۳۴۵ھ میں پورے دس

سال پانچ ماہ اور دس دن میں بڑی تقطیع کے تقریباً دو ہزار صفحات پر مکمل کی۔ ۱۳۴۵ھ میں آپ کو حضرت نبی الامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ "آپ میرے پاس مدینہ تشریف لے آیئے۔" حضرت مولانا دوسرے ہی دن مدینہ طیبہ کے لیے روانہ ہو گئے۔ شرح کا باقی حصہ وہاں جاکر پورا کیا اور اس موقع پر علمائے مدینہ طیبہ کو شاندار ضیافت دی اور اس کے چھ ماہ بعد ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ بروز چہار شنبہ بعد نماز عصر وصال فرمایا اور جنت البقیع میں دفن کئے گئے۔
(تذکرۃ الخلیل از مولانا عاشق الٰہی میرٹھی)

آپ نے سات حج کئے۔ نسباً حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے متعلق ہیں۔ دسویں پشت پر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے آپ کا سلسلہ جا ملتا ہے۔ اواخر صفر ۱۲۶۹ھ م ۱۸۵۲ء میں آپ اپنی ننھیال نانوتہ میں پیدا ہوئے اور پانچ برس کی عمر میں آپ کے نانا جان، حضرت مولانا مملوک علیؒ نے خود آپ کی بسم اللہ کرائی۔ حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ آپ کے خالو اور مدرس اول حضرت مولانا محمد یعقوبؒ آپ کے ماموں تھے۔ آپ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے خلیفہ تھے جو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے خلیفہ تھے۔ مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ فرمایا میں نے تین دعائیں کی تھیں۔ ایک دعا یہ تھی کہ عرب میں حکومت اسلامیہ شرعیہ دیکھ لوں۔ دوسرے شرح ابی داؤد زندگی میں پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے۔ تیسرے جنت البقیع جوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دفن ہونا نصیب ہو۔ الحمد للہ دو دعاؤں کی قبولیت تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔ تیسری کا انتظار ہے (وہ بھی الحمد للہ پوری ہوئی) حضرت مولانا ذکریا محدث سہارنپوری ثم مدنی مدظلہ العالی کے حواشی کے ساتھ حال ہی میں یہ شرح سنن ابی داؤد دوبارہ بیس جلدوں میں ٹائپ میں مصر سے نہایت آب و تاب کے ساتھ شائع ہوئی ہے اور خود عربوں کے لئے باعث حیرت و استعجاب ہے۔ حضرت مولانا ذکریا آپ کے خلیفہ ہیں۔

(۵)

۱۔ یہ لڑکا جو کچھ کہتا ہے وہی درست ہے ۲۔ میں نے تمہارے شیخ کی صورت اس لئے اختیار کی تاکہ تم قربت اور موانست محسوس کرو۔

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی مدیر دارالعلوم دیوبند نے مجھے مولف کتاب ہذا) ۱۷/۵/۱۹۵۲ء مطابق ۱۲ ۹۵ھ کو لاہور میں اپنے والد ماجد شمس العلماء حافظ محمد احمدؒ کا یہ خواب سنایا۔

میرے والد بزرگوار حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے بیعت تھے اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے خلیفہ تھے۔ حضرت حاجی صاحبؒ میلاد شریف، گیارہویں شریف اور دیگر مسائل میں نرم رویہ اختیار کئے ہوئے تھے کیونکہ وسیع المشرب تھے جب کہ والد ایک عالم کی حیثیت سے ہر مسئلہ میں خالص شرعی احکامات بیان فرماتے تھے۔ والد صاحب نے ایک رات خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا دیوان خانہ ہے۔ مسند پر حضرت حاجی صاحبؒ بیٹھے ہیں اور میں ان ہی مسائل پر ان سے بحث کر رہا ہوں۔ حاجی صاحبؒ کے نظریات ان کے رسالے "فیصلہ ہفت مسئلہ" میں موجود ہیں جب کہ میں ان مسائل کی بابت وہی بات کہتا ہوں جو عین شرع کے مطابق ہے۔ اس پر حاجی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ابھی فیصلہ ہوا جاتا ہے کہ کون حق پر ہے۔ دیوان خانہ کے سامنے ایک لمبی سڑک ہے۔ حاجی صاحبؒ کے ارشاد کے فوراً بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معہ صحابہ کرامؓ سڑک پر تشریف لاتے نظر آتے ہیں۔ آپؐ کے دست مبارک میں عصا ہے۔ بدن پر ململ کا کرتا ہے جس میں سے جسم مبارک جھلک رہا ہے۔ سر مبارک پر پانچ کلی کی ٹوپی ہے اور چہرۂ انور بالکل حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ جیسا ہے۔ آپؐ میری جانب تشریف لا کر میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ارشاد فرماتے ہیں کہ "یہ لڑکا جو کچھ کہتا ہے وہی درست ہے۔" حاجی صاحب جو چوکھٹ پر ایک طرف کھڑے ہیں یہ سن کر سات مرتبہ فرماتے ہیں۔ "بجا اور درست ہے۔ بجا اور

درست ہے۔" اور ہر بار سر اور ریش کو بالکل جھکا لیتے ہیں۔ میں یہ سن کر بہت خوش ہوتا ہوں۔ کچھ جرأت پیدا ہوتی ہے۔ عرض کرتا ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کتب احادیث کے اندر تو آپؐ کا حلیۂ مبارک کچھ اور ہے۔ اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میرا اصل حلیہ تو وہی ہے مگر چونکہ مولانا رشید احمد گنگوہی تمہارے شیخ ہیں۔ اس لئے میں نے تمہارے شیخ کی صورت اختیار کی تاکہ تم قربت اور موانست محسوس کرو۔ یہ خواب تین چار منٹ جاری رہا۔

صبح والد ماجد نے یہ خواب تحریر کر کے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی خدمت میں روانہ کیا۔ حضرت گنگوہیؒ نے جب یہ خواب پڑھا تو ان پر عجیب سی کیفیت طاری ہو گئی اور فرمایا کہ اگر فقہاء کفن میں کسی چیز کے رکھنے کو منع نہ فرماتے تو میں وصیت کرتا کہ میرے کفن کے ساتھ اس خط کو شامل کر دیا جائے۔

حضرت مولانا حافظ محمد احمدؒ نے ۱۹۲۹ء میں بمقام دیوبند وصال فرمایا۔ آپ حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ بانیٔ دارالعلوم دیوبند کے صاحبزادے تھے اور عرصہ تک دارالعلوم کے مہتمم رہے۔

(۶)

ی ساری امیدوں پر اس نے پانی پھیر دیا۔ میری توقعات ختم کر دیں۔ اس کی قبر دیکھ لو۔"

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی نے مجھے اپنا یہ خواب خود سنایا جبکہ ۵/۶/۷ء کو وہ بھارت سے دورہ پر پاکستان تشریف لائے تھے۔ غیر مطبوعہ ہے۔

فرمایا کہ میں مذبذب تھا اور سوچتا تھا کہ قادیانیوں کی لاہوری پارٹی کی تکفیر نہیں کرنی چاہیئے البتہ ان کو فاسق سمجھنا چاہیئے کیونکہ وہ مرزا غلام احمد کو نبی نہیں صرف مجدد مانتے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی خود مدعی نبوت تھا اور اس وجہ سے کافر تھا پس وہ مجدد کیونکر ہو سکتا ہے۔ اسی زمانہ میں مَیں نے خواب دیکھا کہ ایک لمبی

چوڑی گلی ہے جس کے آخر میں اندھیرا ہے۔ وہیں گلی کے دونوں جانب دو دروازے ہیں جہاں چاندنی چھٹکی ہوئی ہے۔ گلی کی انتہا پر ایک تخت بچھا ہوا ہے اور اندھیرے میں اس تخت پر حکیم نور الدین (خلیفہ اول مرزا غلام احمد قادیانی) بیٹھا ہوا ہے اور ایک نوجوان برابر کھڑا قادیانیوں کی تعریف کر رہا ہے کہ اسی وقت ایک دروازے میں سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر ہوتے ہیں۔ آپ کے رُخِ انور پر غصہ کے آثار ہویدا ہیں۔ آپ نے پورے جلال اور نہایت سختی کے ساتھ فرمایا "میری ساری امیدوں پر اُس نے پانی پھیر دیا ہے، میری توقعات ختم کر دیں۔ اُس کی قبر دیکھ لو" (مراد مرزا غلام احمد قادیانی کی قبر ہے) آخری فقرہ آپ نے اس قدر غصہ سے فرمایا کہ وہاں کی ہر چیز اڑ گئی۔ نہ تخت رہا، نہ نور الدین نہ نوجوان۔

(قادیانیوں کو ہوش میں آنا چاہیئے اور صدق دل سے مسلمان ہو کر اپنی عاقبت سنوارنے کی فکر کرنا چاہیئے)

۷۔ آپ کی لحیۂ مبارک حلق شدہ ہے (یعنی آپ کی یہ مبارک سنت ختم کر دی جائیگی)

حضرت شاہ ابوالخیر مجددی دہلویؒ (سن وصال ۱۳۴۱ھ تلمیذ حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ بانی مدرسہ صولتیہ۔ مکہ مکرمہ) حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اولاد میں تھے اور ہندوستان کے نامور مشائخ میں آپ کا شمار تھا۔ آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا ابوالحسن زید دہلوی نے اپنے والد ماجد کے حالات پر مشتمل "مقاماتِ خیر" نامی کتاب تالیف فرمائی ہے اور اس میں اپنے استاد حضرت مولانا عبد العلیؒ کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ حضرت مولانا عبد العلیؒ (تلمیذ حضرت مولانا قاسم نانوتوی) حضرت شاہ ابوالخیرؒ کے مخلصین میں تھے۔ صاحب "مقاماتِ خیر" اس عنوان کے تحت "حضرت استاذی مولانا عبد العلیؒ" تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کے زمانہ میں یہ خواب دیکھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ آپ اونٹ پر سوار ہیں اور اونٹ کی نکیل حضرت مولانا نانوتویؒ کے مونڈھے پر پڑی ہوئی ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی کیفیت میں ہیں جس کا بیان

محدثین نے کیا ہے البتہ آپ کی لحیۂ مبارک حلق شدہ ہے اور میں آپ کی اونٹنی کے پیچھے چل رہا ہوں۔ اس خواب کو میں نے حضرت نانوتویؒ سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کی ہے اور آپ کا اظہار حلق لحیۂ کی صورت میں یہ ظاہر کر رہا ہے کہ اب آپ کی یہ مبارک سُنت ترک کر دی جائے گی۔

حضرت مولانا نانوتویؒ کا وصال ۱۲۹۷ھ م ۱۸۸۰ء میں دیوبند میں ہوا۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد ڈاڑھی منڈانے کا رواج وبا کی طرح پھیلنے لگا اور حضرت نانوتویؒ نے خواب کی جو تعبیر فرمائی اب تو حقیقت بن کر سامنے آچکی ہے (”مقامات خیر“ صفحہ ۲۴۷، طبع اول ۱۳۹۲ھ (دہلی)

ہر ہر خواب ”سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ“ کے کسی نہ کسی گوشہ پر ضرور روشنی ڈال رہا ہے۔

۸۔ سینۂ فیض گنجینہ سے عبدالرحمٰن کو چمٹالیا۔ نتیجتاً مشکل سے مشکل کتاب کے معرکۃ الآراء مسائل پانی معلوم ہونے لگے۔

پانی پت (یو پی بھارت) کے مشہور انصاری خاندان میں ۱۲۲۷ھ میں حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰنؒ پیدا ہوئے۔ ۱۲ برس کے تھے کہ والد نے رحلت فرمائی اور والدہ کے علاوہ کوئی تربیت کرنے والا نہ رہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تعلیم سے طبیعت اچاٹ ہو گئی۔ شکار کا شوق جنگلوں میں لئے پھرنے لگا۔ لاپرواہی اس قدر بڑھی کہ رمضان شریف میں تراویح کے اندر قرآن مجید بھی نہ سنایا۔ والدہ یہ حالات دیکھ کر سمجھاتیں، کڑھتیں، ناراض ہوتیں اور جب کوئی حربہ کارگر نہ ہوتا تو رونے لگتیں۔ آخر ایک رات آپ کو خواب میں والد بزرگوار کی زیارت ہوئی۔ انہوں نے ہاتھ پکڑا اور فرمایا میرے ساتھ آؤ۔ پھر وہ آپ کو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں لے گئے اور عرض کیا: فداک ابی وامی یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)، یہ عبدالرحمٰن حاضر ہے۔ آپ نے اپنا دستِ مبارک بڑھا کر عبدالرحمٰن کو آغوش میں لے کر سینۂ فیض گنجینہ سے چمٹالیا۔ قاری عبدالرحمٰن قدس سرہٗ بیدار ہوئے تو اتنا شرح صدر ہوا کہ مشکل سے مشکل کتاب کے معرکۃ الآراء مسائل پانی معلوم ہونے

لگے۔ دقیق سے دقیق کتابیں معمولی مطالعہ کے بعد آسانی سے حل ہو جاتیں۔ عجیب بات یہ ہوئی کہ اب جس استاد کے پاس جاتے وہ خصوصی توجہ فرماتا۔ ۱۲۵۳ھ میں حضرت شاہ محمد اسحٰق محدث دہلویؒ کے حلقۂ درس میں داخل ہوئے اور دیکھتے دیکھتے ان کے عزیز اور محبوب ترین شاگرد بن گئے۔ استاذ العلماء حضرت مولانا مملوک علی نانوتویؒ سے بھی ادب، فقہ، اصول اور معقولات کی کتب پڑھیں۔ قاری صاحبؒ کے مشہور و معروف تلامذہ کی فہرست طویل ہے۔ ان میں سے چند کے نام یہ ہیں، خواجہ الطاف حسین حالیؒ، سید پیر جماعت علی شاہ علی پوریؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ، شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ، مدرس اول دیوبند حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ، مولانا حبیب الرحمٰن خان شیروانی صدر یار جنگؒ۔ ۱۵ ربیع الاول ۱۳۱۴ھ مطابق ۱۲ دسمبر ۱۸۹۶ء قاری صاحب نے بمقام پانی پت داعی اجل کو لبیک کہا۔ مولانا حالیؒ کے بڑے بیٹے خواجہ اخلاق حسین نے قرآن مجید کی آیت "لکم اجر عظیم" سے آپ کا سن وفات برآمد کیا۔ اس الہامی تاریخ کو حضرت قاری صاحبؒ کے بلند اخروی درجہ کی طرف غیبی اشارہ سمجھنا چاہیئے (تذکرہ رحمانیہ از عبد الحلیم انصاری)

یتیم بچہ کو ازراہ شفقت سینہ سے چمٹا کر علم عطا فرما دیا۔ یہ سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ کا ایک پہلو نہیں تو اور کیا ہے؟ آپ اسے کیا کہیں گے؟

۹۔ نشاط النساء بیگم غالباً ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئیں۔ والد وکیل تھے۔ رشتہ میں مولانا حسرت موہانیؒ کی ماموں زاد بہن تھیں۔ مولانا سے ان کی شادی ۱۹۰۳ء میں ہوئی۔ میاں بیوی میں بے حد محبت تھی۔ بیگم کی شدید علالت کی وجہ سے مولانا ۱۹۳۷ء میں حج کو نہ جا سکے۔ آخر ۲۵ محرم الحرام ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۸ اپریل ۱۹۳۷ء بیگم حسرت موہانی نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ مولانا حسرت موہانی نے "حیات بیگم حسرت موہانی" میں تحریر کیا ہے کہ ریڑھ کی ہڈی میں کچھ ایسی خرابی پیدا ہو گئی تھی جو ڈاکٹروں کی رائے میں لاعلاج تھی اور جس کی وجہ سے ان کے جسم کا نصف حصہ اسفل کئی ماہ سے بالکل بے حس ہو گیا تھا۔ پلنگ پر پڑے پڑے کئی زخم نہایت درجہ تکلیف دہ پیدا ہو گئے تھے۔ پسلیوں میں شدید درد رہنے لگا تھا۔

گھران کی زبان سے اس کے سوا کہ جو اللہ کی مرضی" اور "اس کی مصلحت کا تقاضا" کسی نے بھی کوئی حرفِ شکایت نہ سنا۔ کبھی کبھی اتنا کہہ دیتی تھیں کہ جب بیماری میں تکلیف کی یہ شدت ہے تو افتراقِ جسم و جاں کے وقت کیا حال ہوگا؟ مگر انتقال سے ایک روز قبل نماز فجر کے اول وقت ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں کہا کہ "اب مجھے کسی تکلیف کا اندیشہ نہیں ہے اس لئے کہ ابھی ابھی حضرت نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تھے تو میں نے دامن تھام لیا اور عرض کیا کہ مجھ کو بھی مدینہ لے چلئے۔ آپ نے فرمایا کہ گھبراؤ نہیں، ہم تم کو جلد بُلا لیں گے اور تکلیف جان کنی کی نسبت بھی فرمایا کہ ہم ذمہ دار ہیں تم کو ایسی کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ چنانچہ اب مجھے کوئی تکلیف نہیں۔ الحمد للہ کہ نتیجہ بھی واقعی اسی شکل میں ظاہر ہوا۔ میرے سوا کسی کو آخر تک اس کا احساس نہ ہوا کہ ان کا خاتمہ اس درجہ قریب ہے۔"

برصغیر کی جدوجہد آزادی کا تذکرہ جن خواتین کے بغیر مکمل نہیں ہوسکتا ان میں جھانسی کی رانی اودھ کی حضرت محل، رامپور کی بی اماں (آبادی بیگم ۱۸۵۲ - ۱۹۲۴ء) دکن کی سروجنی نیڈو، پاکستان کی مس فاطمہ جناح اور موہان (یوپی۔ بھارت) کی نشاط النساء بیگم کا نام سرفہرست ہے۔ انہیں اربابِ حریت بیگم حسرت موہانی کے نام سے جانتے ہیں۔

سخت تکلیف میں مبتلا مسلمان خاتون کو موت کے وقت کس طرح تسلی عطا فرمائی۔ "گھبراؤ نہیں ہم تمہیں جلد مدینہ بلا لیں گے۔ ہم ذمہ دار ہیں جاں کنی کی نوعیت کی کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔" اور یہی ہوا کہ اس کے بعد مرحومہ کو کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ بعد از وصال یہ آپ کی سیرت کا پہلو نہیں تو اور کیا ہے؟

۱۰۔ عتبہ بن فرقدؓ حاکم موصل بعہد حضرت فاروق اعظمؓ کے بدن سے خوشبو مہکتی رہتی تھی فمز تذکرہ فرماتے کہ میں سخت بیمار تھا۔ پیٹھ میں تلوار کا زخم تھا۔ پیٹ کی آنتیں کھنچ رہی تھیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں تشریف لاکر دونوں مقامات کو اپنے لعاب دہن سے معطر کر دیا۔ میں صحت یاب بھی ہوگیا اور اب کوئی مصنوعی خوشبو اس اصلی عطر پر حاوی نہیں آسکتی۔ (وقعۃ الاسلامیہ از محمد فتح الدین انصاری اذبر صفحہ ۱۹۹)

یہ واقعہ حیات طیبہ کا معلوم ہوتا ہے۔ کون اس کو وصال کے بعد کا کہے گا۔ لعاب دہن کی برکت سے زخم اچھے ہو گئے۔ صحت حاصل ہو گئی اور بدن ہر وقت خوشبو سے مہکنے لگا۔ اسی نوعیت کے بے شمار واقعات کی بناء پر میں زور دیتا ہوں کہ وصال کے بعد آپؐ کی سیرت کا دور ختم نہیں ہو گیا وہ تو برابر جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ مافوق العادۃ مافوق الفطرۃ، بے حد دقیق اور نہایت باریک نکتہ ہے یہ مگر خیالی یا تصوری نہیں عین حقیقت پر مبنی ہے۔

۱۱۔ سید ملا واقدی نے صفحہ ۱۴۲ "فتوح الشام" کے واقعہ یرموک میں لکھا ہے کہ جب اس مقام کی فتح میں تاخیر ہوئی اور وحشت ناک خبریں حضرت فاروق اعظمؓ کو پہنچیں تو وہ نہایت متفکر ہوئے۔ اسی اثناء میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ ایک باغ میں جلوہ افروز ہیں اور حضرت صدیق اکبرؓ ہمراہ ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے سلام عرض کرنے کے بعد عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میرا دل مسلمانوں میں پڑا ہوا ہے۔ خدا جانے ان کی کیا حالت ہے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ دس لاکھ ساٹھ ہزار دشمن کی فوج مسلمانوں کے مقابلہ پر آئی ہے۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس پر ارشاد فرمایا کہ اے عمر خوش ہو جاؤ۔ خدا تعالٰی نے مسلمانوں کو فتح دی اور ان کے دشمن کو شکست ہوئی اور کفار بکثرت مارے گئے۔ پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی (تلک الدار الاخرۃ نجعلھا الذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبۃ للمتقین (ہم نے ان لوگوں کے لئے جو زمین میں برائی چاہتے ہیں نہ فتنہ و فساد اس دوسرے گھر کو مقرر کیا اور عاقبت تو متقیوں کے لئے ہے)۔ صبح بعد نماز فجر حضرت عمر فاروق اعظمؓ نے مسلمانوں کو یہ خواب اور بشارت سنائی۔ سب نہایت خوش ہوئے اور اس خواب کی تاریخ لکھ لی۔ چند دن بعد جب حضرت حذیفہ بن یمانؓ فتح کی خوشخبری کا خط لے کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اس کا مضمون حضرت نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد گرامی کے عین مطابق تھا۔ اسی روز فتح

ہوئی تھی کہ جس روز آپ نے فتح کی بشارت دی تھی (فیوض الاسلام ترجمہ فتوح الشام صفحہ ۴۷۶ تا ۴۷۷)

وصال النبیؐ سے پہلے کا واقعہ معلوم ہوتا ہے۔ یہ خواب جس میں حضرت فاروق اعظمؓ کی فکر کو دور کیا گیا۔ مسلمانوں کو فتح کی بشارت سنا دی گئی۔ دشمن کو شکست ہوئی اور بکثرت کفار مارے گئے۔ سیرت النبیؐ مابعد وصال النبیؐ پس غور طلب ہے جس کے اظہار کے لئے مبشرات، رویائے صالحہ اور منامات صادقین کا سہارا ناگزیر ہے۔

۱۲۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ فرماتے ہیں کہ جب دشمنوں نے امیرالمومنین حضرت عثمان غنیؓ کو محصور کر لیا تو میں آپ کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے لئے حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ بھائی بہت اچھا کیا آئے۔ میں نے اس کھڑکی میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا عثمان! تمہیں ان لوگوں نے محصور کر رکھا ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ اس پر آپؐ نے ایک ڈول پانی کا لٹکایا۔ جس میں سے میں نے پانی پیا۔ اس پانی کی ٹھنڈک اب تک میرے دونوں شانوں اور چھاتیوں کے درمیان محسوس ہو رہی ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم چاہو تو ان کے مقابلے میں تمہاری مدد کی جائے اور تمہارا دل چاہے تو یہاں ہمارے پاس آ کر افطار کرو۔ میں نے عرض کیا کہ آپؐ کی خدمت میں حاضری چاہتا ہوں۔ اسی دن شہید کر دیئے گئے رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ یہ ۳۵ھ کا واقعہ ہے (الحاوی) (بدر البدور المعروف اصحاب بدر از علامہ محمد سلیمان منصورپوریؒ) (نور الصدور فی شرح القبور از مولانا عیسیٰ الہ آبادی یعنی شرح الصدور از علامہ جلال الدین سیوطیؒ متوفی ۹۱۱ھ کا اردو ترجمہ صفحہ ۱۸۳۔ ناشر محمد عبدالعزیز مالک اشرفیہ لائبریری نمبر ۴ حکیم حبیب الرحمٰن روڈ ڈھاکہ ۱۳۵۲ھ میں شائع ہوئی) (حیات الصحابہؓ جلد سوم صفحہ ۴۸۷)

آنکھ کھلی تو امیرالمومنین حضرت عثمان غنیؓ نے اپنی اہلیہ محترمہ سے فرمایا کہ میری شہادت کا وقت آگیا۔ باغی ابھی مجھے شہید کر ڈالیں گے۔ اہلیہ محترمہ نے نہایت دردمندانہ

لہجہ میں فرمایا امیر المومنین ایسا نہیں ہو سکتا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا کہ میں نے ابھی یہ خواب دیکھا ہے۔ جب بستر سے اٹھے تو آپ نے وہ پاجامہ طلب فرمایا جس کو پہلے کبھی نہ پہنا تھا۔ اسے زیب تن فرمایا۔ پھر بیس غلام آزاد کر کے کلام اللہ کی تلاوت میں مشغول ہو گئے۔ باغی دیوار پھاند کر محل سرا میں داخل ہو گئے۔ قرآن آپ کے سامنے کھلا ہوا تھا۔ اس خون ناحق نے جس آیت شریفہ کو رنگین بنایا وہ یہ تھی ؛ فسیکفیکھم اللّٰہ وھو العلیم الحکیم (خدا کی ذات تم کو کافی ہے وہ علیم ہے اور حکیم ہے) جمعہ کے دن عصر کے وقت شہادت ہوئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ("انسانیت موت کے دروازہ پر" از مولانا ابوالکلام آزاد۔ شہادت عثمان غنیؓ)

نوٹ :۔ مولانا عبد الماجد دریا بادیؒ نے مجھے اپنے ۱۸ نومبر ۱۹۶۲ء کے خط میں تحریر فرمایا کہ درحقیقت "انسانیت موت کے دروازہ پر" عبد الرزاق خان ملیح آبادی کے مضامین کا مجموعہ ہے۔ واللّٰہ اعلم مولانا ابوالکلام آزاد کی بابت کیسے منسوب ہو گیا۔

یہاں بھی وہی بات ہے۔ ہوائی، خلائی یا خیالی افسانہ نہیں۔ محصور کے لئے پانی بھرا ڈول لٹکا دیا۔ پھر دریافت کیا جا رہا ہے کہ چاہو تو تمہاری مدد کی جائے دشمن کے خلاف۔

۱۳۔ بحیرۂ روم کے جزیروں کے عیسائی بربریوں کو مسلمانوں کے خلاف ابھارتے تھے۔ اس فتنہ کو ختم کرنے کے لئے ان تمام جزیروں پر اسلامی پرچم لہرایا گیا لیکن سیوٹا (سبتہ) کا جزیرہ کاؤنٹ جولین کی قیادت میں مسلمانوں کے خلاف ڈٹا رہا۔ اس جزیرے کے قریب ہسپانیہ کا ملک واقع ہے جس پر گاتھ قوم کی حکومت تھی۔ اس زمانہ میں راڈرک ہسپانیہ کا فرمانروا تھا جو وٹزیا کو تخت سے اتار کر خود بادشاہ بن بیٹھا تھا لیکن رعایا اس سے ناخوش تھی۔ بادشاہ اور جاگیردار عیش و عشرت میں ڈوبے ہوئے تھے۔ کسانوں اور غلاموں پر سخت ظلم توڑے جاتے تھے۔ یہودی رعایا بھی بادشاہ کے ظلم و ستم سے تنگ تھی۔ اس زمانہ میں کاؤنٹ جولین کی جواں سال حسین و جمیل بیٹی فلورنڈا کو راڈرک نے اغواء کر لیا۔

جب کاؤنٹ جولین فلورنڈا کو دربار ہسپانیہ سے لے کر رخصت ہوا تو اس نے راڈرک کی فرمائش پر یہ وعدہ بھی کیا کہ وہ اس کے لئے سیوٹا سے شکاری عقاب بھیجے گا۔ اس کی مراد عرب مجاہدین سے تھی لیکن طارق بن زیادؒ کے ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے سے کہیں پہلے اس ملک میں خبر گرم تھی کہ عنقریب راڈرک کا تخت و تاج عربوں کے ہاتھوں چھن جائے گا۔
اس خبر کا پس منظر ایک حیرت انگیز کہانی تھی جو آج بھی ہسپانوی تاریخ میں موجود ہے۔ یہ کہانی ہسپانیہ کے بڑے بوڑھوں کے ذریعے راڈرک کے زمانہ تک پہنچی تھی اور کہانی کی پیشن گوئی کے مطابق راڈرک کی سلطنت پر عربوں کا قبضہ ہو گیا۔

ولید بن عبدالملک کا دورِ حکومت تھا۔ افریقہ کے مشہور سپہ سالار اور فاتح "موسیٰ بن نصیر" کو کاؤنٹ جولین نے اپنی داستانِ غم لکھ بھیجی اور اندلس (اسپین۔ ہسپانیہ) پر حملہ کی ترغیب دی۔ موسیٰ بن نصیر نے حالات معلوم کرنے کے لئے ایک غلام "طریف" کو اندلس بھیجا۔
طریف کی رپورٹ پا کر اپنے دوسرے غلام طارق بن زیاد کو سات ہزار فوج دے کر اندلس کی فتح پر مامور کیا۔ جولائی ۷۱۱ء۔ مطابق شعبان المعظم ۹۲ھ کی ایک سہانی صبح تھی کہ تاریخ اسپین کا ورق الٹا اور ایک نیا باب شروع ہوا۔ طارق چار جنگی جہازوں میں سات ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوئے بذریعہ سمندر اور فوج اتارنے کے بعد جہاز جلا دیئے۔ لوگوں نے وجہ دریافت کی کہ ایسا کیوں کیا تو طارقؒ نے تلوار ہاتھ میں لے کر جواب دیا کہ جو بزدل جہازوں کو اپنا معبود بنائے ہوئے ہیں وہ ناامید ہو جاتے۔ ہمارا معبود صرف ایک اللہ ہے جو حی و قیوم ہے۔ ہم اس کے پیغام کو لے کر آئے ہیں اور اب ہمیں اس ملک میں جینا اور مرنا ہے۔ دورانِ سفر طارقؒ جہاز پر بیٹھے عجائبات عالم پر غور کر رہے تھے اور دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر آسمان کی طرف نظریں جمائے خدا تعالیٰ سے امداد کے طالب تھے۔ اسی حالت میں آنکھ لگ گئی اور طارق بن زیادؒ نے خواب میں دیکھا کہ اکرم الخلق، محسن عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہاجرینؓ و انصارؓ کی معیت میں تشریف فرما ہیں۔ صحابہ کرامؓ تلواریں لٹکائے اور مونڈھوں پر کمانیں چڑھائے ہیں اور حضرت

جامع کمالاتِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم طارقؓ سے فرما رہے ہیں : "طارق اسی شان سے قدم بڑھاتے جاؤ۔" پھر آپؐ نے طارق کو مسلمانوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنے اور اپنے وعدوں کو پورا کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اس کے بعد طارقؓ نے دیکھا کہ پیغمبرِ حق نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صحابہ اکرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے جلو میں اندلس میں داخل ہو گئے اور طارقؓ اس مقدس جماعت کے پیچھے پیچھے ہیں۔ اس بشارت کی خوشی سے طارقؓ کی آنکھ کھُل گئی۔ دل قوی ہو گیا اور فتح نصیب ہونے میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہ رہی۔ اپنے رفقاء کو مژدہ سنایا جس سے سب کو تقویت حاصل ہوئی اور آخر ش اس مہم میں زبردست کامیابی حاصل ہوئی۔ بارہ ہزار عرب فوج نے راڈرک کی ایک لاکھ فوج میں سے ہزار ہا نصرانیوں کو تہہ تیغ کر ڈالا۔ نصرانی فوج بھاگ کھڑی ہوئی۔ راڈرک مارا گیا۔ میدانِ جنگ لاشوں سے پٹ گیا۔ طارقؓ نے دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی، شہدا کو دفن کیا اور خواب کی پیشین گوئی پوری ہوئی (تاریخ اندلس حصّہ اول از مولانا سید ریاست علی ندوی۔ پرنسپل مدرسہ شمس الہدیٰ۔ پٹنہ۔ سابق رفیق دار المصنفین۔ مطبع معارف۔ اعظم گڑھ ۱۹۵۰ء سم ۱۳۶۹ھ میں شائع ہوئی صفحہ ۲۷) (مشاہیر اسلام۔ قاہرہ کی کتاب اعلام الاسلام (کا اردو ترجمہ) از ڈاکٹر حسَن ابراہیم حسَن ایم اے۔ پی ایچ ڈی۔ ڈی لٹ پروفیسر تاریخ اسلام۔ فواد اوّل یونیورسٹی صفحہ ۳۴۲) (سلاطین اندلس از مفتی انتظام اللہ شہابی اکبر آبادی صفحہ ۲۱تا ۲۲) (تاریخ عالم اسلام مؤلفہ محمد صادق حسین صدیقی جلد سوم صفحہ ۴۵) (تاریخ اسلام جلد سوم مؤلفہ مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی صفحہ ۲۵)

طارقؓ بن زیاد بربر نسل کے نومسلم تھے۔ موسیٰ بن نصیر نے ان کو اپنا غلام بنا لیا تھا۔ بعد میں آپ طنجہ اور مغرب اقصیٰ کے گورنر بنائے گئے۔

جس طرح زندگی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جہاد میں حصّہ لیتے تھے صحابہ کرامؓ کے ساتھ معرکۂ اندلس میں بھی حصّہ لیا اور فتح حاصل کی۔ یقیناً سیرت بعدِ وصال کا یہ

ایک سنہرا واقعہ ہے۔

۱۴۔ حضرت ابو حازمؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص آپ کے پاس آتے اور کہا کہ میں نے حضرت امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواب میں زیارت کی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ابو حازم سے کہنا کہ تم میرے پاس سے اعراض کرتے ہوتے گذر جاتے ہو۔ کھڑے ہو کر سلام بھی نہیں کرتے۔ اس کے بعد حضرت ابو حازمؓ صحابی کا یہ معمول ہو گیا تھا کہ جب بھی اُدھر سے گذرتے تو کھڑے ہو کر سلام کر کے آگے بڑھتے۔ (شرح لباب) غرض اس امر کا خصوصی طور پر خیال رکھے کہ جب تربت شریف حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقابل سے گزرے تو کھڑے ہو کر سلام کر کے آگے بڑھے (فضائل حج" مصنفہ مولانا محمد ذکریا صاحب صفحہ ۲۰۵)

یہ اسی وقت ممکن ہے جب ہر گزرنے والا آپؐ کی نگاہ میں ہو۔ صحابی کے ایک سہو کا فوراً تدارک کرا دیا اور انہوں نے روضۂ اطہر کے سامنے ہر بار کھڑے ہو کر سلام کر کے گذرنا وطیرہ بنا لیا۔ یہ خواب خواب نہیں حقیقت ہیں۔ METAPHYSICAL یا مابعد الطبعی چیز نہیں۔ اسی طرح بعد وصال آپؐ کی سیرت بھی ایک عین حقیقت ہے۔

۱۵۔ "فتوح الشام" اور "ناسخ التواریخ" میں فتح بصریٰ میں لکھا ہے کہ وہاں کے بادشاہ روماس نے عین میدان جنگ میں حضرت خالد بن ولیدؓ سے اسلام کے متعلق سوال کیا اور جواب پا کر خفیہ طور پر مسلمان ہو گیا۔ اپنے لشکریوں کو مسلمان ہونے کو کہا مگر کوئی راضی نہ ہوا بلکہ ان کی جگہ دیر جان کو مقرر کر دیا اور جنگ کئی روز ہوتی رہی۔ ایک دن روماسؓ نے کسی تدبیر سے مسلمانوں کو قلعہ میں پہنچا دیا جہاں دیر جان مارا گیا۔ فتح کے بعد روماس کی بیوی حضرت خالد بن ولیدؓ کے پاس آئیں اور کہا کہ گذشتہ شب میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص نہایت حسین و نورانی چہرہ تشریف فرما ہیں اور فرماتے ہیں کہ شام و عراق مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہو گئے۔ میں نے دریافت کیا کہ حضرت آپ کون ہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)۔ پھر مجھے اسلام لانے کو فرمایا۔

چنانچہ میں مسلمان ہو گئی۔ اس کے بعد آپؓ نے مجھے دو سورتیں قرآن مجید کی سکھائیں۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا کہ کیا وہ سورتیں تم سنا سکتی ہو۔ چنانچہ انہوں نے سورۂ فاتحہ و سورۂ اخلاص پڑھ کر سنا دیں۔ چونکہ ان کو حضرت روماس کے مسلمان ہونے کا علم نہ تھا۔ اس لئے حضرت خالدؓ سے کہا کہ روماس یا تو مسلمان ہو جائیں یا پھر مجھے طلاق دے دیں تاکہ میں مسلمانوں میں زندگی بسر کر سکوں۔ حضرت خالدؓ نے مسکرا کر فرمایا کہ وہ تم سے پہلے مسلمان ہو چکے ہیں۔ یہ سن کر وہ بہت خوش ہوئیں (فیوض الاسلام " ترجمہ جدید " فتوح الشام "۔ بندر روڈ کراچی نمبرا صفحہ ۶۵) (فتوح الشام " ترجمہ مولوی سید عنایت حسین سید نپوری (اودھ) صفحہ ۴۲ مطبع نامی گرامی منشی نول کشور۔ واقع لکھنؤ)۔

۱۔ شام و عراق مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہونے کی خوشخبری سنا دی۔ ۲۔ غیر مسلم عورت آپؓ کے دست مبارک پر مسلمان ہو گئی اور بحالت خواب اس کو سورۂ الحمد اور سورۂ اخلاص یاد کرا دیں۔ یہ سب آپؓ کی سیرت کے پہلو ہیں جو ۱۴۰۰ سال سے جاری و ساری ہے۔

۱۶۔ سید ملا محمد واقدیؒ نے صفحہ ۲۷۶ پر " فتح دمشق " کے حالات میں لکھا ہے کہ اہلِ اسلام نے اس جنگ میں بہت تکالیف اٹھائیں اور جب وہ اس امتحان میں کامیاب ہو گئے تو اس وقت حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہؓ کو خواب میں تشریف لا کر فرمایا " تفتح المدینۃ انشاء اللہ فی ہذا اللیلۃ " (انشاء اللہ اسی رات یہ شہر فتح ہو جائے گا) یہ فرما کر آپؐ نے تشریف لے جانے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) آپؐ بہت جلد تشریف لے جا رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا " ابو بکر کے جنازہ پر جانا ہے "۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اسی شب فتح ہوئی اور دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اسی شب حضرت ابو بکر صدیقؓ کا وصال ہوا تھا۔ حضرت ابو عبیدہؓ جب خواب سے بیدار ہوئے تو حضرت ابو ہریرہؓ نے فتح کی بشارت آ کر دی اور چونکہ آپ نے حضرت نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے

خواب میں بشارت پالی تھی۔ اس لئے ان سے شہادت طلب نہ کی اور بروز دوشنبہ ۱۱ جمادی الثانی ۱۳ھ کو آپ دمشق میں داخل ہوئے (فتوح الشام" صفحہ ۱۰۸) (فیوض الاسلام ترجمہ فتوح الشام صفحہ ۱۶۶)

فتح کی خوشخبری سنادی اور جلدی جانے کی وجہ بیان فرمادی کہ جنازہ میں شرکت کرنا ہے۔ اس واقعہ سے دیگر لاتعداد واقعات کی طرح ظاہر ہے کہ آپؓ کے روبرو اِس عالم اور اُس عالم کے واقعات اور حالات برابر ہیں اور قرب وبُعد آپؓ کے لئے یکساں ہیں۔ آپؓ کی یہ امتیازی صفت ہے جو آپؓ کو اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمائی ہے۔

۱۷۔ تابعین کے دَور کے مشہور شاعر اسمٰعیل بن محمد بن یزید بن ربیعہ حمیری فرماتے ہیں کہ میں نے بچپن میں عالم رویاء میں دیکھا کہ شورازار بنجر زمین ہے جس میں بہت سے کانٹے دار درخت اُگے ہوئے ہیں اس کے برابر ایک اور تختہ زمین ہے جس پر حضرت ہادیٔ اُمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلوہ افروز ہیں۔ آپؐ نے میری جانب خطاب کر کے استفسار فرمایا "تم جانتے ہو یہ درخت اور کانٹے کس کے ہیں؟" میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) آپؐ سے بہتر کون جان سکتا ہے۔ اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا یہ امرأالقیس کے ہیں"۔ اس کے بعد مجھے حکم دیا کہ ان درختوں کو اس بنجر زمین سے اکھاڑ کر اس زمین پر لگادوں جہاں میں کھڑا ہوں۔ آپؐ کے حکم کی تعمیل کر کے میں فراغت حاصل کر چکا تھا کہ آنکھ کھل گئی۔ اس دَور کے مشہور معبّر ابن سیرینؒ سے ان کے والد نے یہ خواب بیان کیا تو آپ نے تعبیر میں فرمایا کہ تمہارا بیٹا قادر الکلام شاعر ہوگا اور بزرگوں کی مدح سرائی میں اپنے قلم کے جوہر دکھائے گا۔ یہی ہوا (حیات ابن سیرینؒ از مولوی محمد علی صاحب)۔

۱۸۔ حضرت عامر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ایک شخص کا خواب لائق ذکر ہے جس سے آپ کے روحانی مرتبہ کا اندازہ ہوتا ہے۔ سید جرزیؒ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص کو حضرت نبیٔ برحق صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا۔ اس شخص

نے آپ سے التجا کی کہ میرے واسطے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے لیئے عامر دعا کر رہے ہیں۔ اس شخص نے حضرت عامرؒ سے یہ خواب بیان کیا۔ یہ لطف وکرم سُن کر آپ پر اتنی رقت طاری ہوئی کہ ہچکیاں بندھ گیئں (تابعین از شاہ معین الدین احمد صاحب ندوی صفحہ ۲۴۰ تا ۲۴۱)

۱۹۔ حضرت نافع بن ابی نعیم مولی جعونہ کی کنیت ابو رویم تھی۔ اصفہان اسود کے باشندے تھے۔ مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی۔ عمر بہت دراز پائی۔ تقریباً ۷۰ تابعین سے قرآن مجید حاصل کیا۔ جب آپ پڑھاتے تو منہ سے خوشبو آتی تھی۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا آپ خوشبو استعمال کرتے ہیں تو فرمایا کہ میں نے خوشبو کبھی استعمال نہیں کی البتہ بحالتِ خواب ایک مرتبہ دیکھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے منہ کے قریب قرآن مجید پڑھ رہے ہیں بس اسی وقت سے یہ خوشبو پاتا ہوں۔ مدینہ طیبہ میں بزمانہ خلافتِ ہادی وصال فرمایا۔ جنت البقیع میں آرام فرما ہیں (تنویر اللمعان صفحہ ۱۳۰ از مولانا محمد عتیق فرنگی محلی ۱۳۷۹ھ ادارہ اشاعت القرآن والسنہ۔ ٹکسالی چوک۔ لکھنؤ)

۲۰۔ حافظ ابو نعیم اصفہانیؒ نے کتاب حلیۃ الاولیاء میں حضرت امام مالکؒ کا ذکر کرتے ہوئے سند صحیح کے ساتھ نقل کیا ہے کہ سہیل بن مزاحم جو اپنے وقت کے عابدوں میں تھے اور عبداللہ بن المبارکؒ جو مرو کے رہنے والے تھے ان کے دوستوں میں سے تھے، یہ بیان کیا کہ میں نے ایک روز حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) آپ کا خیر و برکت والا زمانہ تو گذر گیا۔ اگر ہمارے دل میں دینی کاموں میں شک و شبہ واقع ہو تو کس شخص سے تحقیق کریں۔ آپ نے فرمایا کہ تم کو جو مشکل پیش آئے اس کو مالک بن انس سے دریافت کرو۔

دلبستان المحدثین (اردو) صفحہ ۱۸؛

حضرت محمد ابن ابی السری عسقلانیؒ نے خواب میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کی اور عرض کیا کہ آپ کوئی ارشاد فرمایئے تاکہ میں آپ کی جانب

سے اس ارشاد کی تبلیغ کروں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: "اے عسقلانی! میں نے مالک بن انس کو ایک خزانہ دے دیا ہے جسے وہ تم سب میں تقسیم کر رہا اور وہ خزانہ "موطا" ہے
(روض الفائق صفحہ ۱۴۸)

حضرت امام مالکؒ کا تاریخی نام "نجم" ہے۔ جب آپ نے "موطا" تالیف فرمائی تو حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا کہ آسمان کے نیچے کوئی کتاب "موطا" سے اصح نہیں ہے۔ حضرت ابن عربیؒ نے فرمایا "موطا" اصل ہے اور "صحیح بخاری" اصل ثانی۔
حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے فرمایا "موطا" صحیحین کی اصل وجڑ ہے۔
حضرت امام مالکؒ عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تھے اور مدینہ طیبہ سے والہانہ محبت کرتے تھے۔ مدینہ طیبہ میں سنہ ۹۳ھ سنہ ۷۱۲ء میں پیدا ہوتے اور آخر وہیں ۱۷۹ھ ۷۹۵ء میں وصال فرمایا۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ اب تک آپ کے مرقد سے لوگ مستفید ہوتے ہیں۔ حضرت مثنیٰ بن سعید زارعؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام مالکؒ کو فرماتے سنا کہ کوئی رات ایسی نہیں جاتی جب میں اپنے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو نہ دیکھتا ہوں اور اس کے بعد روئے (حیاۃ الصحابہؓ حصہ پنجم صفحہ ۲۹۲ از مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ اردو ترجمہ)

۲۲۔ جس شب حضرت رابعہ بصری رحمہا اللہ تعالیٰ پیدا ہوئیں والدین کی غربت کی وجہ سے گھر میں چراغ کے لئے روغن تک نہ تھا۔ آپ کی والدہ نے فرمایا کہ فلاں ہمسایہ کے پاس جاکر تھوڑا سا روغن لے آؤ تاکہ چراغ جلا سکیں۔ آپ کے والد نے یہ عہد کیا ہوا تھا کہ کسی شخص سے کچھ طلب نہ کروں گا۔ گھر سے باہر آتے اور ہمسایہ کے دروازہ پر ہاتھ رکھ کر واپس آگئے اور اہلیہ سے کہا کہ وہ دروازہ نہیں کھولتا اور اسی غم میں سو گئے۔ حضرت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: "غمگین نہ ہو تیری بیٹی سیدہ ہے۔ میری امت کے ۷۰ ہزار افراد اس کی شفاعت میں ہوں گے اور حکم دیا کہ عیسیٰ زروان کے پاس جاؤ جو امیر بصرہ ہے اور کاغذ پر لکھو اور اس تک پہنچا دو

کہ تو ہر رات مجھ پر سو بار درود بھیجتا تھا اور شب جمعہ چار سو بار۔ پچھلی جمعرات جو گذر گئی کیا وجہ کہ تو نے درود نہیں پڑھا۔ اب اس کے عوض چار سو دینار بطور کفارہ اس آدمی کو دے دے۔" آپ جب بیدار ہوئے تو روتے اٹھے اور یہ سب کچھ ایک کاغذ پر لکھ کر درباں کے ہاتھ امیر کے پاس بھیجا۔ امیر نے یہ دیکھا تو دس ہزار درم درویشوں میں بانٹنے کا حکم دیا اس شکرانے میں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یاد فرمایا اور حکم دیا کہ چار سو دینا حضرت رابعہؒ کے والد کو دیئے جائیں اور یہ کہ وہ میرے پاس آئیں تا کہ میں ان کو دیکھوں۔ لیکن میں اس بات کو جائز نہیں سمجھتا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام بر ہو اور اس کو اپنے پاس بلاؤں۔ نہیں میں خود جاؤں گا اور اپنی داڑھی سے اس کے در کی خاک روبی کروں گا۔ خدا کی قسم جب کبھی آپ کو ضرورت ہو تو مجھ سے فرماد یا کریں۔ آپ نے چار سو دینا رلئے اور ان سے ضروری اشیاء خریدیں۔

("تذکرۃ الاولیاء" از خواجہ فریدالدین عطارؒ اُردو ترجمہ از پروفیسر ملک محمد عنایت اللہ ایم اے صفحہ ۴۲۔ ملک دین محمد اینڈ سنز۔ تاجران کتب۔ بل روڈ۔ لاہور)

ایک اُمتی کے لئے غایت درجہ کی شفقت جو آپؐ کی حیات طیبہ میں سیرت طیبہ کا نہایت اہم پہلو رہا ہے۔ یہ بات آج بھی جاری ہے۔ مافوق الفطرت یا از روئے الٰہیات نہیں بلکہ آپؐ کی سیرت بعد از وصال کا نمایاں حصّہ ہے۔ جو لوگ آپؐ پر درود پاک کا تحفہ بھیجتے ہیں آپؐ ان سے بخوبی واقف رہتے ہیں۔

۴۳۔ حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؒ وضو کے وقت دو بار ہاتھ دھونا بھول گئے اور نماز اسی طرح ادا کر لی۔ اسی رات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا: "اے فضیل بن عیاض تعجب کی بات ہے کہ وضو میں تم سے غلطی ہوئی۔" حضرت خواجہؒ ڈر کے مارے نیند سے بیدار ہو گئے اور از سر نو تازہ وضو کیا اور اس جرم کے کفارہ میں پانچ سو رکعت نماز ایک برس تک اپنے اوپر لازم کر لی (دلیل العارفین یعنی ملفوظات خواجہ بزرگ حضرت خواجہ اجمیریؒ کے مرتبہ حضرت

خواجہ بختیار کاکیؒ)۔ حضرت خواجہ فضیلؒ ڈاکوؤں کے سردار تھے۔ جب وصال ہوا تو اولیاؤں کے سردار تھے۔ آپ کا وصال ۳، ربیع الاوّل ۱۸۷ھ کو مکہ معظمہ میں ہوا۔ قبر مبارک جنت المعلیٰ میں ہے۔

پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہر بات سے کس قدر مطلع رکھتا ہے اور آپؐ کا رشد و ہدایت کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

۲۴۔ چند لوگوں نے جو معزز خاندانوں سے تھے خلیفہ ہارون الرشید کو درخواست پیش کی کہ ہم آپ کی رعایا ہیں۔ ہم میں سے بعض عالم ہیں، بعض حافظ اور بعض وہ لوگ ہیں جن کے بزرگوں کا اس حکومت پر حق ہے مگر روٹیوں کو محتاج ہیں۔ کیونکہ امیرالمومنین کی ذاتی خواہشات پر سارا خزانہ لٹ رہا ہے۔ اگر بیت المال سے ہمارا حصّہ نہ دلایا گیا تو ہم اللہ تعالیٰ سے فریاد کریں گے اور وہ ایسا خلیفہ مقرر کر دے گا جو مسلمانوں پر مہربان ہو۔ یہ درخواست پڑھ کر خلیفہ بہت متاثر ہوا۔ محل میں زبیدہ نے اس کو ملول اور افسردہ دیکھ کر وجہ پوچھی تو عرضی کا ذکر کیا۔ زبیدہ نے کہا کہ امیرالمومنین کو وہی کرنا چاہیئے جو پچھلے خلفاء کیا کرتے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ بیت المال مسلمانوں کی ملکیت ہے اور آپ اس میں سے بہت زیادہ خرچ کرتے ہیں۔ انہی دنوں دونوں نے یہ خواب دیکھا کہ وہ میدان قیامت میں کھڑے ہیں اور ہر شخص حساب کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت پر بہشت میں داخل ہو رہا ہے لیکن ان کی نسبت حضرت نبی امیؐ دقیقہ دانِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ حکم دیا کہ یہ پیش نہ کیے جائیں کیونکہ مجھے ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں بہت شرمندہ ہونا پڑے گا۔ میں ان کی شفاعت نہ کروں گا کیونکہ انہوں نے بیت المال کا مال اپنا سمجھ رکھا ہے اور مستحقین کو محروم کر دیا ہے۔ یہ ہولناک خواب دیکھ کر دونوں جاگ اٹھے۔ اسی دن بیت المال سے ہزارہا درہم و دینار تقسیم کیے اور ہزارہا فلاحی کام انجام دیئے۔ "نہر زبیدہ" بھی اسی دور کی یادگار ہے۔ ہارون الرشید نے ۲۴، مارچ ۸۰۹ء مطابق ۱۹۳ھ ۴۳ سال

۴/۱ ۲ ماہ خلافت کر کے وفات پائی (" نظام الملک طوسی" از مولوی محمد عبدالرزاق کانپوری مصنف "البرامکہ" صفحہ ۱۷۷ تا ۱۷۸)

۲۵۔ حضرت امام شافعیؒ کا سلسلہ نسب ساتویں پشت پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خانہ کعبہ میں نماز پڑھتے دیکھا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کو تعلیم دینے لگے۔ میں نے قریب ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے بھی کچھ سکھایئے۔ آپ نے اپنی آستین سے میزان (ترازو) نکال کر مجھ کو عطا فرمایا اور فرمایا کہ تیرے لئے میرا یہ عطیہ ہے۔ معبّر نے اس کی یہ تعبیر بتائی کہ تم دنیا میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّت مطہرہ کی نشر و اشاعت میں امام بنو گے (سیرت آئمہ اربعہ مرتبہ رئیس احمد جعفری صفحہ ۳۴۷)

۲۶۔ علامہ ابن جوزیؒ بحوالہ ابن بنان اصبہانیؒ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کے چچا کی اولاد میں محمد بن ادریس (امام شافعیؒ) کا انتقال ہو گیا ہے کیا آپ نے کوئی اکرام ان کے لئے فرمایا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: "ہاں میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ محمد بن ادریس شافعی کو روز قیامت بغیر حساب کتاب کے بخش دے۔" میں نے عرض کیا ایسی شفاعت کس عمل کی وجہ سے فرمائی گئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا "شافعی مجھ پر ایسا درود پڑھا کرتا تھا جو آج تک کسی نے نہیں پڑھا" میں نے عرض کیا کہ وہ درود کیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: "اللّٰھم صلّ علٰی محمد کلما ذکرہ الذاکرون وصلّ علٰی محمد کلما غفل عن ذکرہ الغافلون (سیرت آئمہ اربعہ صفحہ ۳۹۸ تا ۳۹۹) (فضائل درود شریف صفحہ ۱۶۹ تا ۱۷۰)

، امام بیہقیؒ نے نقل کیا کہ ابوالحسن شافعیؒ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا بدلہ دیا گیا

امام شافعیؒ کو آپؐ کی جانب سے کہ انہوں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے: صلی اللہ علی محمد کلما ذکرہ الذاکرون وغفل عن ذکرہ الغافلون۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہماری طرف سے اس کو یہ بدلہ دیا گیا کہ حساب کے واسطے نہ کھڑا کیا جائے گا (فضائل درود شریف صفحہ ۱۴۹) (تحفۃ المحبین صفحہ ۴۹) (مذاق العارفین اردو ترجمہ احیاء العلوم از امام غزالیؒ۔ جلد اول صفحہ ۴۷ سراج الدین اینڈ سنز۔ پبلشرز۔ کشمیری بازار۔ لاہور)

حضرت امام شافعیؒ سنہ ۱۵۰ھ ۷۶۷ء میں پیدا ہوئے اور بروز جمعہ آخری ماہ رجب سنہ ۲۰۴ھ ۸۱۹ء میں وصال فرمایا۔ مزار عالیہ مصر کے مضافات میں ہے۔

۲۷۔ امام ابوعبیدہؒ سنہ ۲۱۴ھ میں ہجرت کر کے مکہ معظمہ جا بسے تھے اور دس سال مقیم رہنے کے بعد انہوں نے سنہ ۲۲۴-۲۲۳ھ میں وہیں وصال فرمایا۔ "معجم الادبا" میں مذکور ہے کہ جب وہ مکہ معظمہ آئے اور حج سے فارغ ہو کر لوٹ جانے کا ارادہ کیا اور کرایہ کی سواری بھی طے کر لی تو خود ان کا اپنا بیان ہے کہ اسی رات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ جلوہ افروز ہیں اور کچھ لوگ دربانی کر رہے ہیں اور لوگ جوق در جوق سلام و مصافحہ حاضر ہو کر کر رہے ہیں۔ جب میں قریب پہنچا اور داخل ہونا چاہا تو مجھے روک دیا گیا۔ میں نے دربانوں سے کہا کہ مجھے حاضر خدمت کیوں نہیں ہونے دیتے۔ انہوں نے کہا کہ تم کل عراق جانے کا ارادہ رکھتے ہو۔ بخدا تم خدمت اقدس میں نہیں پہنچ سکتے اور نہ سلام عرض کر سکتے ہو۔ میں نے کہا میں عراق نہ جاؤں گا۔ اس کے بعد ان لوگوں نے مجھ سے عہد لے کر اجازت دے دی چنانچہ میں پیغمبر اعظم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور سلام و مصافحہ کی سعادت حاصل کی۔ جب صبح ہوئی تو جس آدمی سے سواری کا معاملہ طے ہوا تھا اسے فسخ کرایا اور مکہ معظمہ ہی میں سکونت اختیار کی (''اعیان الحجاج'' از حبیب الرحمٰن الاعظمیؒ صفحہ ۱۳۸)۔

۲۸۔ حضرت امام شافعیؒ جب مصر تشریف لے گئے تو وہاں آپ سے حضرت صاحب

برہان، رحمت یزداں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں فرمایا کہ احمد بن حنبل کو بشارت دو کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے بارے میں ان کی آزمائش کرے گا۔ ربیع بن سلیمان فرماتے ہیں کہ حضرت امام شافعیؒ نے ایک خط لکھ کر میرے حوالے کیا کہ میں فوراً اس خط کو حضرت احمد بن حنبلؒ کو دوں۔ مجھے خط پڑھنے کی ممانعت فرمائی۔ میں خط لے کر عراق پہنچا۔ مسجد میں فجر کے وقت امام حنبلؒ سے شرفِ ملاقات حاصل کیا۔ سلام کرنے کے بعد خط پیش کیا۔ خط پاتے ہی امامؒ حضرتِ امام شافعیؒ کے متعلق دریافت کرنے لگے اور پوچھا کہ تم نے خط کو دیکھا۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ خط کی مہر توڑی اور پڑھنا شروع کیا اور آبدیدہ ہو کر فرمایا: "میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت امام شافعیؒ کے قول کو سچ کر دکھائے گا۔" ربیع نے پوچھا خط میں کیا لکھا ہے تو فرمایا: "حضرت امام شافعیؒ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں یہ فرماتے دیکھا کہ اس نوجوان ابو عبد اللہ احمد بن حنبل کو بشارت دو کہ اللہ تعالیٰ دین کے بارے میں اس کو آزمائش میں ڈالے گا اور اس کو مجبور کیا جائے گا کہ قرآن کو مخلوق تسلیم کرے مگر اس کو چاہیئے کہ ایسا نہ کرے جس پر اس کے تازیانے لگائے جائیں گے۔ آخر اللہ تعالیٰ اس کا علَم ایسا بلند کرے گا جو قیامت تک نہ لپیٹا جائے گا۔" ربیع نے کہا اس بشارت کی خوشی میں آپ مجھے کیا انعام دیتے ہیں۔ آپ نے جسم کا ایک کپڑا ان کو عنایت کیا اور وہ خط کا جواب لے کر امام شافعیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ بیان کیا۔ حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا تم اس کپڑے کو تر کر کے اس کا متبرک پانی مجھے دو۔ میں نے تعمیلِ حکم کی اور امام شافعیؒ نے اس کو ایک برتن میں رکھ لیا اور روزانہ اس کو اپنے رخسار مبارک پر تبرکاً مَل لیتے تھے (المقریزی) (سیرت آئمہ اربعہ صفحہ ۵۷۳) (خیر المؤانس جلد دوم صفحہ ۴۴۶) (تاریخ الفقہ از مولانا عبد الصمد صارم الازہری صفحہ ۱۲۴۔ ادارۂ علمیہ۔ دھنی رام روڈ لاہور) (کتاب الصلوٰۃ از حضرت امام احمد بن حنبلؒ مترجمہ شیخ علی جواد۔ ناشر نور محمد۔ کارخانہ تجارتِ کتب۔ آرام باغ۔ کراچی۔ صفحہ ۲۸ تا ۳۰)

مسئلہ خلق قرآن کا فتنہ ۲۱۲ھ ۸۲۷ء سے شروع ہوا۔ اس مسئلہ کا پیدا کرنا ہی سخت ضلالت اور مسلک شریعت سے انحراف تھا۔ فلسفیانہ کاوشوں نے ایک صاف اور واضح بات کو پیچیدہ بنا کر نظر و بحث کی راہیں کھول دیں۔ فرقہ معتزلہ نے جو فلسفہ و معقولات یونان سے متاثر ہو چکا تھا اس مسئلہ کو دوسری نظر سے دیکھا اور دعویٰ کیا کہ قرآن مخلوق ہے اور اس گمراہی و فساد کا دروازہ امت پر کھول دیا۔ حکومتِ وقت نے ان کا ساتھ دیا اور بعض خلفائے عباسیہ نے معتزلہ کے ساتھ خلق قرآن کا مسئلہ بہ جبر پھیلانا چاہا۔ جب امام احمد بن حنبلؒ نے حق کے خلاف خلیفہ معتصم باللہ کے حکم کی پرِ مگس کے برابر بھی پرواہ نہ کی تو حکم ہوا کہ ان کے درّے لگائے جائیں۔ امام اس دن روزے سے تھے۔ حافظ ابن جوزیؒ نے محمد بن اسمٰعیل کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کو ۸۰ کوڑے ایسے سخت مارے گئے کہ اگر ہاتھی کے مارے جاتے تو چیخ اٹھتا مگر اس کوہِ عزم و ہمت نے اُف تک نہ کی اور جب تک ہوش رہا ہر ضرب پر وہی جملہ نکلتا رہا جس کے لئے یہ سب کچھ ہو رہا تھا: "القرآن کلام اللہ غیر مخلوق۔" آپ کی استقامت و ثبات کی آزمائش چار بادشاہوں نے کی۔ مامون، معتصم اور واثق نے ضرب و حبس سے اور متوکل نے تعظیم و تکریم اور عطاء و بخشش سے لیکن آپ کی استقامت اور عشقِ حق پر نہ تو خوفِ دنیا غالب آیا اور نہ طمع دنیا اور دونوں کسوٹیوں پر آپ کا سونا یکساں طور پر کھرا نکلا (تذکرہ از ابوالکلام آزاد)، امام حنبل ۱۶۴ھ ۷۷۹ء میں بغداد میں پیدا ہوئے اور ۷۷ برس کی عمر پر ۱۲ ربیع الاول ۲۴۱ھ ۸۵۵ء کو وصال فرمایا۔

۲۹۔ کتاب "نزہتہ الحفاظ" ابو موسیٰ مدنیؒ کی تصنیف ہے۔ آپ کا وصال ۹ جمادی الاول ۵۸۱ھ کو ہوا۔ اس زمانہ کے صالحین میں سے ایک نے خواب دیکھا کہ گویا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا۔ معبّر نے کہا تیرا خواب سچا ہے مسلمانوں کے پیشوائوں میں سے کسی ایسے کامل کی رحلت ہو گئی جو اپنے وقت کا بے مثل تھا کیوں کہ ایسا ہی خواب حضرت امام شافعیؒ، حضرت امام احمد بن حنبلؒ اور حضرت سفیان ثوریؒ

کے انتقال کے وقت دیکھا گیا تھا۔ خواب دیکھنے والا کہتا ہے کہ ابھی شام بھی نہ ہونے پائی تھی کہ گلی کوچوں میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ حافظ ابو موسیٰ مدنیؒ کا وصال ہوگیا۔

(بستان المحدثین صفحہ ۱۲۸ (اردو) از شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ۔ ناشر انور محمد اصح المطابع وکارخانہ تجارت کتب۔ آرام باغ۔ کراچی)

۳۰۔ مرداح بن متقبلؒ ایک سید حسنی قاہرہ میں رہتے تھے۔ ان کی آنکھوں میں بادشاہ وقت نے سلائی پھروا دی تھی جس کے صدمہ سے دماغ ٹپک گیا اور پھول گیا تھا اور بدبو دے اٹھا تھا۔ آنکھیں بہہ گئی تھیں اور بے چارے اندھے ہو گئے تھے۔ ایک عرصہ بعد آپ کا جانا مدینہ منورہ ہوا اور روضۂ اطہر کے قریب کھڑے ہو کر اپنا حال زار بیان کیا۔ جب سوئے تو خواب میں حضرت محمد رسول اللہ سائرہفت آسماں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے اور ان کی آنکھوں پر اپنا دست مبارک پھیرا۔ بیدار ہوئے تو آنکھیں بالکل درست تھیں۔ تمام مدینہ طیبہ میں اس بات کا شہرہ ہوگیا جب قاہرہ واپس ہوئے تو بادشاہ ان کی آنکھوں درست پاکر بہت ناراض ہوا اور سمجھا کہ جلادوں نے جھوٹ بولا ہے اور ان کی آنکھیں پھوڑی ہی نہیں۔ جب لوگوں نے بتایا کہ مدینہ منورہ تک یہ اندھے تھے اور وہاں پہنچ کر یہ واقعہ ہوا تب بادشاہ کا غصہ ٹھنڈا ہوا اور وہ نادم بھی ہوا۔ (الصواعق)

یہ معجزہ نہیں تو اور کیا ہے۔ سیرت النبیؐ پر بے شمار کتابیں قلم بند کی جا چکی ہیں۔ میں نے رسمی، رواجی، تقلیدی اور غیر طبعی (CONVENTIONAL) روش سے ہٹ کر خالص ترین تحقیق کے ذریعہ ثابت کیا ہے کہ سیرت النبیؐ کا سلسلہ آپؐ کے وصال مبارک کے بعد بھی جاری وساری ہے اور یہ تمام خواب میرے اس موقف کی تصدیق کر رہے ہیں۔

۳۱۔ حضرت امام بخاریؒ خود بیان فرماتے ہیں کہ "صحیح بخاری" کی تدوین کا محرک ایک خواب ہوا۔ ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما ہیں اور میں پنکھے سے ہوا کر رہا ہوں اور آپؐ کے رخِ انور

کے قریب جانے والی مکھیاں بھی اڑا رہا ہوں۔ صبح ایک معتبر سے میں نے اپنے اس خواب کی تعبیر چاہی تو اس نے کہا کہ تجھے خداوند تعالیٰ توفیق دے گا اور تو کذب و افترا کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دور کرے گا۔ اس کے بعد میرے دل میں "صحیح بخاری" کی تدوین و ترتیب کا خیال پیدا ہوا اور سولہ سال کی مدت میں اس کی تکمیل کی۔ سب سے پہلے اس کا مسودہ مسجد حرام میں بیٹھ کر لکھا۔ اس کے بعد دوبارہ مسودہ روضۂ اطہر اور منبر نبویؐ کے درمیان بیٹھ کر لکھا۔ یہ مجموعہ ترتیب دیتے وقت ہمیشہ روزہ رکھا۔ روایت ہے کہ ہر حدیث پر شب کو خواب میں بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تصدیق کی سند ملتی تھی۔ صحیح بخاری کے ترجمے دنیا کی ۵۵ زبانوں میں ہو چکے ہیں اور اس کی ۱۲۵ شرحیں لکھی جا چکی ہیں۔ احادیث بخاری کی تعداد مع تعلیقات، شواہد اور مکررات ۹۰۸۲ ہے جن میں احادیث مرفوعہ کی تعداد ۲۶۲۳ ہے جو چھ لاکھ احادیث میں سے منتخب کی گئی ہیں۔ محنت و مشقت، اخلاص و دیانت، احتیاط اور احساس ذمہ داری سے لکھے گئے اس شاہکار کو بارگاہِ الٰہی اور دربار رسالت پناہی (علیہ افضل الصلوٰت والتسلیمات) میں وہ مقبولیت حاصل ہوئی کہ سبحان اللہ۔ حضرت محمد ابو عبداللہ بن اسمٰعیل بخاریؒ ۱۲ شوال ۱۹۴ھ م ۸۰۹ء بروز پیر پیدا ہوئے اور یکم شوال ۲۵۶ھ م ۸۶۹ء میں وصال فرمایا (سنت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام" از صاحبزادہ محمد کرم شاہ صاحب بی اے۔ فاضل جامع ازہر قاہرہ۔ مصر۔ صفحہ ۱۶۰) آپ کی ولادت بحروف ابجد "صدق" پوری زندگی "حمید" اور سال وفات "نور" ہے۔ بخارا میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں نابینا ہو گئے تھے۔ والدہ کی دعاؤں کی برکت سے اللہ پاک نے بینائی واپس لوٹا دی تھی۔

۳۲۔ حضرت ابو زید مروزی محدثؒ ذکر فرماتے ہیں کہ میں مسجد حرام میں محو خواب تھا کہ شاہ تقدس مآب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا، "اے ابو زید! چو کتابِ مرا درس نمی گوئی؟ گفتم یا رسول اللہ

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کتاب تو کدام است؟ گفت۔ کتاب محمد بن اسمٰعیل بخاری۔
(یعنی اے ابوزید تم میری کتاب کیوں نہیں پڑھاتے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ
(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کی کون سی کتاب ہے؟ فرمایا محمد بن اسمٰعیل بخاری کی تالیف
کردہ کتاب)۔ بے شک کلام اللہ کے بعد "صحیح بخاری" ہی سب سے زیادہ عظیم الشان
کتاب ہے۔ (نتائج التقلید از حکیم محمد اشرف صفحہ ۱۰۵) (اشعۃ اللمعات کا مقدمہ
صفحہ ۱۶۱ تا ۱۶۲) (امام بخاریؒ کی مختصر سوانح عمری مرتبہ مولانا حافظ عبدالتواب صفحہ ۹)

۳۳۔ ابوبکر خطیبؒ "تاریخ بغداد" میں نقل کرتے ہیں کہ عبدالواحد طراولسی بن آدمؒ نے
فرمایا کہ میں نے ایک رات عظمتِ انساں، مظہرِ عرفاں، مقصدِ قرآں، نیرِ تاباں، فخرِ یزداں
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ چند صحابہ کرامؓ کے ہمراہ کسی کے انتظار میں
کھڑے ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ آپ کس کے منتظر ہیں؟ ارشاد فرمایا: انتظر محمد بن
اسمٰعیل بخاری" (میں محمد بن اسمٰعیل بخاری کا انتظار کر رہا ہوں)۔ چند روز گزرنے کے
بعد معلوم ہوا کہ حضرت امام بخاریؒ نے عین اسی وقت اس دارِ فانی سے رختِ سفر
باندھا تھا جس وقت اپنے غلاموں کو فراموش نہ کرنے والے آقا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
ان کا منتظر تھا۔ مدتوں حضرت امام بخاریؒ کے مزارِ پرانوار کی مٹی سے مشک کی سی
خوشبو آتی رہی اور لوگ تبرک کے طور پر وہ مٹی لے جاتے رہے (سنت خیر الانام
علیہ الصلوٰۃ والسلام صفحہ ۱۶۳)

۳۴۔ حضرت بشر حافیؒ نہایت بزرگ اور صاحبِ دل ولی تھے۔ ایک مرتبہ خواب
میں معمارِ انسانیت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو نصیحت فرمائی
کہ امیروں کے لئے درویشوں پر شفقت کرنا بہتر ہے اور درویشوں کا تونگروں سے
روپیہ کے معاملہ میں تکبر کرنا اس سے بھی اچھا ہے (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۱۰۶) (ہفتاد اولیاء
مرتبہ حضرت شاہ مراد سہروردیؒ۔ حمیدیہ پریس دہلی سے شائع شدہ صفحہ ۳۷) حضرت
بشر حافیؒ مرو میں پیدا ہوئے۔ بغداد میں توطن اختیار کیا۔ ہمہ وقت شراب میں مخمور رہتے

ایک روز پئے مست چلے جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک کاغذ پر نظر پڑی جس پر بسم اللہ شریف لکھی تھی۔ تڑپ گئے۔ اٹھا کر چوما اور عطر لگا کر تعظیم سے ایک اونچی جگہ رکھ دیا۔ مولا کریم کو آپ کی یہ ادا پسند آگئی اور نواز دیئے گئے۔ حضرت معروف کرخیؒ کے ہم عصر تھے جن کا وصال بغداد میں ۲ محرم ۲۰۰ھ میں ہوا۔

۳۵۔ حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ کسی نے میرے سامنے ذکر کیا کہ فلاں شہر میں ایک ولی موجود ہے پس میں اس کی زیارت کے لئے اس شہر گیا۔ جب میں مسجد میں پہنچا تو وہ بھی گھر سے اس مسجد میں آیا۔ جب وہ مسجد میں داخل ہوا تو وہاں تھوک دیا۔ میں وہیں سے لوٹ آیا اور دل میں خیال کیا کہ اگر یہ شخص اللہ کا سچا ولی ہوتا تو خانہ خدا کا احترام کرتا اور مسجد میں ہرگز نہ تھوکتا۔ اگر یہ شریعت کی تعظیم کرتا تو خدا اس کی تعظیم کرتا۔ ان دریں حالات یہ شخص ہرگز اولیاء اللہ میں سے نہیں ہوسکتا۔ اسی شب آپ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: "اے بایزید! جو کام تو نے کیا اور اس سے جو نتیجہ تو نے اخذ کیا اس کی روحانی اور باطنی برکات تجھے حاصل ہوئیں۔" پس یہ حقیقت ہے کہ میں دوسرے ہی روز اس درجہ پر پہنچا جس درجہ پر تم مجھے دیکھ رہے ہو (کشف المحجوب از حضرت داتا گنج بخشؒ اردو ترجمہ صفحہ ۲۱۰)

۳۶۔ حضرت بایزید بسطامیؒ جو اکابر اولیاء اللہ میں سے ہیں انھوں نے اب تک شادی نہ کی تھی۔ خواب دیکھا کہ نہایت عالی شان عمارت ہے جس میں اولیاء اللہ آتے جاتے ہیں مگر جب وہ خود اندر جانے کا قصد کرتے ہیں تو دروازہ بند پاتے ہیں۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ بارگاہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ دل میں سوچنے لگے کہ اللہ پاک نے مجھے بہت سے انعامات سے نوازا ہے کیا وجہ ہے کہ مجھے اس دربار گوہر بار میں جانے کی اجازت نہیں۔ سوچ ہی رہے تھے کہ حضرت سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمارت کے ایک حصہ سے سر مبارک نکال کر فرمایا "یہاں صرف اس کو باریابی ہوسکتی ہے جو میری سنت ادا کرے۔" آنکھ کھلی تو حضرت بایزیدؒ

آبدیدہ ہوگئے۔ فرمایا حکم نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے چارہ نہیں اور ضعیف العمری کے باوجود شادی کی (مکتوبات شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ جلد دوم مرتبہ مولانا نجم الدین اصلاحی صفحہ ۱۸۱ تا ۱۸۲) وفات ۱۴ رمضان المبارک ۲۶۱ھ میں ہوئی۔ شام میں بمقام بسطام مزار ہے۔

۲۷۔ حضرت ابو عبداللہ مغربیؒ فرماتے ہیں کہ ایک شب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میری ایک حاجت ہے میں کیا پڑھوں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ دو رکعتیں پڑھ اور ان چار سجدوں میں چالیس چالیس بار آیت الکریمہ "لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین" پڑھ انشاء اللہ مراد تیری بہت جلد بر آئے گی۔ چنانچہ مراد پوری ہوئی۔ (معراج المومنین صفحہ ۱۱۶ تا ۱۱۷) (خیر المونس جلد اوّل صفحہ ۱۷) جب کوئی حاجت پیش آئے تو جو بھی ۴۱ روز بعد نماز عشاء مذکورہ بالا عمل کرے تو انشاء اللہ ۴۱ روز پورے ہونے سے پہلے ہی مراد پوری ہو جائے گی۔ صاحب "طب روحانی" مولانا محمد ابراہیم دہلویؒ صفحہ ۹۲ پر فرماتے ہیں کہ محض ۷ دن کا عمل کامیابی کے لئے کافی ہے۔ حدیث پاک ہے کہ جو مصیبت کا مارا ہوا اس آیۃ الکریمہ کو اخلاص سے پڑھے خدا تعالیٰ اپنے فضل سے اس کی مصیبت دور کر دے گا۔ اس حدیث کو ترمذی ونسائی نے روایت کیا۔ حضرت مغربیؒ کی وفات بعمر ۱۲۰ برس ۲۷۹ھ میں ہوئی۔ مزار پر انوار کوہ سینا کی چوٹی پر ہے۔

۲۸۔ ابوالعباس احمد بن یحییٰ ابن زید بن سیار نحوی شیبانی معروف بثعلب نحویؒ علم نحو و لغت میں امام اہل کوفہ تھے۔ ۲۰۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۹۱ھ میں گھوڑے کی لات کی ضرب سے فوت ہوئے۔ قاری ابوبکر بن مجاہد سے روایت ہے کہ مجھے ثعلبؒ نے کہا، اے ابوبکرؒ قرآن والے قرآن کو پڑھ کر مطلب کو پہنچے۔ اہل حدیث حدیث کے وسیلہ سے فائز المرام ہوئے۔ اصحاب فقہ نے فقہ سے مقصود پایا۔ مگر میں نے تمام عمر زید و عمر کی حالت اعرابی میں گزار دی۔ معلوم نہیں کل روز قیامت میرا کیا حال ہوگا۔ قاری ابوبکر

بن مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ فرمارہے ہیں کہ "ابوالعباس نحوی کو میرا سلام کہو اور اس کو بشارت دو کہ قیامت کے دن بڑے بلند جھنڈے والا ہوگا اس لئے کہ علوم عربیہ علم نحو کے محتاج ہیں۔" آپ نے کئی مفید کتابیں تصنیف فرمائیں "روضۃ الادبار" جس میں مختصر حالات عربی کے شعراء، ادبار، علماء و فضلاء، حکماء و اہل تواریخ کے ہیں از مولوی محمد الدین صاحب صفحہ ۰ فروری ۱۸۷۹ء میں یہ کتاب شائع ہوئی)۔

۳۹۔ علامہ سخاویؒ نقل کرتے ہیں کہ قاری ابوبکر بن مجاہدؒ کے پاس میں تھا کہ حضرت ابوبکر شبلیؒ تشریف لائے۔ قاری صاحب آپ کو دیکھ کر کھڑے ہوگئے اور آپ سے معانقہ کر کے آپ کی پیشانی کا بوسہ لیا۔ میں نے کہا آپ شبلی کے ساتھ ایسا کیوں کرتے ہیں جب کہ تمام علماء بغداد کا خیال ہے کہ شبلی اپنے آپے میں نہیں۔ قاری صاحب نے جواب دیا کہ میں نے وہی کیا جو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کرتے دیکھا۔ پھر اپنا خواب سنایا کہ میں نے خواب میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کی۔ شبلیؒ آپؐ کی خدمتِ گرامی میں حاضر ہوئے تو نبی مقفیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کھڑے ہو کر ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور میرے استفسار پر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہر نماز کے بعد یہ سہا برس سے یہ "لقد جاءکم رسول من انفسکم... رب العرش العظیم (آخر سورۃ توبہ) پڑھتا ہے۔ خواب کے بعد جب حضرت شبلیؒ میرے پاس آئے تو دریافت کرنے پر انہوں نے اپنا یہی عمل بتایا (جلاء الافہام) (فضائل درود شریف صفحہ ۱۸۲ تا ۱۸۳) (بستان العارفین صفحہ ۴۳۶) (قول بدیع فی الصلوٰت علی الحبیب الشفیع مصنفہ علامہ سخاوی)۔

۴۰۔ حضرت ابوالحسن نبانؒ جب مکہ مکرمہ میں مجاور تھے تو ایک روز بھوکے تھے۔ حضرت ابراہیم خواصؒ نے نماز عشاء کے بعد مسور کا ایک پیالہ اور دو روٹیاں آپ کو لا کردیں۔ آپ نے کھالیں۔ پوچھا اور کھاؤ گے۔ بولے ہاں۔ آپ مسور کا پیالہ اور دو روٹیاں

دوبارہ لے آئے۔ وہ بھی کھالیں۔ پوچھا اور کھاؤ گے۔ بولے ہاں۔ آپ نے تیسری بار مسور کا پیالہ اور دو روٹیاں لادیں۔ وہ بھی کھالیں۔ پوچھا اور کھاؤ گے۔ میں نے کہا بس یہ کافی ہیں۔ اس کے بعد سو گیا اور صبح تک آنکھ نہ کھلی۔ نہ تہجد کی نماز پڑھی نہ طواف کیا۔ میں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا: "نبان" میں نے عرض کیا: "لبیک یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)" آپ نے فرمایا: "جو شخص حریص ہو کر کھاتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے دل کی آنکھ کو اندھا کر دیتا ہے۔" یہ سُن کر میں بیدار ہوا اور عہد کیا کہ اب کبھی سیر ہو کر نہیں کھاؤں گا۔ حضرت شیخ ابراہیم الخواصؒ نے ۲۹۱ھ میں وفات پائی۔ مزار اصفہان میں ہے۔ مقبولاں بارگاہ ایزدی میں شمار کئے جاتے ہیں (نفحات الانس از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی نقشبندیؒ صفحہ ۱۸۰)

۱۴۱۔ ابو عبداللہ ابن الجلاءؒ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میں آیا۔ دو روز کے فاقے سے تھا۔ روضۂ اطہر پر حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں آپ کا مہمان ہوں۔ پھر مجھے نیند آگئی۔ خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول امین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی ہے۔ آدھی روٹی تو میں نے بحالت خواب ہی کھالی اور جب بیدار ہوا تو باقی آدھی میرے ہاتھ میں موجود تھی۔ آپ بغداد کے رہنے والے تھے اور شیخ ابوتراب بخشیؒ کے مرید۔ ۳۰۶ھ میں وصال فرمایا (وفاء الوفا) (فضائل حج صفحہ ۲۲۷) (فیض الجود صفحہ ۲۹) (محبوب القلوب صفحہ ۱۵۳)۔

۱۴۲۔ حضرت ابوبکر بن محمد بن علی بن جعفر کتانی معروف بہ "چراغ حرم" کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا شاگرد کہتے تھے اس لئے کہ انہوں نے آپ کو بکثرت خواب میں دیکھا تھا۔ حضرت شیخ ابوبکر کتانیؒ کو ایک رات میں ایک مرتبہ ۱۵ مرتبہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ یہی نہیں بلکہ آپ افصح الفصحاء ابلغ البلغاء حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سوالات کیا کرتے تھے اور باقاعدہ جوابات سنتے تھے۔ تیس برس مکہ مکرمہ میں رہے۔ وہیں ۳۲۲ھ میں وصال فرمایا۔

بارہ ہزار مرتبہ قرآن مجید بحالت طواف کعبہ ختم کیا۔ ایک مرتبہ عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، میرے لئے دعا فرمائیں کہ میرا دل مردہ نہ ہو۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا ہر روز یہ تسبیح یوں کہا کرو، یاحیی یاقیوم لاالٰہ الا انت اسئلک ان یحیی قلبی اللھم صلی علی محمد وآلہٖ وسلم۔ اور دل مرجائیں گے لیکن جو شخص یہ پڑھے گا اس کا دل نہ مرے گا۔ مردہ دل اس ذکر سے زندگی پاتے ہیں (خزینۃ الابرار صفحہ ۱۰) (تاریخ الاولیاء جلد اول مؤلفہ مولوی سید اشرف علی الحسینی القادری پیرزادہ گلشن آبادی۔ در مطبع لہر دریا۔ واقع شہر بمبئی ۱۲۹۱ھ میں شائع ہوئی۔ صفحہ ۲۷۹) (نعمت عظمیٰ حصہ دوم مترجمہ سید عبدالغنی وارثی صفحہ ۲۴)

۴۳۔ حضرت ابوبکر کتانیؒ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں حضرت علیؓ کی نسبت کچھ غبار تھا اور وہ اس لئے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے لافتی الا علی لیکن جواں مردی کی شان یہ تھی کہ اگرچہ حضرت امیر معاویہؓ باطل پر ہی تھے اور وہ حق پر تھے تو بھی آپ کو چاہیئے تھا کہ سلطنت کا کاروبار انہیں کے سپرد کر دیتے تاکہ اس قدر لوگوں کی جانیں نہ جاتیں۔ آپ فرماتے ہیں میرا مکان صفا و مروہ کے درمیان تھا۔ ایک رات میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معہ چاروں خلفاء راشدین کے تشریف فرما دیکھا۔ آپؐ نے مجھے اپنے سینے سے لگالیا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی جانب اشارہ کر کے استفسار فرمایا۔ یہ کون ہیں۔ میں نے کہا سیدنا حضرت ابوبکرؓ۔ پھر حضرت عمر فاروقؓ کی جانب اشارہ کر کے فرمایا۔ میں نے عرض کیا سیدنا حضرت عمرؓ۔ پھر آپؐ نے حضرت عثمان غنیؓ کی جانب اشارہ فرمایا۔ میں نے عرض کیا سیدنا حضرت عثمان غنیؓ اور پھر آپؐ نے حضرت علیؓ کی طرف اشارہ کر کے دریافت فرمایا کہ یہ کون ہیں۔ مجھے اس غبار کی وجہ سے شرم محسوس ہوئی اور میں کچھ کہہ نہ سکا۔ آپؐ نے مجھے سیدنا حضرت علیؓ کا بھائی قرار دیا یہاں تک کہ ہم دونوں ایک دوسرے کے سینے سے آ لگے۔ وہ سب تو چلے گئے لیکن حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ کوہ ابو قبیس پہاڑ پر چلیں۔ ہم پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے اور وہاں سے کعبہ محترم کا نظارہ کیا۔ جب

میں خواب سے بیدا ہوا تو میں نے اپنے آپ کو کوہِ بوقبیس پر پایا اور اس غبار کا شائبہ بھی میرے سینے میں نہ رہا (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۳۴۶ تا ۳۴۷)۔

۴۴۔ ابراہیم بن اسحاق کوتوال بغداد کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں کہ "قاتل کو قید خانے سے رہا کر دے" بیدار ہوتے پر میں نے دریافت کیا کہ قید خانہ میں کیا کوئی ملزم قتل کا ہے معلوم ہوا کہ ہے اور اس کو میرے سامنے پیش کیا گیا۔ میں نے اسے احوال بیان کرنے کو کہا۔ اس نے کہا کہ میں اس گروہ سے ہوں جو ہر رات حرام کاری کیا کرتے ہیں۔ ایک بڑھیا ہم نے مقرر کر رکھی تھی جو حیلے بہانے اور دھوکے سے عورتوں کو ہمارے پاس لے آتی تھی۔ ایک روز ایک نہایت خوبصورت حسینہ کو لائی جس نے نہایت عاجزی سے کہا کہ میری عصمت کو داغ دار نہ بناؤ میں سیدانی ہوں۔ میرے نانا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ماں حضرت فاطمۃ الزہرا ؓ ہیں۔ خدا کے واسطے مجھے پناہ دو۔ اس بڑھیا نے مجھے دھوکا دیا ہے۔ میرے دل پر اس کی باتوں کا اثر ہوا مگر میرے ساتھی بگڑ گئے اور کہنے لگے کہ تو ہم کو فریب دے کر اس کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔ میں نے انہیں بہت سمجھایا مگر جب دیکھا کہ وہ اس حسینہ کی عزت و آبرو لوٹنے پر تُلے بیٹھے ہیں تو میں نے ان کا مقابلہ کیا۔ چھری میرے ہاتھ میں تھی اور میں زخمی ہو گیا لیکن اس شیطان کو جو اس حسینہ کی عصمت دری پر ادھار کھائے بیٹھا تھا قتل کر ڈالا۔ میں نے حسینہ کو اشارہ کیا۔ وہ ہمیں لڑتا ہوا دیکھ کر چپ چاپ فرار ہو گئی۔ غل غپاڑہ سن کر لوگ جمع ہو گئے خون آلود چھری میرے ہاتھ میں اور ایک لاش دیکھ کر سپاہی مجھے گرفتار کر کے لے گئے۔ کوتوال نے یہ واقعہ سن کر ملزم سے کہا کہ خدا تعالیٰ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی راہ میں میں نے تجھ کو رہا کیا۔ اس کے بعد وہ ملزم جملہ افعال قبیحہ سے تائب بھی ہو گیا (لبغیۃ ذوی الاحلام)

۴۵- تاریخ دولت ناصری میں لکھا ہے کہ ابتدائی زمانہ میں امیر ناصرالدین سبکتگین ایک غلام تھا اور نیشاپور میں اس کا قیام تھا۔ صرف ایک گھوڑا اس کے پاس تھا جس پر سوار ہو کر جنگلوں میں شکار کی تلاش میں گھوما کرتا تھا۔ ایک دن شکار کی تلاش میں پھر رہا تھا کہ دور سے ایک ہرنی نظر آئی جو بچے کو ساتھ لئے چرتے میں مشغول تھی اسے دیکھ کر اس نے ایڑ لگائی اور بچہ پکڑ کر شہر کی طرف چل پڑا۔ شہر کے قریب پہنچ کر اس نے جنگل کی طرف مڑ کر دیکھا تو حیران رہ گیا۔ بے چاری ماتا کی ماری ہرنی اپنے بچے کے پیچھے چلی آ رہی تھی۔ امیر سبکتگین کو یہ دیکھ کر ترس آ گیا۔ سوچا میرا تو اتنے سے بچے کے گوشت سے گذر نہ ہوگا البتہ اس کی ماں اس کے صدمہ سے نڈھال ہو جائے گی اس لئے بہتر یہ ہے کہ بچہ کو چھوڑ دوں۔ چنانچہ بچہ کے پاؤں کھول کر اسے آزاد کر دیا۔ بچہ اچھلتا کودتا کلیلیں کرتا اپنی ماں کے پاس چلا گیا اور پھر دونوں جنگل کی طرف چلے گئے۔ واپسی پر ہرنی مڑ مڑ کر امیر سبکتگین کی طرف دیکھتی اور آنکھوں آنکھوں میں رحمدل شکاری کا شکریہ ادا کرتی جاتی تھی۔ اس رات سبکتگین نے خواب دیکھا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "سبکتگین! اس کمزور ہرنی پر رحم کر کے تو نے ہمارا دل خوش کیا۔ تو ایک دن بہت بڑا بادشاہ بنے گا۔ جب بادشاہ بنے تو خدا تعالیٰ کے بندوں پر ایسی ہی شفقت کرنا تاکہ تیری سلطنت کو قیام و دوام حاصل ہو۔" اس دن کے بعد سے سبکتگین اس خواب کو سچا کر دکھانے کی کوشش کرنے لگا۔ اور آخر کار ایک دن بہت بڑا بادشاہ بن گیا (جوامع الحکایات ولوامع الروایات حصہ دوم از محمد عوفی ترجمہ اختر شیرانی صفحہ ۱۰۴ تا ۱۰۵)

سبکتگین کی وفات بعمر ۵۶ برس ۳۸۷ھ ۹۹۷ء میں ہوئی۔ غزنی میں مدفون ہیں۔ ان کی اولاد میں ۱۴ بادشاہ ہوئے اور نواح لاہور تک حکمران رہے (تاریخ عالم اسلام حصہ پنجم مصنفہ محمد صادق حسین صادق صدیقی صفحہ ۱۳۹ تا ۱۴۰)۔

۷۶۔ روایت ہے کہ فاتح سومنات سلطان محمود غزنویؒ کو تین باتوں کے متعلق شکوک تھے۔ ایک تو اس حدیث شریف کی بابت "العلماء ورثۃ الانبیاء" (علماء پیغمبروں کے وارث ہیں) دوسرے قیامت کے متعلق اور تیسرے امیر ناصر الدین سبکتگین کے ساتھ اپنی نسبت کے متعلق۔ ایک دن کسی جگہ سے آرہے تھے اور فراش شمع اور سونے کا شمعدان لئے ہوتے ساتھ تھا۔ محمود غزنویؒ نے دیکھا کہ ایک طالب علم مدرسہ میں اپنا سبق یاد کر رہا ہے۔ مدرسہ کے اندر تاریکی ہے۔ کتاب کی عبارت دیکھنے کے لئے روشنی کی حاجت ہوتی ہے تو ایک بنیئے کے چراغ کے قریب جا کر دیکھتا ہے۔ سلطان کا دل یہ دیکھ کر بھر آیا اور وہ شمع دان اس طالب علم کو دے دیا۔ اسی شب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ فرما رہے ہیں: "یا ابن امیر سبکتگین! اعزک اللہ فی الدارین کما اعززت ورثتی۔" (اے امیر سبکتگین کے بیٹے! خدا تجھ کو دونوں جہان میں عزت دے جیسی تو نے میرے وارث کو عزت دی) اور اس طرح اس خواب کے ذریعے سلطان محمودؒ کے تینوں شکوک رفع ہو گئے (تاریخ محمد قاسم فرشتہ، (فرشتہ بحوالہ طبقات ناصری) (خواب کی دنیا از عبدالمالک آروی صفحہ ۷۷ تا ۸۸)۔ سلطان نے ۱۰۳۰ء میں بمقام غزنی (افغانستان) ۳۲ برس حکمرانی کر کے وصال فرمایا۔ (حال ہی میں کسی وجہ سے سلطان کی لحد کھل گئی تو جسم مبارک تابوت کے اندر بالکل محفوظ اور تر و تازہ نکلا)

۷۷۔ ایک شخص سلطان محمود غزنویؒ کے پاس آیا اور کہا مدت سے چاہتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھوں اور حالِ دل بیان کروں۔ ایک رات آپؐ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھ پر ہزار دینار قرض ہے۔ قرض ادا نہیں کر سکتا اور ڈرتا ہوں کہ موت آجائے اور قرض میری گردن پر سوار ہو۔ آپؐ نے فرمایا محمود سبکتگین کے پاس جا اور ہزار دینار اس سے لے لے۔ عرض کیا کہ اگر وہ باور نہ کرے اور نشانی طلب کرے تو میں کیا کروں گا۔ فرمایا کہنا اول شب سونے کے وقت

تم ۳۰ ہزار مرتبہ اور آخر شب جاگنے کے وقت ۳۰ ہزار مرتبہ درود پڑھتے ہو۔ چنانچہ اس نے سلطان محمود غزنوی ؒ سے یہ بات جا کہی جس کو سن کر سلطان رونے لگا اور ہزار دینار قرض ادا کر دیا اور ہزار دینار اور دیئے۔ ارکان دولت نے تعجب سے کہا کہ اے سلطان آپ نے اس شخص کی ایک ناممکن بات کی تصدیق کر دی حالانکہ ہم لوگ آپ کے ساتھ برابر رہتے ہیں۔ کبھی نہیں دیکھتے کہ آپ درود پڑھتے ہوں اور اگر کوئی رات دن درود ہی کے ورد میں مصروف رہے تو بھی ۶۰ ہزار مرتبہ روزانہ نہیں پڑھ سکتا۔ پھر اوّل و آخر شب میں کیوں کر آپ ۶۰ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتے ہوں گے۔ سلطان نے کہا میں نے عالموں سے سنا تھا کہ جو کوئی ایک بار حسب ذیل درود پڑھے گا تو گویا اس نے دس ہزار مرتبہ درود پڑھا۔ میں اوّل شب میں تین مرتبہ اور آخر شب میں تین مرتبہ اس کو پڑھتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ میں نے ۶۰ ہزار مرتبہ درود پڑھا اور رونا میرا اس خوشی کی وجہ سے تھا کہ عالموں کی بات سچ تھی اور خود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کی تصدیق فرما دی۔ وہ درود شریف یہ ہے: اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد ما اختلف الملوان وتعاقب العصران وتکرر الجدیدان واستقبل الفرقدان وبلغ روح سیدنا محمد وارواح اہل بیتہ منا التحیۃ والسلام (اے اللہ ہدیہ درود بھیج ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جب تک دن رات بدلتے رہیں۔ زمانے آتے جاتے رہیں۔ چاند سورج نکلتے رہیں اور ستارہ قطب شمالی چمکتا رہے۔ یہ ہدیہ پہنچا آپؐ کی روح اور آپؐ کے اہل بیت کی روح کو اور بہت کثرت سے سلام پڑھ)

(صلوٰت ناصری از مولانا ناصر علی صفحہ ۷۲ تا ۷۳) (انوار العارفین از مولانا صوفی محمد عابد میاں ڈابھیلی ؒ صفحہ ۱۰۲۲۔ آپ کی یہ کتاب اصلاح اخلاق اور تزکیۂ نفس کے لئے خوب ہے۔ صوبہ گجرات (کاٹھیاواڑ۔ بھارت) کے رہنے والے تھے۔ پوری عمر تبلیغ اسلام میں جنوبی افریقہ میں گزاری۔ آپ حضرت مظہر جان جاناںؒ کے مرشد تھے۔ مزار سبزی منڈی دہلی میں ہے)۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے کسی نے دریافت کیا کہ ایک تو کہتا ہے کہ اے خدا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیج اور دوسرا کہتا ہے کہ ہزار در ہزار بار درود بھیج۔ دونوں میں سے کون بہتر ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ پہلے کا ایک اور دوسرے کا ہزار در ہزار بار درود لکھا جائے گا (فتاویٰ عزیزی)

۴۸۔ ابن السبکیؒ نے "طبقات" میں تحریر کیا ہے کہ ایک نیک دل شخص نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے۔ "میں منصف اور عادل بادشاہ کے زمانہ میں پیدا ہوا ہوں" اور میں نے اس حدیث کی بابت حاکمؒ سے دریافت کیا تو وہ فرمانے لگے یہ تراشی ہوئی حدیث ہے۔ جواب میں آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ابوعبداللہ سچ کہتا ہے۔ حضرت حاکمؒ ایک جلیل القدر امام تھے۔ قرآن پاک کے حافظ اور حدیث پاک کے عالم۔ ۴۰۵ھ میں وصال فرمایا۔ انتقال کے بعد ایک شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ کھڑے ہوکر فرما رہے ہیں کہ نجات حدیث شریف کے لکھنے میں ہے۔ (خیرالموانس جلد دوم صفحہ ۱۶۲)

۴۹۔ سراج الدین عمر مصری مدینہ طیبہ میں خدمت قضا و خطابت پر چالیس سال سے فائز تھے۔ اس کے بعد انہوں نے مصر جانے کا ارادہ کیا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں تین بار دیکھا۔ ہر بار آپؐ ان کو مصر جانے سے روکتے رہے اور آگاہ کیا کہ ان کی موت قریب ہے مگر سراج دین نے آپؐ کے ارشاد گرامی کی پابندی نہ کی اور اپنے ارادہ پر قائم رہے اور مصر کی جانب روانہ ہو گئے۔ مصر سے تین منزل ادھر ہی مقام سویز پر انتقال ہو گیا۔ خدا پناہ میں رکھے ایسے بد انجام سے (سفرنامہ ابن بطوطہ جلد اول صفحہ ۱۳۶)۔

۵۰۔ حضرت سید علی ہجویری (حضرت داتا گنج بخشؒ) کو ممکن ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کئی مرتبہ زیارت نصیب ہوئی ہو کیونکہ آپ وہ بزرگ ہیں جنہوں

نے پانچویں صدی ہجری کے وسط میں ہندوستان میں جب کہ وہاں بت اور بت خانوں کے علاوہ کچھ اور نظر نہیں آتا تھا اسلام کی تبلیغ کی اور آپ کے فیض صحبت سے ہزاروں لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے کوئی وصیت فرمایئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا احبس حواسک (اپنے حواس کو اپنے قابو میں رکھ) اور حقیقت میں حواس خمسہ (یعنی دیکھنا۔ سننا۔ چھونا۔ بولنا۔ سونگھنا) کو احکام الٰہی کے تابع رکھنا ہی سب سے بڑا اور مکمل مجاہدہ ہے جس سے انسان صحیح معنوں میں مومن اور متقی بنتا ہے۔ تمام قسم کے علوم اور احساسات ان ہی پانچ دروازوں سے حاصل ہوتے ہیں اور انسان کی معلومات میں کوئی ایسی چیز نہیں جس کا حصول ان پانچ حواس کے ذریعے نہ ہوتا ہو (کشف المحجوب از حضرت داتا گنج بخش اردو ترجمہ از عبدالرحمٰن طارق بی اے صفحہ ۴۸)۔

آپ کا اسم گرامی ابوالحسن علی بن عثمان بن علی الجلابی ہے۔ وطن غزنی تھا۔ حسنی سید ہیں۔ آپ کا ورود لاہور میں ۴۳۱ھ م ۱۰۳۹ء میں ہوا۔ یہ زمانہ سلطان محمود غزنوی کا تھا اور بت پرستی کا سرزمین ہند میں دور دورہ تھا۔ بقول صاحب "آب کوثر" آپ نے لاہور میں ۴۶۵ھ م ۱۰۷۲ء میں وصال فرمایا۔ آج بھی آپ کا روضہ مرجع خلائق ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ یہاں سے اعتکاف کرنے کے بعد رخصت ہونے لگے تو اس وقت یہ شعر پڑھا:

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

چنانچہ اس وقت سے لوگ آپ کو "گنج بخش" کے لقب سے یاد کرنے لگے۔

۵۱۔ بازری "توثیق عمری الایمان" میں سلیمان بن نعیم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ یہ لوگ جو آپ

کی زیارت کو آتے ہیں اور آپ پر سلام بھیجتے ہیں تو کیا آپ ان کا سلام سنتے ہیں۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا "میں ان کا جواب بھی دیتا ہوں۔" (حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی مایہ ناز کتاب "جذب القلوب" کا اردو ترجمہ "محبوب القلوب" یعنی "تاریخ مدینہ" نوری کتب خانہ۔ بازار داتا گنج بخش لاہور۔ صفحہ ۳۰۷) (فضائل حج صفحہ ۱۷۱) (مذاق العارفین اردو ترجمہ احیاء العلوم الدین جلد چہارم از حضرت امام غزالیؒ صفحہ ۶۲۲ تا ۶۲۳ اردو ترجمہ از مولوی محمد احسن صدیقی نانوتویؒ)۔

۵۲۔ محمد بن حسن التمیمیؒ اکابر عارفین سے ہیں۔ انہوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے ان کو ایک روٹی عنایت فرمائی۔ انہوں نے کچھ تو آپ کے سامنے کھالی اور باقی اپنی کروٹ کی طرف رکھ لی۔ آنکھ کھلی تو روٹی کو اسی طرح رکھا ہوا پایا (انوار المحسنین در مطبع اشرف المطابع تھانہ بھون صفحہ ۶۰)۔

۵۳۔ حضرت خواجہ حکیم سنائیؒ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ مجھ سے منہ چھپائے ہوئے ہیں۔ حضرت خواجہ سنائیؒ دوڑے اور آپ کے پائے مبارک کو بوسہ دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میری جان آپ پر فدا ہو۔ آپ روئے مبارک کو مجھ سے کیوں چھپاتے ہوتے ہیں۔ اس پر آپ حضرت سنائیؒ سے بغل گیر ہوئے اور فرمایا اے خواجہ تم نے میرے لئے اتنی درود بھیجی ہے کہ میں تم سے ازراہ مروت منہ چھپا رہا تھا کہ کون سی چیز سے عذر کروں اور اس کے عوض تمہیں کیا دلواؤں۔ حکیم سنائیؒ کا وصال ۴۲۵ھ میں غزنی میں ہوا۔ آپ کی کنیت ابوالمجد اور اسم گرامی مجدد بن آدم تھا (راحتہ القلوب) (سفینۃ الاولیاء صفحہ ۲۰۱) (صلوٰت ناصری صفحہ ۴۹) (ملفوظات حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکرؒ مرتبہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ)۔

۵۴۔ ابوعبداللہ محمد بن یوسف یمنی صنعانیؒ۔ آپ "ضریر" کے لقب سے مشہور تھے۔ مادرزاد نابینا ہونے کی وجہ سے جس چیز کو ایک بار سن لیتے تھے یاد ہو جاتی تھی۔ "ہدایہ" محض

ایک بار سننے سے پوری یاد ہو گئی تھی۔ ملک مجاہد کے زمانہ میں جب عرب میں شورش ہوئی تو ان کے قریہ کے فقہا بنی زیاد کے پاس کتابیں بہت تھیں جن کو یہ نہ کہیں لے جا سکتے تھے نہ چھوڑ سکتے تھے۔ غرض کتابوں کی وجہ سے بے حد متفکر تھے۔ اتفاقاً ان کے یہاں شیخ طلحہ بن عیسٰی ہتارؒ اپنے زمانہ سلوک کی ابتدار میں آپہنچے اور رات ان کے یہاں رہے اور جب ان کو اس حال میں دیکھا تو انہیں بھی اس معاملہ میں فکر ہوئی۔ رات کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ ان فقہا بنی زیاد سے کہہ دو کہ اپنی کتابیں "ضرریہ" کی قبر کے پاس منتقل کردیں انکو کوئی ضرر نہ پہنچے گا۔ جب بیدار ہوئے تو ان لوگوں کو اس کی خبر دی۔ انہوں نے جلدی جلدی اس جگہ کتابوں کو منتقل کردیا جہاں وہ تمام کتابیں ایک سال تک رہیں اور ان کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔ نہ انکو کوئی لے جا سکا۔ "فقیہہ ضرریہ" کی وفات سنہ ۶۰۰ھ میں ہوئی (انوار المحسنین صفحہ ۴۶)۔

۵۵۔ شیخ ابن الفارض الحموی المصریؒ کی کنیت ابو حفص اور نام عمر تھا۔ تعلق قبیلہ بنی سعد سے تھا۔ جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائی حضرت بی بی حلیمہ سعدیہؓ کے جدِ امجد تھے۔ ولادت مصر میں ہوئی۔ آپ کا ایک دیوان ہے جو معرفت سے بھرا ہوا ہے۔ قصیدہ تائیہ فارضیہ آپ ہی کے زورِ قلم کا نتیجہ ہے۔ ایک قصیدہ تائیہ ہے جس کے کم وبیش ۷۵۰ اشعار ہیں۔ یہ قصیدہ مشائخ وصوفیہ اور اہل حقیقت میں بے حد مشہور ہے۔ اس قصیدہ میں حقائق علوم دینیہ اور معارف یقینیہ کچھ اس عمدہ طریقے سے جمع کئے گئے ہیں کہ آپ سے پہلے یہ بات کسی اور کو نصیب نہ ہوئی۔ حضرت شیخ فارض المصریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے جب یہ قصیدہ مکمل کیا تو مجھے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے اس قصیدہ کا کیا نام رکھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نے اس کا نام "لوائح الجنان و روائح الجنان" رکھا ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا

کہ نہیں اس کا نام "نظم السلوک" رکھو۔ اس لئے میں نے اس کا نام یہ رکھا۔ آپ کا یہ قصیدہ لکھنا شعر کے قاعدہ کے مطابق نہ تھا بلکہ کبھی آپ کو جذبہ آجاتا تھا اور کئی کئی دن حواس غائب رہتے تھے۔ جب ہوش میں آتے تو ۳۰ یا ۴۰ یا ۵۰ اشعار جس قدر خداوند تعالیٰ ان پر ان غائب رہنے کے دنوں میں کھول دیتا تھا لکھ دیتے تھے۔ اس کے بعد ترک کر دیتے تھے یہاں تک کہ وہ پہلی حالت لوٹ کر آجاتی تھی۔ وصال ۲ جمادی الاول ۶۳۸ھ میں ہوا۔ قبر مبارک مصر میں ہے (نفحات الانس) (تواریخ الاولیاء جلد دوم از امام الدین صفحہ ۴۷)

۵۶۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ فرماتے ہیں کہ مجھ کو ابتداء میں قرآن مجید یاد نہ ہوتا تھا اس لئے متردد تھا۔ ایک رات میں نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ میں نے اپنی آنکھیں آپؐ کے پائے مبارک پر رکھ دیں اور رونا شروع کر دیا اور عرض کیا کہ آپؐ مجھ کو حافظہ عطا فرما دیں تاکہ میں قرآن مجید یاد کر سکوں۔ آپؐ نے میری گریہ وزاری پر شفقت فرمائی اور فرمایا سر اٹھا۔ میں نے سر اٹھایا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ سورۂ یوسف کی تلاوت کیا کر خدا تعالےٰ چاہے تجھے قرآن یاد ہو جائے گا۔ جب میں بیدار ہوا اور سورۂ یوسف کی تلاوت اختیار کی تو خداوند قدوس نے اس آخری عمر میں مجھ کو قرآن مجید کا حافظ کرا دیا۔ پھر فرمایا جو کوئی قرآن مجید یاد کرنا چاہے اُسے چاہیئے کہ روزانہ پابندی سے سورۂ یوسف پڑھا کرے (بزم صوفیہ از سید صباح الدین عبدالرحمٰن صفحہ ۷۷) (اردو ترجمہ کتاب "فوائد السالکین" یعنی ملفوظات حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ جمع کردہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ صفحہ ۲۱ تا ۲۲) (اردو ترجمہ "مفتاح العاشقین" یعنی ملفوظات حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ جمع کردہ حضرت خواجہ محب اللہؒ صفحہ ۱۴)

حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ اوش (ترکستان) میں ۵۸۳ھ میں پیدا ہوئے اور بعہد التمش دہلی میں ۱۴ ربیع الاول ۶۳۳ھ میں وصال فرمایا۔ آپ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کے اجل خلیفہ تھے۔

۵۷۔ یہ لفظ "التمش" نہیں "ایلتمش" ہے جس کے معنی ترکی زبان میں حکومت قائم کرنے

والا گئے ہیں۔ سلطان شمس الدین التمش دراصل ترکستان کے نامور سردار ایلم خان کا فرزند تھا۔ چونکہ بچپن سے ظاہری حسن وجمال اور باطنی خوبیوں سے مالامال تھا اور باپ دیگر بیٹوں کے مقابلہ میں اسے زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ اس لئے بھائیوں نے اس کے ساتھ برادران یوسفؑ کا سا سلوک کیا اور ایک دن موقع پاکر بخارا میں گھوڑوں کے ایک تاجر کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ آخر تقدیر کشاں کشاں التمش کو دہلی لے آئی یہاں سلطان قطب الدین ایبک نے اسے خرید لیا اور پھر التمش بام شاہی تک پہنچ گیا اور ۱۲۱۰ء میں سلطنت دہلی پر متمکن ہوا۔ سلطان التمش قبائے سلطان میں ایک درویش باصفا تھا۔ سلطان کو حوض بنانے کی ضرورت تھی۔ اراکین سلطنت کو ساتھ لے کر تلاش کرتے کرتے اس جگہ پہنچ گیا جہاں اب حوض شمسی ہے اور اس جگہ کو پسند کیا۔ رات تصدیق کی نیت سے مصلے پر سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ اس حوض کے چبوترے کے پاس ایک بے حد حسین شخص گھوڑے پر سوار ہیں اور ہمراہ چند آدمی ہیں۔ انہوں نے سلطان کو اپنے روبرو بلایا اور فرمایا کیا چاہتا ہے۔" سلطان نے عرض کیا کہ ایک بڑا حوض تیار کرانا چاہتا ہوں۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ کسی نے کہا اے التمش آپ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپ سے اپنی مراد مانگ لے۔ سلطان نے آپ کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ جس جگہ اب حوض شمسی ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھوڑے نے وہاں لات ماری جس سے پانی نکل آیا۔ آپ نے فرمایا اے شمس اس جگہ حوض بناؤ کہ یہاں سے ایسا پانی نکلے گا کہ کسی بھی جگہ ایسا لذیذ پانی نہ ہو گا۔ اس کے بعد سلطان کی آنکھ کھل گئی۔ اس جگہ جاکر دیکھا تو واقعی وہاں سے پانی نکل رہا تھا۔ سلطان کے پیر و مرشد حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ "فوائد السالکین" میں فرماتے ہیں کہ اس حوض سے دو برکتیں حاصل ہوئیں۔ ایک تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک کی برکت ہے دوسرے یہ کہ یہاں بڑے بڑے بزرگانِ دین محوِ خواب ہیں اور شہدا کی ارواح سیر کناں دیکھی گئی ہیں۔ حوض شمسی ۶۲۷ھ میں تعمیر کیا گیا۔ یہ دو

پہاڑوں کے درمیان تھا اور تمام شہر کو میٹھا پانی یہاں سے فراہم کیا جاتا تھا۔ سرسید احمد خاںؒ آثار الصنادید میں تحریر فرماتے ہیں کہ حوض شمسی کسی زمانے میں سنگِ سرخ سے بنا تھا۔ اب پتھر و دیواریں بالکل اکھڑ چکی ہیں اور تالاب کی صرف صورت باقی رہ گئی ہے۔ اتنا بڑا حوض روئے زمین پر دوسرا نہ ہوگا۔ اب بھی یہ تالاب ۲۷۶ بگیھہ ۸ لبوہ پختہ ہے۔ حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ کی دیرینہ خواہش کے مطابق بعد وصال آپ اسی حوض شمسی کے پاس مہرولی شریف دہلی میں دفن کئے گئے۔ یہیں ۱۲۳۱ء میں سلطان التمش نے ایک مینار تیار کرایا اور اپنے پیر و مرشد قطب صاحبؒ کے نام نامی پر اس کو قطب مینار نام دیا جو آج بھی دہلی میں موجود ہے اور دنیا میں مشہور ہے۔ خود سلطان نے ۲۰ شعبان المعظم ۶۳۳ھ م ۱۲۳۶ء میں وصال فرمایا (طبقات اکبری صفحہ ۶۳) (آثار الصنادید صفحہ ۹۲) (ہفتاد اولیاء صفحہ ۱۰۱) (فرشتہ جلد اول صفحہ ۶۲) (فوائد الفواد) (مفتاح الطالبین) (فوائد السالکین) (بزم مملوکیہ صفحہ ۴۷ تا ۵۷) (خزینۃ الاصفیاء جلد اول صفحہ ۲۷۵)

۵۸۔ حضرت قاضی حمید الدین ناگوریؒ کے تبحر علمی اور لیاقت خداداد کی بناء پر بادشاہ وقت نے آپ کو ناگور کا قاضی مقرر کر دیا تھا جو اس عہد کا ایک مشہور شہر تھا۔ مسلسل تین سال اس عہدہ پر معمور رہے۔ آپ کے عدیم النظیر عدل و انصاف، خلق اور حسن اتقاء سے خوش ہو کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خواب میں آپ کو دعوت و بشارت دی اور فرمایا: "حمید الدین چھوڑ اس قصہ کو اور میری طرف آ کہ تیرے لئے دوسرا میدان خالی ہے۔" صبح جو اٹھے تو دل دنیا کی طرف سے سرد ہو چکا تھا۔ اسی وقت استعفیٰ دے دیا اور ترک علائق کر کے عازم حرمین شریف ہوئے۔ بغداد شریف پہنچے تو وہاں پہلے ہی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کو حکم ہو چکا تھا۔ حلقۂ ارادت میں داخل ہو کر ذکر و شغل میں مصروف ہو گئے اور حضرت کی توجہ سے صرف ایک سال میں ولایت کو پہنچ کر خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ ناگور ریاست جودھپور (بھارت) کا مشہور مقام ہے۔ آپ کا اصلی نام محمد بن عطا تھا۔ بخارا میں پیدا ہوئے۔ والد شیخ عطا اللہ کے ساتھ ہندوستان

آئے۔ وصال ۹ رمضان المبارک ۶۷۸ھ م ۱۲۸۰ء کو دہلی میں ہوا۔ حضرت قطب صاحبؒ سے خصوصی تعلقات تھے (ہشتاد اولیاء صفحہ ۲۱۴)۔

۵۹۔ حضرت شیخ رضی الدین حسن بن حسن صغانیؒ کا وطن چغانہ تھا۔ عہد سلطنت قطب الدین ایبک یا شروع عہد سلطان شمس الدین التمش میں بدایون میں آکر سکونت اختیار کی۔ کتاب "مشارق الانوار" آپ کی مشہور تالیف ہے۔ حضرت نظام الدین اولیاءؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی حدیث میں آپ کو مشکل پیش آتی تو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھتے اور اس حدیث کی صحت فرماتے۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ فرماتے ہیں کہ جو احادیث "مشارق الانوار" میں تحریر ہیں سب صحیح ہیں۔ ۲۲۴۶ احادیث زبان مبارک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحت شدہ "مشارق الانوار" میں تحریر ہیں اور یہ بھی خود حضرت شیخ رضی الدینؒ نے فرمایا کہ اگر کسی حدیث میں شکل پیش آتی اور خلق خدا آپس میں نزع کرتی تو اسی رات حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھتے اور اس حدیث کو آپؐ کے روبرو پیش کرتے اور آپؐ اپنے سامنے اس کی تصحیح فرماتے (تذکرۃ الواصلین صفحہ ۹۷) (راحۃ القلوب یعنی ملفوظات حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکرؒ مرتبہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ)

۶۰۔ شیخ الکل محی الدین ابن عربیؒ ۱۷ رمضان المبارک ۵۶۰ھ بروز پیر اندلس (اسپین) کے مشہور شہر "مرسیہ" میں پیدا ہوئے۔ آپ حاتم طائی کی نسل سے ہیں جو عرب ہی میں نہیں پوری دنیا میں اپنی سخاوت کے لئے مشہور رہے۔ ۵۹۸ھ م ۱۲۰۲ء میں اندلس سے ترک وطن کیا۔ شب جمعہ بعمر ۸۰ برس ۲۸ ربیع الآخر ۶۳۸ھ م ۱۲۴۰ء کو دمشق میں وصال فرمایا۔ آپ کی مشہور کتاب "فصوص الحکم" آپ کے مشہور نظریہ "وحدت الوجود" پر حرف آخر کا درجہ رکھتی ہے۔ فص معنی قیمتی پتھر جو انگشتری میں لگایا جاتا ہے جمع فصوص (نگینے)۔ فصوص الحکم (حکمت کے موتی یا حکمت کے نگینے) کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کی ہر ہر سطر سے حضرت نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت جھلکتی

ہے۔ یہ کتاب آپ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے لکھی چنانچہ کتاب کی ابتداء میں خود فرماتے ہیں کہ آخر عشرہ محرم ۶۲۷ھ میں میرا قیام شام کے پایۂ تخت دمشق میں تھا کہ خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ دیکھا کہ آپ کے دست مبارک میں ایک کتاب ہے اور مجھ سے فرما رہے ہیں کہ یہ کتاب "فصوص الحکم" ہے۔ اس کو لو اور تمام لوگوں پر ظاہر کر دو تاکہ لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ میں نے کہا سمعاً و طاعةً بسر و چشم۔ پس اس کتاب کو خالصتاً لوجہ اللہ لکھا اور جس قدر کہ حد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر فرمائی تھی اس میں نہ زیادتی کی اور نہ کمی اور خدائے بزرگ و برتر سے شیطان کے تسلط سے پناہ مانگی۔ جس وقت "فصوص الحکم" لکھی گئی اس وقت مولانا جلال الدین رومیؒ ۲۳ برس کے تھے اور حضرت امام غزالیؒ کے وصال کو ۵۵ برس گذر گئے تھے (مشاہیر اسلام جلد اوّل از ملک محمد دین۔ ایڈیٹر "صوفی" صفحہ ۱۹۰) (خصوص الحکم فی حل فصوص الحکم از حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ صفحہ ۶ تا ۷)

۶۱۔ حضرت شیخ الکل محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک شخص سے اس لئے عداوت ہوگئی کہ وہ شیخ ابو مدینؒ کو ناگوار طعن آمیز باتوں سے یاد کرتا تھا۔ ایک روز میں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ گویا آپ فرما رہے ہیں محی الدین تم فلاں شخص سے کیوں عداوت رکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہ ابو مدین جیسے معزز و مقتدر شخص کو برا کہتا ہے اور میں ان کا معتقد ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا وہ شخص خدا تعالےٰ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دوست نہیں رکھتا۔ میں نے عرض کیا جی ہاں خدا تعالےٰ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو تو دوست رکھتا ہے۔ اس پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تو تم اس وجہ سے کہ وہ ابو مدین سے دشمنی رکھتا ہے اس سے عداوت رکھتے ہو اور خدا تعالےٰ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محبت کی وجہ سے اسے دوست نہیں

رکھتے"۔ چنانچہ صبح میں نے اپنے بُرے خیالات سے توبہ کی اور اس کے مکان پر معذرت کے لئے گیا اور اپنے ساتھ ایک قیمتی چادر لیتا گیا جو اس کو پیش کی اور راضی کرکے دریافت کیا کہ آپ ابو مدینؒ سے اس قدر بیزار کیوں ہیں۔ میرے سوال کا اس نے ایسا جواب دیا جس کی بناء محض لاعلمی تھی چنانچہ میں نے اس کے شکوک و شبہات رفع کر دیئے۔ اس پر اس نے ابو مدینؒ کو بُرا کہنے سے توبہ کی اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت کا یہ نتیجہ نکلا کہ وہ بھی میری طرح شیخ ابو مدینؒ کا بدل معتقد ہوگیا (حیات ولی از مولانا حافظ محمد رحیم بخشؒ دہلویؒ صفحہ ۴۳۱ تا ۴۳۲)۔

۶۲۔ امیر عبد الرحمٰن خاں جن کو ان کی قوم نے "حضرت ضیاء الملت والدین" کا خطاب دیا تھا اور جن کو انگریزوں نے ہز ہائی نس۔ جی سی۔ سی آئی وغیرہ جیسے خطابات سے نوازا تھا بڑے ہی راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔ انہوں نے اپنی خود نوشت سوانح حیات کی جلد اول صفحہ ۹ تا ۱۰ پر لکھا ہے کہ مجھے حضرت محمد رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں امیری عطا فرمائی۔ "حضرت خواجہ احرار ہراتیؒ کے مزار مبارک کے ایک جھنڈے کی برکت سے جنگ میں فتح حاصل ہوئی۔ ایک تعویذ کی برکت سے تلوار، توپ اور بندوق کی ضرب سے محفوظ رہا۔ غیب سے مجھے پڑھنا لکھنا سکھایا گیا۔ افغانستان کو روسی خطرے سے بچانے کیلئے آپ نے برطانیہ سے دوستی کی۔ ڈیورنڈ لائن کو افغانستان کا ہر حکمران سردار داؤد کے چچا نادر شاہ تک جنہوں نے ۱۹۲۹ء میں نئے حکمران خاندان کی بنیاد ڈالی تسلیم کرتا چلا آتا ہے (" دی پٹھان" صفحہ ۴۱۹ تا ۴۲۴) امیر عبد الرحمٰن اپنی سوانح حیات جلد دوم صفحہ ۱۶۶ پر رقمطراز ہیں کہ میں مطالعہ تاریخ سے صرف ایک نتیجہ نکال سکا ہوں وہ یہ کہ خصوصی طور پر اسلامی سلطنتوں کا زوال صرف باہمی عناد، نا اتفاقی اور خانہ جنگیوں کی وجہ سے ہوا ہے۔ اہل اسلام کو کامل عروج صرف اس وقت حاصل ہوگا جب وہ "انما المومنون اخوۃ" یعنی سب مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں پر عمل کریں گے۔ اس حدیث قدسی پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے اسلامی دنیا کا شیرازہ بکھر گیا اور اہل اسلام تباہ و برباد ہوگئے"۔

۶۳۔ حضرت شیخ ابو الحسن شاذلیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کو لیلۃ القدر ستائیسویں شب رمضان کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: "اے علی اپنے کپڑے پاک کر میل سے تاکہ خدا تعالیٰ کی مدد سے ہر دم کامیاب ہو"۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، کون سے کپڑے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا" اللہ تعالیٰ نے تجھے پانچ کپڑے عطا فرمائے ہیں: ایک خلعت معرفت، ایک خلعت محبت، ایک خلعت توحید، ایک خلعت ایمان اور ایک خلعت اسلام۔ پس جو اللہ تعالےٰ سے محبت رکھے اس کے نزدیک ساری چیزیں حقیر ہو جاتی ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتا ہے کل چیزیں اس کو معمولی نظر آتی ہیں چھوٹی ہو جاتی ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی توحید رکھتا ہے وہ کسی کو اس کا شریک نہیں بناتا اور جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے وہ ہر شے سے مامون اور بے خوف ہو جاتا ہے اور جو اسلام لاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتا۔ اگر کبھی خطا ہو جائے تو عذر خواہی کرتا ہے اور جب معذرت چاہے تو اللہ تعالےٰ معاف فرما دیتا ہے"۔ حضرت ابوالحسن شاذلیؒ فرماتے ہیں کہ اس وقت مجھ کو آیت "وثیابک فطھر" یعنی اپنے کپڑوں کو پاک کر کی تفسیر معلوم ہوئی (نزہۃ البساتین ترجمہ اردو "روضۃ الریاحین" از عبداللہ بن اسعدؒ صفحہ ۳۵۱) (صفحہ ۵ تا ۶ اصل دعائے "حزب البحر" ترجمہ بارشاد گرامی حضرت مولانا حافظ حاجی محمد عبدالکریم صاحب نقش بندی مجددیؒ سجادہ نشین راولپنڈی۔ اللہ والے کی قومی دکان۔ کشمیری بازار لاہور)۔

۶۴۔ دعائے "حزب البحر" حضرت شیخ ابوالحسن شاذلیؒ پر الہام ہوئی تھی۔ آپ قاہرہ میں تھے کہ حج کے دن قریب آ گئے۔ دوستوں سے فرمایا کہ ہم کو امسال غیب سے حج کرنے کا حکم دیا گیا ہے پس جہاز تلاش کرو۔ ایک بوڑھے عیسائی کے جہاز کے علاوہ کوئی جہاز نہ ملا۔ جب اسی پر سوار ہو گئے۔ بادبان اٹھا دیا۔ قاہرہ کی آبادی سے نکلتے ہی باد مخالف چلنے لگی اور ایک ہفتہ قاہرہ کے پاس ٹھہرے رہے۔ مخالفین طعنہ دینے لگے کہ شیخ کو خوب غیب سے حج کرنے کا حکم ہوا اور حالت یہ ہے کہ حج کا وقت سر پر آ پہنچا۔ شیخ نے سنا تو بہت بے چینی محسوس کی۔ قیلولہ فرمانے تھے کہ دعائے "حزب البحر"

کا الہام ہوا۔ نیند سے بیدار ہو کر یہ دعا پڑھنا شروع کی اور جہاز کے افسر کو بادبان اٹھا دینے کا حکم دیا۔ اس نے جواب دیا کہ اگر بادبان اٹھا دیا تو ہوا کی وجہ سے ہم تا بحرہ پہنچ جائیں گے۔ شیخ نے کہا تشویش مت کرو جو ہم کہتے ہیں اس پر عمل کرو اور خدا تعالیٰ کی مہربانی دیکھو۔ جونہی بادبان اٹھایا' موافق ہوا زور شور سے چلنے لگی اور سب وقت کے اندر امن وسلامتی کے ساتھ منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ یہ دیکھ کر بڈھے عیسائی کے بیٹے مسلمان ہو گئے۔ بڈھا یہ دیکھ کر بہت کڑھا۔ رات خواب دیکھا کہ ایک بڑی جماعت کے ساتھ شیخ جنت میں تشریف لے جا رہے ہیں اور بڈھے کے بیٹے بھی ہمراہ ہیں۔ اس نے اپنے بیٹوں کے پیچھے جانا چاہا مگر فرشتوں نے جھڑک دیا کہ تو ان لوگوں میں شامل نہیں۔ ان کا تیرا کیا ساتھ۔ صبح ہوتے ہی بڈھا بھی مسلمان ہو گیا اور بلند مراتب کو پہنچا۔ حضرت شاذلیؒ فرماتے ہیں کہ اس دعا کے الفاظ میں نے نہیں تراشے بلکہ ایک ایک حرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دہن مبارک سے لیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس میں اسم اعظم ہے۔ یہ سمندر کے مصائب سے نجات دلانے کے لئے مجرب ہے (کشف الظنون جلد اوّل صفحہ ۲۲۳) (متن کبرائے امام عبدالوہاب شعرانی جلد اوّل صفحہ ۲۲۴) (خزینۃ المعارف اردو ترجمہ ابریزیہ" جلد اوّل صفحہ ۲۶۶) حضرت شاذلیؒ اپنے دور کے قطب تھے۔ آپ نے ۶۵۶ھ م ۱۲۵۸ء میں وصال فرمایا اور صحرا عنداب میں دفن ہیں۔

۶۵۔ احمد نام اور ابو مطرب کنیت تھی۔ آپ کا تعلق کسی مشہور خاندان سے نہ تھا انشاء پردازی اور شاعری میں کمال رکھتے تھے۔ ایک روز انہوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو چند قلم عطا فرماتے ہوئے خواب میں دیکھا۔ لوگوں نے اس کی یہ تعبیر دی کہ انشاء پردازی میں ان کی شہرت ہو گی۔ انشاء پردازی میں مشہور اور یگانۂ روزگار تھے۔ زمانہ ان کا سا دوسرا انشاء پرداز پیش کرنے سے قاصر رہا۔ اپنے کلام میں مختلف قسم کے علمی مسائل نہایت روشن طریقہ سے درج کرتے تھے الفاظ

نکھرے ہوئے اور معانی خوب ہوتے تھے۔ ۲۰ ذی الحجہ ۶۵۶ھ شب جمعہ کو تونس میں وفات پائی (الاحاطہ فی اخبار غرناطہ حصہ اوّل تالیف الوزیر محمد لسان الدین بن الخطیب ترجمہ مولوی سید احمد اللہ ندوی صفحہ ۶۳)۔

۶۶۔ محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی محبت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا یہ عالم تھا کہ وصال سے چند روز قبل خواب میں دیکھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں "نظام! جلد آ تجھ سے ملنے کا بہت اشتیاق ہے۔" اس خواب کے بعد سفر آخرت کے لئے بے چین ہو گئے۔ وصال کے ۴۰ روز قبل کھانا پینا بالکل ترک کر دیا۔ اب آنکھوں سے ہر وقت آنسو جاری رہتے تھے۔ وصال کے روز لنگر اور ملکیت کی تمام چیزیں غرباء و مساکین میں تقسیم کرا دیں تاکہ خدا تعالےٰ کے یہاں کسی چیز کا مواخذہ نہ ہو۔ آپ کی ولادت باسعادت ۲۷ صفر ۶۳۴ھ مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۲۳۸ء کو بدایوں میں ہوئی تھی۔ تاریخ وصال چہار شنبہ ۱۷ ربیع الثانی ۷۲۵ھ مطابق ۳ اپریل ۱۳۲۵ء ہے۔ غیاث پورہ (دہلی) میں روضۂ مبارک ہے جہاں زائرین کا ہجوم رہتا ہے۔ اصلی نام سید محمد تھا۔ آپ کے مرشد گرامی حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے جب آپ کو خلعت خلافت عطا کی تو نظام الدین اولیاءؒ کہہ کر خطاب فرمایا تھا۔ ہر روز لاکھوں کی فتوحات ہوتیں جو فوراً خرچ کر ڈالتے اور کوئی حاجت مند دروازہ سے مایوس نہ جاتا تھا۔ شاہان وقت بھی رشک کرتے تھے (ہفت اولیاء صفحہ ۳۱۴) (بزم صوفیہ صفحہ ۲۲۳)

۶۷۔ ایک مرتبہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پُرفتوح کو ثواب پہنچانے کے لئے عمدہ کھانے پکاتے۔ تیاری کے بعد خدام نے کھانا تقسیم کرنا چاہا۔ آپ نے فرمایا ٹھہر جاؤ۔ کچھ دیر بعد پھر یہی جواب ملا۔ کسی خادم نے انتظار کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ میں کیسے اجازت دیتا کہ اس وقت میرے بھائی علی احمد صابرؒ نے بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پُرفتوح کو ثواب کیلئے بھنے چنے تقسیم کئے تھے تو میں نے دیکھا کہ آپ ہمہ تن ادھر متوجہ ہیں۔ پس ایسی حالت میں

میں نے اپنا کھانا تقسیم کرنا پسند نہ کیا بلکہ یہ چاہا کہ ذرا اِدھر متوجہ ہوں تو پھر کھانا تقسیم کراؤں تو دیکھے آپ کو حضرت صابرؒ کے چنے کس قدر محبوب تھے کہ آپ ہمہ تن اس کی طرف متوجہ تھے حالانکہ حضرت سلطان جیؒ کے کھانے بظاہر ان سے بہت بڑھے ہوئے تھے۔ سچ ہے وہاں تو خلوص دیکھا جاتا ہے۔ اگرچہ ہدیہ قلیل ہو مگر خلوص زیادہ ہو تو ثواب زیادہ ملے گا اور اگر ہدیہ زیادہ ہو مگر خلوص کم ہو تو ثواب کم ملے گا اور اگر خلوص اور ہدیہ دونوں زیادہ ہوں تو نورٌ علی نور (مواعظ اشرفیہ جلد نمبر ۵ از حکیم الامت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ مرتبہ منشی عبدالرحمٰن خان مکتبہ اشرف المعارف، پبلیک۔ ملتان شہر (پاکستان صفحہ ۳۴۹ تا ۳۵۱)۔

۶۸۔ شرف الدین حسن بن محمد طیبی عراقیؒ جنہوں نے "کشاف" پر حاشیہ لکھا۔ انہوں نے الفاظ میں زمخشری ہی کا تتبع کیا ہے مگر ساتھ ساتھ مذہب معتزلہ کی زبردست دلائل سے تردید کرتے گئے ہیں اور ثابت کر دکھایا ہے کہ بلاغت قرآن کو اہل سنت ہی نے سمجھا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ فاضل مصنف نے تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔ پھر فن بلاغت کی نایاب بحثیں بھی اس میں شامل ہیں۔ اس حاشیہ کا نام "فتوح الغیب" رکھا۔ وصال ۷۴۳ھ مطابق ۱۳۴۳ء میں ہوا۔ "فتوح الغیب" چھ ضخیم جلدوں میں ہے مصنف فرماتے ہیں کہ حاشیہ لکھنے سے پہلے میں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ مجھے دودھ کا پیالہ عنایت کر کے پینے کو فرمایا ہے۔ چنانچہ میں نے کچھ پیا پھر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے بھی نوش فرمایا (کشف الظنون جلد ۲ صفحہ ۱۴۷۷) (اردو ترجمہ "الابریز" حصہ اول ص۳۲۳)

۶۹۔ احمد بن حسن بن احمد بن حسن القرویؒ ۶۵۱ھ میں روم کے شہر انقرہ میں پیدا ہوئے۔ سنہ ۷۳۰ھ میں مصر تشریف لائے۔ جب بیمار ہوئے تو فرمایا کہ مجھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں بشارت دی ہے کہ تو بڑی عمر کا ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپ بڑھاپے کی وجہ سے کوزہ پشت ہو گئے تھے۔ ۷۹۳ھ میں ۱۴۲ سال

کی عمر پاکر وصال فرمایا۔ سترہ برس کی عمر میں دمشق کی قضا آپ کے سپرد کی گئی جہاں آپ نے سلسلہ درس وتدریس بھی جاری رکھا (حدائق الحنفیہ از مولوی فقیر محمد جہلمی ثم لاہوری صفحہ ۳۰۱)۔

۷۔ "حصن حصین" حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعائیہ کلام کا مجموعہ ہے جس کو اس کے مؤلف حضرت محمد بن محمد بن محمد جزری شافعی دمشقیؒ نے ۲۲ ذی الحجہ بروز یک شنبہ ۷۹۱ھ میں اپنے مدرسہ واقع دمشق (موضع عقبۃ الکتان) میں مکمل کیا۔ جب یہ کتاب مکمل ہوئی تیمور لنگ کی وجہ سے دمشق فتنہ وفساد کا گھر بنا ہوا تھا۔ شہر کے گرد ونواح میں آگ لگی ہوئی تھی اور لوٹ مار جاری تھی۔ پانی تک بند کر دیا گیا تھا۔ ہر شخص اپنی جان ومال اور اہل وعیال کے بارے میں متفکر تھا۔ مؤلف کے ایک جانی دشمن نے جس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دفع کرنے والا نہ تھا اسی زمانہ میں ان کو طلب کیا۔ یہ چھپ کر بھاگ گئے اور اس مضبوط ومستحکم قلعہ سے اپنی حفاظت کی (یعنی وظیفہ کے طور پر اپنی کتاب "حصن حصین" پڑھنی شروع کی)۔ خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اس طرح کہ آپ کی بائیں جانب قلب مبارک کے قریب بیٹھا ہوں اور آپ فرمارہے ہیں تم کیا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ میرے اور تمام مسلمانوں کے واسطے دعا فرمائیں۔ میری درخواست پر آپ نے فوراً اپنے دست مبارک اٹھائے میں آپ کے مبارک ہاتھوں کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر آپ نے دعا فرمائی اور اپنے دست مبارک اپنے روئے مبارک پر پھیرے۔ جمعرات کو میں نے خواب دیکھا۔ اتوار کی رات کو دشمن خود بخود بھاگ گیا اور ان احادیث نبویہ کی برکت سے جو اس کتاب میں جمع کی گئی ہیں، اللہ تعالیٰ نے علامہ محمد ابن جزریؒ اور تمام مسلمانوں کی مصیبت دور فرمائی (حصن حصین مع ترجمہ و شرح از مولانا عبد العلیم ندوی صفحہ ۲۴۵ تا ۲۴۳ ۔ نور محمد اصح المطابع۔ کراچی)، شیخ شمس الدین محمد بن محمد جزری شافعیؒ نے ۸۳۳ھ میں وصال فرمایا۔

۷۱۔ مدینہ منورہ میں ایک مرتبہ سخت قحط پڑا تو حضرت خواجہ ہر دوسرا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے خواب میں فرمایا کہ حجرے کی چھت میں سوراخ کر دو پس آرام گاہ نبویؐ (علی صاحبہا الف الف صلوٰت والف الف سلام) کے محاذ میں ایک سوراخ اس طرح بنایا گیا کہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ رہے۔ ایسا کرتے ہی بارش خوب ہوئی۔ چارہ خوب اگا۔ یہاں تک کہ اونٹنیاں اتنی موٹی ہو گئیں کہ چربی سے بدن پھٹنے لگے اور اس سال کا نام ہی "الفتق" (سرسبزی والا سال) پڑ گیا۔ گنبد خضرا کے کلس کی جڑ میں غربی پہلو میں قبر شریف کے محاذ میں آج بھی جالی لگا ہوا سوراخ موجود ہے۔
(سفر حجاز از حاجی عبدالکریم ثمر صاحب۔ مکتبہ عرفان ساچھرہ۔ لاہور صفحہ ۸۷) (صحیح مسلم صفحہ ۵۵۹ از حضرت امام مسلم ابوالحسنؒ ترجمہ تدوین و ترتیب سید رئیس احمد جعفری ندوی۔ شرح علامہ نوویؒ۔ ناشران شیخ غلام علی اینڈ سنز۔ لاہور)۔

۷۲۔ "مناہج الحسنات" میں ابن فاکہانیؒ نے کتاب "فجر منیر" سے نقل کیا ہے کہ ایک بزرگ شیخ صالح موسیٰ ضریرؒ تھے۔ انہوں نے اپنا قصہ مجھ سے ذکر کیا کہ ایک جہاز جس میں میں موجود تھا ڈوبنے لگا اور تمام مسافر مضطرب ہو گئے کہ دفعتہً مجھ کو غنودگی سی آئی اور میں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے مجھ کو درود تنجینا تعلیم فرما کر ارشاد فرمایا کہ جہاز کے مسافروں سے کہو کہ ایک ہزار بار اس کو پڑھیں میں نے بیدار ہو کر سب کو اس درود شریف کے پڑھنے کا حکم دیا۔ ہنوز ۳۰۰ بار پڑھا تھا کہ ہوائے تند موافق ہو گئی اور جہاز ڈوبنے سے بچ گیا۔ درود تنجینا یہ ہے "اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد و علی آلہٖ و اصحابہ صلوٰۃ تنجینا بھا من جمیع الاحوال والافات و تقضی لنا بھا من جمیع الحاجات و تطھرنا بھا من جمیع السایات و ترفعنا بھا عندک اعلیٰ الدرجات و تبلغنا بھا اقصی الغایات من جمیع الخیرات فی الحیوٰۃ و بعد الممات۔ انک علی کل شیئ قدیر (الٰہی ہمارے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اور آپؐ کی اولاد و صحابہؓ پر ایسا درود نازل فرما کہ اس کے وسیلے سے ہمیں آفتوں اور

خونوں سے نجات دے اور اس کے سبب ہماری تمام حاجتیں پوری فرمادے اور اس کے طفیل ہمیں گناہوں سے پاک کردے اور اس کے باعث ہمارے درجات بلند کردے اور ہم کو زندگی کی حالت میں اور مرنے کے بعد تمام نیکیوں اور بھلائیوں کے انتہائی درجہ پر پہنچادے۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اس درود شریف کے پڑھنے سے تمام مقاصد دنیا و آخرت پورے ہوتے ہیں۔ برائے آفات کشتی و دریا بھی مجرب ہے۔ کسی مشکل کے آسان ہونے کے لئے اس کا پڑھنا کم از کم ۱۰۰۰ بار منقول ہے (محبوب القلوب صفحہ ۴۳۴) (روضۃ الاحباب) (مطالع المسرات) (تفسیر روح البیان) (جذب القلوب) (خیر المواتس حصہ دوم صفحہ ۱۷۰ تا ۱۷۹) (زاد السعید مصنفہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صفحہ ۹ تا ۱۰) حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خواب میں حکم دیا کہ اس درود کو تشدید جیم کے ساتھ یعنی تنجّینا پڑھا کرو۔ (صلوات ناصری از مولانا ناصر علی صاحب صفحہ ۷)

۷۳۔ سبط ابن جوزیؒ نے روایت کیا ہے کہ ایک بوڑھا آدمی جو حضرت امام حسینؓ کی شہادت میں شریک تھا دفعتاً نابینا ہوگیا۔ لوگوں نے سبب دریافت کیا تو اس نے کہا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ آستینیں چڑھائے ہوئے ہیں۔ ہاتھ میں تلوار ہے اور آپ کے سامنے چمڑے کا وہ فرش ہے جس پر کسی کو قتل کیا جاتا ہے اور اس پر قاتلانِ حضرت امام حسینؓ میں سے دس آدمیوں کی لاشیں ذبح کی ہوئی پڑی ہیں۔ اس کے بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھے ڈانٹا اور حضرت امام حسینؓ کے خون کی ایک سلائی میری آنکھوں پر پھیر دی۔ میں صبح اٹھا کو اندھا تھا (اسعاف) (الصواعق) (اسوۂ حسینی مرتبہ سابق مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ۔ کتب خانہ دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ بندر روڈ کراچی نمبر ۱ صفحہ ۹۹)

۷۴۔ ایک شخص نے حضرت خواجہ سرورِ دوسرا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور

ایک صحیح نشان کے ساتھ آپؐ نے اس کے ہاتھ حضرت امام شعرانیؒ کو سلام بھیجا۔اس شخص نے یہ بھی کہا کہ اس نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک مسئلہ دریافت کیا اور آپؐ نے اس کا جواب بھی مرحمت فرمایا تھا مگر اس کی سمجھ میں نہ آیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اچھا مصر جاؤ اور شعرانی سے دریافت کر لو وہ مفصل طور پر سمجھائے گا۔اس نے خواب دیکھتے ہی مصر کا قصد کیا۔مصر پہنچ کر امام شعرانیؒ کے پاس گیا اور کہا کہ مصر میں آپ کی ملاقات کے علاوہ مجھے کوئی کام نہ تھا۔حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی کی تعمیل میں آپ سے ملنا مقصود تھا (تنبیہ المغترین از علامہ عبد الوہاب شعرانیؒ کا اردو ترجمہ "احوال الصادقین" از مولانا حبیب اللہ کیرانوی صفحہ ۱۸۹ در مطبع جمال پرنٹنگ ورکس دہلی طبع کردہ شدہ ۱۳۵۵ھ)

۷۵۔ امام یافعیؒ اور ان کے مرید دمیری اور تاج الدین سبکیؒ نے طبقات کبریٰ میں لکھا ہے کہ شیخ ابوالحسن حرازہم جو عام لوگوں میں حرازم کے نام سے مشہور تھے۔امام غزالیؒ کے منکر تھے۔امام یافعیؒ فرماتے ہیں کہ ابن حرازہم کی نسل سے ایک شخص تھا۔اس نے مجھے مطلع کیا کہ میرے دادا سردار تھے اور "احیاء العلوم" از امام غزالیؒ کو خلاف سنت سمجھتے تھے۔انہوں نے علماء کے اتفاق پر احیاء العلوم کو جلا دیا۔یہ واقعہ جمعرات کو ہوا۔شب جمعہ انہوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کے ہمراہ خواب میں دیکھا۔حضرت امام غزالیؒ بھی موجود تھے۔دادا کو دیکھ کر حضرت امام غزالیؒ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، یہ شخص میرا دشمن ہے اور میری کتاب احیاء العلوم کو خلاف سنت سمجھتا ہے۔پھر ایک نسخہ احیاء العلوم کا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا اور کہا آپؐ اس کو ملاحظہ فرمائیں اور اگر وہی بات ہے جیسا یہ کہتا ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگوں اور توبہ کروں اور اگر وہ چیز ہے جو آپؐ کو پسند ہے اور جو مجھ کو آپؐ کی برکت سے حاصل ہوئی ہے تو میرے دشمن سے میرا حق لیجئے۔اس پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو شروع سے آخر تک دیکھا اور فرمایا

اچھی کتاب ہے اور آپ کے حکم سے میرے دادا کے کپڑے اتار کر پانچ کوڑے لگائے گئے۔ بعدہ حضرت صدیق اکبرؓ نے میرے دادا کی سفارش کی اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس نے آپ کی سُنت پر غور کر کے تعظیم کی وجہ سے ایسا کیا ہے۔ اس پر حضرت امام غزالیؒ نے بھی میرے دادا کا قصور معاف کر دیا۔ میرے دادا اس کے بعد ۲۵ دن سخت بیمار رہے اور جس دن میرے دادا کا انتقال ہوا اس دن بھی کوڑوں کے نشان میرے دادا کے جسم پر موجود تھے۔ پچیس دن بعد میرے دادا کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے اپنا دست مبارک ان کے جسم پر پھیرا اور توبہ کرائی۔ اللہ تعالیٰ نے میرے دادا کو اس کے بعد شفا عطا فرمادی۔ پھر میرے دادا نے احیاء العلوم کو سمجھ کر پڑھا اور قائل ہو گئے اور اس کو سونے کے پانی سے لکھوایا (الدر المنضود) (اردو ترجمہ) البحر المورود حصہ اول صفحہ ۲۴)

(انباء فی الاستوار ترجمہ مولوی حاجی محمد بدیع الزماں صفحہ ۸ تا ۱۹) حضرت مولانا شبلی نعمانیؒ نے اپنی کتاب "الغزالی" کے صفحہ ۷۰ پر ابوالحسن بن حرازہم کی بجائے اس خواب کو حضرت قطب شاذلیؒ سے منسوب کیا ہے جس سے ان کی مراد غالباً شیخ ابوالحسن شاذلیؒ ہے جو قطب وقت اور مشہور صوفی گزرے ہیں۔

۷۶۔ محمد بن نصر مروزیؒ، محمد بن جریرؒ اور محمد بن منذرؒ تینوں حدیث شریف لکھنے بیٹھے کھانے کو کچھ نہ تھا۔ قرعہ ڈالا کہ جس کے نام نکلے وہ سب کے لئے کھانے کا انتظام کرے۔ جن کے نام قرعہ نکلا انہوں نے نماز پڑھنی شروع کر دی اور دعا کی۔ نائب مصر سو رہا تھا کیونکہ قیلولہ کا وقت تھا اس نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ آپؐ نے فرمایا محدثین کے پاس کچھ کھانے کو نہیں ہے۔ وہ بیدار ہوا اور ان تینوں کا پتہ چلا کر ایک ہزار اشرفیاں خدمت میں پیش کیں۔ (بغیۃ ذوی الاحلام)

۷۷۔ حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ نے فرمایا کہ میں نے چند حدیثیں عالم واقع میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنی ہیں۔ تصحیحوں

ہے کہ مولانا شمس الدین مجاور مکہ معظمہ اپنے شیخ کے لئے غلہ خریدتے تھے اور فرماتے تھے کہ لوگ ان کو محتکر کہتے ہیں اور احتکار فقہا کے نزدیک ممنوع ہے۔ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم واقع میں دیکھا آپ نے فرمایا ایسا نہیں ہے جو مخلوق کہتی ہے۔ محتکر ملعون ہے اگر نقصان پہنچاوے جب کہ یہ اپنے پیر کی خدمت کے لئے غلہ جمع کرتا ہے۔ ہر مرد کے لئے وہی ہے جو اس نے نیت کی (حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت ؒ کے ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۷۰۔ یہ ملفوظات ۱۳۰۹ھ میں شائع ہوئے)۔ آپ کی ولادت شب جمعہ یکم شعبان ۷۰۷ھ میں ہوئی اور بروز چہار شنبہ یوم عیدالاضحیٰ ۷۸۵ھ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک اُچ (سابق ریاست بہاولپور پاکستان) میں ہے۔

۷۸۔ حضرت مولانا ظہیرالدین خلوتی ؒ ساتوں قرأت کے عالم تھے۔ قرأت قرآن میں لاثانی تھے۔ فرماتے تھے کہ جب میں نے پورا قرآن استاد کے سامنے پڑھا تو ایک رات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا ظہیرالدین قرآن مجید کو میرے روبرو پڑھو۔ پس شروع سے آخر تک میں نے آپ کو قرآن شریف سنایا جس کی آپ نے تعریف فرمائی۔ آپ کو شیخ سیف الدین خلوتی ؒ سے ارادت تھی۔ ۸۰۰ھ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک ہرات میں ہے (تواریخ الاولیا صفحہ ۴۴۰) (تحفۃ الابرار مؤلفہ نواب مرزا آفتاب بیگ عرف محمد نواب مرزا بیگ صفحہ ۶۰)۔

۷۹۔ خواجہ سید اشرف جہانگیر سمنانی ؒ مدینہ منورہ جب حاضر ہوتے تو سخت بیمار ہو گئے ہمراہی مایوس ہو گئے۔ ۲۰ روز تکلیف رہی۔ اکیسویں شب کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی بشارت سے سرفراز فرمایا اور آخر میں ارشاد فرمایا فرزند اشرف ابھی تمہاری عمر بہت باقی ہے غم نہ کرو۔ بہت سے مسلمان تمہارے وسیلے سے دروازۂ وصول تک پہنچیں گے اور بہت سے عوام تمہارے ذریعہ خواص کی منازل میں جگہ پائیں گے۔ "بشارت کے بعد صبح ہوتے ہی صحت کے آثار نمودار ہوتے اور چند

روز میں صحت کلی حاصل ہو گئی۔ ۱۲۰ برس کی عمر پائی جس میں سے آپ نے بیس سال احیائے موتیٰ کے لئے ایثار کر دیئے تھے (لطائف الاشرفی حصہ اول جس میں سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ کے سوانح، فضائل اور ملفوظات ہیں مؤلفہ حضرت نظام یمنی صفحہ ۸۰)
آپ کا مزار مبارک ایک گاؤں کچھوچھہ شریف (ضلع فیض آباد، یوپی۔ بھارت) میں ہے۔
ولادت ۶۸۸ھ اور وصال ۸۰۸ھ میں ہوا۔ سمنان عراق میں ایک جگہ کا نام ہے۔

۸۰۔ قصبہ جون پور (یوپی۔ بھارت) میں علماء و فضلاء حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ سے آکر ملے تو خلفائے راشدینؓ کی بابت گفتگو شروع ہوئی۔ آپ نے بھی ایک رسالہ پیش کیا جس میں حضرت علی مرتضیٰؓ کے متعلق مدحیہ الفاظ کچھ زیادہ تھے۔ لوگوں نے رفض کا احتمال کیا اور مفتی سزا تیار کرنے کا مشورہ دیا۔ اسی شب مولوی سفیر خانؒ کو جو ان کے سرگروہ اور سردار تھے خواب میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سید اشرف میرا جگر گوشہ ہے تم اس سے ہرگز بازی نہ لے جاسکو گے۔ اس کو رفض کی تہمت مت دو اور اس کی ایذا کے درپے نہ ہو کہ مجھ کو اور علی کو ایذا ہو گی۔ خیریت چاہتے ہو تو توبہ کرو۔ چنانچہ مولوی صاحب توبہ کر کے صبح حضرت اشرفؒ کی قدم بوسی کو حاضر ہوئے اور معذرت چاہنے لگے۔ پھر کہا کہ میں یہاں کے علماء کو سمجھاؤں گا لیکن حضرت اشرفؒ نے فرمایا ہم جواب دیں گے۔ جب بعد نماز جمعہ علماء جمع ہوتے اور آپ کی نسبت استفتاء نکالا تو مولوی صاحب نے تلوار نکال لی اور کہا کہ یہ سید ہیں اس لئے اگر انہوں نے چند کلمات حضرت علیؓ کی شان میں زیادہ لکھ دیئے تو جائے تعجب نہیں کیونکہ "جامع علوم" میں تحریر ہے کہ لوگ ابن الدنیا ہیں۔ اگر کوئی ان میں سے اپنے باپ کی زیادہ تعریف کرے تو ملامت نہ کرنی چاہیئے۔ حضرت اشرف جہانگیر سمنانیؒ نے مولوی سفیر خانؒ کو دعا دی جس کی برکت سے آپ کے چار بیٹے ہوئے جو نہایت عالم و کامل تھے۔ ایک روایت ہے کہ باقی علماء و فضلاء آپ کی بددعا کی نذر ہو گئے (مشتاد اولیاء صفحہ ۲۴۵) (تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے عرب و اسلام از مولوی سید شاہ محمد کبیر ابوالعلاء

داناپوری۔ مطبع نول کشور۔ لکھنؤ۔ صفحہ ۴۸۸ تا ۴۸۹)

۸۱۔ علی بن مجد الدین المعروف بہ مصنفک امام فخر الدین رازیؒ کی اولاد سے تھے۔ ۸۰۳ھ میں پیدا ہوئے۔ ۸۲۶ھ میں آپ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور آپ کے اشارے پر کتاب "آداب البحث" کی شرح لکھی اور ۸۵۰ھ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارے پر "مصابیح بغوی" کی شرح تحریر فرمائی (حدائق الحنفیہ صفحہ ۳۳۲)۔

۸۲۔ حضرت مولانا جلال الدین ابو یزید پورانیؒ کا بظاہر طریقت میں کوئی پیر نہ تھا۔ آپ اویسی تھے (حضرت خواجہ فرید الدین عطارؒ نے فرمایا کہ اولیاء اللہ کا ایک گروہ ہے جن کو مشائخ طریقت اور کبرائے حقیقت "اویسی" کہتے ہیں۔ ان کو ظاہر میں کسی پیر کی حاجت نہیں ہوتی کیونکہ خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی پرورش کرتے ہیں جیسے حضرت اویس قرنیؒ اور یہ نہایت عالی مقام ہے مگر یہ دولت ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتی۔ اللہ پاک جس کو چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے)۔ فرماتے ہیں کہ مجھے جب کوئی مشکل پیش آتی ہے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسل سے رفع ہو جاتی ہے۔ ایک مرتبہ آپ نے اپنے دوستوں سے شانہ (کنگھا) طلب فرمایا اور فرمایا کہ مجھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہدایت فرمائی ہے کہ اے ابو یزید (یہ آپ کی کنیت ہے) کبھی کبھی اپنے بالوں میں شانہ کر لیا کرو کہ یہ میری سنت ہے۔ وفات ۸۶۲ھ ۱۰ ذیقعد کو ہوئی (نفحات الانس صفحہ ۵۳۳) (تواریخ الاولیاء جلد سوم از امام الدین صفحہ ۴۸۵)۔

۸۳۔ شیخ محمد ابو المواہب شاذلیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے خواب میں آنا بند کر دیا۔ اس کے بعد میں نے دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرا کیا گناہ ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تو مجھے دیکھنے کا اہل نہیں ہے کیونکہ تو لوگوں کو ہمارے اسرار سے آگاہ کر دیتا ہے اور واقعہ یہ تھا کہ میں نے اپنے ایک بھائی سے

اپنا کچھ خواب بیان کیا تھا۔ پھر میں نے توبہ کی اور اس کے بعد آپ کو خواب میں دیکھا (نعمت عظمیٰ جلد سوم صفحہ ۳۰۰)۔

۸۴۔ شیخ محمد ابوالمواہب شاذلیؒ نے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے میرے منہ میں اپنا لعابِ دہن ڈال دیا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اس لعاب دہن کا کیا فائدہ؟ آپؐ نے جواب مرحمت فرمایا کہ اس کے بعد تو جس مریض کے منہ میں لعابِ دہن ڈالے گا وہ ضرور تندرست ہو جائے گا (نعمت عظمیٰ جلد سوم ترجمہ سید عبدالغنی وارثی صفحہ ۳۰۰)۔

۸۵۔ سیدی شیخ ابوالمواہب شاذلیؒ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ۸۲۵ھ میں جامعہ ازہر کی چھت پر دیکھا۔ آپؐ نے اپنا دست مبارک میرے قلب پر رکھا اور فرمایا" اے میرے بیٹے غیبت حرام ہے۔ کیا تو نے اللہ کا قول ولا یغتب بعضکم بعضا (نہ غیبت کریں بعض تمہارے بعض کی) نہیں سنا: میرے پاس اس وقت ایک جماعت بیٹھی تھی۔ اس نے بعض لوگوں کی غیبت کی تھی۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: اگر تم کو غیبت سے چارہ نہ ہو تو سورۂ اخلاص (قل ہو اللہ شریف) اور معوذتین (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) پڑھو اور ان کا ثواب اس شخص کی نذر کر دو جس کی غیبت ہوئی ہے کیونکہ غیبت و ثواب متوارث و متوافق ہو جائیگا انشاءاللہ تعالیٰ (نعمت عظمیٰ جلد سوم صفحہ ۲۹۲ تا ۲۹۳)۔

۸۶۔ شیخ محمد ابوالمواہب شاذلیؒ نے ابتدا میں فیض سید علی ابوالوفاء سے حاصل کیا تھا۔ جامعہ ازہر کے منارہ کے قریب ایک حجرے میں رہا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے جامعہ مسجد میں قصیدہ بردہ کی اس بیت پر میرے سامنے اعتراض کیا

فمبلغ العلم فیہ انہ بشر

وانہ خیر خلق اللہ کلھم

(سو علم کی رسائی تو اتنی ہے کہ وہ بشر ہیں اور بیشک وہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق

سے افضل ہیں)۔ اور مجھ سے کہا کہ اس کلام پر کوئی دلیل نہیں۔ میں نے جواب دیا کہ اجماع اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام ملائکہ و انبیاءؑ سے افضل ہیں۔ بحث بڑھ گئی مگر اس نے رجوع نہ کیا۔ اسی شب مجھ کو سائر ہفت آسمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی دیکھا کہ جامعہ ازہر کے منبر کے پاس آپ جلوہ افروز ہیں اور حضرات شیخین یعنی حضرت صدیق اکبرؓ و فاروق اعظمؓ ہمراہ ہیں۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ ہمارے حبیب کو مرحبا۔ بعدہٗ آپ نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا کہ جانتے ہو آج کیا واقعہ پیش آیا انہوں نے کہا نہیں یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ آپ نے فرمایا کہ فلاں فلاں مرد فی کا اعتقاد ہے کہ فرشتے مجھ سے افضل ہیں۔ اس پر سب نے بیک آواز کہا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) روئے زمین پر کوئی بھی آپ سے افضل نہیں۔ خدا تعالیٰ کے بعد آپ ہی کا درجہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر فلاں مرد فی کو کیا ہو گیا ہے جو زندہ نہیں رہے گا اور اگر زندہ رہا تو ذلت و گمنامی اور تنگ حالی میں رہے گا اور دنیا و آخرت میں ناکام رہے گا۔ اس کا اعتقاد یہ ہے کہ میرے افضل ہونے پر اجماع منعقد نہیں ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ دوست رکھتا ہے اس کو جو دوست رکھتا ہے مجھ کو کیونکہ جو ترجیح دیتا ہے قول اجماع کو اپنی رائے پر وہ اہل سنت والجماعت ہے اور یہی طریقہ نجات کا ہے لیکن جو بات اجماع سے ثابت نہیں اس میں قیاس کرنا اور عقل چلانا جائز ہے بشرطیکہ وہ قیاس کتاب و سنت کے خلاف نہ ہو (نعمت عظمیٰ حصہ سوم صفحہ ۲۹۷)، (تواریخ الاولیاء حصہ دوم صفحہ ۶۲۰)۔

۸۷۔ سیدی شیخ ابوالمواہب شاذلیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے آفتاب مہر نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو آپ نے اپنی نسبت فرمایا کہ میں مردہ نہیں ہوں میرا مرنا یہ ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ کا علم نہیں ہے اس سے تو میں پوشیدہ ہوں اور جس کو اللہ تعالیٰ کا علم ہے اس کو میں دیکھتا اور وہ مجھے دیکھتا ہے (طبقات الکبریٰ للشعرانی)

(نعمت عظمیٰ جلد سوم صفحہ ۳۰۳)۔

۸۸۔ سیدی شیخ ابوالمواہب شاذلیؒ نے محسن کُل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا تو اس حدیث کے معنی دریافت کیے " اللہ تعالیٰ کا ذکر یہاں تک کرو کہ لوگ کہیں کہ دیوانہ ہے۔" اور صحیح ابن حبان میں ہے " اللہ تعالیٰ کے ذکر کی یہاں تک کثرت کرو کہ لوگ کہیں دیوانہ ہے۔" آپؐ نے فرمایا کہ ابن حبان اپنی روایت میں سچا ہے اور پہلی روایت کا راوی بھی سچا ہے کیونکہ دونوں میرے ہی قول ہیں۔ ایک مرتبہ میں نے یہ کہا تھا اور ایک مرتبہ وہ (نعمت عظمیٰ جلد سوم صفحہ ۳۰۳)

۸۹۔ شیخ محمد ابوالمواہب شاذلیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ جو شخص لوگوں کے ایسے جلسوں میں بیٹھتا ہے جن میں غیبت ہوتی ہے اور ان سے اٹھ نہیں جاتا تو میں ایسے شخص سے ملا نہیں کرتا (نعمت عظمیٰ جلد سوم صفحہ ۳۰۰)۔

۹۰۔ سیدی شیخ محمد ابوالمواہب شاذلیؒ کثرت سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں نے آپؐ سے عرض کیا کہ لوگ مجھے جھٹلاتے ہیں کہ میرا آپؐ کو دیکھنا درست نہیں۔ اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی عزت وعظمت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو شخص اس پر ایمان نہیں رکھتا یا جس نے اس بارے میں تجھ کو جھٹلایا وہ نہ مرے گا مگر یہودی، نصرانی یا مجوسی ہو کر۔ یہ مضمون شیخ شاذلیؒ کے قلم کی لکھی ہوئی تحریر سے منقول ہے (نعمت عظمیٰ جلد سوم صفحہ ۲۹۲)

۹۱۔ حضرت شیخ احمد کھٹو گنج بخشؒ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوا۔ اس وقت ایک عورت جمیلہ وشکیلہ زر وجواہر سے آراستہ اور لباس فاخرہ سے پیراستہ حاضر ہوئی۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسکرا کر فرمایا کہ اے احمد اس عورت کو قبول کر۔ میں نے عرض کیا کہ میرے بابا کی اجازت نہیں۔ آپؐ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف اشارہ کر کے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ دیکھو

تمہارا بابا موجود ہے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت علیؓ کے قریب میرے مرشد بابا کھڑے ہیں اور حیرت سے دیکھ رہے ہیں پھر میری طرف دیکھ کر فرمایا کیا تو حضرت رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بات نہیں سنتا۔ سخت بے ادبی ہے۔ قبول کر۔ میں نے اسی وقت قبول کیا۔ مجھ کو اسی روز سے فتوحات ہونے لگیں اور امراء و سلاطین میرے در پر آنے لگے۔ واقعہ میں وہ عورت جمیلہ وحسینہ دنیا تھی۔ مجھ کو یہ مال و دولت جو کثرت سے حاصل ہو رہا ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عنایت و مرحمت ہے (تاریخ الاولیاء جلد دوم صفحہ ۴۸۰ تا ۴۸۱) (تذکرۃ اولیاء دکن جلد اول از مولوی ابوتراب محمد عبدالجبار خاں صوفی)

کھٹو ایک گاؤں ہے اجمیر شریف کے پاس۔ حضرت شیخ احمد کھٹو اجنان (بھارت) کے بڑے مشائخ سے ہیں اور سرکھیج میں دفن ہیں جو مضافات احمد آباد میں ہے۔ حضرت کے بزرگ دہلی کے رہنے والے تھے۔ ۷۳۷ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۴ شوال بروز پنج شنبہ ۸۴۹ھ بعمر ۱۱۲ برس وصال فرمایا۔

۹۲۔ حضرت شیخ احمد کھٹو حضرت سید احمد (الملقب بہ مخدوم جہاں شاہ قدس سرہٗ) کا بہت احترام کرتے تھے۔ کسی نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ سید احمدؒ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زانوئے مبارک پر سر رکھے سو رہے ہیں۔ آپ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا "یا شیخ احمد! میں بھی احمد ہوں اور میرا یہ فرزند بھی احمد ہے۔" اس روز سے میں ان کی بہت تعظیم کرتا ہوں۔ حضرت سید احمدؒ کا سن ولادت ۷۸۹ھ اور تاریخ وصال ۹ ذی الحجہ ۸۹۹ھ۔ ولادت "وارث امام"؛ عمر لفظ "علی" (۱۱۰ برس) اور وفات "وارث امام علی" سے نکلتی ہے (مشائخ سہروردیہ جلد سوم الموسوم بہ تذکرہ قطب الاقطاب شاہ رکن عالم سہروردی ملتانیؒ از مولانا نور احمد خاں فریدی۔ صفحہ ۶۱۵)۔

۹۳۔ حضرت امام سید ابو عبداللہ بن محمد بن سلیمان بن ابی بکر جزولی شریفؒ حسنی سادات متقدمین اور مشائخ روزگار سے تھے۔ آپ نے فیض باطنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم سے پایا۔ کتاب "دلائل الخیرات" لکھی اور عالم خواب میں قبولیت کتاب سے مشرف ہوئے اور کمال فنا فی الرسول میں شہرۂ روزگار ہوتے (ریاض الفقر معروف بہ "دفتر حقیقت" دوسرا گلزار صفحہ ۱۸۷ از حافظ امداد حسین میرٹھی)۔ آپ کا طریقہ شاذلیہ ہے۔ تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ تلاوت قرآن کے بعد باطن کی صفائی اور شیطان کے دفعیہ کے لئے درود شریف کا پڑھنا بہترین ہتھیار ہے جس کی فرضیت قرآن مجید سے ثابت ہے ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی ط یاایہا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ تمام علماء ومشائخ امت کا اجماع ہے کہ جو درود وصلوات اور مناجات وتحیات صاحب دلائل الخیرات نے اس کتاب میں جمع کئے ہیں وہ بحذف اسانید احادیث کا لب لباب ہیں۔ اسی وجہ سے تمام عالی مقام بزرگان دین اس کتاب کا ورد کرتے چلے آئے ہیں۔ حرمین شریفین اور تمام عالم اسلام میں مقبول خاص وعام ہے۔ ۸۵۲ھ میں یہ تالیف کی گئی۔ صاحب دلائل الخیرات کا وصال یکم ربیع الاول ۸۷۰ھ میں بمقام سوس (ملک بربر) نماز فجر کی پہلی رکعت کے دوسرے سجدے میں ہوا۔ ۷۷ برس بعد مراکش (افریقہ) کے قبرستان "ریاض الفردوس" میں منتقل کیا گیا تو نعش مبارک بالکل تروتازہ تھی۔ آپ کی تربت پر انوار عظیمہ کا اظہار ہوتا ہے اور ہر وقت زائرین کا تانتا بندھا رہتا ہے جو کثرت سے قرآن مجید اور دلائل الخیرات (معنی رہنما نیکیوں کے)، پڑھتے ہیں (انوار المحسنین صفحہ ۶۱)۔

۹۴۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ نے اپنی ایک مشہور نعت کہی اور پھر حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے تو ارادہ تھا کہ روضۂ اطہر (علی صاحبہا صلوٰۃً وسلاماً) کے پاس کھڑے ہو کر اس کو پڑھیں گے۔ حج کے بعد مدینہ منورہ کی حاضری کا ارادہ کیا تو امیر مکہ معظمہ نے خواب میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے خواب میں ان کو ہدایت کی کہ جامی کو مدینہ منورہ نہ آنے دیں۔ امیر مکہ معظمہ نے ممانعت کرا دی مگر حضرت جامیؒ پر جذب وشوق اس قدر غالب تھا کہ چھپ کر مدینہ طیبہ کی طرف چل دیئے۔ امیر مکہ مکرمہ نے دوبارہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔

آپ نے ارشاد فرمایا اس کو یہاں نہ آنے دو۔ امیر مکہ مکرمہ نے آدمی دوڑائے جو مولانا جامیؒ کو راستہ سے پکڑ لائے اور جیل خانہ میں ڈال دیا۔ امیر مکہ مکرمہ نے اس پر تیسری مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کوئی مجرم نہیں ہے بلکہ اس نے کچھ اشعار کہے ہیں جن کو میری قبر پر کھڑے ہو کر پڑھنے کا ارادہ کر رہا ہے اگر ایسا ہوا تو قبر سے مصافحہ کے لئے میرا ہاتھ نکلے گا جس سے فتنہ ہو گا۔ اس پر شیفتۂ رسول حضرت مولانا جامیؒ کو جیل خانہ سے نکالا گیا اور بے حد اعزاز و اکرام کیا گیا (فضائل درود شریف، صفحہ ۲۰۲) حضرت جامیؒ کی مشہور نعت یہ ہے:

زمہجوری برآمد جان عالم — ترحم یا نبی اللہ ترحم

نہ آخر رحمۃ اللعالمینی — زمحروماں چرا غافل نشینی

بحسن اہتمامت کار جامی — طفیل دیگراں یابد تمامی

یہ کل ۳۲ اشعار ہیں۔ یہ مشہور نعت "یوسف زلیخا" کے ابتدا میں تحریر کی گئی ہے۔ مثنوی میں حضرت جامیؒ کی "یوسف زلیخا" لاثانی ہے۔ ولیم جونس لکھتا ہے کہ میں نے یوسف زلیخا سے بہتر کوئی عاشقانہ مثنوی نہیں پڑھی۔ یہ مثنوی فارسی ادب کا ایک نہایت قیمتی ذخیرہ ہے۔

۹۵۔ علامہ حافظ عبدالرحمٰن جلال الدین سیوطیؒ نے تحریر فرمایا کہ میرے پاس ایک فریادی نے درخواست کی کہ میں سلطان قائتبائی کے پاس جا کر اس کی سفارش کروں۔ میں نے اس کو جواب دیا کہ میرے بھائی میں ۷۵ مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہو چکا ہوں۔ سوتے اور جاگتے میں آپؐ سے بعض احادیث کی صحت کے بارے میں دریافت کر چکا ہوں۔ مجھے یہ خدشہ ہے کہ اگر میں سفارشی بن کر آپ کے ساتھ سلطان کے پاس جاؤں تو پھر مجھے زیارت نصیب نہ ہو۔ میں اس شرف کو شرفِ سلطان پر ترجیح دیتا ہوں (فیض الباری شرح "بخاری" از بخاریٔ ہند حضرت علامہ محمد انور شاہ اندرابی کاشمیریؒ) (سعادت الدارین صفحہ ۴۳۷)

(خصائص الکبریٰ فی معجزات خیر الوریٰ از علامہ سیوطیؒ کا اردو ترجمہ جلد اوّل صفحہ ۸ "مدینہ پبلشنگ کمپنی - ایم اے جناح روڈ کراچی ۱۹۷۶ء) (تاریخ الخلفاء - از علامہ جلال الدین سیوطیؒ کا اردو ترجمہ از شمس بریلوی صفحہ ۱۲- مدینہ پبلشنگ کمپنی - کراچی)۔

امام جلال الدین سیوطیؒ سیوط میں یکم رجب ۸۴۹ھ مطابق ۱۴۴۵ء میں پیدا ہوئے اور ۹۱۱ھ مطابق ۱۵۰۵ء میں وصال فرمایا۔ "خاتم المحفاظ" بھی آپ کو کہا جاتا ہے۔ ۵۰۰ کے قریب آپ کی تصانیف ہیں۔ آپ کو ۳۵ مرتبہ یہ دولت عظمیٰ نصیب ہوئی کہ کھلی آنکھوں سے بیداری میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ سبب پوچھا تو فرمایا، درود شریف کی کثرت (ذکر اللہ اور درود و سلام کے فضائل و مسائل مرتبہ حضرت مولانا محمد شفیع صاحبؒ سابق مفتی اعظم پاکستان۔ مکتبہ دار العلوم کراچی نمبر ۱۴ صفحہ ۵۸ تا ۵۹)

۹۶۔ حضرت مخدوم قاری امیر نظام الدین المعروف بہ مخدوم شیخ بھیکہ شاہ بھکاری علوی قادری رزاقیؒ ۸۹۰ھ میں کاکوری (یوپی۔ بھارت) میں پیدا ہوئے۔ فرمایا کہ ایک روز لڑکپن میں میں نے کہا کہ مجھے ان لوگوں پر حیرت ہے جو حرمین شریفین جاتے اور واپس آجاتے ہیں۔ اگر مجھے یہ سعادت نصیب ہوئی تو میں مدۃ العمر واپس نہ آؤں گا۔ اس کا جواب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خواب میں یہ دیا کہ تم جو زیارت کعبہ شریف کر کے واپس جانا نہیں چاہتے تو ایسا نہ کرو۔ تم کو ہندوستان میں رہنا چاہیے تاکہ تم سے لوگوں کو فائدہ ہو اور تم جو عقد کرو گے اس سے اولاد صالح و باخدا پیدا ہوگی اور یہ فرما کر میرے سر پر ہاتھ رکھا جس سے میرا دماغ ایسا معطر ہوا کہ میں بے خود ہو گیا۔ پھر دست مبارک سے سر کو حرکت دے کر فرمایا کہ بے خود ہونا آسان ہے اور باخود و باخدا ہونا مشکل ہے۔ بندۂ ساقط الخدمت سے معبود کا کام ٹھیک نہیں ہوتا خدا کا شکر ادا کرو جس نے تم کو اس قدر قوی استعداد عطا فرمائی۔ سات کاملین سے تمہاری تکمیل ہوگی اور اسی وقت مرتبۂ احسان کی حقیقت تم پر مکشوف ہوگی۔ پھر دست مبارک سینے پر رکھ کر فرمایا اس کی تفصیل دوسرے وقت پر موقوف ہے۔ اس کے بعد

سینے پہ سے ہاتھ داہنی جانب اور پھر بائیں جانب پھیر کر کلمہ سابقہ مکرر فرمایا۔ اس کے بعد دست مبارک اٹھا کر یہ آیت پڑھی، سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون و سلام علی المرسلین والحمد للّٰہ رب العالمین جسے آپ نے یہ رویا۔ صالحہ اپنے استاد حضرت ملا ضیاء الدین محدث مدنیؒ سے بیان کیا جو بغرض سیاحت ہندوستان تشریف لاتے اور پھر یہیں کے ہو رہے اور حضرت مخدومؒ کو ایک درود شریف تعلیم فرمائی جس کی برکت سے زیارت اور بے شمار فوائد و فیوض حاصل ہوتے (تذکرہ مشاہیر کاکوری صفحہ ۱۵۴ تا ۱۵۲)

وصال ۱۸ ذیقعدہ ۹۸۱ھ میں ہوا۔ مزار مبارک کاکوری کے محلہ جھنجری میں ہے۔

۹۷۔ حضرت مخدوم شیخ سعد الدین فریدآبادیؒ کو جب معلوم ہوا کہ شرح کافیہ پر صدر الصدور دہلی نے رد لکھا ہے تو مخدوم شاہ صفیؒ سے فرمایا کہ تم جاکر اس سے بحث کرو۔ انہوں نے کہا کہ وہ عالم متبحر ہے میں اس کے ساتھ کہاں مباحثہ کر سکتا ہوں۔ آپ نے جواب دیا کہ صرف نحو اور معانی میں سیبویہ اور اخفش اور عبد القاہر جرجانی اور علامہ زمخشری تیرے ساتھ کرتا ہوں اور تفسیر و حدیث و فقہ و اصول میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اور محمد اسماعیل بخاریؒ اور امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ تیرے ہمراہ ہیں اور علوم عقلیہ میں ارسطو اور افلاطون مدد دیں گے۔ ہر علم میں روح امام اس فن کی امداد کرنے والی ہوگی۔ وہ آپ کا یہ کلام سن کر فریدآباد (نزد دہلی) سے دہلی روانہ ہو گئے اور صدر الصدور سے ملاقات کی۔ وہ آپ کا بزرگ نام سن کر پاؤں پر گر پڑا اور معافی تقصیرات کی چاہی اور کہا کہ گذشتہ شب مجھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے سعد کو آزردہ خاطر نہ کر۔ اس نے تیری چیر پھاڑ کے لئے ایک شیر بھیجا ہے جس کے ساتھ ہر فن کے علماء ہیں اور وہ اس شکل و شمائل کے ساتھ عنقریب پہنچنے والا ہے۔ اگر خیریت اپنی مطلوب ہے تو اس سے توبہ کر۔ میں فوراً خواب سے بیدار ہوا اور ان اوراق کو ضائع کر دیا۔ میرا قصور معاف کریں اور حضرت مخدوم سے بھی معاف کرائیں (اردو ترجمہ فوائد سعدیہ)

حضرت مخدومؒ مادر زاد ولی تھے۔ آپ حضرت شاہ مینا چشتی لکھنویؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔

۸۹۸ھ میں اپنے مرشد کے ۴۴ سال بعد وصال فرمایا۔ مرقد مبارک خیر آباد (یو۔ پی بھارت) میں ہے۔

۹۸۔ حضرت مولانا شمس الدین محمد رومیؒ حضرت مولانا جامیؒ کی اولاد میں تھے۔ آپ کا بیان ہے کہ میری آرزو تھی کہ مجھے خواب میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہو۔ میری والدہ نے ایک دعا شب جمعہ کو چند بار بالالتزام پڑھنے کو بتائی میں نے یہ بھی سنا تھا کہ جو شخص شب جمعہ کو تین ہزار مرتبہ درود شریف پڑھے گا۔ اس کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہو گی۔ غرض یہ دونوں عمل کر کے میں سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ میں گھر سے باہر ہوں اور والدہ میرے انتظار میں ہیں اور فرماتی ہیں کہ میں تمہاری منتظر ہوں۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں رونق افروز ہیں۔ آؤ تمہیں بھی آپ کی خدمت میں لے چلوں۔ والدہ میرا ہاتھ پکڑ کر آپ کی خدمت میں لے گئیں۔ میں نے دیکھا کہ آپ جلوہ افروز ہیں اور آپ کے گرد ایک اچھا خاصہ مجمع ہے۔ آپ کچھ تحریر کرا رہے ہیں اور لوگ یہ تحریریں اطراف عالم میں بھیج رہے ہیں اور مولانا اشرف الدین عثمان زیارت گاہیؒ جن کا شمار علمائے ربانی میں ہوتا ہے لکھ رہے ہیں۔ میری والدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وہ لڑکا جس کی آپ نے بشارت دی تھی کہ وہ عمر دراز، دولت مند اور بزرگ صفات ہو گا یہی ہے۔ آپ نے میری جانب ایک نظر ڈالی اور تبسم فرما کر ارشاد فرمایا کہ یہ وہی لڑکا ہے۔ آپ شعبان المعظم ۸۲۰ھ میں پیدا ہوئے۔ وفات بروز شنبہ ۱۷ رمضان المبارک ۹۰۴ھ میں ہوئی (سفینۃ الاولیاء از دارا شکوہ صفحہ ۲۲۵)۔ آپ نے فرمایا کہ میرا ایک ہی بھائی تھا جو میری ولادت سے پہلے ہی فوت ہو گیا تھا۔ میرے والدین نہایت غمگین رہنے لگے تھے۔ ایک رات میری والدہ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے میری والدہ سے فرمایا کہ رنجیدہ نہ ہو اللہ تعالیٰ تجھے ایسا فرزند عطا کرے گا جو عمر دراز، دولتمند اور بزرگ صفت ہو گا۔ اسکے بعد میں پیدا ہوا (تاریخ الاولیاء حصہ دوم صفحہ ۲۹۵) (آپ

نے خود بارہا حضرت محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ کی روح پر فتوح سے فیض حاصل کیا۔

۹۹۔ احمد بن محمد صوفیؒ فرماتے ہیں کہ میں تین مہینہ تک جنگلوں میں پھرتا رہا یہاں تک کہ میرے جسم کی کھال گل گئی۔ بعدہٗ میں مدینہ شریف آیا اور سلام عرض کیا اور روضۂ اقدس کے پاس سو گیا۔ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا "احمد تو آگیا۔ دیکھ تیرا کیا حال ہے۔" میں نے عرض کیا، میں بھوکا ہوں، آپ کا مہمان ہوں۔ آپ نے فرمایا "ہاتھ کھول" جب میں نے ہاتھ کھولا تو آپؐ نے اس میں چند درم رکھ دیئے۔ جب میں بیدار ہوا تو وہ درم میرے ہاتھ میں موجود تھے۔ بازار گیا اور کھانا خرید کر کھایا اور واپس بستی چلا گیا (محبوب القلوب۔ صفحہ ۲۵۳) اکثر حکایات جو کھانے پینے سے متعلق ہیں یا تو آپؐ بہ نفسِ نفیس اسکے متکفل ہوتے ہیں یا اہل بیت میں سے کسی کو حکم فرماتے ہیں۔ بیگانے کو کبھی نہیں فرماتے (وفاء الوفا)۔

۱۰۰۔ محمود شاہ بیگڑہ گجراتی ۱۴۵۵ء مطابق ۸۶۱ھ میں گجرات کے تخت پر متمکن ہوا۔ اب ہندوستان کی تاریخ میں پہلی بار ایک نئی قوم کا نام نظر آتا ہے جو "فرنگی" کے لقب سے یاد کی جاتی ہے۔ پرتگال والوں نے ہندوستان کا بحری راستہ دریافت کر لیا اور ۹۰۳ھ میں ساحل گجرات پر قدم جمانے کی کوشش کی۔ قسطنطنیہ کی اسلامی حکومت اس وقت معراجِ کمال پر تھی اور اس کی بحری قوت سے یورپ کا دل دہلتا تھا۔ فرنگیوں نے ہندوستان میں بسنے کا ارادہ کیا تو سلطان روم نے اپنے ایک سردار امیر حسین کو جنگی جہازوں کا ایک بیڑا دے کر بحرِ احمر سے ہندوستان کی طرف روانہ کیا تاکہ پرتگالیوں کے قدم اس ملک میں نہ جمنے پائیں۔ پرتگالی مورخ لکھتے ہیں کہ عرب میں جہاز بنانے کا سامان نہ تھا لہٰذا ترکوں نے یورپ سے لکڑی بھیجی جو اونٹوں پر لاد کر سویز کے ہولناک ریگستان کو عبور کر کے قاہرہ پہنچی اور وہاں اس مصالحہ سے بارہ جنگی جہاز تیار کئے گئے جن کو لے کر امیر حسین پندرہ سو سپاہیوں کے ساتھ گجرات کے ساحل پر پہنچا۔ محمود شاہ بیگڑہ نے اس بیڑے کا

خیر مقدم کیا اور اپنے جنگی جہازوں پر امیر حسین کے ساتھ مل گیا۔ "چول" بندرگاہ کے پاس اتحادی بیڑہ کا پرتگالیوں سے مقابلہ ہوا۔ فرنگیوں کا نشان بردار جہاز جس کی لاگت کا تخمینہ اس زمانہ میں ایک کروڑ روپیہ کیا جاتا تھا غرق ہوا اور اس جہاز کا کوئی ملاح بھی زندہ نہ بچا۔ پرتگال کا قدیم مورخ (فیریاسوزا جلد ا حصہ ۲ باب ۲) اس بحری جنگ میں اپنا نقصان تسلیم کرتا ہے لیکن کہتا ہے کہ اس کی قوم نے دو ترکی جہاز پکڑ لئے۔ مسلم مورخ دعویدار ہیں کہ چار سو ترک شہید ہوئے جب کہ تین ہزار پرتگالی کام آئے لیکن پرتگالی کہتے ہیں کہ ہمارے ۱۸ آدمی مارے گئے جب کہ مسلمانوں کے ۶۰۰۔ بہرحال فرنگیوں کا بیڑہ فرار ہو گیا اور اس بحری کامیابی نے بادشاہ گجرات محمود شاہ بیگڑہ کی شہرت و نیک نامی میں بہت اضافہ کیا۔ یہ بحری لڑائی ہندوستان کی تاریخ میں یاد رکھنے کے قابل ہے مگر افسوس ہم اسے بھلا چکے ہیں (شاہان مالوہ مولفہ امیر احمد علوی بی اے۔ انوار المطابع لکھنؤ صفحہ ۴۰ تا ۱۵۲)

اس وقت ہندوستان کے ہم عصر سلاطین میں کوئی سلطان محمود شاہ بیگڑہ کی ٹکر کا نہ تھا۔ اس کی بحری قوت لاجواب تھی۔ بری فوج کار آموزدہ اور جرار تھی اور اس کا اقبال ہر مہم میں اس کے ساتھ تھا۔ ۸۷۲ھ میں محمود شاہ بیگڑہ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو نفیس غذائیں کھلائی ہیں۔ اس خواب کی تعبیر دانشوروں نے یہ دی کہ بادشاہ کو غیر معمولی فتوحات حاصل ہوں گی۔ یہ تعبیر بالکل درست نکلی اور محمود شاہ بیگڑہ کی قوت بازو سے وہ سخت مہمات انجام کو پہنچیں جو کہ مسلمان بادشاہوں سے اب تک سر نہ ہوتی تھیں۔ گرنال اور جاپانیر کی فتح نے اس کو "بیگڑہ" کا خطاب دلایا یعنی دو پہاڑی قلعوں کو فتح کرنے والا (شاہان مالوہ صفحہ ۱۰۶)۔ دریائے چنبل اور دریائے نربدا کے درمیان کا تمام حصہ مالوہ کہلاتا ہے۔ تاریخ عالم اسلام حصہ پنجم از محمد صادق حسین صدیقی سردھنوی: جہانگیر بک ڈپو نولکھا بازار لاہور کے صفحہ ۵۲۴ پر تحریر ہے کہ ۸۷۲ھ میں سلطان محمود بیگڑہ نے خواب میں حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے بہ نظر شفقت انہیں دو طبق عطا کئے۔ چند روز بعد

بیگڑہ

اس کی یہ تعبیر ظاہر ہوئی کہ سلطان نے دو عظیم الشان قلعے فتح کیے۔ ایک گرنال اور دوسرا جاپانیر۔ ان دونوں قلعوں کو فتح کرنے میں مسلسل طور پر کئی مسلمان سلطنتیں ناکام ہو چکی تھیں۔ ان دونوں مقامات کے ہندو حکمراں بہت ظالم تھے۔ مسلمانوں کو مجبور کرتے تھے کہ ڈاڑھیاں منڈائیں۔ گاؤ کشی سے توبہ کریں اور مسجدوں میں شولنگ نصب کرکے اس کی پوجا کریں۔ یہ دونوں قلعے نہایت دشوار گزار پہاڑی علاقوں میں واقع تھے۔ گرنال کا راجہ رائے مندلک بعد کو مسلمان ہوگیا تھا۔ اس خوشی میں سلطان نے گرنال کے نواح میں ایک شہر کی بنیاد ڈالی اور مصطفےٰ آباد نام رکھا۔ جاپانیر ۲۰ ذلیقعد ۸۸۹ھ میں فتح ہوا اور راجپوتوں کو سخت شکست ہوئی۔ قلعہ کے نیچے سلطان نے ایک شہر آباد کیا اور نام محمد آباد رکھا۔ ۶۱ برس کی عمر میں ۵۵ سال ایک ماہ اور دو دن حکومت کرکے سلطان نے ۲ رمضان المبارک ۹۱۷ھ مطابق ۱۵۱۱ء کو دوشنبہ کے روز عصر کے وقت وفات پائی۔ سلطان مجمع اوصاف تھا۔ کون سی خوبی تھی جو اس میں نہ تھی۔ انڈین ہسٹاریکل ریکارڈ کمیشن کے تیئسویں اجلاس (۱۹۴۶ء) میں ڈاکٹر اشتیاق حسین صاحب قریشی ایم اے پی ایچ ڈی (سابق وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی) نے ایک دستاویز کا ذکر کیا ہے جس سے سلطان محمود بیگڑہ کی فتوحات کا پتہ چلتا ہے۔ شاہان گجرات میں یہ سب سے با اقتدار سلطان گزرا ہے۔ اس زمانہ میں یہ علاقہ علم و فضل میں آگرہ اور دہلی سے بڑھا ہوا تھا۔ اورنگ زیب عالمگیر "گجرات" (بھارت) کو "زینت ہندوستان" کہا کرتا تھا اور یہاں کی مصنوعات پوری دنیا میں مشہور تھیں۔

۱۰۱۔ شیخ فضل اللہ المعروف بہ جلال خاں اپنے خالو مولانا سماء الدین سہروردیؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ جلالی تخلص کرتے تھے۔ مرشد کے ارشاد پر جمالی کر دیا۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی "خزانہ عامرہ" میں لکھتے ہیں کہ شیخ جمالی باکمال اور زبان خوش مقال تھے۔ مثنوی، قصیدہ، غزل ہر قسم کے شعر کہتے تھے۔ شعر فی البدیہہ اور بہت کہتے تھے۔ آپ کی قوم کنبوہ تھی۔ بابر، ہمایوں اور کئی دوسرے بادشاہوں کے قصیدے لکھے۔ دہلی میں

جس مکان میں رہتے تھے اسی میں قبر ہے۔ مدفن درگاہ مولانا جمالی کے نام سے حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ کے قریب ہے۔ وفات ۱۰ ذلیقعدہ ۹۴۲ھ میں ہوئی۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں آپ نے ایک نعت لکھی ہے جس میں یہ شعر ہے ؎

موسیٰؑ ز ہوش رفت بیک پرتوی صفات
تو عین ذات می نگری در تبسمی

جس روز یہ نعت لکھی اسی شب خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: "اے جمالی یہ بیت تیرے قصیدے کی میں پسند کرتا ہوں۔" حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اخبار الاخیار (اردو ترجمہ صفحہ ۵۲۴ - شعاع ادب - لاہور) میں لکھا ہے کہ بعض صلحائے کرام کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بیت کے مقبول ہونے کی بشارت ہوئی ہے اور آپؐ نے بشاشت سے فرمایا ہذا المدحی (یہ میری سچی تعریف ہے)۔ شاہان روزگار نے جائزہ سخن میں شاعروں کو چاندی سونے میں تولا۔ ان کے منہ موتیوں سے بھر دیئے مگر حق تو یہ ہے کہ ان کی یہ داد و دہش اس دولتِ عظمیٰ و نعمت کبریٰ کے پاسنگ بھی نہیں۔ علامہ اقبالؒ نے فارسی میں اس شعر کو نعت کا بہترین شعر قرار دیا ہے۔ (تاریخ الاولیاء حصہ دوم صفحہ ۲۵۹)۔

۱۰۲ - علامہ شیخ محمد بن طاہر محدث پٹنیؒ کو ۶ شوال ۹۸۶ھ کو شہید کیا گیا شیخ یحییٰ مجذوب مکیؒ نے اس جگر خراش واقعہ کے دن مکہ معظمہ کے بازار میں پٹن کے برہان خاں دہرہ کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا کہ تم مولانا طاہر ہندیؒ کو جانتے ہو؟ جواب دیا ہاں۔ مجذوب نے ان کا ہاتھ چھوڑ کر چلنا شروع کر دیا۔ خان نے اس سے سوال کرنے کی وجہ دریافت کی۔ مجذوب نے کہا کہ اس گھڑی میں نے دیکھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضرت سیدنا صدیقِ اکبرؓ کے درمیان ایک شخص بیٹھا ہے۔ میں نے عرض کیا اے گنہگاروں کی جائے پناہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ کون شخص ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: "مولانا طاہر

پٹنی جنہوں نے ہماری محبت میں جان دی۔ خان لوہرہ نے یہ خبر سن کر لوگوں میں مشہور کردی۔ بعض لوگوں نے تاریخ لکھ لی۔ بعدہٗ مجذوب کی بات کی تصدیق ہوگئی جو بالکل درست نکلی (تذکرہ علامہ شیخ محمد بن طاہر محدث پٹنیؒ ترجمہ رسالہ مناقب مولّفہ شیخ عبدالوہاب اقضی القضات متوفی ۱۰۸۶ھ اردو ترجمہ از پروفیسر مولانا سید ابوظفر ندوی احمد آبادی صفحہ ۱۰۷)۔

۱۰۳۔ جناب سید میرک اندرابیؒ کے بابرکت زمانہ میں کثرت سے مشائخ سادات علماء اور محترم بزرگان دین سرزمین کشمیر میں موجود تھے۔ آپ کشمیر میں عظیم بزرگ گزرے ہیں۔ ۵ صفر ۹۹۰ھ میں آپ کا وصال ہوا بعمر ۱۰۰ سال محلہ ملارٹہ (سرینگر۔ کشمیر) میں جس کو اندرابی سادات کے کثیر تعداد افراد کی سکونت کی وجہ سے میرہ محلہ کہتے ہیں۔ اندرابی خانقاہ کے پاس دفن کئے گئے۔ چالیس سال بلا نکاح رہے۔ ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار پاک سے مشرف ہوئے۔ آپ نے ان کو نکاح کرنے کا حکم فرمایا۔ پس آپ نے نکاح کیا۔ ان دنوں رضوی خاندان کے ایک بزرگ سید عبداللہ قمی خاندانی شرافت کے لحاظ سے نہایت مشہور تھے پس آپ نے ان کی صاحبزادی سے شادی کی (مناقب السادات حصہ اوّل مصنفہ مولوی محمد شاہ سعادت مفتی سری نگر۔ مورخ کشمیر۔ صفحہ ۲۱ تا ۲۲)۔

۱۰۴۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے ۵۰۰ خلفاء میں سے ایک کا نام شیخ عبدالغفور اعظم پوریؒ تھا۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے فرمایا کہ یہ شیخ ہمارے قبیلے سے تھے۔ آپ کو جن اٹھا کر لے گئے تھے۔ ایک عرصہ تک ان کے ملک میں رہے۔ ان کی زبان کے ماہر ہو گئے تھے۔ عالم اور کامل سیاح تھے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو بحالت خواب یہ درود شریف تعلیم فرمائی تھی:

اللھم صل علیٰ محمد و آلہ بعدد اسمائک الحسنیٰ۔ آپ کی وفات ۹۹۸ھ میں ہوئی (انوار اصفیاء" مرتبہ ادارہ تصنیف و تالیف شیخ غلام علی اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور صفحہ ۲۴۴)

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ صابری بزرگ تھے۔ گنگوہ (یو۔پی۔ بھارت) میں بروز سہ شنبہ بوقت چاشت ۲۲ جمادی الآخر ۹۴۵ھ م ۱۵۳۷ء کو وصال فرمایا۔

۱۰۵۔ سید الکبیر شریف شیخ العیدروس قدس سرہ کی ولادت ۹۱۹ھ میں بلدہ تریم ضلع حضرموت میں ہوئی۔ بعدہٗ ۹۵۸ھ میں بلاد گجرات (بھارت) میں تشریف لے آئے۔ چار فرزند ہوئے اور چاروں ولی کامل اور ہر ایک کو لقب خاص عنایت ہوا۔ آپ کے دوسرے صاحبزادے سید احمد مجلی کلی پوس ۹۶۸ھ میں بلدہ تریم سے آتے اور ۹۷۲ھ میں مسجد کی بنیاد بندر سورت میں ڈالی جو آج بھی درگاہ عیدروس میں موجود ہے۔ اس زمانہ میں آپ نے خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اپنے دست مبارک سے چار پتھر چاروں کونوں پر رکھے اور فرمایا کہ ان کے درمیان مسجد بناؤ۔ آپ کی وفات ۲۵ رمضان المبارک ۹۹۹ھ میں ہوئی۔ تربت مبارک احمد آباد میں ہے (تاریخ الاولیاء حصہ دوم صفحہ ۵۴۷ تا ۵۴۸)۔

۱۰۶۔ ابو علی حسن بن علی عطارؒ فرماتے ہیں کہ مجھے ابو طاہرؒ نے حدیث پاک کے چند اجزاء لکھ کر دیئے۔ میں نے ان میں دیکھا کہ جہاں کہیں بھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام پاک آیا انہوں نے ہر بار آپ کے اسم گرامی کے بعد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً کثیراً لکھا۔ میں نے دریافت کیا کہ اس طرح کیوں لکھتے ہو۔ فرمایا میں اپنی نوعمری میں حدیث پاک لکھا کرتا تھا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم پاک پر درود نہیں لکھتا تھا۔ ایک مرتبہ میں نے آپ کو خواب میں دیکھا۔ میں نے سلام عرض کیا مگر آپ نے منہ پھیر لیا میں نے دوسری جانب ہو کر سلام عرض کیا۔ آپ نے ادھر سے بھی منہ پھیر لیا۔ میں تیسری مرتبہ رخ انور کی طرف حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ مجھ سے کیوں روگردانی فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس لئے کہ جب تو اپنی کتاب میں میرا نام لکھتا ہے تو مجھ پر درود نہیں بھیجتا۔ اس وقت سے میرا یہ دستور ہو گیا ہے کہ جب بھی میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی

لکھتا ہوں تو صلی اللہ علیہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً کثیراً اس کے ہمراہ ضرور لکھتا ہوں (قول بدیع از علامہ سخاویؒ) (فضائل درود شریف صفحہ ۱۷۱ تا ۱۷۲)۔ " احیاء العلوم" میں حضرت امام غزالیؒ نے تحریر فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی درود شریف کسی کتاب میں میرے واسطے لکھے تو جب تک میرا نام اس کتاب میں ہے۔ فرشتے اس وقت تک اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جو شخص میرے نام کے ساتھ کتاب میں صلی اللہ علیہ وسلم لکھتا ہے جب تک میرا نام کتاب میں ہے فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔

۱۰۷۔ محمد صدر الدین البکریؒ جب حج بیت اللہ و زیارت مدینہ طیبہ سے مشرف ہوئے تو لوگوں نے سُنا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے سلام کا جواب ارشاد فرمایا۔ علامہ شعرانیؒ نے بھی اس کرامت کا ذکر کیا ہے۔ ۹۱۸ھ میں مدینہ منورہ میں آپ کا وصال ہوا (انوار المحسنین حصہ اول صفحہ ۶۳)

۱۰۸۔ اشرف صبوحی صاحب (حاجی محمد ولی اشرف صبوحی) کے والد بزرگوار حاجی سید علی اشرف صبوحیؒ نہایت متقی، پرہیزگار اور عابد و زاہد بزرگ تھے۔ دہلی کے پرانے باشی تھے اور حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی کے مرید و خلیفہ تھے ۱۹۳۵ء میں حاجی سید علی اشرف صبوحیؒ بیٹے کو ہمراہ لے کر دہلی سے عازم حج ہوئے۔ حج سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ پہنچے۔ اس زمانہ میں مسجد نبوی (علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ والف الف سلاماً) میں مولانا عبد الباقی فرنگی محلی لکھنویؒ درس حدیث دیتے تھے۔ ضعیف اور حد درجہ کمزور ہو جانے کی وجہ سے کچھ عرصہ سے درس کی پابندی میں فرق آگیا تھا۔ مولانا صاحبؒ نے حاجی صاحبؒ سے فرمایا کہ جو عمر بھی باقی ہے جی چاہتا ہے اس میں مسجد نبوی کے اندر درس حدیث کا سلسلہ جاری رکھتا مگر کمزوری کی وجہ سے اب تو گھر سے باہر بھی مشکل سے جایا جاتا ہے۔ آپ حکیم نابینا صاحب سے میرے لئے کوئی مقوی دوا منگوادیں تاکہ آخر وقت تک درس حدیث

جاری رکھ سکوں۔ حاجی صاحبؒ تو مدینہ طیبہ ہی میں رک گئے البتہ اشرف صبوحی صاحب کو ہدایت کے ساتھ دہلی روانہ کر دیا۔ دہلی میں اشرف صبوحی صاحب حکیم نابینا دنباضِ اعظم مولانا حافظ حکیم عبدالوہاب انصاریؒ برادر بزرگ ڈاکٹر انصاریؒ) سے ملے اور واقعہ بیان کیا۔ حکیم صاحب اشرف صبوحی صاحب سے ناواقف تھے۔ حالات سن کر مولانا عبدالباقیؒ کے لئے حکیم صاحب نے "روح الذہب" کی ایک شیشی عنایت فرمادی جو اشرف صبوحی صاحب نے ان کو مدینہ منورہ بھجوا دی۔ بات آئی گئی ہوئی۔ بیس پچیس دن بعد ایک رات حکیم نابیناؒ سوئے ہوئے تھے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت مبارک سے مشرف ہوئے۔ دیکھا کہ آپؐ حکیم نابیناؒ کی دواؤں کا صندوقچہ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ حکیم صاحب نے عرض کیا "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپؐ کیا ملاحظہ فرما رہے ہیں"۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا "روح الذہب کی تلاش ہے"۔ عرض کیا "وہ تو ختم ہو گئی ہے"۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ "نئی تیار کر کے عبدالباقی کو بھیج دو"۔ آنکھ کھلی تو حکیم صاحب کو فکر تھی کہ "روح الذہب" کس کے ذریعہ مولانا عبدالباقیؒ کو بھیجی جائے کہ دہلی کے مشہور و معروف رئیس اور سوداگر حاجی علی جان تشریف لے آئے۔ حکیم صاحب نے ان سے کسی ایسے شخص کا پتہ دریافت کیا جس کے ذریعے کوئی دوا مدینہ منورہ بھیجی جا سکے۔ حاجی علی جان نے فرمایا کہ آپ کے شہر میں اشرف صبوحی موجود ہیں ان کے والد مدینہ منورہ میں ہیں۔ ان کے ذریعہ بہ آسانی دوا بھیجی جا سکتی ہے۔ اشرف صبوحی کے مکان کا پتہ چلا تو حکیم صاحب نے بلا بھیجا۔ پیغام پاتے ہی اشرف صبوحی صاحب حاضر خدمت ہوئے۔ حکیم صاحب نے خلوت میں ان کو اپنا خواب سنایا اور ان کے ذریعے مولانا عبدالباقیؒ کو چند شیشیاں "روح الذہب" کی بھجوائیں۔ حکیم صاحب کو بے حد اطمینان ہوا اور خوشی حاصل ہوئی جب انہیں معلوم ہوا کہ پہلے بھی اشرف صبوحی صاحب ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے جب انہوں نے مولانا عبدالباقیؒ کے لئے روح الذہب تجویز فرمائی تھی۔ گویا حکیم صاحب کی تجویز کی تصدیق حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرما دی۔

اور روح الذہب ایک نہایت مجرب دوا قرار پائی ۔ یہ غیر مطبوعہ واقعہ اور خواب سو فیصدی درست ہے جس کو بشکریہ اشرف صبوحی صاحب حال رابطہ افسر "ہمدرد نیشنل فاؤنڈیشن" لاہور شامل کر رہا ہوں ۔ ۱۹۲۸ء میں علامہ اقبالؒ کو جب درد گردہ کی شکایت ہوئی تو حکیم نابینا کی توجہ اور علاج سے شفایاب ہوئے تھے اور روح الذہب کو استعمال کرنے کے بعد علامہ اقبالؒ نے حکیم نابینا کو حسب ذیل قطعہ لکھ کر دہلی روانہ فرمایا تھا ؎

ہے دو روحوں کا نشیمن پیکر خاکی مرا
رکھتا ہے بیتاب دونوں کو مرا ذوق طلب
ایک جو اللہ نے بخشی ہے مجھے صبح ازل
دوسری ہے آپ کی بخشی ہوئی روح الذہب

مولانا حکیم حافظ عبد الوہاب یوسف پوری (ضلع غازی پور۔ یو۔پی۔ بھارت) المعروف بہ حکیم نابیناؒ دہلی کے مستند طبیب اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے عاشق، مرید اور شاگرد تھے ۔ نابینائی کی حالت میں دار العلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کی حضرت گنگوہیؒ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو نباضی میں وہ ملکہ عطا فرمایا کہ محض نبض پر ہاتھ رکھ کر وہ تمام باتیں بتا دیتے تھے جو دوسرے اطباء مشاہدات و تجربات سے معلوم کرتے ہیں ۔ نبض کیا دیکھتے تھے کرامات کا اظہار فرماتے تھے ۔ وقت وفات وصیت فرمائی کہ میری قبر حضرت مولانا گنگوہیؒ کی قبر کے قریب بنائی جائے ۔ چنانچہ جب دہلی میں انتقال ہوا تو لاش ایک کار کے ذریعہ گنگوہ لائی گئی اور آپ کو حضرت گنگوہیؒ کی قبر کے قریب دفن کیا گیا ۔

(دار العلوم دیوبند کی صد سالہ زندگی از علامہ قاری مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند)

ریاست حیدر آباد دکن میں جب آپ صدر الاطباء مقرر کئے گئے تو آپ کے کسی پرستار نے ذیل کے اشعار کہے تھے ؎

دیکھا جوہر شناسی شاہ آصف جاہ کی
اللہ اللہ کیا نظر ہے کیا نگاہِ انتخاب

خدمت طبی کی خاطر وہ چُنا فردِ فرید
آج ہندوستان میں جسکا نہیں کوئی جواب
رہ گئے سب آنکھوں والے دیکھتے کے دیکھتے
بن گئے صدر الاطباء مولوی عبدالوہاب

۱۰۹۔ ابو سلیمان محمد بن الحسین حرّانیؒ نے خود بیان کیا کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا "ابو سلیمان جب تو حدیث میں میرا نام لیتا ہے اور پھر اس پر درود بھی پڑھتا ہے تو پھر وسلم کیوں نہیں لکھا کرتا۔ یہ چار حروف ہیں اور ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں تو تو چالیس نیکیاں کیوں چھوڑ دیتا ہے (صلوٰت ناصری صفحہ ۱۹) (جذب القلوب) (فضائل درود شریف صفحہ ۱۲۶) (قول بدیع) (زاد السعید فی الصلوٰۃ علی النبی الوحید صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از مولانا اشرف علی تھانویؒ صفحہ ۱۴)۔ شیخ ابن حجر مکیؒ اور دیگر محدثین سے بھی منقول ہے۔

ذکر صلوٰۃ بلا سلام و ذکر سلام بلا صلوٰۃ کا خلاف اولیٰ ہونا متفق علیہ ہے پس صلوٰۃ و سلام دونوں کو لکھنا چاہیئے۔ حکومت مصر کی طرح حکومت پاکستان مبارکباد کی مستحق ہے جہاں اب ریڈیو، ٹیلی ویژن، اخبارات، رسائل اور کتب کے اندر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی بغیر "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کے نہ بولا جا سکتا ہے نہ لکھا جا سکتا ہے جامع ترمذی میں حدیث مروی ہے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بخیل ہے وہ شخص کہ ذکر کیا جائے میرا اس کے پاس اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے اور اگر اس وقت بھول جائے تو جب یاد آئے اس وقت صلی اللہ علیہ وسلم ضرور کہے۔

۱۱۰۔ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت ابراہیم تیمیؒ کی خدمت میں "مسبعات عشر" کا تحفہ پیش کیا اور کہا جو کوئی اسے ہمیشہ قبل طلوع آفتاب و غروب آفتاب پڑھا کرے گا اور کبھی ترک نہ کرے گا بڑا ثواب دنیا و آخرت کا دیکھے گا۔ یہ تحفہ مجھے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عنایت فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ اسکو پڑھا خواہ اسکو ساری عمر میں ایک

بار ہی پڑھو چونکہ یہ دس چیزیں ہیں (عشر) اور سات بار پڑھی جاتی ہیں (مسبعات) اس لئے ان کا نام "مسبعاتِ عشر" ہوا (ارشاد مرشد" از حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صفحہ ۴ تا ۵) ("مجموعہ دعوات فضیلہ" از مولانا محمد عبد الغفور عباسی نقشبندی مجددی فضلی مہاجر مدنی باب المجیدی۔ مدینہ طیبہ۔ پوسٹ بکس نمبر ۴۴۲۔ صفحہ ۱۷۷ تا ۱۷۸) احیاء العلوم میں بھی مسبعات عشر کا ذکر ہے۔ اس وظیفہ پر بہت سے بزرگان دین تمام عمر عامل رہے۔ نماز فجر اور نماز عصر کے بعد اس کا پڑھنا مجرب ہے (قوت القلوب) (حصن حصین مع ترجمہ شرح "قول متین" صفحہ ۸۰)

تحفہ مسبعاتِ عشریہ ہے: سورہ الحمد شریف۔ سورہ قل اعوذ برب الناس۔ سورہ قل اعوذ برب الفلق۔ سورہ قل ہو اللہ۔ سورہ قل یاایھا الکافرون۔ آیتہ الکرسی اور سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر یہ سب سات سات بار پڑھو۔ پھر یہ درود شریف سات بار پڑھو، اللّٰھم صلے علٰے محمد عبدک و رسولک النبی الامی وآلہٖ وبارک وسلم پھر سات بار پڑھو: اللّٰھم اغفرلی ولوالدی وللمومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء منھم والاموات۔ اور پھر سات بار یہ دعا پڑھو: اللّٰھم رب افعل بی و بھم عاجلا و اجلاً فی الدین والدنیا والاٰخرۃ ما انت لہٗ اھلٌ ولا تفعل بنا یا مولٰنا ما نحن لہٗ اھلٌ انک غفورٌ حلیمٌ جوادٌ کریمٌ ملکٌ برٌّ رءوفٌ رحیمٌ۔

حضرت خضرؑ نے حضرت ابراہیم تیمیؒ کو ایک نسخہ اور بھی بتا دیا جس پر عمل کرنے سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت خواب میں ہو جائے اور وہ آپؐ سے اس تحفہ کی بابت خود دریافت کر سکیں۔ نسخہ یہ ہے: نماز مغرب سے عشاء تک نفل پڑھو۔ کسی سے کلام نہ کرو۔ دھیان نماز میں رکھو۔ ہر دو نفل کے بعد سلام پھیرو اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ (الحمد شریف) اور تین بار سورۃ اخلاص (قل ہو اللہ شریف) پڑھو۔ نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے سیدھے مکان پر چلے آؤ اور کسی سے بات نہ کرو۔ گھر پہنچ کر دو رکعت نماز پڑھو ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص سات بار اور بعد سلام درود شریف سات

بار اور کلمہ تمجید (تیسرا کلمہ) سات بار اور اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھو، یاحیّ یاقیوم یا ذوالجلال والاکرام یاالٰہ الاوّلین والآخرین یارحمٰن الدنیا والآخرۃ ورحیمہا یارب یارب یارب یااللہ یااللہ یااللہ - پھر خوشبو لگائے - صاف کپڑے پہنے رو بقبلہ درود شریف پڑھتے سو جاؤ - اگر پہلی شب زیارت ہو جائے فبہا ورنہ سات رات تک پڑھو - حضرت ابراہیم تیمیؒ کو پہلی ہی بار کامیابی ہو گئی - خواب میں دیکھا کہ کچھ فرشتے آئے اور ان کو سوار کر کے لے چلے اور جنت میں داخل کر دیا - انہوں نے وہاں کچھ محل یاقوت سرخ اور کچھ زمرد سبز اور کچھ سفید موتیوں کے دیکھے - شہد دودھ اور شراب کی نہریں بھی دیکھیں - ایک محل میں ایک جوان عورت پر نظر پڑی جو ان کو دیکھ رہی تھی - اس کے چہرے کا نور سورج کی روشنی سے زیادہ تھا - اس کے گیسو محل کے اوپر سے زمین پر لٹک رہے تھے - فرشتوں سے دریافت کیا کہ یہ محل کس کے لئے ہے اور یہ عورت کون ہے - فرشتوں نے جواب دیا کہ تیرے عمل کی طرح جو بھی عمل کرے اس کے لئے ہے اور یہ عورت حور ہے - فرشتے مجھے اس وقت تک جنت سے باہر نہ لائے جب تک مجھے جنت کے پھل کھلا اور وہاں کا شربت پلا نہ دیا - اس کے بعد مجھے اس جگہ پہنچا دیا جہاں میں پہلے تھا - اتنے میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۰ ۷ انبیاءؑ علیہم السلام کے ہمراہ فرشتوں کی ۰ ۷ قطاریں جلو میں لئے تشریف لائے - ہر قطار مشرق سے مغرب تک تھی - تشریف لا کر مجھے سلام علیک کہا اور میرا ہاتھ پکڑ لیا - میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھ سے خضرؑ نے یہ فرمایا ہے - آپ نے میری بات سن کر فرمایا: "خضرؑ نے سچ کہا وہ جو کچھ بیان کرتے ہیں حق ہوتا ہے - وہ زمین والوں میں سب سے بڑے عالم ہیں - رئیس ابدال ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لشکر میں سے ہیں" - میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایسا عمل کرنے والے کا کیا ثواب ہو گا - فرمایا جو کچھ تو نے دیکھا اور جو کچھ تجھے دکھایا گیا - اس سے بڑھ کر اور کون سا ثواب ہو گا - تجھے جنت میں داخل کیا گیا - تو نے جنت میں اپنی جگہ دیکھ لی جنت کے پھل کھائے - وہاں کا شراب پیا - حوروں کا معائنہ کیا - فرشتوں اور انبیاء سے

ملا۔" میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگر کوئی شخص میرے عمل کی طرح عمل کرے اور جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا وہ نہ دیکھ پاتے تو کیا اس کو بھی ان چیزوں میں سے کچھ ملے گا جو مجھے عطا فرمائی گئی ہیں۔ آپ نے فرمایا "قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبی برحق بنایا اس کے تمام کبیرہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اللہ تعالٰی اس سے اپنا غضب اور ناخوشی اٹھالے گا اور جنت کو اگر خواب میں نہ دیکھا تب بھی اس کو وہی ملے گا جو تجھے دیا گیا۔" کہتے ہیں اس خواب کے بعد ابراہیم تیمیؒ نے چار ماہ تک کچھ نہ کھایا نہ پیا۔ (احیار العلوم) (غنیۃ الطالبین از حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اردو ترجمہ از حضرت مولانا سید عبدالدائم الجلالی صفحہ ۱۰۴)۔ حجاج بن یوسف نے ابراہیم بن یزید نخعی کو گرفتار کرلینے کا حکم دیا۔ ابراہیم تیمیؒ ان کے شاگرد اور دوست تھے۔ اپنے استاد اور دوست کی جان بچانے کے لئے اپنے کو ابراہیم نخعی ظاہر کیا۔ حجاج بن یوسف کے سپاہی ان کو گرفتار کرکے لے گئے اور جیل خانہ میں ڈال دیا۔ ۹۵ھ میں جیل خانہ میں وصال فرمایا اور ابراہیم نخعی پر قربان ہو گئے۔ اسی رات حجاج نے خواب دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ شہر میں آج ایک جنتی مرگیا۔ صبح اٹھ کر تحقیق کی تو ابراہیم تیمیؒ کی وفات کا علم ہوا۔ حجاج نے جھلا کر کہا یہ خواب محض شیطانی وسوسہ ہے اور حکم دیا کہ لاش گھوڑے پر پھینک دیجائے۔

۱۱۱۔ مولف کتاب ہذا نے جولائی ۱۹۴۶ء میں خواب نمبر ۱۱۰ پہ بیان کردہ وظیفہ پر عمل کیا۔ عمل کرتے تیسری شب تھی کہ میں نے نہایت ہی مفصل اور طویل خواب دیکھا جو مختصر ترین الفاظ میں اس طرح ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگرہ میں میرے مکان پر میری اہلیہ مرحومہ کے نانا ریٹائرڈ تحصیل دار حضرت مولانا معین الدین احمد صاحب صدیقیؒ کے ہمراہ تشریف لاتے ہیں۔ تشریف آوری پر تین بار میں آپ کو فرشی سلام کرتا ہوں۔ آپؐ جواب عنایت فرماکر تبسم فرماتے ہیں۔ ایک مونڈھے پر جلوہ افروز ہو جاتے ہیں۔ میں آپؐ کی پشت مبارک کی جانب کھڑا ہوں اور برابر مہر نبوت کو دیکھ رہا ہوں۔ آپؐ میرے بائیں ہاتھ کو اپنے دائیں دست مبارک میں لے کر میری ہتھیلی کو ۹ بار دباتے ہیں اور پھر

ارشاد فرماتے ہیں: کچھ نہیں۔ لوکی کا عرق نکال کر ہاتھوں پر ملا کرو۔ اس کے ۳۱۲ فوائد ہیں:
بعدہ میرے سامنے ایک بہت بڑا سیاہ تختہ آیا جس پر نہایت خوبصورت حروف میں لوکی تحریر تھا اور نیچے جسم کے تمام اعضاء کے لئے اس کے خواص اور فوائد بیان تھے۔
میں نے جوں ہی اس تختہ کو پڑھ کر ختم کیا میری آنکھ کھل گئی۔ گرمی کا موسم تھا۔ صبح کے چار بجے تھے۔ اذانوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ منہ پہ درود شریف تھا۔ آنکھوں میں آنسو تھے اور مجھ پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔

میں اس وقت ۲۵ برس کا تھا۔ چار برس کی عمر سے مجھ کو برابر یہ تکلیف تھی کہ میرے ہاتھوں کی ہتھیلیاں پھٹی رہتی تھیں۔ گھائیوں سے خون جھلکتا رہتا تھا۔ نمک، مرچ اور صابن کے استعمال سے جان نکلتی معلوم ہوتی تھی۔ ۲۱ سال سے دنیا کے علاج کر رہا تھا مگر کوئی فائدہ نہ ہوتا تھا۔ لوکی کا عرق جو ملنا شروع کیا تو ایک ہفتہ کے اندر اندر آرام آگیا اور وہ دن اور آج کا دن پھر مجھے کبھی یہ شکایت نہ ہوئی۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لوکی (کھیا۔ عربی میں یقطین) بیحد مرغوب تھی۔ یہ سبزیوں کی سردار ہے۔ اس کے استعمال سے دماغ بڑھتا ہے۔ اس پر جلا آتی ہے جس کے نتیجے میں عقل تیز ہوتی ہے۔ زود ہضم ہے۔ لوکی کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا برتن میں تلاش کر کے کھانا بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔ آپ نے ام المومنین حضرت عائشہ رض سے فرمایا کہ جب ہنڈیا پکاؤ تو لوکی زیادہ ڈال دیا کرو کہ وہ قلب حزیں کو قوت دیتی ہے۔

شیخ عبدالقادر وصیؒ متوفی (تقریباً ۹۷۰ھ) کا اتباع سنت میں یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ اپنے اکلوتے ۱۲ سال کے بیٹے کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے۔ کھانے میں لوکی بھی تھی۔ فرمایا بیٹا! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لوکی بہت مرغوب تھی۔ بیٹے کی زبان سے کہیں یہ نکل گیا کہ یہ تو ایک گندی چیز ہے۔ حضرت شیخ یہ الفاظ برداشت نہ کر سکے کہ ان میں شان نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں تحقیر پائی جاتی ہے اور اسی وقت

تلوار سے بیٹے کا سر قلم کر دیا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پسند کو اپنے بیٹے کی جان سے بھی عزیز سمجھا۔ ("ابریز" حصہ اوّل کا اردو ترجمہ "خزینۂ معارف" حصہ اوّل از پیر ڈاکٹر محمد حسن ایم اے۔ پی ایچ ڈی۔ علمی کتاب خانہ۔ اردو بازار لاہور۔ صفحہ ۱۷۱)

حضرت امام قاضی یوسف قاضی القضاۃ تھے کہ ایک محفل میں لوکی کی بات چل نکلی کسی نے کہا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لوکی محبت پسند تھی۔ کہیں ایک شخص نے یہ کہہ دیا کہ مجھے تو اچھی نہیں لگتی۔ قاضی یوسف نے اسی وقت اس کے ارتداد کا حکم دے دیا اور فرمایا چونکہ اس نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں یہ بات کہی ہے اس لئے مرتد کا حکم اب پر جاری کیا جائے۔ یہ ہے سنت! رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی آئینی حیثیت حالانکہ لوکی کھانا یہ صرف آپ کی عادت مبارکہ تھی دین و شریعت کا حکم نہ تھا اور نہ ہی اس شخص کا ارادہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرنا تھا۔ اس نے تو صرف اپنی طبیعت اور مزاج کا ذکر کیا تھا۔ عام حالات میں یہ بات قابل گرفت نہ سمجھی جاتی لیکن اس وقت چونکہ آپ کی عادت شریفہ کا ایک طرف ذکر ہو رہا تھا دوسری طرف فوراً اس نے یہ جملہ کہہ دیا جس سے ظاہری طور پر مقابلہ کی سی کیفیت پیدا ہو گئی اس لئے قاضی یوسف نے ظاہری حالت پر اس کے ارتداد کا حکم دیا۔ اس کو اصطلاح میں حدیث کا "صوری مقابلہ" کہتے ہیں۔ اس وقت کس قدر احتیاط برتی جاتی تھی جب کہ آج حدیث شریف کی کھلی مخالفت کی جا رہی ہے اور منکرین حدیث پھر بھی مسلمان کے مسلمان ہیں۔ کوئی ان کو نکیل ڈالنے والا نہیں۔

۱۲۱۱۔ ایک شخص کو خسرہ نکلا۔ اس نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھ کر اپنا مرض بیان کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تھوڑا سا انگوری سرکہ، تھوڑا اصلی شہد اور قدرے پڑھا ہوا روغن زیتون لے کر سب کو ملا لے اور سارے بدن پر اس کی مالش کر۔ اس نے ایسا ہی کیا اور بحکم الٰہی شفا پائی۔ پڑھا ہوا زیتون کا تیل اس طرح تیار کیا جاتا ہے، اور روغن زیتون ایک صاف برتن میں رکھے اور اسے کسی چیز سے ہلاتا جائے اور پڑھتا جائے۔ سورۃ

توبہ کی آخری آیات، لقد جاءکم رسول ..... رب العرش العظیم ہ اور سورۂ حشر کی آخری آیات؛ لو انزلنا ہٰذا القرآن .... وہو العزیز الحکیم ہ پھر سورۂ اخلاص اور معوذتین (یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) پڑھ کر دم کر دے۔ بس پڑھا ہوا روغن زیتون تیار ہے۔ اس تیل کی بدن پر مالش تمام بیماریوں کو دور کرتی ہے۔ اگر کسی درد کی تکلیف زیادہ ہو تو تھوڑی دیر دھوپ میں بیٹھے اور درد کی جگہ اس تیل کی مالش کرے اور پھر تھوڑی سی مصطگی اور کلونجی کوٹ کر درد کی جگہ رکھے (ذخیرۃ المو انس جلد دوم اردو ترجمہ نزہتہ المجالس مصنفہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صفوری شافعیؒ صفحہ ۲۲۹)۔

۱۱۳۔ ایک شخص نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے اس کو برودت معدہ کا یہ نسخہ تعلیم فرمایا، شہد ۱/۲ اوقیہ۔ کلونجی ۲ درم، انیسون ۱/۲ سبز پودینہ ۱/۲۔ اوقیہ۔ خرفہ ۱/۲ درم۔ لونگ ۱/۲ درم۔ تھوڑے سے لیموں کے چھلکے اور تھوڑا سا سرکہ۔ سب کو ایک جگہ کر کے آگ پر پکائے اور پھر تھوڑا تھوڑا کر کے کھائے (ذخیرۃ المو انس جلد دوم صفحہ ۳۳۸)۔

۱۱۴۔ مولانا شمس الدین کیشیؒ کے زمانہ میں جب وبائے طاعون پھیلی تو آپ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، مجھ کو کوئی ایسی دعا سکھا دیجئے جس کی برکت سے طاعون کی وبا سے محفوظ رہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا جو کوئی یہ درود مجھ پر بھیجے گا طاعون اور دیگر وباؤں سے محفوظ رہے گا، اللّٰھم صلّ علیٰ محمد وعلیٰ آلِ محمد بعدد کل داءٍ ودواءٍ (صلوٰت ناصری صفحہ ۴)۔

۱۱۵۔ ایک بزرگ کے سر میں دوخہ (بیماری جسے خلل دماغ کہتے ہیں) پیدا ہو گیا۔ انہوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھ کر اپنا مرض بیان کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ خرفہ۔ سونٹھ۔ لونگ۔ بالچھڑ اور جائے پھل ہر ایک ۱/۲ درم اور کلونجی ۲ درم لے اور سب کو ملا کر پیس لے اور تھوڑے پانی میں جوش دے۔ جب خوب پک جائے تو شہد ڈال کر قوام بنا لے۔ پھر اس قوام میں تھوڑا لیموں نچوڑ کر پی لے۔

اس بزرگ نے ایسا ہی کر کے استعمال کیا اور شفا پائی (خیر المؤانس جلد دوم صفحہ ۲۲۸ تا ۲۲۹)۔

۱۱۶۔ ایک ولی اللہ فرماتے ہیں کہ میری آنکھ میں سفیدی پڑ گئی تھی۔ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ شہد میں مشک ملا کر آنکھ میں سرمہ کی طرح لگا (خیر المؤانس جلد دوم صفحہ ۲۳۰)۔

۱۱۷۔ اسکندریہ کی ایک بی بی حج کے قصد سے مدینہ منورہ تک آئیں۔ مدینہ منورہ سے جب قافلہ کوچ کرنے کا وقت آیا تو ان کا پاؤں اس قدر ورم کر آیا کہ جنبش محال ہو گئی۔ قافلہ والے انہیں مدینہ منورہ چھوڑ کر مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ انہوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور میں آہ وزاری شروع کر دی۔ اسی حالت میں کیا دیکھتی ہیں کہ تین نوجوان آئے اور آواز دی کہ کون شخص مکہ مکرمہ کا ارادہ رکھتا ہے۔ بی بی نے کہا میرا ارادہ ہے۔ انہوں نے کہا اٹھ چل۔ بی بی نے کہا ورم کی وجہ سے میں تو پاؤں کو جنبش بھی نہیں دے سکتی۔ انہوں نے میرا پاؤں دیکھ کر شقدف پر سوار کرا لیا اور مکہ مکرمہ کی راہ لی۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ تم کو کیسے معلوم ہوا کہ کوئی مکہ مکرمہ کا قصد رکھتا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مسجد میں جا کر اس عورت کو ہمراہ لے لو جو جنبش نہیں کر سکتی۔ اس نے میری پناہ لی ہے۔ بعدہٗ میں بآرام مکہ مکرمہ پہنچ گئی (بغیۃ ذوی الاحلام)۔

۱۱۸۔ عبد الرحیم بن عبد الرحمٰن فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ غسل خانہ میں گرنے کی وجہ سے میرے ہاتھ میں سخت چوٹ لگ گئی جس کی وجہ سے ہاتھ پر ورم ہو گیا۔ میں نے رات بہت بے چینی سے گزاری۔ جب میری آنکھ لگ گئی تو میں نے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خواب میں زیارت کی اور اتنا عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کہ آپ نے ارشاد فرمایا "تیری کثرت درود نے مجھے گھبرا دیا" میری آنکھ کھلی تو ورم زائل ہو کر تکلیف رفع ہو چکی تھی (قول بدیع فی الصلوٰۃ علے الحبیب الشفیع از علامہ سخاوی)۔

۱۱۹۔ ایک شخص نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا اور

عرض کیا کہ آپ کی حدیث شریف سُنی ہے کہ مومن کی جان اس طرح آسانی سے نکل جاتی ہے جس طرح خمیری آٹے سے بال۔ کیا یہ درست ہے؟ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا صحیح ہے۔ عرض کیا قرآن پاک میں تو جان کنی کی سخت شدت بیان کی گئی ہے، کلا اذا بلغت التراقی .... الخ۔ پس حدیث شریف اور قرآن شریف میں کیونکر مطابقت ہوگی۔ آپ نے ارشاد فرمایا، سورۃ یوسف کا مطالعہ کرو اس میں تمہیں جواب مل جائے گا۔ بیدار ہو کر اس نے بار بار سورۃ یوسف کو پڑھا مگر جواب سمجھ میں نہ آیا۔ آخر ایک درویش کی خدمت میں حاضر ہوئے جو عالم بھی تھے اور خواب کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا سورۃ یوسف کی اس آیت میں تمہارا جواب موجود ہے، فلما راینہ اکبرنہ ..... کریم (زنان مصر نے جب یوسفؑ کے حسن کو دیکھا تو اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور کہا سبحان اللہ یہ بشر نہیں ہے یہ تو فرشتہ ہے) بالکل اسی طرح ایک مومن کامل کی روح قفس عنصری سے جب پرواز کرتی ہے تو جمال حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے سامنے ہوتا ہے۔ وہ چہرۂ نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں حسن خداداد کا نظارہ کرتا ہے اور حسن مصطفوی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) دیکھنے میں اتنا محو ہوتا ہے کہ نزع کی تکلیف کا اس کو ذرا بھی احساس نہیں ہوتا۔ قرآن پاک نے نزع کی حقیقی تکلیف کا بیان کیا ہے اور حدیث شریف میں اس تکلیف کے احساس کی نفی ہے اصل تکلیف کی نہیں (روح البیان) (روح ایمان از مولانا سید محمود احمد رضوی مدیر اعلیٰ "رضوان" لاہور۔ صفحہ ۷۴، تا ۷۵)۔

۱۲۰۔ علی بن یونسؒ سے ان کے لڑکے نے دریافت کیا کہ اگر قے حلق تک آجائے تو وضو باقی رہتا ہے یا ٹوٹ جاتا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ٹوٹ جاتا ہے۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرما رہے ہیں "اے علی بن یونس تو نے غلط جواب دیا ہے۔ جب تک منہ بھر کر قے نہیں ہوگی وضو نہیں ٹوٹے گا۔" علی بن یونس کہتے ہیں کہ جب میں بیدار ہوا تو مجھ پر یہ امر آشکار ہوا کہ ہم لوگ جو فتویٰ دیتے ہیں وہ آپ کے حضور پیش کئے جاتے ہیں۔ اس وقت سے میں نے فتویٰ دینا ترک کر دیا (الاثمار الجنیہ فی طبقات

الحنفیہ للملا علی القاریؒ)۔ یہ درست یوں بھی ہے کہ امت کے اعمالوں کا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جانا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

۱۲۱۔ ثابت بن احمد ابوالقاسمؒ فرماتے ہیں کہ انہوں نے ایک مؤذن کو دیکھا کہ وہ مسجد نبوی (علٰی صاحبہا صلوٰۃً وسلاماً) میں صبح کی اذان دے رہے تھے۔ اذان میں مؤذن نے جب کہا الصلوٰۃ خیرٌ من النوم تو ایک خادم نے ان کے منہ پر تھپڑ مارا۔ وہ مؤذن رویا اور عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) آپ کی موجودگی میں میرے ساتھ یہ ہو رہا ہے۔ اس خادم پر فالج گرا۔ لوگ اٹھا کر اسے گھر لے گئے اور تیسرے دن وہ مرگیا (وفاء الوفا) (فضائل حج صفحہ ۲۲۹)۔

۱۲۲۔ ابوالعباس بن نفیس مقریؒ جو نابینا بھی تھے فرماتے ہیں کہ میں تین دن مدینہ طیبہ میں بھوکا رہا۔ پھر میں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضۂ اطہر پر حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں بھوکا ہوں اور ضعف کی حالت میں سو گیا۔ ایک لڑکی آئی اور پاؤں سے مجھے حرکت دے کر جگایا اور کہا چلو۔ میں ساتھ ہو لیا۔ وہ اپنے گھر لے گئی اور گیہوں کی روٹی گھی اور کھجوریں میرے سامنے رکھ کر کہنے لگی کہ ابوالعباس کھاؤ۔ مجھے میرے دادا (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے حکم فرمایا ہے۔ جب بھوک لگا کرے یہاں آ کر کھانا کھا جایا کرو۔

(وفاء الوفا)

۱۲۳۔ ابن المقریؒ ابوالشیخؒ اور طبرانیؒ یہ تینوں شیخ عصر ایک زمانہ میں مدینہ طیبہ میں طالبعلم تھے۔ ایک مرتبہ ان پر ایسا وقت آیا کہ خرچ کی قلت کی وجہ سے روزے پر روزہ رکھا۔ بھوک نے جب بہت مضطرب کیا تو انہوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وسیلہ ڈھونڈا اور سب مل کر آستانۂ پاک پر گدایانہ حاضر ہوئے اور صدا دی "یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) الجوع" اس کے بعد طبرانیؒ تو وہیں بیٹھ گئے اور کہا یا موت آئے گی یا رزق۔ ابن مقریؒ اور ابوالشیخؒ لوٹ کر فرودگاہ پر چلے گئے۔ وہ صدا خالی کب جاتی کچھ دیر بعد مکان کے دروازہ پر کسی نے دستک دی۔ دروازہ کھولا تو دیکھا کہ ایک علوی مع دو غلاموں کے جن کے سر ولں پر بہت سا سامان ہے موجود ہیں۔ ان کو دیکھ کر علوی نے

کہا آپ لوگوں نے میری شکایت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی ہے۔ خواب میں آپؐ نے مجھ سے فرمایا آپ لوگوں کے پاس کچھ پہنچا دوں۔ چنانچہ حاضر ہے (تذ جلد ۳ صفحہ ۱۸۴) (علمائے سلف از جناب صدر یار جنگ بہادر مولوی محمد حبیب الرحمٰن خاں شیروانیؒ بار پنجم ۱۹۳۷ء م ۱۳۵۶ھ شیروانی پرنٹنگ پریس۔ علی گڑھ صفحہ ۱۳ تا ۱۴)۔ امام طبرانیؒ کی وسعت علمی دیکھ کر ایک شخص نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کا علمی خزانہ اس قدر مالا مال کیونکر ہوا؟ فرمایا کہ جان عزیز تینتیس ۳۳ برس تک بوریئے کے سوا کسی بستر کا لطف نہ اٹھایا۔

۱۲۴۔ خطیب روایت کرتے ہیں کہ ہم کو بطور روایت حدیث بشریٰ بن عبداللہ رومیؒ نے خبر دی کہ میں نے حسین بن عبید عسکریؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ان سے ابو اسحٰق معروف بہ نہشلؒ نے بیان کیا کہ جب میں احادیث کی تخریج کیا کرتا تھا تو ہر حدیث لکھتے وقت قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما لکھا کرتا تھا۔ ایک روز میں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ کے دست مبارک میں میری کتاب کا ایک جز ہے اور آپؐ اسے ملاحظہ فرما کر ارشاد فرما رہے ہیں کہ یہ بہت خوب ہے (فضائل درود شریف صفحہ ۱۷) (خیر الکلام اردو ترجمہ جلاء الافہام از علامہ شمس الدین ابو عبداللہ ابن قیمؒ صفحہ ۲۱۵)۔

۱۲۵۔ ابن موفقؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے متعدد حج کئے۔ ایک مرتبہ خواب میں آپؐ کی زیارت ہوئی۔ آپؐ نے فرمایا ابن الموفق تو نے میری طرف سے حج کئے۔ میں نے عرض کیا جی حضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ آپؐ نے فرمایا تو نے میری طرف سے لبیک کہا۔ میں نے کہا جی حضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ آپؐ نے فرمایا میں قیامت کے دن اس کا بدلہ دوں گا کہ حشر کے دن تیرا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کروں گا جب کہ دوسرے لوگ اپنا حساب کتاب کرتے ہوں گے (اتحاف) (فضائل حج صفحہ ۴۵)۔

۱۲۶۔ امام ابو الحسن اشعریؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رمضان کے پہلے عشرہ میں عالم خواب

میں مَیں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ نے فرمایا تم میری احادیث کی تائید کرو کہ وہ صحیح ہیں چنانچہ جب میں بیدار ہوا تو تذبذب میں پڑ گیا۔ دوسرے عشرہ میں پھر آپ خواب میں دکھائی دیئے اور فرمایا تم نے میرے حکم کے متعلق کیا کیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نے آپ کی احادیث سے ایسے مسائل استنباط کیے ہیں جن کے بارے میں متکلمانہ استدلال سے مجھے جواز ملے اور میں نے صحیح سند کی پیروی کی۔ تب آپ نے فرمایا تم میری احادیث کی تائید کرو کیونکہ وہ صحیح ہیں۔ میں حیرانی کی حالت میں بیدار ہوا اور متکلمانہ استدلال کو ترک کرنے کا ارادہ کر لیا۔ میرا دستور تھا کہ رمضان المبارک کی ستائیسویں رات کو بصرہ میں علماء کے ہمراہ شبینہ پڑھا کرتا تھا۔ جب یہ رات آئی تو مجھ پر نیند غالب آگئی اور میں گھر میں آکر سو گیا۔ اسی رات پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور وہی سوال کیا۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے متکلمانہ استدلال ترک کر دیئے ہیں اور قرآن مجید اور آپ کے ارشادات پڑھنا شروع کر دیئے ہیں۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم کو متکلمانہ مباحث ترک کرنے کو نہ کہا تھا بلکہ صرف یہ کہا تھا کہ میری احادیث کی تائید کرو وہ صحیح ہیں۔ تب میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نے ان احادیث کا ثبوت خواب سے زیادہ نہیں سمجھا میں کیسے تائید کروں۔ آپ نے فرمایا اگر مجھے یہ علم نہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ تم پر خاص رحمت اور عنایت کرے گا تو میں تمہارے پاس سے اس وقت تک علیحدہ نہ ہوتا جب تک ان پیچیدہ مقامات کی تشریح نہ کر دیتا۔ اگر تم اپنے پاس میرا آنا صرف خواب سمجھتے ہو تو میرے پاس جبرئیل کا آنا بھی خواب ہی تھا۔ آج کے بعد تم مجھے اس طرح نہ دیکھو گے لہٰذا تم اس کام میں لگ جاؤ خدا تمہاری مدد کرے گا۔ چنانچہ میں نے بیداری پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کی تائید شروع کر دی جو خواب، رویت الٰہی اور انبیاء رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے متعلق ہیں اور میرے ذہن میں ایسی ایسی باتیں آنے لگیں جن کا ذکر نہ میرے مخالفین کیا کرتے تھے اور نہ ان کے مباحثہ۔

ئیں نے کسی کتاب میں پڑھے تھے۔ چنانچہ سمجھ گیا کہ یہ وہی تائید ازدی ہے جس کے متعلق حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشارت دی تھی (خوابوں کی دنیا از عبدالمالک آروی)، علامہ شبلی نعمانیؒ نے اپنی تصنیف "الغزالی" کے صفحہ ۸۲ پر لکھا ہے کہ امام ابوالحسن اشعریؒ کا پہلا مسلک معتزلہ تھا۔ احادیث کے مطالعہ کے بعد بالآخر اعتزال سے تائب ہو کر اہلسنت والجماعت کا مسلک اختیار کیا۔

۱۲۷۔ جب استاد ابوعلی وقاقؒ نسا میں قبروں کی زیارت کے لئے آئے تو مشائخ وصوفیہ کے لئے کوئی مکان نہ تھا۔ اس رات سوئے تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا صوفیوں کے لئے مکان بناؤ اور اسی جگہ پر کہ جہاں اب خانقاہ ہے۔ عرض کیا کہ اس کے گرد خط کھینچ دیجئے کہ اس قدر بنانا ہے۔ صبح کو استاد علی وقاقؒ نے اس خط کو اس زمین پر اسی طرح موجود پایا جس طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں کھینچا تھا۔ اس نشان کو اور سب نے بھی دیکھا اور استاد نے اس خط پر خانقاہ کی دیوار رکھ کر اس کو پورا کیا۔ اس گورستان میں جو پہاڑوں کے برابر اس خانقاہ کے پہلو میں ہے ۴۰۰ پیروں کی قبریں ہیں جو بڑے بڑے مشائخ اور اولیاء اللہ ہیں۔ اسی لئے نسا کو صوفیہ چھوٹا شام کہتے ہیں یعنی جس طرح شام میں انبیاء علیہم السلام کے مزارات ہیں اسی طرح نسا میں اولیاء اکرام کے ہیں (نفحات الانس صفحہ ۳۲۰)۔

۱۲۸۔ شیخ محمد ساخری حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس پر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں آپؐ کا مہمان ہوں یا تو مجھ کو سیر کر کے کھانا کھلایئے ورنہ ان قندیلوں کو توڑتا ہوں۔ ایک شخص نے ان کو بلایا اور کھجوریں اور کھانا دیا جس سے وہ سیر ہو گئے اور دریافت کیا کہ تم نے کیا کہا تھا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تبسم فرماتے تھے اور وہی فرمایا جو کچھ تم نے کہا تھا۔ شیخ محمد ساخری نے کہا آپ یہ بات کیسے کہتے ہیں۔ بولے میں سویا ہوا تھا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا ہمارا ایک

مہمان ہے جو بڑا سخت مزاج ہے۔ اس کو گھر لے جا کر پیٹ بھر کر کھانا کھلاؤ اور اس سے کہہ دو کہ اپنی جگہ بدل دے کیونکہ یہ آرزو کی جگہ نہیں ہے (نفحات الانس صفحہ ۴۰۳)۔

۱۲۹۔ مشہور محدث ابو عبداللہ حاکمؒ کے چہرہ پر ایک زخم ہو گیا۔ ہر قسم کے علاج کئے مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ ایک سال اسی حال میں گزر گیا۔ ایک مرتبہ استاذ ابو عثمان صابونیؒ سے دعا کی درخواست کی۔ جمعہ کا دن تھا۔ انہوں نے بڑی دیر تک دعا کی۔ مجمع نے آمین کہی۔ دوسرے جمعہ کو ایک عورت نے مجلس میں آکر ایک پرچہ پیش کیا جس میں تحریر تھا کہ میں گزشتہ جمعہ کو جب گھر واپس گئی تو حاکمؒ کے لئے نہایت خشوع و خضوع سے دعا کرتی رہی میں نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ حاکم سے کہہ دو کہ مسلمانوں پر پانی کی وسعت کرے۔ حاکمؒ نے یہ سن کر اپنے گھر کے دروازے پر ایک سبیل لگوا دی جس میں برف کے پانی کا انتظام کیا گیا۔ سبیل لگائے ایک ہفتہ ہی گزرا تھا کہ چہرہ کا زخم اچھا ہو گیا اور چہرہ پہلے سے زیادہ خوبصورت نکل آیا (ترغیب جیا فضائل صدقات حصہ اوّل مؤلفہ حضرت مولانا محمد زکریا شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور۔ کتب خانہ حقانیہ گارڈن روڈ کراچی صفحہ ۱۱۰)۔

۱۳۰۔ حافظ شیخ بہاؤ الدین عمر ابرد ہیؒ فرماتے ہیں کہ جب میں عرب کے سفر میں بغداد پہنچا تو شیخ نور الدین عبدالرحمٰن اسفرائنیؒ کی خانقاہ میں جا اترا۔ اس وقت ان کا پوتا شیخ نور الدین عبدالرحمٰن بغداد کا شیخ الاسلام تھا اور اپنے جد بزرگوار کا خلیفہ۔ وقتِ وداع وصیت کی کہ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تم کو شرف حاصل ہو تو میرا سلام نیاز آپؐ کی خدمتِ اقدس میں پہنچانا اور یہ عرض کرنا کہ ایک بوڑھا گنہگار تیری امت کے گنہگاروں میں عبدالرحمٰن بغدادی نے سلام عرض کیا ہے۔ جب میں شرف زیارت سے مشرف ہوا تو بعد ادائیگی شرائط زیارت شیخ کی وصیت یاد آئی اور جس عبارت میں انہوں نے فرمایا تھا وہی الفاظ میں نے دہرا دیئے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ تم الیسا مت کہو کیونکہ انہوں نے

ازراہ تواضع وانکساری ایسا کہا ہے۔ وہ میری امت کے بڑے بزرگوں میں ہیں۔" واپس ہونے کے بعد میں نے شیخ سے یہ حال بیان کیا تو وہ سن کر بہت خوش ہوئے اور میرے حق میں دعائے خیر کی (نفحات الانس صفحہ ۴۸۰)۔

۱۳۱۔ عبدالرحمٰن الثعالبی الجزائری صاحب تفسیر الجواہر الحسان "کتاب الرویا" میں تحریر کرتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ مجھے مخاطب کر کے ارشاد فرما رہے ہیں کہ اس شخص کو بشارت دو جو علم طب پڑھتا ہے کہ قیامت کے دن وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا (تذکرہ مسیح الملک یعنی مسیح الملک حکیم اجمل خاں کے سوانح حیات مرتبہ زبدۃ الحکماء حکیم محمد حسن قرشی صفحہ ۸۹)۔

۱۳۲۔ ابومسلم صاحب دعوت کے عہد میں ایک بے قصور درویش کو چوری کے الزام میں گرفتار کر کے جیل خانہ میں ڈال دیا گیا۔ رات ہوئی تو ابومسلمؒ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا:"اے ابومسلم! مجھے اللہ تعالیٰ نے تیرے پاس بھیجا ہے کیونکہ میرے دوستوں میں سے ایک دوست بغیر قصور تیری قید میں ہے۔ اٹھ اور اس کو اسی وقت قید سے رہا کر۔" ابومسلم اسی وقت اپنے بستر سے کودا اور ننگے سر ننگے پاؤں جیل خانہ کے دروازے پر پہنچا اور داروغہ کو حکم دیا کہ دروازہ جلدی کھولو اور اس درویش کو باہر لاؤ۔ جب وہ باہر آیا تو ابومسلم نے ان سے معافی چاہی اور کہا کہ اگر کوئی حاجت ہو تو بلا تکلف فرمایئے تعمیل کے لئے حاضر ہوں۔ درویش نے جواب دیا "اے امیر جو شخص ایسا مالک رکھے جو ابومسلم کو آدھی رات کے وقت بستر پر سے اٹھا لائے تاکہ وہ مجھے اس بلا سے نجات دے تو اس شخص کے لئے کب جائز ہے کہ وہ اپنے ایسے مالک کو چھوڑ کر دوسروں سے سوال کرتا پھرے اور اپنی ضروریات طلب کرے۔ یہ سن کر ابومسلم نے رونا شروع کر دیا اور درویش اس کے سامنے سے چلا گیا (کشف المحجوب مترجمہ عبدالرحمٰن طارق بی۔اے۔ صفحہ ۳۰۹)۔

۱۳۳۔ حضرت شاہ محمد مدنیؒ حضرت شاہ پیراں بن شاہ درویش محی الدین قادریؒ کے

صاحبزادے تھے۔ "انوار الاخیار" کے مولف نے لکھا ہے کہ آپ ۱۸ برس کی عمر میں علوم ظاہری و باطنی سے فارغ التحصیل ہوئے۔ والد ماجد کے مرید خلیفہ اور جانشین تھے۔ تحریر و تقریر میں بے نظیر تھے۔ "مشکوٰۃ النبوۃ" کے مولف نے لکھا ہے کہ حسن و خوبی کی وجہ سے لوگ آپ کو یوسف کنعان سے تشبیہ دیتے تھے۔ حیدر آباد (دکن) میں دولت خانہ تھا۔ جب برہان پور مراجعت فرمائی تو راستہ میں قیلولہ کیا۔ خواب میں دیکھا کہ ایک قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔ آپ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا۔ عذاب موقوف ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ درویش بازی گر نہیں بلکہ حقیقی درویشی وہ ہے کہ ماسوا اللہ تعالیٰ کے کسی چیز کا خیال نہ کرے۔ اور توحید کے دریا میں غرق ہو کر اپنی ہستی کو نیست کر کے مرتبہ فنا فی اللہ اور دولت بقا باللہ حاصل کرے۔ اسی حالت میں اگر خوارق عادات بغیر ارادہ و طلب سرزد ہو جائیں تو سالک معذور ہے ورنہ ولی کامل پر کرامت و اقتدار کا اظہار کرنا منع ہے۔ اظہار کرامت حظِ نفس ہے اور درویش کا کام نفس کشی ہے (محبوب ذی المنن حصہ اول صفحہ ۴۵۲ مولوی ابوتراب محمد عبد الجبار خان۔ صدر مدرس عربی و فارسی مدرسہ اعزہ حیدر آباد دکن (بھارت) نے "محبوب التواریخ" متعدد مجلدات میں تحریر کی ہے اور ہر ایک جلد کو علیحدہ علیحدہ نام دیا ہے۔ چنانچہ حضرات اولیاء دکن کے بیان میں جو حصہ ہے اس کا نام "محبوب ذی المنن تذکرۂ اولیاء دکن" رکھا)۔

۱۳۴۔ علامہ ابن جوزیؒ دو برس تک آیت "کل یوم ھو فی شان" کے معنی بیان کرتے کرتے ایک دن اپنی معنی آفرینی پر ناز کرنے لگے۔ ایک شخص نے کہا ہمارا خدا اس وقت کس شان میں ہے؟ کیا کر رہا ہے؟ علامہ لاجواب ہو گئے۔ متواتر تین روز تک یہ شخص یہی سوال کرتا رہا اور ابنِ جوزیؒ کو سوائے خاموشی کے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ چوتھی شب کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ابن جوزی یہ سائل خضر ہیں تم ان کو یہ جواب دے دینا کہ ہمارا خدا اپنی ازلی اور قدیمی شانوں کو وقتاً فوقتاً ظاہر کرتا ہے کسی جدید شان کی ابتدا نہیں کرتا۔ اس لئے

اس وقت بھی وہی کر رہا ہے جو ازل میں کر چکا ہے۔" حضرت خضرؑ نے یہ سن کر فرمایا: اے ابن جوزی ان پر درود بھیجئے جنہوں نے خواب میں آپ کو تعلیم دی۔ (خیر المؤانس جلد دوم صفحہ ۴۴۳ تا ۴۴۴)۔

۱۳۵- علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں کہ مجھے شیخ احمد بن ارسلانؒ کے شاگردوں میں سے ایک معتمد نے بتایا کہ ان کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی اور آپؐ کی خدمت میں "قول بدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع" (علامہ سخاویؒ کی یہ مشہور تالیف ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف ہی کے بیان میں ہے) پیش کی گئی۔ آپؐ نے اس کو قبول فرمایا۔ بہت طویل خواب ہے جس کی وجہ سے مجھے انتہائی مسرت ہوئی۔ میں اللہ اور اس کے پیارے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے اس کی قبولیت کی امید رکھتا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ دارین میں زیادہ سے زیادہ ثواب کا امیدوار ہوں۔ پس تو بھی اے مخاطب اپنے پاک نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ذکر خوبیوں کے ساتھ کرتا رہا کر اور دل و زبان سے آپؐ پر کثرت سے درود بھیجتا رہا کر اس لئے کہ تیرا درود شریف آپؐ کے پاس آپؐ کی قبر اطہر میں پہنچتا ہے اور تیرا نام آپؐ کی خدمت عالیہ میں پیش کیا جاتا ہے (فضائل درود شریف صفحہ ۱۸۰ تا ۱۸۱)۔

۱۳۶- صوفی عبداللہ بن ابی زرعہؒ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد شیخ ابو عبداللہ بن خفیف کے ہمراہ مکہ مکرمہ حاضر ہوا۔ بڑی تنگ دستی تھی اور فاقے پر فاقہ ہو رہا تھا۔ اسی حال میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور رات خالی پیٹ گزاری۔ میں اس وقت نابالغ تھا۔ بار بار والد سے بھوک کی شکایت کرتا تھا۔ والد اٹھ کر قبر شریف (علیٰ صاحبہا صلوٰۃ وسلاماً) کے قریب حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، میں آج آپؐ کا مہمان ہوں۔ یہ عرض کر کے مراقبہ میں بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد مراقبہ سے سر اٹھایا۔ کبھی روتے کبھی ہنستے۔ کسی نے وجہ پوچھی تو فرمایا میں نے ابھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے میرے ہاتھ میں چند درم رکھ دیئے۔ آنکھ کھلی مراقبہ ختم ہوا تو درم ہاتھ میں موجود تھے۔ صوفی عبداللہ محمد بن ابی زرعہؒ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے ان چند درم میں اس قدر برکت عطا فرمائی کہ ہم نے شیراز واپسی تک انہیں میں سے خرچ کیا (دفا) (تجلیات مدینہ از الحاج مولانا محمد احتشام الحق کاندھلوی صفحہ ۱۱۱۔ ناشر۔ کتب خانہ انجمن ترقی اردو۔ اردو بازار۔ جامعہ مسجد دہلی ۱۹۵۳ء میں دوسری بار شائع ہوئی)۔ حضرت شیخ ابوعبداللہ بن خفیفؒ کا نام محمد اور وطن شیراز تھا۔ شاہی خاندان سے تھے اور اپنے دور کے قطب۔ ۳۷۱ھ میں وصال فرمایا بعمر ۹۵ یا ۱۰۴ سال، مزار شہر آذر میں ہے (سفینۃ الاولیاء، از داراشکوہ صفحہ ۱۳۸ تا ۱۳۹)۔

۱۲۷۔ کرد (عراق میں کردستان کے رہنے والے) ایک قبیلے کا نام ہے۔ اس میں ایک شخص ڈاکو تھا۔ وہ اپنا قصہ بیان کرتا ہے کہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ڈاکہ مارنے جارہا تھا۔ راستہ میں ایک جگہ دیکھا کہ کھجور کے تین درخت ہیں۔ دو پر خوب پھل آرہے ہیں۔ ایک چڑیا بار بار آتی ہے اور پھل دار درختوں پر سے تروتازہ کھجور اپنی چونچ میں لے کر ایک خشک درخت پہ لے جاتی ہے جس کی چوٹی پر ایک اندھا سانپ منہ کھولے پڑا ہے۔ یہ چڑیا ہر بار کھجور اس کے منہ میں ڈال دیتی ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر بڑی عبرت ہوئی۔ میں رونے لگا۔ میں نے کہا میرے مولیٰ یہ سانپ جس کے مارنے کا تیرے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حکم دیا ہے۔ جب یہ اندھا ہو گیا تو تو نے اس کو روزی پہنچانے کے لئے چڑیا کو مقرر کر دیا اور میں تیرا بندہ تیری توحید کا اقرار کرنے والا۔ تو نے مجھے لوگوں کو لوٹنے پر لگا دیا۔ میرے یہ کہنے پر میرے دل میں ڈالا گیا کہ توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ میں نے اسی وقت اپنی تلوار توڑ ڈالی جو لوگوں کو لوٹنے کے کام آتی تھی اور اپنے سر پہ خاک ڈالتا ہوا اقالہ اقالہ (درگذر درگذر) چلانے لگا۔ غیب سے آواز آئی۔ ہم نے درگذر کر دیا درگذر کر دیا۔ میرے ساتھی کہنے لگے تجھے کیا ہو گیا۔ میں نے تمام واقعہ ان کو سنایا۔ وہ کہنے لگے ہم بھی توبہ کرتے ہیں اور یہ کہہ کر سب نے اپنی تلواریں توڑ ڈالیں اور

سب لوٹ کا مال چھوڑ کر احرام باندھ کر مکہ مکرمہ کے ارادے سے چل دیئے۔ تین دن چل کر ایک گاؤں میں پہنچے جہاں ایک اندھی بڑھیا ملی۔ اس نے میرا نام لے کر پوچھا کہ تم میں اس نام کا کوئی کرد ہے۔ لوگوں نے کہا ہے۔ اس نے کچھ کپڑے نکالے اور کہا تین دن ہوتے میرا بیٹا مر گیا۔ اس نے یہ کپڑے چھوڑے ہیں۔ میں تین روز سے روزانہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھ رہی ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ کپڑے فلاں کرد کو دے دو۔ میں نے وہ کپڑے لے لئے اور ہم سب نے ان کو پہنا (فضائل صدقات حصہ دوم صفحہ ۷۶، تا ۷۷) (روض) (ذخیر المواانس حصہ دوم صفحہ ۷۰) اس واقعہ میں دو باتیں قابل عبرت ہیں ۱۔ اندھے سانپ کے لئے رزق کا انتظام ۲۔ سچی توبہ کی برکت سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کپڑوں کا اعزاز جو خود ایک قابل فخر چیز ہے۔

۱۳۸۔ "روضۃ الاذکار" میں لکھا ہے کہ ایک یمنی شخص حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۃ اقدس (علی صاحبہا صلوٰۃً وسلاماً) کی زیارت کے لئے گھر سے نکلا چلتے وقت کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم مہجوروں کی طرف سے بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کو سلام پہنچا دینا۔ پیام رسانی کی بالکل یاد نہ رہی۔ راستہ سے لوٹ کر پھر مدینہ طیبہ پیام پہنچانے آیا۔ اب مکہ معظمہ جانے کا ارادہ کیا تو قافلہ کوچ کر کے کئی منزل آگے جا چکا تھا۔ پھر پلٹ کر روضۃ المطہر (علی صاحبہا صلوٰۃً وسلاماً) پر آیا اور عالمِ مایوسی میں سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معہ اپنے دونوں وزراء کے تشریف لائے ہیں۔ میری جانب دیکھ کر حضرت صدیقِ اکبرؓ نے فرمایا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ وہی شخص ہے۔ آپ نے فرمایا "ہاں" پھر آپ میری جانب متوجہ ہو کر فرمانے لگے "ابوالوفا" (وفا کا باپ۔ عرب کے محاورہ میں اس مشہور صفت کو جو کسی کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہو کنیت کہتے ہیں۔ جیسے ابوتراب۔ ابوہریرہ وغیرہ۔ چونکہ اس شخص میں صفت وفا بدرجۂ اتم موجود تھی اس

لئے آپ نے اس کے لئے یہ کنیت پسند فرمائی)۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میری کنیت ابوالعباس ہے۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا آج سے تو ابوالوفار ہے اور میرا ہاتھ پکڑ کر اٹھا کر بٹھا دیا۔ میں چونک پڑا اور میں نے اپنے کو مسجد حرام میں بیٹھا ہوا پایا۔ آٹھ روز تک مکہ مکرمہ میں پڑا رہا حتیٰ کہ وہ قافلہ جو مجھے چھوڑ کر کوچ کر گیا تھا آ گیا (خیر المؤانس جلد دوم صفحہ ۳)۔

۱۳۹۔ شیخ ابوالخیر تسنیاتی الاقطع کے پاؤں میں آکلہ کی بیماری ہو گئی تھی۔ طبیبوں نے پاؤں کاٹ دینے کا فیصلہ کیا۔ آپ رضامند نہ ہوتے۔ مریدوں نے کہا جب نماز میں مشغول ہوں پاؤں کاٹ دینا کہ اس وقت ان کو اپنی خبر نہیں ہوتی۔ ایسا ہی کیا گیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو پاؤں کٹا ہوا تھا فرمایا کہ اسے کیا ہوا۔ تسنیات مضافات مصر میں ہے۔ توکل میں جواب نہ تھا۔ شیر جیسے درندے آپ کے تابع تھے۔ زنبیل تیار کرتے تھے۔ حماد نام تھا۔ ۳۲۲ھ میں وصال فرمایا (سفینۃ الاولیاء صفحہ ۱۸۲) فرماتے ہیں کہ میں پانچ روز سے فاقہ سے تھا۔ کوئی چیز چکھنے تک کو نہ ملی تھی۔ چھٹے روز حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضۂ اطہر (علی صاحبہا صلوٰۃً وسلاماً) پر پہنچا۔ اس وقت میں سخت بھوکا تھا۔ میں نے آپ پر اور حضرات شیخین رض پر سلام پڑھا اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) آج میں آپ کا مہمان ہوں اور یہ کہہ کر وہاں سے اٹھا اور منبر شریف کے پیچھے جا کر سو گیا۔ تھوڑی دیر میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما ہیں اور آپ کی داہنی جانب حضرت صدیق اکبر رض۔ بائیں جانب حضرت فاروق اعظم رض اور سامنے حضرت علی رض تشریف فرما ہیں۔ میں اٹھا اور اٹھ کر آپ کی پیشانی مبارک کا بوسہ لیا۔ آپ نے مجھ کو ایک روٹی عنایت فرمائی۔ اس میں سے آدھی کھانے کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ آنکھ کھلنے پر باقی آدھی روٹی میرے ہاتھ میں موجود تھی (روض (وفار) (فضائل حج صفحہ ۲۱۹) (قول بدیع) (طبقات الاولیاء صفحہ ۲۱۹) (لغمت عظمیٰ حصہ دوم صفحہ ۳۰) (لغیۃ ذوی الاحلام) (اعیان الحجاج، تاریخ اسلام کے بلند پایہ حجاج از حبیب الرحمٰن

الاعظمی صفحہ ۱۷۵)۔

۱۴۰۔ "تاتار خانیہ" میں تحریر ہے کہ بغداد میں ایک کمیٹی تھی جس کو امرار کی کمیٹی کہتے تھے۔ اس کا دستور تھا کہ جب کسی کو ضرورت ہوتی تو سب لوگ چندہ کر کے اس کی ضرورت پوری کر دیتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک مسلمان شخص کو پانچ ہزار روپیہ کی ضرورت پیش آئی۔ کمیٹی والوں نے چندہ سے روپیہ جمع کرنے کی تجویز کی۔ اتنے میں ایک مجوسی نے چپکے سے دس ہزار روپے لا کر اس کے حوالے کر دیئے۔ پانچ ہزار قرضہ کے لئے اور پانچ ہزار تجارت کے لئے۔ اسی رات اس مجوسی نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں: تو نے ایک مسلمان کی مشکل حل کی خدا تیری سعی قبول کرے۔ اس نے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں؟ فرمایا "محمد رسول اللہ" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ شخص اسی وقت آپ کے دست مبارک پر ایمان لے آیا اور صبح جامع مسجد میں حاضر ہو کر مسلمانوں کے روبرو تمام واقعہ دہرا دیا (خیر المؤانس جلد اوّل صفحہ ۳۹۷)۔

۱۴۱۔ طبرانیؒ نے روایت کی ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ شفقت، دوستی اور حسن سلوک آپس میں کیا کریں اور مانند ایک تن کے ہوں کہ اگر ایک عضو بدن میں درد ہوتا ہے تو تمام بدن اس کی رفاقت میں بے چین رہتا ہے۔ طبرانیؒ نے اس حدیث شریف کی روایت کے بعد کہا کہ میں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک اور خواب میں دیکھا اور اس حدیث کی بابت دریافت کیا تو آپ نے اپنے دست مبارک سے اشارہ کر کے فرمایا "صحیح صحیح صحیح" (مجموعہ سعادت" حصہ ثانی ملقب "لمعۃ الحدیث" مؤلفہ مولانا عبادالرحمٰن صفحہ ۴۷ تا ۴۸۔ در مطبع سعید المطابع واقع بنارس طبع گردید ۱۳۰۵ھ)۔

۱۴۲۔ ایام حج میں لوگوں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ حالت طواف وسعی ومناسک حج میں بجائے ادعیہ ماثورہ کے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتا تھا۔ لوگوں نے پوچھا تو ماثورہ دعائیں کیوں نہیں پڑھتا۔ بولا میں نے عہد کیا ہے

کہ صلوٰۃ نبویہ میں کسی چیز کو شامل نہیں کروں گا اور اس کا سبب یہ ہے کہ جب میرے والد نے وفات پائی تو اس کا چہرہ گدھے کی شکل میں تبدیل ہوگیا تھا۔ مجھے بہت غم تھا میں اسی حالت میں سوگیا۔ میں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور دوڑ کر آپؐ کے دامن مبارک کو پکڑ لیا اور اپنے باپ کے لئے شفاعت کرائی اور اس کی اس حالت کی وجہ دریافت کی۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ سود خوار تھا اور جو شخص سود خوار ہوگا اس کی دنیا و آخرت میں یہی سزا ہوگی۔ لیکن تیرا باپ سوتے وقت مجھ پر ۱۰۰ مرتبہ درود شریف بھیجا کرتا تھا اسی وجہ سے میں نے اس کی شفاعت فرمائی جو قبول ہوگئی ہے۔ میں جب بیدار ہوا تو باپ کا چہرہ مثل چودھویں کے چاند کے چمک رہا تھا۔ اس کے دفن کے وقت میں نے ہاتف غیب سے سُنا کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام کی وجہ سے اس کی بخشش ہوئی ہے (محبوب القلوب صفحہ ۴۰۵) (خیر المونس جلد دوم صفحہ ۱۷۲) اسی نوع کا واقعہ ابو حامد قزوینیؒ کی کتاب "مفید العلوم و مبید الہموم" میں بھی تحریر ہے۔

۱۴۳۔ ایک شیخ فرماتے ہیں کہ میں نے حج بیت اللہ کا ارادہ کیا جب میں بغداد شریف پہنچا تو حضرت ابو حازم مکیؒ کے پاس آیا۔ آپ سوتے ہوتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد جاگ اٹھے اور مجھ سے کہا کہ میں نے ابھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے۔ آپؐ نے میرے ذریعے تجھ کو پیغام بھیجا ہے کہ والدہ کے حقوق کی تکمیل کرنا حج بیت اللہ کے لئے جانے سے افضل ہے۔ پس تو واپس جا اور اس کے دل کی رضا طلب کر۔ میں وہیں سے واپس ہوگیا اور حج کرنے کے لئے مکہ معظمہ نہ گیا (کشف المحجوب)، (تذکرۃ الاولیاء از خواجہ فرید الدین عطارؒ صفحہ ۵۹)

۱۴۴۔ امیر اسمٰعیل بن احمد سامانیؒ خراسان کا بادشاہ تھا۔ اس کا سب سے بڑا بھائی امیر اسحٰق بھی اس کے درباریوں میں شامل تھا۔ ایک دن بخارا کے شیخ الاسلام محمد بن نصر مروزیؒ کسی ضرورت سے امیر اسمٰعیل کی ملاقات کے لئے آئے۔ امیر نے ادب و احترام

کے طور پر سات قدم بڑھ کر آپ کا استقبال کیا۔ امیر اسحٰق کو یہ بات ناگوار گزری اور امیر اسمٰعیل کو سمجھایا کہ اس قسم کی تعظیم بادشاہوں کے شایانِ شان نہیں۔ ہر شخص کے حفظِ مراتب کی ایک حد ہوتی ہے۔ امیر اسمٰعیل نے جواب دیا کہ "ہم نے ان کے علم کی وجہ سے ان کی عزت کی ہے کیوں کہ علم سب سے بڑا شرف ہے"۔ اسی رات امیر اسمٰعیل نے خواب میں دیکھا کہ حضرت اشرف الانبیاء مکینِ گنبدِ خضرا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں "میری امت کے ایک عالم کی تو نے عزت کی اور اسے لینے کے لئے سات قدم آگے بڑھا۔ میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ تیرا نام اور نسل زندہ رہے اور تیرے بعد تیرے سات فرزند بادشاہی کریں اور تیرے بھائی کی نسل منقطع ہو تاکہ اس کی اولاد میں سے کسی کو بادشاہی نصیب نہ ہو" (اعیان الحجاج صفحہ ۱۸۱) (جوامع الحکایات و لوامع الروایات حصہ دوم از محمد عوفی مترجمہ اختر شیرانی صفحہ ۱۱۱ تا ۱۱۲ شائع کردہ انجمن ترقیٔ اردو (ہند) دہلی ۱۹۴۳ء)۔

سدید الدین محمد عوفی مشہور صحابی حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی اولاد سے تھے۔ بخارا میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنی یہ مشہور کتاب سلطان ناصر الدین قباچہ کے حکم سے لکھنی شروع کی تھی۔ حکایتوں کی رنگارنگی، بوقلمونی، دل نشینی اور سچائی کی وجہ سے بہت مشہور ہوئی اور شروع ہی سے فارسی علم و ادب کی مقبول اور منتخب کتاب مانی گئی۔ چار جلدوں پر مشتمل ہے جس میں ۲۱۱۳ حکایات ہیں۔ محمد عوفی نے یہ حکایات تاریخ اور دوسرے فنون کی کتابوں سے جمع کی ہیں جن کے نام جابجا درج ہیں۔ ان ماخذوں سے عوفی کی وسعتِ نظر، کثرتِ مطالعہ اور کتابوں کی تدوین میں غیر معمولی کاوش و تحقیق کا پتہ چلتا ہے۔ اس کتاب کے مختلف زبانوں میں ترجمے ہو چکے ہیں اور ہر زمانہ اور ہر ملک میں مصنف و مؤلف برابر اس سے استفادہ کرتے رہے ہیں۔

۴۰۵۔ ابو حفص سمرقندیؒ اپنی کتاب "رونق المجالس" میں لکھتے ہیں کہ بلخ کے شہر میں ایک تاجر تھا نہایت مالدار۔ اس نے دو بیٹے چھوڑے۔ دونوں نے آدھا آدھا ترکہ بانٹ لیا۔

اس میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین موئے مبارک بھی تھے۔ ایک ایک لینے کے بعد بڑے نے کہا تیسرے بال کو کاٹ کر آدھا آدھا کر لیں مگر چھوٹا راضی نہ ہوا اور کہا ایسا کرنا بے ادبی ہے۔ بڑے نے کہا اگر تجھے رغبت ہے تو ان تینوں موئے مبارک کو اپنی میراث اور ترکہ کے عوض لے لے۔ چھوٹا بھائی راضی ہو گیا اور تینوں بالوں کے عوض اپنا سارا مال بڑے بھائی کو دے دیا۔ کچھ عرصہ بعد بڑے بھائی کا سارا مال غارت ہو گیا اور وہ بالکل محتاج ہو کر رہ گیا۔ مایوسی کے عالم میں ایک دن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ اس نے اپنی مفلسی اور محتاجی کا رونا رویا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اے بدنصیب تو نے ان بالوں سے بے رغبتی کر کے ان پر دنیا کو ترجیح دی جب کہ تیرے چھوٹے بھائی نے خوشی اور شوق کے ساتھ انہیں لیا۔ جب انہیں دیکھتا مجھ پر درود پڑھتا۔ اللہ تعالےٰ نے اس کے صلے میں اس کو سعادت دارین عطا فرمائی۔ خواب سے بیدار ہو کر بڑا بھائی چھوٹے بھائی کے خادموں میں سے ایک خادم بن گیا (خیر المجالس حصہ دوم صفحہ ۱۸۱)۔

۱۴۶۔ "مکارم الاخلاق" میں تحریر ہے کہ ابو علی شبوئیؒ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لوگ آپؐ سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ بوڑھا کر دیا مجھ کو سورۃ ہود نے، پیغمبروں کے قصوں اور ان کی امتوں کے ہلاک ہونے نے۔ کیا یہ درست ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس میں ایک آیت ہے "فاستقم کما امرت ومن تاب معک" یعنی "دین پر ایسے مستقیم رہو جیسا کہ حکم ہے"۔ اور ظاہر ہے کہ حکم کے مطابق پوری استقامت بہت ہی مشکل ہے۔ روایت ہے کہ جس وقت یہ آیت شریفہ نازل ہوئی تو اس کی ہیبت سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک کے چند بال سفید ہو گئے تھے۔ (شمائل ترمذی مع اردو شرح خصائل نبوی صفحہ ۴۰) (الدار المنظوم فی ترجمہ ملفوظ المخدوم جلد دوم صفحہ ۴۴۵ ۱۳۰۹ھ میں شائع ہوئی) (طی الفراسخ الی المنازل البرازخ

ازمولانا ذوالفقار احمد نقوی بھوپالی در مطبع عاقلی بھوپال ۱۳۲۹ھ صفحہ ۲۴۴) جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں دیکھتا ہوں کہ آپؐ بوڑھے ہوگئے ہیں تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے سورۃ ہود اور ان کی بہنوں نے بوڑھا کر دیا دکیوں کہ ان میں قیامت کا ذکر ہے) (مذاق العارفین اردو ترجمہ احیاالعلوم)

۱۴۷۔ ابومحمد بن الازرق انباریؒ کا بیان ہے کہ میں اپنی بھاوج اور بھتیجی کے ہمراہ اپنے بھائی ابویعقوب جو مصر میں محرر تھے ان سے ملاقات کے لئے نکلا کہ راستہ میں قزاقوں نے قافلہ لوٹ لیا اور ہمارے پاس پھوٹی کوڑی تک باقی نہ رہی۔ گرتے پڑتے بھوک سے نڈھال نہایت پریشان حال چلے جاتے تھے کہ ایک شتربان راستہ میں مل گیا۔ اس نے کچھ اجرت طے کر کے ہمیں دمشق پہنچا دیا۔ یہاں ایک شخص بار بار میرا نام لے کر پکارتا تھا۔ میں اس کے سامنے حاضر ہوگیا۔ اس شخص نے میرے اونٹ کا کرایہ ادا کیا اور ہم سب کو اپنے گھر لے گیا اور بہت آرام پہنچایا۔ تین دن ہم اس کے پاس رہے۔ میں سمجھا کہ میرے بھائی نے مصر سے دمشق ہماری مہمانی کے لئے اپنے کسی دوست کو لکھ دیا ہے۔ چلتے وقت معلوم ہوا کہ وہ میرے بھائی سے قطعی ناواقف ہے۔ مجھے اس بات پر حیرت ہوئی تو میرے میزبان نے کہا میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپؐ نے ارشاد فرمایا "اے ابن صابونی! ابومحمد بن الازرق انباری کی خبر لے اور اس کے ساتھ سلوک کر اور اس کو منزل مقصود تک پہنچا" جب میں بیدار ہوا تو تمہاری تلاش کی۔ میں نے جب یہ قصہ سُنا تو حیرت زدہ رہ گیا۔ بعد ازاں ابن صابونی سے کافی خرچ لے کر مصر روانہ ہوا۔ مصر پہنچ کر بھائی سے سارا ماجرہ کہہ سنایا۔ جب مصر سے اپنے گھر دمشق پہنچا تو ابن صابونی کو نہایت خستہ حال پایا۔ میرے بھائی نے تمام جائیداد جو مصر میں تھی اور بہت قیمتی تھی ابن صابونی کو بخش دی (لغبتہ ذوی الاحلام)۔

۱۴۸۔ یوسف بن علی فرماتے ہیں کہ ایک ہاشمی عورت مدینہ منورہ میں رہتی تھی اور

بعض خدام اس کو ستایا کرتے تھے۔ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں فریاد لے کر حاضر ہوئی تو روضۂ اطہر (علی صاحبہا صلوٰۃً وسلاماً) سے یہ آواز آئی "کیا تیرے لئے میرے اتباع میں رغبت نہیں۔ جس طرح میں نے صبر کیا تو بھی صبر کر۔" وہ عورت کہتی ہے کہ اس آواز کے بعد جس قدر کلفت تھی وہ سب جاتی رہی اور وہ تینوں خادم جو مجھے ستایا کرتے تھے مر گئے (الحاوی از علامہ جلال الدین سیوطیؒ)۔

۱۴۹۔ شیخ ابن ثابتؒ ایک بزرگ تھے جو مکہ مکرمہ میں رہتے تھے۔ ۶۰ سال تک مدینہ شریف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت پاک کے لئے تشریف لاتے رہے۔ زیارت مبارک کے بعد ہر سال واپس چلے جاتے تھے۔ ایک سال کسی مجبوری کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے۔ کچھ غنودگی کی حالت میں اپنے حجرہ میں بیٹھے تھے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے اور آپ نے ارشاد فرمایا "ابن ثابت تم ہماری ملاقات کو نہ آئے اس لئے ہم تم سے ملنے آئے ہیں" (الحاوی)، (تجلیات مدینہ صفحہ ۱۱۲)۔

۱۵۰۔ امام الحرمین ابو المعالی الجوینیؒ کا خواب ان کے حق میں بہترین بشارت ہے۔ اس خواب سے پہلے امام مذکور نے عقائد معتزلہ و فلاسفہ و اہل سنت پر غور کیا تھا اور ہر طرف دلائل قوی پا کر حیران تھے کہ کس کی بات کو تسلیم کیا جائے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں تشریف لا کر ارشاد فرمایا۔ صابونی کے عقیدہ کو اختیار کرو۔ کتاب "المائتین للصابونی" حضرت صابونیؒ کی مشہور احادیث کی کتاب ہے۔ نیشاپور کے رہنے والے تھے۔ اپنے زمانہ کے عظیم ترین علماء ربانیین میں سے تھے۔ (بستان المحدثین (اردو) از شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ صفحہ ۱۴۷)۔

۱۵۱۔ ایک نیک اور صالح مرد نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ آپ میرے حق میں دعا فرمایئے۔ آپ نے اپنے دونوں دست مبارک کھول کر دعا فرمائی اور بعدہٗ ارشاد فرمایا کہ اکثر یہ دعا پڑھا کرو۔ "اللّٰھم اختم لنا بالخیر" (المقاصد الحسنہ)

۱۵۲۔ ایک شخص جنگل میں تنہا چلا جا رہا تھا۔ اچانک اس کی سواری کے جانور کا پیر ٹوٹ گیا۔ پریشانی کے عالم میں اس نے درود شریف کا ورد شروع کیا۔ دیکھتا کیا ہے کہ تھوڑی دیر بعد تین بزرگ تشریف لائے۔ ان میں سے ایک دور کھڑے رہے اور دو صاحبان نزدیک تشریف لائے اور اس کے جانور کا پیر درست کر دیا۔ اس شخص نے دریافت کیا کہ آپ حضرات کون ہیں۔ ان دونوں صاحباں نے فرمایا کہ ہم حسن اور حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ہیں اور وہ جو دور کھڑے ہیں وہ ہمارے نانا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔ اس شخص نے فریاد کی کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھ کو قدم بوسی سے کیوں محروم فرمایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تیرے منہ سے حقّہ کی بو آتی ہے (انوار الرحمٰن)۔

۱۵۳۔ ایک بزرگ تین ماہ سے اس قدر سخت بیمار تھے کہ لوگ بس ان کی سانس گنتے تھے۔ اسی حالت میں ان کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم یہ دعا پڑھو "اللّٰھم انی اسئلک العفو والعافیہ والمعافاۃ الدائمۃ فی الدنیا والآخرۃ۔" انہوں نے خواب کے اندر ہی اس دعا کو پڑھا اور جب بیدار ہوئے تو بالکل تندرست تھے (بغیۃ ذوی الاحلام)۔

۱۵۴۔ حضرت قاری ہیثم نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں "تم وہی ہیثم ہو جو اپنی آواز سے قرآن کو زینت دیتے ہو" میں نے عرض کیا جی ہاں۔" آپ نے ارشاد فرمایا "اللہ تم کو جزائے خیر دے۔" (تنویر اللمعان ص۹۱)

خوش الحانی کے ساتھ قرآن پاک صحیح و درست طریقہ سے پڑھنا کہ اس کے حروف و حرکات و شد و مد میں فرق نہ آنے پائے نہایت بہتر و مطبوع و مستحسن و مندوب ہے اور اگر اس امر مندوب یعنی خوش آوازی حاصل کرنے کے لئے راگ راگنی، اور انداز فن موسیقی کو دخل دیا جو بالاتفاق حرام ہے تو نیکی برباد گناہ لازم کی مثل صادق آتے گی۔

۱۵۵۔ ابو عبد اللہ محمد بن خفیف حنبلیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف کی راہ معلوم

ہوئی اور وہ اس پر چلنے کے بعد لوٹ آیا تو اللہ تعالیٰ اس پر ایسا عذاب کرے گا کہ سارے عالم میں کسی پر نہ کیا ہوگا" (نعمت عظمیٰ حصہ دوم صفحہ ۷۱ تا ۷۲)، (خیرۃ الخیر، (طی الفراسخ الی المنازل البرازخ صفحہ ۲۴۴)۔

۱۵۶۔ حضرت عبداللہ بن موسیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت علی بن صالحؒ کا انتقال ہوا۔ میں سفر پر تھا جب واپس آیا تو ان کے بھائی حسن بن صالح کے پاس تعزیت کے لئے گیا مجھے وہاں جا کر رونا آگیا۔ وہ کہنے لگے کہ رونے سے پہلے ان کے انتقال کی کیفیت سنو کیسے لطف کی ہے۔ جب ان پر نزع کی تکلیف شروع ہوئی تو مجھ سے پانی مانگا۔ میں پانی لے کر آگیا۔ کہنے لگے میں تو پانی پی لیا۔ میں نے دریافت کیا کس نے پلایا بولے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرشتوں کی بہت سی صفوں کے ساتھ تشریف لاتے تھے۔ انہوں نے مجھے پانی پلا دیا۔ مجھے خیال ہوا کہ کہیں غفلت میں نہ کہہ رہے ہوں اس لئے پوچھا کہ فرشتوں کی صفیں کس طرح تھیں تو کہنے لگے اوپر نیچے اس طرح تھیں ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ کے اوپر کر کے بتایا (فضائل صدقات حصہ دوم صفحہ ۲۸۷)۔

۱۵۷۔ ابوالحسن تمیمیؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں خرچ سے بہت تنگ تھا شب عید الفطر کو سخت اضطراب میں تھا کہ کل عید کا خرچ کہاں سے کروں گا۔ بچوں کے لئے کپڑوں وغیرہ کا انتظام کیسے ہوگا کہ ناگاہ دروازہ سے کسی نے آواز دی۔ میں باہر آیا تو ابن ابی عمر تھے۔ انہوں نے کہا میں نے خواب میں ابھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے۔ آپؐ نے مجھے حکم دیا ہے کہ ابوالحسن تمیمی اور اس کی اولاد بڑی تنگی میں ہیں۔ اسی وقت ان کی کچھ مدد کر کہ ان کی بھی عید ہو جائے۔ میں نے بیدار ہو کر فوراً کپڑے وغیرہ خریدے اور وہ لے کر اب آپ کے پاس آیا ہوں اور اس طرح ابوالحسن تمیمیؒ اور ان کے گھر والوں کی عید کا پورا انتظام ہو گیا (بغیۃ ذوی الاحلام)۔

۱۵۸۔ سید ابو محمد عبدالسلام حسینیؒ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میں تھا۔ تین دن تک کچھ کھانے کی نوبت نہ آئی تھی۔ میں نے منبر شریف کے پاس جا کر دو رکعت نماز پڑھی

اس کے بعد کہا داداجان (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے بھوک لگ رہی ہے اور میرا دل ثرید کھانے کو چاہتا ہے۔ اس کے بعد سو گیا۔ تھوڑی دیر گذری تھی کہ ایک شخص نے آکر مجھے جگایا اور لکڑی کے ایک پیالے میں ثرید جس میں گھی، گوشت اور بہت سی خوشبوئیں پڑی تھیں مجھے دیا۔ میں نے دریافت کیا کہاں سے آیا ہے۔ وہ کہنے لگا میرے بچے تین دن سے اس کا تقاضا کر رہے تھے آج مجھے کچھ مقدور سے مل گیا تھا اس لئے میں نے پکایا تھا۔ پکا کر سو گیا۔ خواب میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ تیرے ایک بھائی نے اس کی تمنا مجھ سے کی ہے اس میں سے کچھ اس کو بھی کھلا (فضائل حج صفحہ ۲۲۹) (وفاء الوفاء)۔

۱۵۹۔ شیخ ابن حجر مکیؒ اور امام سخاویؒ اور بھی دیگر محدثین سے منقول ہے کہ محمد بن سعید بن مطرفؒ درود شریف پڑھنے کے بہت دل دادہ تھے۔ شب کو ہمیشہ ایک خاص تعداد درود شریف پڑھ کر سوتے تھے۔ ایک رات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوتے۔ خواب میں دیکھا کہ سارا گھر نورٌ علی نور ہے اور در و دیوار مشک کی خوشبو سے مہک رہے ہیں اور گھر میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونق افروز ہیں۔ آپ نے محمد بن سعیدؒ کو قریب بلایا اور فرمایا میرے قریب اپنا منہ لا کہ میں اس کا بوسہ لوں اس لئے کہ تو مجھ پر بکثرت درود بھیجتا ہے۔ آپ شرما گئے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کیسے اپنا منہ پیش کروں اور ادھر سے اپنا منہ پھیر لیا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے رخسار پر بوسہ دیا جس سے آپ چونک پڑے، آنکھ کھل گئی۔ بیوی بھی جاگ اٹھی۔ دیکھا کہ تمام مکان مشک کی خوشبو سے بسا ہوا ہے اور رخسار سے مشک کی خوشبو کی لپٹیں نکل رہی ہیں۔ رخسار اور مکان سے آٹھ روز تک برابر مشک کی خوشبو آتی رہی۔ سبحان اللہ ۵

يارب صل وسلم دائماً ابداً
علی حبيبک خير الخلق کلهم

(زاد السعید صفحہ ۱۱) (محبوب القلوب صفحہ ۲۹۹) (صلوات ناصری صفحہ ۵۱) (فضائل درود شریف صفحہ ۷۷) (تحفہ درود از منظور احمد صفحہ ۴ تا ۱۵) (مرزح البحرین فی فضائل الحرمین از مولوی عبدالغفار مفتی صدر نظامت۔ گوالیار۔ صفحہ ۲۰۶)۔

۱۶۰۔ شیخ عبدالجلیل بن محمدؒ لکھتے ہیں کہ "شفار الاسقام" میں تصنیف کر رہا تھا۔ خواب میں دیکھا کہ ایک خچر پر سوار ہوں اور چاہتا ہوں کہ ایک قافلہ سے جا ملوں جو آگے نکل گیا ہے مگر میرا خچر سست ہو گیا۔ جھڑکی دینے پر چلا۔ آگے ایک مرد نظر آیا جس نے مضبوطی سے میرے خچر کی باگ پکڑ لی اور قافلہ سے جا ملنے میں مانع ہوا۔ میں گھبرا گیا مگر اسی وقت ایک خیر و صلاح سے آراستہ اور حسن و جمال سے پیراستہ بزرگ نظر آئے جنہوں نے مجھے اس مرد سے چھڑایا اور فرمایا اسے چھوڑ دے۔ اللہ تعالٰی نے اس کی مغفرت کی ہے اور اس کے اہل میں اس کی شفاعت ہوگی۔ دل نے گواہی دی کہ یہ بزرگ حضرت علیؓ تھے۔ خواب سے بیدار ہو کر بہت خوش تھا۔ اس خواب کے کچھ عرصہ بعد میں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ میرے مکان کی کوٹھری میں تشریف لاتے ہیں۔ مکان نورٌ علی نور ہو رہا ہے۔ میں نے تین بار عرض کیا الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں آپ کے جوار میں ہوں اور آپؐ کی شفاعت کا طالب ہوں۔ آپؐ نے میرا ہاتھ پکڑا اور بوسہ دیا اور مسکراتے ہوئے فرمایا "ای واللہ ای واللہ ای واللہ"۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک مرد پڑوسی جو مر چکا تھا مجھ سے کہہ رہا ہے کہ تم تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدام میں سے ہو۔ میں نے کہا تم کو کیونکر معلوم ہوا۔ اس نے کہا واللہ تمہاری خدمت کا ذکر آسمان والے کرتے تھے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ گفتگو سن کر چپکے چپکے مسکراتے تھے۔ بعدہٗ میں نے اپنے والد کو

خواب میں دیکھا اور بہت خوش پایا۔ ان سے دریافت کیا بابا مجھ سے آپ نے کچھ نفع بھی پایا۔ فرمایا تم نے ہمیں فائدہ دیا درود شریف کی یہ کتاب تالیف کر کے۔ میں نے کہا آپ کو کیونکر علم ہوا۔ فرمایا ملاء اعلیٰ میں تمہاری دھوم ہے (صلوٰت ناصری صفحہ ۵۸ تا ۵۹)۔

۱۶۱۔ ایک خادم مزار نبوی (علی صاحبہا صلوٰۃً و سلاماً) بیان کرتے ہیں کہ ایک روز بکیر قاسم شریف مسکراتے ہوئے تشریف لائے۔ میں نے مسکرانے کی وجہ دریافت کی۔ بولے میں بہت بھوکا تھا۔ کھانے کو کچھ پاس نہ تھا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فریاد کی اور سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ آپ تشریف لاتے ہیں اور دودھ سے بھرا ہوا پیالہ مجھے عنایت فرمایا ہے۔ میں نے وہ دودھ پیا اور سیر ہو گیا۔ جب آنکھ کھلی تو تھوک میں دودھ کا رنگ پایا اور پیٹ بھرا ہوا تھا۔ خادم بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ہمارے سامنے اپنی ہتھیلی پر تھوکا تو دودھ کا اثر صاف ظاہر تھا۔

(لبغیۃ ذوی الاحلام)۔

۱۶۲۔ جو شخص ہفتہ یا بدھ کو سینگیاں لگوائے اگر وہ مبروص ہو جائے تو خود اپنے اس فعل کا ذمہ دار ہے (حدیث) ایک محدث نے اس حدیث کو ضعیف سمجھ کر ہفتہ کے دن سینگیاں (پچھنے) لگوائیں۔ ان کو برص ہو گیا۔ وہ سخت پریشان ہوئے۔ ایک شب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ انہوں نے شکایت کی۔ آپ نے فرمایا تم نے اس حدیث پر عمل کیوں نہ کیا عرض کیا اس کا راوی ضعیف تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اس نے مجھ سے یہ حدیث بیان نہیں کی تھی۔ عرض کیا کہ میں اس حرکت پر پشیمان ہوں۔ حضرت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے حق میں دعائے شفا فرمائی محدث جب بیدار ہوئے تو بالکل تندرست تھے۔ ثابت ہوا کہ صرف آپ کا اسم مبارک کسی چیز سے مقرون ہو جائے تو اس سے فیوض وبرکات کا ظاہر ہونا بعید

نہیں بلکہ متیقن ہے (اربعین از شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ)۔

۱۶۳۔ مولانا ماہر القادریؒ لکھتے ہیں "اب جو کچھ میں لکھنے والا ہوں اس کی نوعیت تحدیث نعمت کی ہے اور مجھ گنہگار کے لئے فخر اور مسرت کی معراج ہے۔ گذشتہ برس وقت حج سے دو ڈھائی ماہ قبل پیر محمد اشرف صاحب ساہیوال سے کراچی آئے اور محمد صادق صاحب المعروف لالہ صحرائی کے ہمراہ میرے غریب خانے پر تشریف لائے۔ علیک سلیک اور مزاج پرسی وغیرہ کے بعد سلسلۂ گفتگو میں انہوں نے فرمایا" میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس میں یہ دیکھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ افروز ہیں۔ آپؐ کے قریب ہی مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی کھڑے ہیں اور ان کے بعد باادب ہاتھ باندھے آپ کھڑے ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے مجھے کچھ ایسا اشارہ ہو رہا ہے کہ "ان ماہر القادری کے ذریعے تمہارے حج کے جانے کا انتظام ہو جائے گا۔" چنانچہ فی الواقعہ ایسا ہی ہوا۔ ہر قسم کے موانع اور پابندیاں دھری کی دھری رہ گئیں اور پیر محمد اشرف صاحب آخری جہاز سے حجاز مقدس کے لئے روانہ ہو گئے (ماہنامہ "فاران" کراچی۔ جنوری سنہ ۱۹۶۹ء صفحہ ۳۰)۔

۱۶۴۔ قطب الاولیاء سید شاہ محمد سجادؒ نے کل پانچ حج کئے۔ ۴۰ سال کی عمر میں تارک الدنیا ہوئے اور پہلی بار اسی عمر میں حج کو گئے اور دو سال مدینہ طیبہ میں گزارے پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے اجمیر تشریف لائے اور عرصہ تک حضرت خواجہ اجمیریؒ کے روضہ پر حاضر رہنے کے بعد دانا پور آکر خانہ نشین ہو گئے تیسرے سال پھر حج کو گئے اور عرصہ تک مدینہ طیبہ میں رہے۔ معمول یہ تھا کہ تمام شب حرم شریف میں مراقب رہتے۔ ایک روز ایک سید صاحب نے آپ کی گوشت کی دعوت کی اور اس روز آپ حرم شریف میں حاضر نہ ہوتے۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں کہ اے فرزند تم مدینہ میں گوشت کھانے آتے ہو یا ہمارے پاس آتے ہو۔ اس روز سے عہد کیا کہ اب

گوشت نہ کھاؤں گا چنانچہ لقیہ تمام عمر گوشت نہ کھایا (اصح السیر طباعت اول ۱۲۸۵ھ اشاعت ثانی ۱۳۲۰ھ مفید عام پریس آگرہ صفحہ ۱۷۲) (بزم ابوالعلا حصہ دوم صفحہ ۲۰۶ تا ۲۰۷ از محمد عبدالنعیم انجم ظفری ابوالعلائی اکبر آبادی - یکے از مطبوعات والبستگان سلسلہ عالیہ ابوالعلائیہ ۵۹۸/۱۰ - لیاقت آباد - کراچی) آپ ۲۱ رجب ۱۲۳۱ھ بروز دوشنبہ بمقام داناپور (یوپی - بھارت) میں پیدا ہوئے اور ۱۴ ذیلقعدہ بروز یک شنبہ ۱۲۹۰ھ وصال فرمایا - مزار داناپور محلہ شاہ ٹولی میں مرجع خلائق ہے -

۱۶۵ - اپنے والد ماجد الشیخ حضرت مولانا عبدالغفور عباسی ہزاروی ثم مدنی قدس سرہ کا حسب ذیل خواب مجھے آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا عبدالحق عباسی صاحب نے مدینہ طیبہ میں ۱۲ مارچ ۱۹۷۳ء کو سنایا جب میں (مؤلف کتاب ہذا) حج کے بعد وہاں پہنچا -

فرمایا ہمارے دادا کا نام شاہ سید عباسی تھا - ہم عباسی خاندان سے ہیں - ابتداءً چغرزئی نزد سوات (پاکستان) کے رہنے والے ہیں - والد صاحب ہاشم خیل بانڈہ جنڈ یا میرگلی، علاقہ چغرزئی 'در بندھری پور ہزارہ میں پیدا ہوئے - تکمیل تعلیم مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلویؒ سے کر کے سند الفراغ حاصل کی پھر اسی مدرسہ امینیہ میں پانچ سال تدریسی خدمات انجام دیں - سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت مولانا فضل علی قریشی مسکین پوری ضلع مظفر گڑھ سے روحانی اسباق کی تکمیل کر کے خلافت حاصل کی - ابا رات بھر حلقہ کے ساتھ درود شریف پڑھتے تھے - ایک رات جنڈ یا (چغرزئی) کی جامع مسجد میں یہ خواب دیکھا اور اس خواب کے چند سال بعد مستقل طور پر مدینہ طیبہ تشریف لے آئے - دیکھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مشاہد تا فرما رہے ہیں ادن منی (میرے قریب ہو جاؤ) ادن منی (میرے قریب ہو جاؤ) - آپ نے فرمایا میں تم کو سلسلہ قادریہ میں بیعت کرتا ہوں - اس پر ابا نے فرمایا میں تو پہلے ہی ان نقشبندی حضرات سے بیعت ہوں جو مدینہ طیبہ میں باب جبریل کے پاس خانقاہ مظہری میں

رہتے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ میں تم کو اہلِ بیت کے سلسلہ میں داخل کرتا ہوں۔ ابا نے وضو کیا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو سلسلہ قادریہ میں بیعت کیا۔

۴۲ برس کی عمر تھی جب آپ مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ ۷۲ برس کی عمر پائی۔ یکم ربیع الاول ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۸ مئی ۱۹۶۹ء شب ہفتہ وصال فرمایا۔ ۱۸۹۴ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹۳۶ء میں حج کو گئے اور مدینہ شریف میں مقیم ہو گئے۔ وصال کے بعد جنت البقیع میں حضرت عثمانِ غنیؓ کے جوار میں مشائخ سلسلہ نقش بندیہ مجددیہ شاہ احمد سعیدؒ۔ شاہ عبدالغنیؒ وغیرہ کی قبور کے پاس جگہ ملی۔ تاریخ وصال اس شعر سے نکلتی ہے ؎

بزمِ جنت یافت از راہ بقیع رہنمائے راہِ دیں عبد الغفور

۱۳۸۹ھ ۱۹۶۹ء

والد صاحب کا وصال ہوا تو قلب زندہ تھا جس پر ڈاکٹر حیران تھے۔ شہ رگ دیکھ کر ڈاکٹروں کو آپ کے وصال کا اطمینان ہوا۔ وقت وصال حضرت مولانا ذکریا صاحب قریب موجود تھے۔ "مجموعہ دعواتِ فضلیہ" آپ کی مشہور کتاب ہے۔ اپنے دَور کے عظیم المرتبت بزرگ گزرے ہیں۔

مدینہ شریف کے پندرہ روزہ قیام کے دوران میں نے حضرت مولانا عبدالحق صاحب موصوف کے یہاں قیام کیا۔ کریمانہ اخلاق اور بزرگانہ صفات کے مالک ہیں۔ حجاج کی خدمت میں بڑا لطف آتا ہے۔ ہر مہمان کی خدمت میں بچھے جاتے ہیں۔ ۱۳۵۵-۵۶ھ مطابق ۱۹۳۶ء میں جب کہ آپ کی عمر ۱۲ برس کی تھی۔ اس وقت سے مدینہ طیبہ میں ہیں۔ والد بزرگوار کے سجادہ نشین ہیں۔

۱۶۶۔ حضرت بل (کشمیر) میں جو موئے مبارک ہے اس کی تاریخ یوں ہے، مدینہ طیبہ میں ایک بزرگ تھے سید عبداللہ جن کے پاس نسلاً بعد نسلاً تین نہایت قیمتی تبرکات چلے آتے تھے۔ ان میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

ایک موئے مبارک تھا۔ ۱۶۳۴ء میں خلیفہ وقت کی ناراضگی کی بنا پر سید عبداللہ کو مدینہ منورہ چھوڑنا پڑا اور آپ تبرکات کے ہمراہ ہندوستان تشریف لے آئے۔ شہنشاہ شاہ جہان کا زمانہ تھا۔ انہوں نے آپ کو بیجاپور میں جاگیر دے دی۔ سید عبداللہ کی وفات پر یہ تبرکات آپ کے صاحبزادے سید حامد کی تحویل میں آگئے۔ سید حامد غربت کا شکار ہو گئے۔ سترھویں صدی کے اواخر میں سید حامد نے اپنی مشکلات ایک کشمیری تاجر خواجہ نورالدین عشاوری سے بیان کیں۔ خواجہ صاحب نے سید حامد کی دل کھول کر مدد فرمائی اور مقدس تبرکات کی زیارت کی اور پھر ہر وقت موئے مبارک حاصل کرنے کے لئے بیقرار رہنے لگے۔ سید حامد سے بھی اپنی تمنا کا اظہار کیا مگر انہوں نے موئے مبارک دینے سے صاف انکار کر دیا۔ اس دوران ایک رات سید حامد نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے فرمایا اس تاجر کو مایوس مت کرو اور یہ مقدس تبرک اسے دے دو۔ اس طرح خواجہ صاحب کو یہ موئے مبارک ملا۔ اس کو لے کر وہ اپنے وطن کشمیر کے لئے روانہ ہوئے۔ چند روز لاہور میں قیام کیا۔ شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر ان دنوں لاہور میں تھے۔ انہوں نے خواجہ صاحب کو دربار طلب کیا اور تحقیق کے لئے موئے مبارک کو آگ پر رکھا مگر کوئی اثر نہ ہوا۔ دھوپ میں رکھا تو غیب سے ابر کے ٹکڑے نے ظاہر ہو کر اس پر سایہ کر لیا۔ درود شریف کے ورد کے ساتھ موئے مبارک میں جنبش شروع ہو گئی، غرض شہنشاہ کو موئے مبارک کے اصلی ہونے کا جب اطمینان ہو گیا تو کہا کہ اس مقدس بال کے سامنے میری تمام سلطنت، تاج و تخت اور جان و مال سب کچھ ہیچ ہے اور حکم دیا کہ اجمیر شریف لے جا کر یہ موئے مبارک حضرت خواجہ اجمیریؒ کے روضہ میں رکھا جائے۔ اس موئے مبارک کو اجمیر شریف پہنچے ابھی نواں دن تھا کہ شہنشاہ اورنگزیب نے خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے خواجہ کا دل توڑ دیا جو میری محبت سے معمور تھا۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ خواجہ

کی وصیت پوری کرو"۔ شہنشاہ نے صبح ہوتے ہی اجمیر شریف سے موئے مبارک منگوایا اسے صندل کے صندوق میں بند کیا اور خواجہ نورالدین عشاوری کی میت کے ساتھ کشمیر بھجوایا۔ یہ موئے مبارک باغ صادق خان (سری نگر) کی مسجد میں رکھ دیا گیا اور خواجہ صاحب کو مسجد کے باغ میں دفن کر دیا گیا۔ جلد ہی مسجد کا نام "حضرت بلؒ" پڑ گیا (دوسرا مدینہ از محمد حسام الدین جوہر)۔

۲۷ دسمبر ۱۹۶۳ء کو یہ موئے مبارک چوری کر لیا گیا۔ کشمیر میں گویا قیامت آگئی زبردست احتجاجی مظاہروں اور غم و غصہ کے اظہار کا یہ نتیجہ نکلا کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر موئے مبارک برآمد کر لیا گیا۔ کشمیری زبان میں بال کو بل کہتے ہیں۔ حضرت بل یا درگاہ بل یہ مقام اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کیونکہ یہاں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا موئے مبارک محفوظ ہے۔ مسجد کے ایک حجرہ میں شیشے کی ایک نلکی کے اندر یہ موئے مبارک محفوظ ہے جو چاندی کی ایک صندوقچی میں بند ہے۔ یہ صندوقچی چاندی کی ایک بڑی صندوقچی میں بند ہے جو فولاد کے ایک صندوق میں بند رہتی ہے۔ حجرہ کا دروازہ شیشہ کا بنا ہوا ہے جس کی چابی امام مسجد کے پاس رہتی ہے اور دروازہ پر چوبیس گھنٹے پہرہ لگا رہتا ہے۔ موئے مبارک کا دیدار صرف خاص خاص مواقع پر کرایا جاتا ہے۔ ۲۷ دسمبر کو جب کشمیر میں بخشی غلام محمد وزیر اعلیٰ تھا کسی نے شیشے کا دروازہ توڑ کر موئے مبارک غائب کر دیا تھا مگر جس طرح چپکے سے غائب ہوا تھا اسی طرح چپکے سے واپس بھی آگیا۔

۱۶۷۔ مشرقی پنجاب (بھارت) کے ضلع جالندھر کی تحصیل نکودر میں ایک بہت پرانا قصبہ مہد پور ہے جہاں حضرت سید حسن رسول نما دہلویؒ کی اولاد میں سے ایک خاندان آباد تھا۔ اس گھرانے کے ایک نامور بزرگ حکیم فضل محمد جالندھریؒ تھے جن کا ۹۵ برس کی عمر میں ۱۹۴۹ء میں انتقال ہوا۔ پیشہ کے اعتبار سے حکیم تھے وہ بھی شاہی اور بافراغت زندگی گزارتے تھے حکیم اجمل خانؒ کے ہم درس تھے۔ دینی تعلیم دارالعلوم دیوبند میں حاصل کی۔ اس شہرۂ آفاق درس گاہ کے اوّلین تلامذہ میں سے تھے۔ مولانا

اشرف علی تھانویؒ کے ہم سبق اور حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کے شاگرد رشید لیکن مسلکاً دیوبندی نہ تھے۔ آپ کا مشرب عشق و محبت رسول (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) تھا اور عالم یہ تھا کہ آپ کا نام نامی اسم گرامی سنتے ہی رقت طاری ہو جاتی تھی اور زار و قطار رونے لگتے تھے۔ تقریباً ۷۵ برس کی عمر میں فالج کا حملہ ہوا اور اطباء زندگی سے مایوس ہو گئے۔ غشی کی کیفیت طاری تھی اور تیمار داروں کو یقین ہو گیا تھا کہ آپ کے چل چلاؤ کا وقت قریب آن پہنچا کہ اچانک رات کے تیسرے پہر بے ہوش وجود میں حرکت پیدا ہوئی اور اسی عالم میں آپ چلاتے "یا حضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) یہ میرا پاؤں ہے۔" آپ کے اعزہ و لواحقین جو آپ کے گرد جمع تھے اس جملہ پر حیرت زدہ تھے کہ حکیم صاحب نے اپنی مفلوج ٹانگ کو بڑی تیزی سے سمیٹا اور فوراً ہی یوں بھلے چنگے ہو کر اٹھ بیٹھے جیسے کبھی بیمار ہی نہ تھے اور بتایا کہ ابھی ابھی خواب میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لائے تھے۔ آپؐ نے دستِ مبارک میرے جسم پر پھیرا اور جب آپؐ کا دست مبارک میرے پاؤں کے قریب پہنچا تو میں نے فرطِ ادب سے پاؤں سکیڑ لیا چنانچہ پاؤں میں خفیف سا لنگ باقی عمر موجود رہا اور حکیم صاحب اس واقعے کے تقریباً تیس برس بعد تک کامل تندرستی کے ساتھ زندہ و سلامت رہے۔ اس واقعہ کے چشم دید گواہ آج بھی زندہ ہیں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اس تصرف باطنی کے عینی شاہد ہیں۔ فارسی کے مشہور شاعر گرامی نے حکیم صاحب کی شان میں فرمایا تھا ؎

زمہد تا بہ لحد عاشق رسولِ کریم　　حکیم فضل محمد حکیم ابن حکیم

اور یہ شعر بھی گرامی کا ہے جو حکیم صاحب کی جلالتِ شان کو خراجِ عقیدت و تحسین ہے ؎

خواہی اگر نجات بیا بر درِ رسول　　فضل خدا، بہ فضل محمد شود حصول

(ماہنامہ "سیارہ ڈائجسٹ" فروری ۱۹۷۷ء صفحہ ۹۵ تا ۹۶۔ مضمون نگار سید شاہد رحیم)

فاطمیؔ، لاہور)۔

۱۶۸۔ پچھلے سے پچھلے رمضان المبارک کو ایک خواب دیکھا تھا کہ چاند اپنی پوری گولائی کے ساتھ موجود ہے۔ اس پر مشرقی پاکستان کا نقشہ بنا ہوا ہے اور نقشہ پر یہ حروف لکھے ہیں: سنھلک الارض واھلہا (ہم اس زمین اور یہاں کے رہنے والوں کو عنقریب ہلاک کر دیں گے)۔ لاہور کے ایک صاحب نے یہ خواب دیکھا اور سقوط مشرقی پاکستان کے موقع پر ان ہی صاحب نے حسب ذیل خواب دیکھا جس کو مولانا محمد یوسف صاحب بنوریؒ سابق مدیر ماہنامہ "بینات" کراچی نے شمارہ مئی ۱۹۷۲ء کے اندر شائع کیا۔ خواب یہ ہے:

۹۔۱۰ جنوری ۱۹۷۲ء کی درمیانی شب میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپؐ منبر پر تشریف فرما تھے۔ ایک دُبلے پتلے گورے چٹے بزرگ آپؐ کی دائیں جانب کھڑے تھے۔ سامنے علماء کا ایک گروہ تھا۔ ایک عالم نے کھڑے ہو کر مشرقی پاکستان کے حالات بیان کرنے شروع کئے۔ جب انہوں نے کہا "پھر یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھارت کی فوجیں فاتحانہ انداز سے ہمارے ملک میں داخل ہو گئیں"۔ تو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے داہنے دست مبارک کی انگلیوں سے اپنی پیشانی تھام لی اور آپؐ کی آنکھوں سے لگاتار آنسو بہنے لگے۔ تمام اہل مجلس پر بھی گریہ طاری ہو گیا اور بعض لوگ چیخیں مار کر رونے لگے۔

کچھ دیر بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علماء کو مخاطب کر کے فرمایا "اس حادثۂ عظیم پر ملائکہ بھی غم زدہ ہیں مگر تمہارے اعمال کی وجہ سے انہیں اس مرتبہ تمہاری مدد کے لئے نہیں بھیجا گیا۔" پھر آپؐ کا چہرۂ انور سرخ ہو گیا اور آپؐ نے فرمایا "تمہیں معلوم ہے تمہارے اس ملک میں میری نبوت کا مذاق اڑایا گیا۔ میرے صحابہؓ کو گالیاں دی گئیں اور میری سُنّت کی تضحیک اور اہانت کی گئی"۔ اس کے

بعد آپؐ نے فرمایا: "اے جماعتِ علماء! امت کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ جب تک تم عیاشی، ظلم، اللہ تکبر کو نہیں چھوڑیں گے، جب تک امراء بخل، حق تلفی اور بے حیائی ترک نہ کریں گے، جب تک علماء حق چھپانے، دنیا کے لالچ اور ریاکاری و خود نمائی سے باز نہ رہیں گے۔ جب تک عورتیں ناچ گانے، شوہروں کی نافرمانی، عریانی اور بے پردگی نہ چھوڑیں گی، جب تک پوری قوم جھوٹی گواہی، غیبت، خلاف فطرت جنسی فعل شراب نوشی، سود خواری اور شرک کے کاموں سے باز نہیں آئے گی، خوب یاد رکھو، اس وقت تک تم عذاب الٰہی سے بچ نہیں سکتے۔"

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: "تم مجھے یہ باتیں ترک کر دینے کی ضمانت دو۔ میں تمہیں دنیا و آخرت کی بھلائی اور دشمن پر غلبہ کی بشارت دیتا ہوں۔"

یہ خواب لاہور کے قاری محمد اشرف صاحب نے دیکھا تھا۔ درس و تدریس اور تبلیغ دین آپ کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔

۱۶۹۔ ایک بزرگ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دیدار بیداری میں کیا کرتے تھے اور فاس میں بیٹھے ہوئے مدینہ کی خوشبو سونگھا کرتے تھے۔ ایک بار حج بیت اللہ کے لیے گئے اور زیارت روضۂ رسول (علیٰ صاحبہا صلوٰۃً وسلاماً) کے لیے بھی پہنچے تو ان کی حالت غیر ہو گئی اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں نہیں چاہتا کہ آپؐ کے پاس پہنچ کر فاس واپس جاؤں۔ اس پر قبر شریف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے آواز آئی کہ اگر میں قبر کے اندر بند ہوں تب تو تجھے یہیں رہ پڑے اور اگر میں امت کے ساتھ ہوں جہاں کہیں بھی وہ ہو تو تمہیں اپنے وطن واپس چلا جانا چاہیے۔ یہ سن کر وہ بزرگ اپنے وطن لوٹ گئے (ابریز کا اردو ترجمہ "خزینۂ معارف" حصہ دوم صفحہ ۴۴۱)۔

۱۷۰۔ ایک شخص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیجنے میں سستی کرتا تھا۔ ایک رات بخت بیدار سے آپؐ کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے اس

جانب التفات نہیں فرمایا۔ جس جانب سے وہ آتا آپؐ منہ پھیر لیتے۔ اس نے وجہ دریافت کی اور عرض کیا آپؐ مجھ سے خفا ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا نہیں۔ اس نے کہا پھر کیوں میری جانب التفات نہیں فرماتے۔ آپؐ نے فرمایا میں تجھے نہیں پہچانتا کیوں کر التفات کروں۔ اس نے کہا میں آپؐ کا امتی ہوں اور میں نے عالموں سے سُنا ہے کہ آپؐ اپنے امتیوں کو باپ سے زیادہ پیار کرتے ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا یہ سچ ہے مگر تو مجھ کو درود کے ساتھ یاد نہیں کرتا اور جس قدر زیادہ میرا کوئی امتی مجھ پر درود بھیجتا ہے اسی قدر زیادہ میں اسے پہچانتا ہوں۔ خواب سے بیدار ہونے کے بعد اس نے پابندی سے ہر روز ۱۰۰ بار درود شریف پڑھنی شروع کر دی۔ اس کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دیدار سے پھر مشرف ہوا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اب میں تجھے خوب پہچانتا ہوں اور قیامت میں تیری شفاعت کروں گا (صلوات ناصری صفحہ ۵۴)۔

۱۷۱۔ سید احمد سونؒ کے والد شیخ محمد بن الیاس سون غزنشتیؒ بجواڑہ (پنجاب۔ پاکستان) کے رہنے والے تھے۔ والد کی وفات ۱۵۹۳ء میں ہوئی اور سید احمد سونؒ سجادہ نشین ہوئے۔ جہانگیر نے آپ کو آگرہ بلایا۔ آپ دربار میں حاضر ہوئے لیکن شہنشاہ کو سجدہ تحیت کرنے سے انکار کر دیا چنانچہ تین سال تک قلعہ گوالیار میں قید رہے قید کے وقت کی بیڑیوں کو نہایت عزت واحترام سے اپنے پاس رکھتے اور کہتے کہ یہ میرے لئے مرشد راہ حقیقت ہیں۔ آپ کی نسبت اویسی تھی۔ ۸۰ برس سے زیادہ عمر پا کر وصال فرمایا اور بجواڑہ کے قریب اپنے گاؤں میں دفن ہوئے۔ آپ کو سید احمد سون کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ایک دن آپ کے والد کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خواب میں فرمایا تمہارا بیٹا شیخ احمد میرے فرزندوں میں شامل ہے اسے سید احمد کہنا شیخ احمد ہرگز نہ کہنا چنانچہ اس کے بعد آپ کا لقب شیخ احمد کی جگہ سید احمد ہو گیا (مخزن افغانی)، (گلزار ابرار کا اردو ترجمہ اذکار ابرار) (رود کوثر مصنفہ شیخ محمد اکرام ایم اے)

سی ایس پی۔ اشاعت سوم ۱۹۵۸ء۔ فیروز سنز لاہور صفحہ ۳۵۴ تا ۳۵۷)۔

۱۷۲۔ سید بہاؤالدینؒ فرزند سید نصر اللہ علوی کے اور بھائی سید وجیہ الدینؒ کے تھے۔ نہایت صالح، عاقل، پرہیزگار اور شجیع بزرگ تھے۔ ایک شب حضرت محمد رسول اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے چہرہ پر عطر مل رہے ہیں صبح ہوئی تو اس کا اثر ظاہر تھا۔ زمانۂ رحلت تک آپ کا چہرہ عطر کی خوشبو سے معطر رہا۔ ۲۷ برس کی عمر میں جب رحلت فرمائی تو خوشبو جاتی رہی۔ قبر احمد آباد (بھارت) میں ہے (تواریخ الاولیاء، حصہ دوم صفحہ ۷۰)۔

۱۷۳۔ قطب ربانی امام شعرانیؒ "میزان" میں تحریر فرماتے ہیں کہ سید محمد بن زینؒ ایک مداح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تھے اور اکثر بحالت بیداری آپ کی زیارت کیا کرتے تھے۔ ایک بار ایک شخص نے ان سے اپنے لئے حاکم کی سفارش چاہی۔ یہ گئے اور حاکم نے ان کو اپنی مسند پر بٹھایا۔ اس دن سے زیارت منقطع ہوگئی۔ پھر وہ ہمیشہ مدّاح میں سوال کرتے رہے کہ مجھے اپنے جلوے سے مشرف فرمایئے مگر کامیاب نہ ہوتے۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ ایک خاص شعر پڑھا تب آپ کو دور سے کچھ دکھائی دیئے اور فرمایا تو دیدار کا سوال کرتا ہے اور بیٹھتا ہے ظالموں کی مسند پر۔ ہمیں خبر نہیں کہ پھر ان کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نظر آئے ہوں یہاں تک کہ ان کا انتقال ہوگیا (البراہین القاطعہ: از حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ صفحہ ۲۲۲)۔

۱۷۴۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایک شخص نے خواب میں دیکھا۔ آپ نے اس کو بلایا۔ وہ بڑے پیٹ والا تھا۔ آپ نے انگلی سے اس کے پیٹ میں چوکا دیا اور فرمایا اگر یہ (کھانا) اس مکان (پیٹ) کی بجائے کسی غیر کے (پیٹ میں) ہوتا تو تیرے لئے زیادہ بہتر تھا (حیاۃ الصحابہؓ حصہ پنجم صفحہ ۳۴۰)۔

۱۷۵۔ ایک بار شیر شاہ سوری نے خواب میں دیکھا کہ دربار حضرت رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم بیں موجود ہے۔ نصیر الدین ہمایوں بھی موجود ہے جس نے تاج پہنا ہوا ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمایوں کے سر سے تاج شاہی اتار کر شیر شاہ کے سر پر رکھ دیا اور فرمایا' عدل وانصاف سے حکومت کرنا' پھر شیر شاہ کی آنکھ کھل گئی۔ اس خواب کے تھوڑے عرصہ بعد شیر شاہ کی قلیل اور ہمایوں کی کثیر فوج کے درمیان زبردست مقابلہ ہوا جس میں شیر شاہ سوری کامیاب رہا اور ہمایوں شکست کھاکر بمشکل جان بچاکر ایران چلا گیا (ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ "کا رسولؐ نمبر۔ لاہور۔ جلد دوم صفحہ ۳۶۰۔ نومبر ۱۹۷۳ء) شہنشاہ جہانگیر کے عدل وانصاف کے واقعات کی طرح شیر شاہ کے عدل وانصاف کے واقعات بھی مشہور ہیں۔

۱۷۶۔ ایک روز ایک لڑکا مسجد میں بیٹھا بھنگ پی رہا تھا۔ ملک شرف الدین ملقب حضرت شاہ شہباز نے مار پیٹ کر اسے مسجد سے باہر نکال دیا۔ رات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ حکم ہوا کہ شہباز یہ میرا لڑکا ہے اس کو تعزیر نہ کر۔ مولانا شہباز جب بیدار ہوئے تو اس کو مسجد میں بیٹھے پھر بھنگ پیتے دیکھا اور اب پہلے سے زیادہ مار پیٹ کر اس کو مسجد سے نکال دیا۔ خواب میں آپ کو پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی تو دیکھا کہ وہ لڑکا اپنے سر کو آپؐ کے زانوئے مبارک پر رکھے فریاد کر رہا ہے کہ شہباز نے مجھے پھر مارا ہے۔ وہ آپؐ کے فرمان کو بھی دل میں جگہ نہیں دیتا اور نہ اس پر عمل کرتا ہے۔ حکم ہوا کہ اے شہباز میں نے تجھے اس فعل سے منع کیا تھا تو نے پھر ویسا ہی کیا۔ جب خواب سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ وہ لڑکا پھر مسجد میں بیٹھا بھنگ پی رہا ہے۔ اب تو آپ نے اسے پہلے سے بھی کہیں زیادہ مارا اور مسجد سے باہر نکال دیا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پھر خواب میں دیکھا کہ وہی لڑکا آپؐ کے زانوئے مبارک پر سر رکھے گریہ زاری کر رہا ہے۔ تب آپؐ نے فرمایا' اے شہباز! میں نے تین بار تجھ سے کہا کہ یہ میرا لڑکا ہے اس سے دست بردار ہو مگر تو نے کچھ التفات نہ کی' اس پر مولانا شہباز نے ایک انگشتری

اپنے ہاتھ سے اتار کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے رکھ دی اور عرض کیا کہ مجھے شریعت کی انگشتری عنایت ہوئی تو جب تک شرع شریف کی انگشتری بندہ کے ہاتھ میں رہی بندہ نے حکم شرع قائم رکھا۔ اب ایسی حرکت مجھ سے سرزد نہ ہوگی تب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بہت مہربان ہوئے اور فرمایا کہ یہ تمہارا امتحان اور آزمائش تھی۔ اللہ تعالےٰ یہ شریعت کی انگشتری تم کو اور تمہارے فرزندوں کو مبارک کرے (مشاہیر اسلام جلد اول از ملک نواب علی خاں اعوان برنالوی صفحہ ۲۰۹ تا ۲۱۰)

آپ نے ۱۰ ربیع الاول ۹۳۴ھ وصال فرمایا۔ قبر برہان پور (بھارت) میں ہے۔ والد کا نام ملک عبد القدوس الٰہی تھا۔

۱۷۷۔ حضرت سید عبد القادر ثانی فرزندِ بزرگ سید محمد غوث حلبی گیلانی رضی سے غیاث الدین لنگاہ کو بہت عقیدت تھی اور وہ خود بھی نہایت متقی و پرہیزگار تھے اور ہر شب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوتے تھے۔ ایک رات آپؐ نے ایک بانس کا ٹکڑا ایک ہاتھ لمبا ان کو دیا کہ ہمارے فرزند عبد القادر کو دے دو اور یہ بشارت دو کہ جس جگہ درد ہو اس جگہ اس کو رکھ کر ۱۰ بار سورۂ اخلاص (قل ہو اللہ احد) پڑھو تو اللہ تعالیٰ شفا بخشے گا اور خود سید عبد القادر ثانی رضی کو بھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جانب سے بشارت ہوئی کہ غیاث الدین کو امانت دے دی ہے وہ لے لو اور عمل کرو۔ اس قدر آثار و اسرار اس سے ظاہر ہوئے کہ تحریر و تقریر سے باہر ہیں اور یہ حکایت دیار ملتان میں اب تک مشہور ہے۔ ملتان میں اس زمانہ میں درد استخوان ایسا پیدا ہوا کہ اس کے ہوتے ہی آدمی مرجاتا تھا اس زمانہ میں یہ خواب دیکھا اور اس روز سے ہزاروں لوگوں کو مرض ذات الجنب سے صحت ہونے لگی۔ سید عبد القادر رضی کی ولادت ۸۶۲ھ میں ہوئی اور وصال ۱۸ ربیع الاول ۹۴۰ھ میں ہوا۔ مزار اوچ شریف میں ہے (تذکرہ اولیاء ہند جلد سوم تالیف مرزا محمد اختر دہلوی صفحہ ۲۰)۔

(ریاض الفقر معروف بہ "دفتر حقیقت" از حافظ محمد امداد حسین ظہور و عرفانی ساکن میرٹھ

صفحہ ۱۶۱- یہ کتاب سید محمد غوث علی شاہ پانی پتیؒ کے حالات پر مشتمل ہے)۔

۱۷۸- سقاؒ آپ کا اصل نام گمنامی میں پنہاں ہے۔ اکبر اعظم کے عہد میں ہمیشہ آگرہ کے گلی کوچوں میں اپنے چند شاگردوں کے ساتھ مشکیں کندھے پر رکھے مخلوق خدا کو پانی پلانے میں مصروف رہتے تھے۔ اسی حالت میں اکثر اشعار آبدار فرماتے تھے۔ آپ شیخ حاجی محمد حنو شاہیؒ کے مرید تھے۔ ایک مرتبہ آپ کے پیرزادوں میں سے ایک شخص ہندوستان آیا۔ اس وقت جو کچھ پاس تھا سب اس کی نذر کر دیا اور خود لنکا کا راستہ لیا۔ ۱۰۰۰ھ میں اثنائے راہ میں انتقال ہو گیا۔ وہ علاقہ بالکل کفرستان تھا۔ ایک شخص کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشارت دی جس نے غیب سے ظاہر ہو کر آپ کی تجہیز و تکفین کی (بوستان اخیار ۱۳۳۱ھ یا تذکرہ مشاہیر اکبر آباد جس میں آگرہ کے ۲۸۳ مشاہیر بزرگوں کے حالات درج ہیں۔ مولفہ مولوی سید احمد مارہرویؒ ابن مولوی سلطان احمد مارہرویؒ سابق مینجر شعیب محمدیہ ہائی سکول بعدہٗ شعیب محمدیہ اینگلو اورنٹیل کالج آگرہ صفحہ ۸۳ تا ۸۴۔ ابوالعلائی اسٹیم پریس آگرہ میں ۱۳۳۱ھ میں شائع ہوئی)۔

۱۷۹- حضرت شیخ عبدالجلیل المعروف بہ لقب قطب العالم چوہڑ بندگی شاہ لاہوریؒ کا روضہ میکلوڈ روڈ لاہور پر واقع ہے۔ آپ حضرت حاکم کے صاحبزادے تھے۔ شیخ جمال الدین ابوبکر بن ابوالفتحؒ حضرت شیخ عبدالجلیل کے بھائی تھے اور آپ ہی سے خرقۂ خلافت حاصل کیا تھا۔ سلطان سکندر لودھی نے جب اپنا دارالخلافہ آگرہ مقرر کیا تو غالباً اس کے ساتھ ہی شیخ ابوبکر بھی آگرہ چلے گئے تھے۔ وہیں عہد شیر شاہ سوری میں واصل بحق ہوئے (شیر شاہ ۱۵۴۰ء سے ۱۵۴۵ء تک حکمران رہا)۔ آپ کا مزار شہر آگرہ کے اطراف میں محلہ جوگی پورہ میں مشہور ہے۔ مولف تاریخ جلیلہ فرماتے ہیں کہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو میں حافظ محمود الحسن صاحب شیرانی کے مکان متصل میوہ منڈی لاہور پر حاضر ہوا اور ان کے یہاں ایک کتاب "اذکار ابرار" مطبوعہ مطبع مفید عام۔

آگرہ دیکھی جو کسی صاحب نے فارسی کے اصل غیر مطبوعہ نسخہ سے اردو میں ترجمہ کی ہے۔ اس کے مصنف مولوی محمد غوثی بن حسن بن موسیٰ شطاریؒ ہیں جو ۹۶۲ھ میں (جبکہ ہمایوں نے تخت دہلی دوبارہ حاصل کیا تھا) قصبہ مانڈو میں پیدا ہوتے اور کتاب ۱۰۱۴ھ میں بعہد جہانگیر تالیف کی۔ اس کے صفحہ ۲۲۶ پر بہ عنوان "یاد شیخ ابوبکر قریشی" حسب ذیل لکھا ہے "آپ نے سکندر لودھی کے زمانہ میں اصلی وطن سے آگرو دار السلطنت آگرہ میں اقامت اختیار کی۔ رسمی علوم میں آپ کو تبحر حاصل تھا۔ اپنے وقت کے پرہیزگار تھے۔ وصایا تے امام محمد اور بردوی پر ایک شرح لکھی جو مشکلوں کو حل کرنے والی اور نکتہ آرا ہے۔ کہتے ہیں شہر آگرہ کے تمام کنوؤں کا پانی نمکین تھا اور پیا نہ جا سکتا تھا۔ آپ نے چاہا کہ میٹھے پانی کا کنواں کھدوائیں پس آپ کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے فرمایا جاؤ وہ زمین جس میں عصا گاڑ دیا ہے اس میں ایک کنواں کھدواؤ۔ علی الصبح زمین جا کر دیکھی تو ایک گڑھا نمناک پایا جو گاڑے ہوئے عصا کی نوک کی مقدار کے برابر تھا۔ آپ نے حکم کی تعمیل نہایت تندہی سے کی۔ اب اس جگہ ایک کنواں ہے جو ہمیشہ شیریں پانی سے بھرا رہتا ہے۔ آپ کا کنواں اور خانقاہ محلہ جوگی پورہ آگرہ میں مشہور ہے (تاریخ جلیلہ از ابوالافضل غلام دستگیر نامی حاکمی متولی وقف جلیلہ صفحہ ۱۸۰ تا ۱۸۱) (تذکرہ حمیدیہ یعنی حالات حضرت حمید الدین حاکمؒ از غلام دستگیر نامی حاکمی متولی اوقاف اشرف نے حضرت عبدالجلیل جوہر بندگی شاہ واقع میکلوڈ روڈ۔ لاہور سے شائع کیا صفحہ ۶۰)۔

۱۸۰۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا کہ دوستوں نے التماس کی کہ ایسی نصیحتیں لکھی جائیں جو طریقت میں نفع دیں اور ان کے مطابق زندگی بسر کی جائے۔ میں نے جب اس رسالہ کو مکمل کیا تو ایسا معلوم ہوا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے بہت سے مشائخ کے ساتھ جلوہ افروز ہیں اور اس رسالہ کو اپنے دست مبارک میں لئے ہوتے ہیں اور اپنے کمال کرم سے اسے چومتے ہیں اور

مشائخ کو دکھاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس قسم کے اعتقاد ہونے چاہئیں اور وہ لوگ جنہوں نے ان علوم سے سعادت حاصل کی وہ ممتاز حضرات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو کھڑے ہیں۔ قصہ یہ بہت لمبا ہے اور اس مجلس میں آپ نے اس خاکسار کو اس واقعہ کے شائع کرنے کا حکم فرمایا ؏

بر کریماں کارہا دشوار نیست

(مکتوب ۱۶۷ مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ جلد اول صفحہ ۳۸۔ اردو ترجمہ از مولوی قاضی عالم الدین۔ اللہ والے کی قومی دکان۔ تاجر کتب کشمیری بازار۔ تعلیمی پرنٹنگ پریس لاہور سے طبع ہوئی)۔ حضرت الف ثانیؒ کی ولادت سرہند شریف میں ۹۷۱ھ مطابق ۲۶ جون ۱۵۶۴ء کو ہوئی اور وہیں ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ مطابق ۱۰ دسمبر ۱۶۲۴ء کو وصال فرمایا۔ سرہند شریف (مشرقی پنجاب۔ بھارت) میں آپ کا روضہ مرجع خلائق ہے۔ نام احمد، لقب بدر الدین، کنیت ابوالبرکات اور عرف امام ربانی تھا۔ ۱۵۹۹ء میں قطب وقت حضرت خواجہ محمد باقی باللہ دہلویؒ سے بیعت ہوئے۔ سلسلۂ نقش بندیہ مجددیہ کے موسس وامام ہیں جو شریعت سے قریب ترین ہے۔ حضرت فاروق اعظمؓ کی اولاد سے ہیں۔ نسلاً کابلی ہیں۔ اکبر اعظم کے دین الٰہی کے خلاف برہنہ شمشیر بن کر سامنے آئے۔ جیل خانہ میں محبوس رہے۔ آخر شہنشاہ جہانگیر پر آپ کی صداقت روشن ہوئی۔ اس نے نہ صرف آپ کو رہا کیا بلکہ حد درجہ آپ کا معتقد بھی ہو گیا تھا۔

۱۸۱۔ ایک روز حضرت مجدد الف ثانیؒ زیارت امام رفیع الدینؒ کے لئے گئے۔ اس مقبرہ میں آپ کی قرابت دار ایک عورت بھی مدفون تھی۔ اس کی قبر کے مقابل دیر تک کھڑے رہے۔ اس کو مغضوب دیکھا تو متوجہ ہوئے۔ معلوم ہوا کہ دفع عذاب کی کوئی صورت نہیں۔ اپنے آباؤ اجداد کی طرف متوجہ ہوئے مگر وہ کچھ نہ کر سکے حضرات خواجگان کی طرف متوجہ ہوتے وہ تشریف لائے مگر دفع عذاب نہ ہوا۔ آخر میں حضرت

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف بہ صد نیاز متوجہ ہوئے۔ آپؐ تخت نبوت پر سوار تشریف لائے۔ تخت محمدی (علیٰ صاحبہا صلوٰۃً وسلاماً) کا ظاہر ہونا تھا کہ قبہ رحمت کے پھولوں سے بھر گئی۔ پھر آپؐ نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کو دعا دی کہ اللہ تجھے راحت پہنچائے کہ میرے ایک اُمتی نے عذاب سے نجات پائی۔

(انوار العارفین صفحہ ۶۳۸ تا ۶۳۹)۔

۱۸۲۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ اکبر آباد (آگرہ) سے واپس آرہے تھے تو راستہ میں دہلی اور سرہند شریف کے درمیان تھانیسر سے آپ کا گزر ہوا۔ وہاں کے رئیس شیخ سلطان اکبر اعظم کے بڑے مقرب تھے اور اس کی جانب سے دہلی اور لاہور کے درمیانی علاقہ کے حاکم مقرر تھے۔ شیخ سلطان نے خواب میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے سُنا "اے سلطان اپنی بیٹی کی شادی شیخ احمد سے کر دے۔" جب بیدار ہوئے تو حیران ہوئے کہ شیخ احمد کون ہیں؟ سلطان نے تلاش شروع کی۔ جب آپ کا علم ہوا کہ اس وقت تھانیسر ہی میں تھے تو حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے سُن کر فرمایا اس معاملہ میں میرا اختیار نہیں البتہ اگر میرے والد بزرگوار اس بات کو منظور کر لیں تو مجھے منظور ہے۔ آپ کے والد حضرت مخدوم عبد الاحد قدس سرہٗ نے اس بات کو بڑی خوشی سے منظور فرمالیا چنانچہ ان ہی ایام میں شیخ سلطان کی بیٹی سے شادی کر کے وطن مالوف واپس ہوگئے (سیرت امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ از جناب فیروز الدین احمد طغرائی مدیر روزنامہ "وکیل" امرتسر صفحہ ۶۳)۔

۱۸۳۔ بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گزرے ہیں جن کو خواب میں ہر روز دربار نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی رہی ہے۔ ایسے حضرات "صاحب حضوری" کہلاتے ہیں۔ ان ہی میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ تھے۔ آپ جب مدینہ منورہ میں تکمیل حدیث کر چکے تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خواب میں ارشاد فرمایا کہ تم ہندوستان جا کر علم حدیث کی اشاعت کرو تاکہ لوگ

فیض یاب ہوں۔ آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بغیر حضوری آستانہ مبارک میری زندگی کیسے کٹے گی۔ حکم ہوا پریشان مت ہو۔ رات کو مراقب ہو کے بیٹھا کرو ہمارے پاس پہنچ جایا کرو گے۔ تم کو ہر روز زیارت ہوا کرے گی۔ اس پر مطمئن ہو کر جب ہندوستان آنے لگے تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خاکساراں ہند پر نظر عنایت رکھنا۔ اس کا حضرت شیخ پر بڑا اثر ہوا چنانچہ جب ہندوستان تشریف لائے تو شیخ نے اپنا یہ معمول بنا لیا کہ جب سنتے کہ فلاں مقام پر کوئی باخدا درویش ہے تو اس کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اس سے ملاقات کرتے۔ حضرت شیخ نے اپنی مشہور تصنیف ۔ اخبار الاخیار فی اسرار الابرار میں حضرت شیخ عبدالوہاب منڈوی کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ آپ سے "استدراج" کے معاملہ پر گفتگو ہونے لگی تو آپ نے فرمایا کہ گمراہوں، بدعتیوں اور بدعتیوں کو بھی ایک ایسی قوت حاصل ہوتی ہے کہ جس کی وجہ سے عوام الناس کے دلوں کو اپنی طرف کھینچ کر ان کے قدم شریعت سے ہٹا دیتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت شیخ نے ایک آپ بیتی بیان فرمائی کہ مجھے ایک مرتبہ دکن کے ایک شہر میں جانے کا اتفاق ہوا۔ شہر کے قاضی عبدالعزیز نامی شافعی المذہب تھے۔ قاضی صاحب موصوف سے ایک دن میں نے دریافت کیا کہ آپ کے شہر میں کوئی نیک دل فقیر یا درویش صفت انسان ہو تو بتائیں میں ملنا چاہتا ہوں۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ ایک شخص اہل باطن سے مشہور ہے۔ بہت سے لوگ اس کے مرید و معتقد ہیں مگر اس کی خلاف شرع باتوں کی وجہ سے میں اس سے خوش نہیں۔ قاضی صاحب کے بتائے ہوتے پتہ پر میں فجر کے وقت درویش کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھتے ہی فقیر بولا مولوی عبدالحق آپ کا بڑا انتظار تھا۔ جب میں بیٹھ گیا تو بعد مزاج پرسی فقیر نے صراحی نکال کر ایک جام خود نوش کیا اور دوسرا جام بھر کر مجھے دیا۔ میں نے کہا میں تمہارے فعل پر معترض نہیں لیکن میرے واسطے حرام ہے۔ تین بار انکار کیا۔ اس نے کہا پی لے ورنہ پچھتائے

گا۔ جب رات کو مراقب ہوا تو دیکھا کہ جہاں خیمہ دربار رسول (علی صاحبہا صلوٰۃ و سلاماً) ایستادہ ہے۔ اس سے سو قدم آگے وہ فقیر لٹھ لئے کھڑا ہے۔ ہر چند میں نے آگے جانے کا قصد کیا لیکن فقیر نے نہ جانے دیا۔ ناچار واپس آگیا۔ صبح کے وقت پھر اسی فقیر کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے پھر جام پیش کیا۔ میں نے نہ لیا اور کہا میرے لئے حرام ہے۔ تیرے حکم سے خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم افضل ہے۔ فقیر نے کہا پی لے ورنہ پچھتائے گا۔ رات کو پھر وہی معاملہ پیش آیا۔ نہایت حیران ہوا۔ تیرے روز پھر اس فقیر کے پاس پہنچا۔ اس نے پھر وہی پیالہ پیش کیا۔ میں نے انکار کیا۔ چوتھی شب جو مراقب ہوا تو پھر فقیر کو سدِ راہ پایا اور وہ لٹھ لے کر میری جانب دوڑا کہ خبردار جو اس طرف قدم بڑھایا۔ اس وقت حالت اضطراب میں میری زبان سے نکلا "یارسول اللہ الغیاث"۔ اسی وقت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابیؓ سے فرمایا کہ عبدالحق چار شب سے حاضر نہیں ہوا۔ دیکھو تو باہر کون پکارتا ہے۔ بلاؤ۔ انہوں نے ہم دونوں کو حاضر کیا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "عبدالحق تو چار راتوں سے کہاں تھا"۔ میں نے سارا قصہ بیان فرمایا۔ اس پر آپ نے اس فقیر کی نسبت فرمایا۔ "اخرج یا کلب"۔ صبح کے وقت میں پھر فقیر کے پاس جانے کے لئے روانہ ہوا تو دیکھا کہ اس کا حجرہ بند ہے۔ دو چار مرید بیٹھے ہوئے ہیں۔ پوچھا کیا سبب ہے کہ پہر دن چڑھا اور دروازہ نہیں کھلا۔ دیکھیں تو ہیں بھی یا نہیں۔ دروازہ کھولا تو پیر ندارد۔ حیران ہوئے۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ نے فرمایا کہ کوئی جانور یہاں سے نکلا تھا تو وہ بولے ایک کالا کُتا تو ہم نے یہاں سے جاتے دیکھا تھا۔ حضرت شیخؒ نے فرمایا کہ بس وہی تمہارا پیر تھا کیونکہ رات یہ معاملہ پیش آیا۔ اب چاہے تو تم بیعت رکھو یا فسخ کر دو تمہارا پیر کُتا بن چکا ہے۔ رات کا تمام واقعہ سُن کر لوگوں پر بڑا اثر ہوا اور اس درویش کے تمام خدام نے توبہ کی اور حضرت شیخؒ سے بیعت ہوئے۔ (حضرت شاہ اشرف علی تھانویؒ

ملفوظات حصہ ہفتم صفحہ ۶ تا ۷) (تذکرۂ غوثیہ صفحہ ۳۸۹ تا ۳۹۰) (انشراح الصدور یعنی سوانح حیات حضرت سید نور الحسن شاہؒ از سید منیر حسین شاہ صفحہ ۳۰۹) (بلاغ المبین مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ترجمہ اردو از مولانا حکیم عبد السلام لبستویؒ صفحہ ۱۴۲ تا ۱۴۵ ۔ مکتبۂ شعیب ۔ حدیث منزل ۔ بنس روڈ کراچی نمبر ۱)۔

۱۸۴۔ حضرت شاہ عبداللہ المعروف شاہ غلام علی مجددی دہلویؒ نے اپنے رسالے "دار المعارف" میں فرمایا کہ اگرچہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ نے ابتداء میں بلا تحقیق و تفتیش حضرت مجدد الف ثانیؒ پر اعتراضات کیے مگر انکشاف حقیقت کے بعد رجوع کر لیا تھا۔ پھر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے تو دیکھا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی طرف اشارہ کر کے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں کہ جس کو ہم سے اخلاص ہوگا اس سے بھی ہوگا۔ حضرت محدث دہلویؒ نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی طرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ شفقت دیکھی تو اپنے خیالات سے تائب ہوئے (علماء ہند کا شاندار ماضی جدید جلد اول از مولانا سید محمد میاںؒ صفحہ ۲۴۰ کتب خانہ رشیدیہ دہلی)۔

۱۸۵۔ حضرت سید حمزہ قادری برکاتی قدس سرہ ایک مرتبہ عالم رویا میں مشرف بہ زیارت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ صاحبزادے تم نے بیروں کے اچھے اچھے درخت لگائے ہیں اور ہر ایک کی تواضع کرتے ہو۔ لیکن ہم کو کبھی ایک بیر بھی نہیں کھلاتے۔ حضرت شاہؒ نے صبح ہوتے ہی ایک محفل مولود شریف منعقد کی اور اس میں حاضرین کو عمدہ عمدہ بیر تقسیم کیے (برکات مارہرہ صفحہ ۱۴۹) "کاشف الاستار" جیسی معرکۃ الآرا کتاب آپ کی تصنیف ہے۔ اشاعت اسلام اور اصلاح المسلمین کے لئے آپ کی مساعی وقف تھیں۔ ۱۱۹۸ھ میں وصال فرمایا۔ آپ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ کے دادا پیر تھے اور بدعات سے سخت مجتنب۔

۱۸۶۔ حاجی محمد ممتاز علی خاں ولد غلام سرور خاں مشہور و معروف شخص تھے۔ میرٹھ وطن اور اٹاوہ مسکن تھا اور یہی مدفن بنا۔ ایک مرتبہ ان کو فتق (آنت اترنا۔ ہرنیا) کا عارضہ لاحق ہو گیا جس سے سخت تکلیف ہوتی تھی۔ بہت علاج کیا مگر بیکار۔ میاں بیدار شاہ ایک درویش ریاست بھرت پور میں رہا کرتے تھے۔ انہوں نے بشرائط طہارت و طعام طیب نیز یہ کہ پکانے والا بھی طاہر ہو ہر روز درود شریف پانچ ہزار مرتبہ پڑھنے کو بتایا۔ ابھی چالیس دن نہ گزرے تھے کہ خان صاحب نے خواب میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور نماز عشاء آپ کے ہمراہ ادا کی۔ صبح میاں صاحب نے کہا تمہاری مراد حاصل ہو گئی۔ چنانچہ وہ مرض جان گسل قطعی جاتا رہا اور پھر کبھی نہ ہوا۔ درود شریف یہ ہے: اللھم صل اللہ محمد وعلی آل محمد بعدد کل شی ء معلوم الک
(۱۰ اُمراء از فیض احمد ابن حکیم دلدار احمد ساکن مارہرہ ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۸۹۸ء میں یہ کتاب شائع ہوئی صفحہ ۱۷۹ تا ۱۸۰)۔

۱۸۷۔ مارہرہ میں بہت سے تبرکات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر بزرگان دین کے موجود ہیں جو مسجد برکاتیہ مارہرہ میں ایک الماری کے اندر مقفل رہتے ہیں اور ان کی زیارت بعض بعض اعراس کے موقعوں پر کرائی جاتی ہے۔ ان تبرکات کی مفصل کیفیت "کاشف الاستار" میں یوں درج ہے:۔

ایک موئے مبارک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ایک موئے مبارک سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ایک موئے مبارک سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ سہ تبرکات نواب خیر اندیش خان زبیری عالمگیری میر بخشی کے فرزند نواب روح اللہ خاں زبیریؒ نے تمام ترکۂ پدری کو چھوڑ کر جو لاکھوں روپیہ کا تھا اپنے اعزہ سے حاصل کئے تھے اور اپنے پیر و مرشد حضرت برکت اللہ مارہرویؒ کو نذر گزارے تھے۔
ان تبرکات کے پہنچنے سے پہلے عالم واقعہ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے حضرت برکت اللہ مارہرویؒ سے ارشاد فرمایا تھا کہ میں نے اپنی چند یادگاریں تمہیں عنایت کیں۔ اس کے بعد نواب روح اللہ خان مارہرہ پہنچے اور اپنے پیر کو یہ تبرکات نذر کئے۔ یہ تبرکات نواب خیراندیش خان میرٹھی کے پاس اس طرح آئے تھے کہ جب تک ان کے والد نواب محبت علی خان کے کوئی اولاد نہ ہوئی تھی۔ ایک باکمال درویش نے ان کو ایک درود بتایا تھا۔ نواب محبت خان اس کو اکثر پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے تجھے ایک فرزند صالح صاحب اقبال عطا کیا۔ اس خواب کے بعد نواب خیراندیش پیدا ہوئے اور اپنی لیاقت ذاتی سے اورنگزیب عالمگیر کے عہد میں مناصب جلیلہ پر فائز ہوئے۔ وہ بھی ہمیشہ اسی درود شریف کا ورد رکھتے تھے۔ ایک بار وہ بھی مشرف بہ زیارت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوئے۔ اس وقت آپؐ نے ان کو ایک درویش کی صورت دکھائی اور ارشاد فرمایا کہ ان درویش کی معرفت میری چند یادگاریں تجھ کو پہنچیں گی۔ نواب صاحب خواب سے بیدار ہوئے بہت خوشی کی اور اسی وقت سے دربانوں کو حکم دے دیا کہ میں کسی حال میں ہوں کوئی درویش آئے تو اس کو فوراً میرے پاس پہنچانا۔ ایک دن نواب صاحب محل سرائے میں تھے کہ ایک فقیر کے آنے کی خبر پہنچی۔ نواب صاحب نے فوراً پردہ کھول کر ان کو محل سرا میں بلا لیا۔ دیکھا تو وہی صورت تھی جو آپؐ نے دکھائی تھی۔ ان درویش کی مادری زبان عربی تھی اور تھوڑی سی فارسی بھی جانتے تھے۔ انہوں نے نواب صاحب سے کہا میں روم میں تھا کہ مجھ کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہوا کہ میں یہ موہائے مبارک آپ کو پہنچا دوں سو یہ امانت لیجئے۔ یہ کہہ کر وہ تینوں تبرکات نواب صاحب کو دیئے نواب صاحب نے اس عطیہ کو آنکھوں سے لگایا۔ سر پر رکھا اور اپنے اہل و عیال کو ان کی زیارت کرانے میں مصروف ہو گئے اور خواجہ سراؤں کو حکم دیا کہ درویش صاحب کو دیوان خانہ میں قیام کروائیں۔ میں ابھی باہر آتا ہوں۔ چنانچہ درویش صاحب کو خواجہ سرا

نے دیوان خانہ میں لے جاکر ایک مکلف جگہ پر بٹھا دیا اور خود دوسرے کاموں میں مصروف ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد جب نواب صاحب باہر تشریف لائے تو درویش صاحب کو نہ پایا۔ دربانوں سے پوچھا۔ بہت تلاش کیا مگر کچھ پتہ نہ چلا کہ کون تھے اور کہاں کو گئے۔ سنداں تبرکات کی اسی الماری میں محفوظ ہے (تبرکاتِ مارہرہ" از طفیل احمد صدیقی صفحہ ۱۳۵تا ۱۳۷)

۱۸۸۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک موئے مبارک

" " " " " نعلین مبارک

" " " " " " نقش قدم شریف

یہ تینوں تبرکات حاجی جعفر بن حاجی جمال الدین صاحب بلالی عربیؒ مارہرہ لائے اور حضرت سیدنا حمزہ شاہ قادریؒ کو زیارت کرائی۔ اس وقت حضرت حمزہ قادریؒ کے دل میں خیال آیا کہ حاجی صاحب میری پوری جائیداد لے لیں اور یہ تبرکات مجھ کو دے دیں۔ آخر کار حاجی صاحب پر اس خیال کا اظہار کر ہی دیا جس کو انہوں نے سختی سے رد کر دیا اور رنجیدہ ہو کر مارہرہ سے واپس چلے گئے۔ حضرت شاہ صاحب کو بھی ان تبرکات کے نہ ملنے کا بے حد ملال تھا۔ اسی شب عالم واقعہ میں شاہ صاحب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف بہ زیارت ہوئے۔ ارشاد ہوا۔ صاحبزادے کیوں رنجیدہ ہوتے ہو ہم کو تمہاری خاطر ہر طرح منظور ہے۔ تم کو تمہاری خواہش کے مطابق یہ تینوں تبرکات دے دیئے۔" حضرت شاہ صاحبؒ اس نوید سے بہت خوش ہوئے اور تبرکات کے منتظر رہنے لگے۔ اسی اثناء میں حاجی صاحب گریہ وزاری کرتے ہوئے تشریف لائے اور تینوں تبرکات لاکر شاہ صاحب کے سر پر رکھ دیئے اور فرمایا رات مجھے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپؐ نے فرمایا یہ تینوں تبرکات میرے فرزند سید شاہ حمزہ قادری کو فوراً دے دے۔ سو یہ امانت لیجیئے۔ یہ کہہ واپس جانا چاہا۔ شاہ صاحب نے ہر چند ان کو روکنا چاہا، تواضع کرنی چاہی مگر انہوں نے قبول نہ کیا اور واپس چلے گئے۔ سنداں تبرکات کی جو حاجی صاحب کے

پاس تھی وہ بھی دے گئے۔ وہ سند بھی ان تبرکات کے ساتھ آج بھی الماری میں موجود ہے۔ اب رہی یہ بات کہ حضرت حاجی صاحب کو یہ تبرکات کیونکر پہنچے تو یہ ایک طویل داستان ہے۔ صرف اس قدر سن لیجئے کہ یہ تبرکات نہایت درجہ مستند ہیں بلکہ جیسے مستند تبرکات مارہرہ میں موجود ہیں شاید پورے ہندوستان میں کہیں نہیں۔

(تبرکات مارہرہ صفحہ ۱۲۸ تا ۱۲۹)۔

۱۸۹- شاہی مسجد دہلی جب تیار ہو چکی۔ شہنشاہ شاہ جہان ایک رات محو استراحت تھے کہ رات کے پچھلے حصہ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے۔ دیکھا کہ آپؐ کے ہمراہ جملہ صحابہ کرامؓ اور تمام بزرگان اُمت شاہی مسجد میں موجود ہیں اور آپؐ جامعہ مسجد کے حوض کے شمال مغربی گوشہ پر جلوہ افروز ہو کر وضو فرما رہے ہیں۔ شہنشاہ شاہ جہاں اسی وقت بیدار ہوئے اور فوراً اس سرنگ کے ذریعے جو لال قلعہ دہلی کو شاہی مسجد دہلی سے ملاتی تھی جامعہ مسجد پہنچے۔ اس وقت وہاں کامل سکوت وسناٹا تھا۔ جن و انس میں کوئی موجود نہ تھا البتہ وہ جگہ جہاں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا تھا پانی سے تر تھی۔ سرسید احمد خانؒ نے اپنی معروف کتاب "آثار الصنادید" یعنی عمارات دہلی کی مستند و مفصل تاریخ کے صفحہ ۱۶۶ پر بحریر فرمایا کہ مسجد جہاں نما یعنی مسجد جامعہ شاہ جہان آباد (دہلی)، ہماری تاریخ میں خاص اہمیت کی حامل ہے۔ انقلاب ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۴ھ میں جہاد کے تاریخی فتویٰ کا اعلان اسی مسجد سے ہوا تھا۔ یہ فتویٰ جہاد جنگ آزادی کی اہم ترین دستاویزات میں سے ہے۔ ایک چھوٹی سی پہاڑی پر شاہ جہان نے یہ مسجد بنوائی۔ ۱۰ شوال ۱۰۶۰ھ اس مسجد کی بنیاد باہتمام وزیر اعظم سعد اللہ خاں پڑی۔ ہر روز پانچ ہزار مزدور، راج، بیلدار اور سنگ تراش کام کرتے تھے۔ چھ سال میں دس لاکھ روپیے تعمیر ہوئی۔ صحن مسجد کے بیچوں بیچ حوض ہے جس کے غربی گوشہ پر سنگ مرمر کا ایک چھوٹا سا کٹہرا ہے جسے محمد حسین خاں محلی نے بنوایا تھا۔ اس لئے کہ اس مقام پر

علی روایت العوام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیٹھے دیکھا گیا تھا اور حسب ذیل عبارت کندہ کرادی اور اس مقام کو کٹہرا میں محدود کرا دیا تاکہ بے ادبی نہ ہو سکے۔ یہ عبارت اور کٹہرا آج بھی موجود ہے : کوثر محمد رسول اللہ سنہ ۱۱ھ

رسول دیدہ انداین جاولی و اہل اللہ

بجاست گر شود این سنگ ہم زیارت گاہ

بنائے سال بہ تحسیں و آفریں ہاتف

بگفت احاطۂ جائے نشست رسول اللہ

بانی جائے ادب داعی محمد حسین خاں محلی بادشاہ ہے

۱۹۰۔ حضرت خواجہ سید آدم بنوریؒ جب مکہ معظمہ پہنچے اور حج سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ روضہ منورہ (علی صاحبہا صلوٰۃً وسلاماً) پر حاضری دی تو ایک دن اپنے احباب کے حلقہ میں بیٹھے تھے کہ روحانیت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہور فرمایا اور دونوں ہاتھ کھول کر مصافحہ کیا اور بطور مکاشفہ یہ بھی بتایا گیا کہ جو شخص تیرے متوسلین میں سے تجھ سے مصافحہ کرے گا گویا مجھ سے مصافحہ کرے گا اور جس نے مجھ سے مصافحہ کیا وہ مغفور ہے۔ پھر سید صاحبؒ نے تمام مریدوں کو جمع کر کے مصافحہ کیا تاکہ کوئی محروم نہ رہے۔ اس بات نے یہاں تک شہرت حاصل کی کہ عوام الناس کی بھیڑ کی وجہ سے سید صاحبؒ کو مصافحہ کے لئے خاص انتظام کرنا پڑا۔ آپ کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے یہ بشارت ہوئی کہ یا ولدی انت فی جواری (فرزند من تم میرے جوار میں رہو) چنانچہ آپ نے وہیں قیام فرمایا اور سنہ ۱۰۵۳ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور حضرت عثمان غنیؓ کے روضہ مبارک کے پاس دفن ہوئے جنت البقیع میں آپ صحیح سادات النسب تھے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مقتدر خلیفہ تھے۔ شروع میں امی محض تھے۔ آپ کے خلفاء کی تعداد ۱۰۰ اور مریدین کی تعداد ایک لاکھ بتائی جاتی ہے۔ ہزار ہا پٹھان ہر وقت آپ کے ہمراہ رہتے

تھے۔ لوگوں نے شہنشاہ شاہ جہاں کے کان بھرے کہ حضرت آدم بنوریؒ کہیں حکومت کا تختہ نہ الٹ دیں پس شہنشاہ نے آپ کو حج کے لئے روانہ کر دیا (مشائخ نقش بندیہ مجددیہ صفحہ ۲۳۰) (دفتر حقیقت دوسرا گلزار صفحہ ۱۸۴)۔

۱۹۱۔ حضرت شیخ یحییٰ مدنیؒ کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد و بشارت ہوا تھا کہ اے یحییٰ ہمارا دل چاہتا ہے کہ تم ہمارے نزدیک مدینہ منورہ میں رہو۔ یہ بشارت پاتے ہی آپ مدینہ طیبہ روانہ ہو گئے اور عرصہ دراز تک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیض اویسی حاصل کیا۔ ۲۰ رمضان المبارک ۱۰۱۱ھ کو احمد آباد میں پیدا ہوئے اور ۲۸ صفر المظفر ۱۱۰۱ھ کو مدینہ طیبہ میں وصال فرمایا اور جنت البقیع میں حضرت عثمان غنیؓ کے روضہ مبارک سے متصل سپرد خاک کئے گئے۔ آپ حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ کے مرشدِ گرامی تھے (بہتقاد اولیا صفحہ ۳۸۹) (تحفۃ الابرار صفحہ ۱۰۸)۔

۱۹۲۔ حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ دہلی (شاہ جہاں آباد یا جہاں آباد) میں پیدا ہوئے اور وہیں ۲۴ ربیع الاول ۱۱۴۲ھ مطابق ۱۷۲۹ء میں وصال فرمایا۔ تعلق سلسلہ چشتیہ سے تھا۔ شہنشاہ اورنگ زیب سے لے کر محمد شاہ تک تمام سلاطین دہلی اس آستانہ کے مرید و غلام رہے۔ مدینہ شریف میں حضرت شیخ یحییٰ مدنیؒ سے بیعت ہوئے اور ایک مدت تک وہیں رہ کر تکمیل کی اور خلافت پائی۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی اپنے تذکرہ "مآثر الکرام" میں لکھتے ہیں کہ ۱۱۳۵ھ میں جب میں دہلی آیا اور شاہ کلیم اللہ چشتی کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا تو انہوں نے میر عبدالواحد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک رات میں مدینہ منورہ میں سو رہا تھا۔ خواب میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ آپؐ نہایت محبت کے ساتھ ایک شخص کے ساتھ گفتگو فرما رہے ہیں۔ میں نے سید صبغۃ اللہ سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے۔ انہوں نے بتایا کہ یہ میر عبدالاحد ہیں۔ یہ

خواب بیان کر کے شاہ کلیم اللہؒ نے فرمایا کہ اس خواب کے بعد میر عبدالاحد سے میری محبت اور ارادت کئی گنا بڑھ گئی۔ شہنشاہ اکبر اعظم نے میر عبدالاحد کو طلب کر کے ۵۰۰ بیگھے اراضی بگرام میں نذر کئے۔ ۳۰ رمضان المبارک ۱۰۱۷ھ شب جمعہ جب آپ کی عمر ایک سو سال سے تجاوز کر چکی تھی بگرام (یوپی۔ بھارت) میں وصال فرمایا (مشائخ سہروردیہ جلد سوم الموسوم تذکرہ قطب الاقطاب شاہ رکن عالم سہروردیؒ ملتان از مولانا نور احمد خان فریدی صفحہ ۶۸۱ تا ۶۸۲۔ ناشر۔ قصر الادب جگو والا براہ لودھراں ضلع ملتان) (خطۂ پاک، اوچ" از مسعود حسن شہاب صفحہ ۲۹۴۔ طبع اوّل ۱۹۶۷ء ناشر۔ اردو اکیڈمی بہاولپور)۔

۱۹۳۔ حضرت شیخ محمد صادق شاہ ابوسعید گنگوہیؒ کے برادر زادہ اور خلیفہ اوّل تھے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شیخ محمد صادقؒ کو حکم دیا تھا کہ اپنے صاحبزادے داؤد کی روحانی تربیت پر خاص توجہ مرکوز رکھو۔ چنانچہ حضرت داؤدؒ بزرگ باپ کی بزرگانہ اور پیرانہ توجہات سے جلد مرتبہ بلند پر فائز ہو گئے۔ لیکن وقت حضرت شیخ داؤد گنگوہیؒ نے تین روز پہلے ہی اپنے مرنے کے انتظامات شروع کر دیئے تھے اور اپنے چھوٹے بھائی شیخ محمد سے کہہ دیا تھا کہ تین روز سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھ رہا ہوں۔ فرماتے ہیں اٹھ داؤد اور جلد میرے پاس آ کر میں تیرا منتظر ہوں۔ اچھے خاصے تھے کوئی مرض نہ تھا کہ ۷ رمضان المبارک ۱۱۰۵ھ کو نماز میں مصروف ہوئے اور وصال فرما گئے۔ عہد اورنگ زیب عالمگیر کے مشہور شیخ تھے (اقتباس الانوار، ہشتاد اولیاء صفحہ ۳۸۷، (انوار العاشقین صفحہ ۱۰۲)۔

۱۹۴۔ شیخ اجل حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے شاگرد رشید تھے مولانا عبدالجلیل الہ آبادیؒ مولانا نے زمانہ طالب علمی میں خواب دیکھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک صحرائے وسیع میں ابلق گھوڑے پر سوار ہیں۔

مولانا نے شرف قدم بوسی حاصل کیا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا علم قیل وقال چھوڑ کر علم حال حاصل کرو اور صورت شیخ محمد صادقؒ دکھا کر فرمایا کہ یہ میری امت کے اکابر اولیا سے ہیں۔ گنگوہ جا کر ان کے مرید ہو جاؤ۔ چنانچہ حسب ہدایت مولانا گنگوہ آئے۔ دولت بیعت سے مشرف ہوئے۔ خلافت حاصل کی اور ایک عالم کو دولت فیضان صابری سے مالا مال کر دیا۔ (انوار العاشقین صفحہ ۱۰۱)۔

۱۹۵۔ حضرت حسن رسول نما اویسی دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قدم گاہ شریف (پہاڑ گنج۔ دہلی) کے دروازے کے کنگروں پر ایک محل تعمیر فرماتے دیکھا۔ آپؐ نے مجھ سے فرمایا کہ یہ محل تمہارے لئے ہے یعنی یہ تمہارا مزار ہوگا۔ میں نے عرض کیا میری کیا مجال کہ آپؐ کا قدم مبارک نیچے ہو اور میں اس سے بالاتر مقام میں ہوں۔ آپؐ نے پھر انہی الفاظ کا اعادہ فرمایا اور میں نے پھر وہی عرض کیا۔ جب بیدار ہوا تو اس بات پر ندامت ہوئی کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مرضی مبارک کے خلاف کیوں عرض کرتا رہا (مناقب الحسن رسول نما اویسی دہلویؒ صفحہ ۲۲۸)۔ ۲۲ر شعبان بروز ہفتہ ۱۱۰۳ھ مطابق ۱۶۹۲ء بوقت عصر حضرت رسول نماؒ نے بمقام دہلی وصال فرمایا اور ٹھیک اسی مقام پر دفن کئے گئے جہاں خواب میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے محل تعمیر فرمایا تھا۔ تاریخ وفات کا مصرعہ مزار مبارک کی جنوبی دیوار پر یوں کندہ ہے ؎

رسول نما با رسول باقی شد

۱۱۰۳ھ

جب کہ سرہانے یہ شعر کندہ ہے ؎

حسن رسول نما افتخار آل حسن
اویس قرنی ثانی و ثالث حسنین

آپ کے والد ماجد شاہ محمد مقیم ضلع ساہیوال (پنجاب۔ پاکستان) کے رہنے والے

تھے۔ آپ سید عثمان نارنولیؒ کی اولاد سے تھے۔ حضرت حسن رسول نماؒ تمام عمر پہاڑ گنج دہلی باغ کلالی میں رہے اور وہیں آج دفن ہیں۔ آپ کے ایک مرید سید شجاعت خاں نے بارہ دری بنوادی اور روضہ بے گنبد بنایا۔ آپ خواہش مند حضرات کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرا دیا کرتے تھے اس وجہ سے "رسول نما" کے معزز لقب سے مشہور ہوئے۔ جملہ اوراد و وظائف کے علاوہ نہایت پابندی اور توجہ کے ساتھ ایک خاص وقت روزانہ گیارہ سو مرتبہ یہ درود شریف پڑھا کرتے تھے، اللّٰھم صلی اللہ محمد وعترتہ بعدد کل معلوم الک (بعض کتب میں بعدد کل شیء معلوم الک تحریر ہے) اور اس کی برکت سے آپ کے اندر یہ وصف پیدا ہو گیا تھا۔ آپ کی طرف سے اس درود شریف کو اسی انداز میں پڑھنے کی عام اجازت ہے۔ حکیم اجمل خاںؒ کا خاندان آپ ہی کی دعاؤں سے پھلا پھولا۔ عہد اورنگ زیب عالمگیر (عہد عالمگیری) کے عظیم ترین بزرگوں میں سے تھے۔

یاد رہے کہ جس درود شریف میں سلام کا صیغہ نہ ہو جیسے کہ مذکورہ بالا درود شریف ہے تو جب وظیفہ ختم ہو جائے تب ایک مرتبہ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" پڑھ لیا کریں تاکہ صلوٰۃ کے ساتھ سلام کی برکتوں سے بھی مالامال ہو جائیں۔ اگر خیال نہ رہے تو کوئی ہرج نہیں (معارج المومنین صفحہ ۱۲۷) (تحفۃ الابرار صفحہ ۵۲)۔

۱۹۶۔ حضرت رسول نماؒ نے فرمایا طالب علمی کے زمانہ میں چند دوستوں کے ہمراہ شکار کو گیا۔ پاؤں میں سانپ نے کاٹ لیا۔ دوستوں نے مجھے جلدی سے گھر پہنچایا اور عبدالوہاب نامی طبیب کو جو اپنے فن کا ماہر تھا بلا لائے۔ اس نے خراطین (کیچوے گنڈوے) طلب کئے اور ان کو گھس کر دو تین دن مجھے پلاتے جس سے زہر کا اثر دور ہو گیا۔ جب غشی طاری ہوتی تھی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار پر انوار ہوتا تھا اور آپ مجھ پر دعا پڑھتے تھے (مناقب الحسن رسول نما اویسی دہلویؒ یعنی ترجمہ فواتح العرفان مؤلفہ سید محمد ہاشم خلیفہ سید حسن رسول نما دہلویؒ لبعی تمام شیخ عمر بخش

ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور۔ مطبع گلزار ہند اسٹیم پریس لاہور ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹۲۱ء صفحہ ۳۳۳)۔

۱۹۷۔ حضرت رسول نماؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن تنگ دستی کی وجہ سے مجھے کھانے کو کچھ نہ ملا۔ اسی حالت میں نیند آگئی۔ خواب میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ کے دست مبارک میں کچھ آٹا خمیر کیا ہوا ہے۔ اس کی ایک روٹی بنا کر آپؐ نے توے پر رکھ دی جو محض آفتاب کی حرارت سے اس قدر گرم ہو گیا تھا کہ روٹی پک گئی۔ اس کے بعد نہایت تلطف اور عنایت کے ساتھ وہ روٹی مجھے عنایت فرمائی اور فرمایا کہ جب اس قدر بھوکے تھے تو کسی دوسرے سے کیوں طلب نہ کیا۔ اس مبارک روٹی کے کھانے کا یہ نتیجہ نکلا کہ مدت ہوئی کبھی عسرت اور تنگی نمودار نہ ہوئی باوجودیکہ کوئی سبیل معاش مقرر نہیں (مناقب الحسن رسول نما اویسی دہلویؒ صفحہ ۳۲۸)۔

۱۹۸۔ حضرت حسن رسول نماؒ نے فرمایا کہ علوم فلسفہ جیسے علم کو نہیں سیکھنا چاہیئے۔ فرمایا طالب علمی کے زمانہ میں مجھے "شرح ہدایت الحکمت" پڑھنے کا شوق ہوا۔ رات کو حضرت الصادق الامین، زینت کعبہ، رونق منبر صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ابداً ابداً الی یوم القیامۃ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا "کیا تم چاہتے ہو کہ فلاسفہ کے ہمراہ رہو" خواب سے بیدار ہو کر میں نے توبہ کی کہ فلسفہ نہیں پڑھوں گا۔ چونکہ علوم مروجہ کا کما حقہ سمجھنا بعض مسائل فلسفہ پر موقوف ہے۔ اس لئے بسا اوقات پڑھنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اس منع کی وجہ سے میں اس سے احتراز کرتا تھا۔ ایک رات پھر مجھے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا "اگر چاہو تو قصہ کہانی کے طور پر اس کو حاصل کر سکتے ہو" (مناقب الحسن رسول نما اویسی دہلویؒ صفحہ ۲۳۷)۔

۱۹۹۔ سید حسن رسول نماؒ کی زوجہ نے ایک روز آپ سے کہا کہ مجھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کرا دو۔ فرمایا عمدہ صورت سے سنگھار کرو، غسل کرو۔ پاک و طاہر ہو۔ زوجہ نے تعمیل ارشاد کی۔ اسی اثنا میں زوجہ کے بھائی آگئے۔ سید

صاحبؒ نے اس سے ظریفانہ انداز میں فرمایا کہ آج تمہاری ہمشیرہ نے عالم ضعیفی میں کیا بناؤ سنگھار کیا ہے ۔ بھائی نے بھی بہن سے کہا یہ کیا بہروپ ہے ۔ اس عمر میں اور یہ سامان !
انہوں نے سُنا اور غصے میں کپڑے پھاڑ ڈالے اور سب سامان دور کیا اور غم و غصہ میں لیٹ گئیں ۔ اسی وقت مالک کون و مکاں ، وجہ وجود کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئیں اور خوش ہو کر فرمانے لگیں یہ کیا اسرار تھا ۔ سید صاحب نے ارشاد فرمایا کہ پہلے تم مجھ کو حقیر جانتی تھیں اور خودی و خود نمائی (اپنے کو دوسروں سے افضل و برتر سمجھنا) کی بو تم میں پائی جاتی تھی ۔ آج اس ترکیب سے خودی دور ہوئی اور یہ مرتبہ تم کو نصیب ہوا ۔ دنیا میں خودی و خود نمائی تمام بُری باتوں سے زیادہ بُری ہے (تذکرۂ غوثیہ صفحہ ۳۱۵) (دفتر حقیقت ، دوسرا گلزار صفحہ ۲۸۳) ۔

۲۰۰ ۔ اسم گرامی ابوالقاسم اور لقب نور الحق تھا ۔ آپ پورے سندھ میں حضرت نقش بندی صاحبؒ کے نام سے مشہور تھے ۔ آپ کا وصال ۷ شعبان المعظم ۱۱۳۸ھ میں ہوا ۔ مزار قبرستان مکلی (یہ ٹھٹھہ کا وہ مشہور قبرستان ہے جس میں سندھ کے جلیل القدر علماء عظیم المرتبت صوفیاء ، بلند پایہ شعراء ، بے مثل منکرین ، متعدد فرمانروایان سندھ اور مختلف اہل کمال و دانش محو استراحت ہیں) میں ہے ۔ خانقاہ کے جس حجرہ میں حضرت مخدوم ابوالقاسم نقش بندیؒ کا قیام تھا وہ "حجرۂ حضوری" کہلاتا ہے ۔ "حجرۂ حضوری" کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایک رات عشاء کے بہت دیر بعد آپ کے حجرہ سے دو آدمیوں کے آہستہ آہستہ باتیں کرنے کی آوازیں آ رہی تھیں ۔ خانقاہ کے درویشوں نے یہ سمجھا کہ شاید شہر کے عمائدین میں سے کوئی آیا ہے جس سے آپ باتیں کر رہے ہیں ۔ تھوڑی دیر بعد آپ حجرہ سے برآمد ہوئے اور تازہ وضو کیا اور خانقاہ کے ایک درویش سے فرمایا کہ حجرہ میں سے ہماری دستار لاؤ ۔ وہ دستار لینے اندر گیا تو حیرت زدہ رہ گیا کیونکہ وہاں کوئی دوسرا آدمی موجود نہ تھا ۔ کچھ دن بعد اسی خادم نے اس روز کے متعلق حضرت نقش بندی صاحبؒ سے دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا کہ سرخیل پیغمبراں عالم ، بادشاہ دوجہاں حضرت

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے تھے۔ اس وقت سے آپ کے حجرہ کا نام حجرۂ حضوری ہوا (تذکرۂ صوفیائے سندھ از اعجاز الحق قدوسی صفحہ ۶۰)۔

۲۰۱۔ بروز اتوار ۷، ۲، جولائی ۱۹۲۴ء بوقت ساڑھے تین بجے دوپہر جب کہ میں کئی روز سے بخار میں مبتلا تھا۔ میری آنکھ لگ گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ فخرِ مشیت الٰہی حضور ہمہ نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز پڑھا رہے ہیں۔ دوسری صف میں مقتدیوں کے ہمراہ میں کھڑا ہوں اور پہلی صف والے درمیان کے نمازی کے عین پیچھے ہوں۔ دعا مانگی گئی۔ میرے سامنے والا آدمی فوراً ہی آپ سے لپٹ گیا۔ اس کے بعد میں آگے بڑھا اور آپ نے مصافحہ کا شرف بخشا اور ذرہ نوازی فرمائی۔ میں نے آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور استفسار کیا کہ بعض لوگ اس طرح بوسہ لینے کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ معجز بیان زبان مبارک سے آپ نے فرمایا "جائز ہے' اظہار محبت ہے۔" اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔ فرط محبت سے زبان پر درود شریف جاری ہو گیا۔ آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے حسرت رہی۔ افسوس ہوا کہ اتنی جلدی کیوں آنکھ کھل گئی۔ آپ سے کوئی اور بات کر لی ہوتی بہت دیر تک درود پڑھتا رہا۔ روتا رہا۔ دعا کرتا رہا کہ یا الٰہی ایسا بخار ہر روز ہو جس میں آپ ذرہ نوازی فرمائیں ؎

ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

یہ خواب جناب سید خالد حسن نقوی ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور نے اپنے والد بزرگوار سید محمد حسن زمان نقوی صاحب قصوری دروازہ، فیروز پور کی ذاتی ڈائری سے نوٹ کرایا۔ سید محمد حسن زمان نقوی نے ۳۰ مئی ۱۹۶۸ء بعمر ۸۰ سال ملتان میں وفات پائی۔ جوانی کے عالم میں یہ خواب دیکھا۔ آپ کو اور بھی کئی بار زیارت بابرکت کا شرف حاصل رہا۔ بزرگ صورت، بزرگ سیرت اور شرع شریف کے سختی سے پابند تھے۔ یہ خواب غیر مطبوعہ ہے۔

۲۰۲- ایک مرتبہ دلی کے مشہور پنجابی سوداگر "حاجی شیخ محمد خلیل سونے والے" نے خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا، جو مولوی ایوب کی تکلیف رفع کردے وہ جنتی ہے۔ شیخ صاحب مولانا کی دوکان پر آئے اور کہا "مولانا کیا تکلیف ہے، بتایئے تو میں خدمت کے لئے حاضر ہوں۔" مولانا نے درود پڑھی اور فرمایا، بس ایک تکلیف ہے کہ کھاری باؤلی سے برنس روڈ گوشت خریدنے جانا پڑتا ہے"۔ شیخ صاحب نے عرض کیا، میرے ہاں بھی گوشت وہیں سے آتا ہے۔ میرا ملازم یہ خدمت بآسانی انجام دے سکتا ہے۔" مولانا نے جواب دیا "وہ میری نگاہ کہاں سے لائے گا۔ میرے جیسا گوشت آپ کا آدمی کیا، آپ بھی نہیں خرید سکتے" (مولانا محمد ایوب دہلوی از جناب ملا واحدیؒ ہمدرد صحت ڈائجسٹ جنوری ۱۹۷۰ء مطابق شوال ۱۳۸۹ھ صفحہ ۱۷)

مولانا محمد ایوب دہلویؒ نے دین کو کبھی تجارت نہ بنایا۔ مولویت کو کبھی پیشہ نہ بنایا وہ اپنے دور کے غزالی اور رازی تھے۔ علم ان پر نازل ہوتا تھا۔ عالم سے زیادہ عارف تھے۔ ان کا علم اکتسابی نہیں وہبی تھا۔ ۲۳ سال کی عمر میں ایک بار "بسم اللہ" کے "ب" کے نقطے پر تقریر کی جو ۲۰ دن میں ختم ہوئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سامعین کو اللہ تعالے کا دیدار کرا دیا۔ اچھا کھانے کا شوق تھا۔ اس عالم بے بدل اور غزالی صفت درویش نے ۹ شوال ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۹۷۰ء کو بمقام کراچی رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۲۰۳- "مقاصد السالکین" کے مصنف حضرت خواجہ ضیاء اللہ نقشبندیؒ نے ایک رات نبوت کے دریا کے دُرِ یتیم، ہادیِ راہ دین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ نہایت تیزی سے کسی مقام کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ آپ کے پیچھے اور حضرت سہروردیؒ کے پیچھے حضرت ضیاء اللہؒ کے مرشد ہیں۔ یہاں تک کہ آپ ایک ایسے مقام پر پہنچے کہ نہ وہ زمین ہے نہ آسمان نہ کوئی مکان۔ آپ وہاں ٹھہر گئے اور اپنا دست مبارک حضرت سہروردی کے سر پر رکھ کر حسب ذیل دعا فرمائی "اے میرے اللہ۔ اے میرے مولیٰ (تو خوب جانتا ہے کہ)

یہ شہاب الدین سہروردی ہے۔ اس نے میری متابعت میں جان توڑ کوشش کی ہے اور میری تمام سنتیں بجالایا ہے۔ میں اس سے بہت راضی ہوں۔ اے اللہ پاک تو بھی اس سے راضی ہوجا۔"

جب میں خواب سے بیدار ہوا تو اس واقعے سے میرا دل بہت خوش تھا۔ بیشک انسان کے لئے کوئی چیز اس سے بہتر نہیں کہ رات دن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنتوں کو زندہ رکھنے میں کمال سعی و جانفشانی کو عمل میں لاتا رہے تاکہ اس ذریعہ سے درجات عالیہ کو پہنچے۔ حضرت خواجہ ضیاء اللہؒ نے ۱۱۴۰ھ میں کتاب "مقاصد السالکین" قلم بند کی۔ اس کا اُردو ترجمہ "مطالب العارفین" ملک چنن دین مالک اللہ والے کی قومی دوکان، کشمیری بازار۔ لاہور نے ۱۳۲۴ھ میں شائع کی صفحہ ۱۷ تا ۱۸)۔

۲۰۴۔ شہنشاہ جہانگیر کو ایک روز کسی نے عالم بیداری میں تخت سے اٹھا کر زمین پر پھینک دیا۔ وہ ہیبت زدہ ہو کر بیمار ہوگیا۔ ہر چند علاج کیا مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ آخر ایک روز خواب میں دیکھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرما رہے ہیں کہ اے ظالم! تو نے مجدد اسلام اور امام وقت کو تکلیف دے رکھی ہے۔ یہ بیماری اسی وجہ سے ہے۔ اگر خیر چاہتا ہے تو ان سے دعا کرا۔ شہنشاہ نے بیدار ہوتے ہی حضرت مجدد الف ثانیؒ کی رہائی کا حکم جاری کر دیا اور ایک عرض داشت جو خطا کی معافی اور ملاقات سے مشرف ہونے کی استدعا پر مشتمل تھی اپنے ندیموں کے ہاتھ آپ کی خدمت میں پیش کی ؎

جب ہوا دبدبۂ شان مجدد کا ظہور
تہلکہ مچ گیا ایوان جہانگیری میں
ہو کے شرمندہ شہ ہند خطا سے اپنی
مدتوں غرق رہا ورطۂ دلگیری میں

آپ نے جواب میں چند شرطیں پیش کیں جو بادشاہ نے منظور کرلیں۔ پھر آپ

گوالیار سے رخصت ہوئے جہاں گرفتار تھے۔ ولی عہد شاہ جہاں اور وزیر اعظم آپ کے استقبال کے لئے حاضر ہوتے۔ آپ شاہی محل میں تشریف لے گئے اور دعا شروع کی۔ بادشاہ کو حکم دیا کہ اپنی خطا کو یاد کر کے گریہ زاری اور الحاح کرتا رہے۔ چنانچہ بہت جلد بادشاہ کو صحت ہوگئی۔ وہ آپ کے قدموں پر گر پڑا اور حلقۂ ارادت میں داخل ہوا اور سجدۂ دربار اور ایسی ہی دوسری تمام خرافات بالکل موقوف کرادیں۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے ایک بار خوش ہو کر فرمایا کہ انشاء اللہ جہانگیر کو اپنے ساتھ جنت میں لے جاؤں گا (سیرت امام ربانی صفحہ ۱۳۱ تا ۱۳۲)۔

۲۰۵ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ایک پوتے تھے حضرت شیخ عبد الاحد۔ ایک مرتبہ آپ نے ارادہ کیا کہ گوشہ نشینی اختیار کریں اور لوگوں کی آمد و رفت موقوف کر دیں گر اسی اثناء میں آپ کے بھائی شیخ سعد الدینؒ نے خواب میں دیکھا کہ بارگاہ محمدی (علیٰ صاحبہا صلوٰۃً وسلاماً) قائم ہے۔ وہاں ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) شیخ عبد الاحد چاہتا ہے کہ گوشہ نشینی اختیار کرے اس کے بارے میں آپؐ کا کیا حکم ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اس سے کہہ دو کہ اس خیال کو موقوف رکھے کہ ہم نے عالم کے کام کو اس کے سپرد کیا ہے۔ اس خواب کو سُن کر حضرت شیخ عبد الاحدؒ خود متوجہ بارگاہ رسالت پناہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہوئے۔ ایسا معلوم ہوا کہ عزلت نشینی اور ترک تلقین میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مرضیٔ مبارک نہیں ہے (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ صفحہ ۲۱۷ از مولانا محمد حسن نقش بندی مجددی ساکن کوٹلہ کرت پور ضلع بجنور (بھارت)۔

۲۰۶۔ مشائخ نقش بندیہ مجددیہ کے مولف حضرت مولانا محمد حسن نقش بندی مجددیؒ بیان کرتے ہیں کہ بعد فراغت تعلیم جب نوکری کی تلاش ہوئی اور بڑی بڑی سفارشیں بھی کام نہ کرسکیں تو درویشوں کی خدمت میں دعا کے لئے حاضری شروع کی۔ اس کام میں ایسا انہماک ہوا کہ ایک مرتبہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوا۔ بے ساختہ یہی عرض کیا کہ دعا فرمایئے کہ مجھے ملازمت مل جائے۔ آپؐ

نے ارشاد فرمایا کہ ملازمت مل جائے گی مگر خدا کو نہ بھولنا۔ عرض کیا اس کیلئے بھی آپ ہی دعا فرما دیجئے۔ اس کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ خدا بھی خوب یاد رہے گا۔ یہ سُن کر احقر آپ سے لپٹ کر رونے لگا (مشائخ نقش بندیہ مجددیہ صفحہ ۲۹۲)۔

۲۰۷۔ عارف باللہ عاشق رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت شاہ عبد الغنی نقشبندیؒ ایک مرتبہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ چونکہ تم میرے دین کی خدمت کرتے ہو اور خدا کے بندوں کو ذکر الٰہی کے نور سے منور کرتے ہو لہٰذا تمہارا نام "عبد المومن" رکھا جاتا ہے۔ عابد ہونا آسان ہے۔ زاہد ہونا آسان ہے۔ صوفی ہونا آسان ہے۔ ذاکر ہونا آسان ہے مگر مشکل سے مشکل کام مومن ہونا ہے۔ جب انسان مومن ہوا تو تمام بزرگی اور مرتبہ کا جامع ہو گیا (انوار العارفین از حضرت مولانا صوفی سید محمد عابد میاں قدس سرہٗ صفحہ ۲۲ تا ۲۳)۔

۲۰۸۔ عارف باللہ عاشق رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت شاہ عبد الغنی نقش بندیؒ ایک روز عشاء کی نماز کے پہلے کچھ دیر کے لئے سو گئے تو آپ نے دیکھا کہ خیر الوریٰ شہ بطحا، نور الہدیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں اور یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ عشاء کی نماز سے پہلے سونا ٹھیک نہیں ہے بلکہ اس میں نقصان ہے۔

(انوار العارفین صفحہ ۲۱)

۲۰۹۔ ربیع بن سلیمان فرماتے ہیں کہ میں ایک جماعت کے ساتھ حج کو جا رہا تھا۔ جب ہم کوفہ پہنچے تو ضروریات سفر خریدنے بازار گیا تو دیکھا کہ ویران سی جگہ میں ایک مردہ خچر پڑا ہے اور ایک عورت پھٹے پرانے کپڑے پہنے چاقو سے اس کا گوشت کاٹ کاٹ کر زنبیل میں رکھ رہی ہے۔ مجھے یہ خیال آیا کہ کہیں یہ بھٹیاری نہ ہو اور مردہ گوشت لوگوں کو کھلاتے اس لئے چپکے سے اس کے پیچھے ہو لیا۔ وہ عورت ایک مکان کے دروازہ پر پہنچی اور دروازہ کھٹ کھٹایا۔ دروازہ کھلا اور چار لڑکیاں جن کے چہروں سے بدحالی اور مصیبت ٹپک رہی تھی نظر آئیں۔ عورت اندر چلی گئی۔ میں نے کواڑوں کی درزوں میں سے اندر جھانک

کر دیکھا تو مکان کی بُری حالت تھی اور اس میں کچھ سامان نہ تھا۔ اس عورت نے روتے ہوئے لڑکیوں کو آواز دی کہ لو اس کو پکالو اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ وہ لڑکیاں اس گوشت کو آگ پر بھوننے لگیں۔ مجھے بہت رنج ہوا۔ میں نے باہر سے آواز دی کہ اے اللہ کی بندی اللہ کے واسطے اسے نہ کھا۔ پوچھا تو کون ہے۔ میں نے کہا ایک مسافر۔ عورت بولی ہم سے کیا لینے آیا ہے ہم تو خود مقدر کے قیدی ہیں۔ تین سال سے ہمارا نہ کوئی معین ہے نہ مددگار۔ ہم سید ہیں۔ ان لڑکیوں کا باپ نہایت شریف انسان تھا وہ اپنے ہی جیسوں سے ان کا نکاح کرنا چاہتا تھا مگر موت نے اسے فرصت نہ دی۔ وہ انتقال کر گیا۔ ترکہ جو چھوڑ مرا تھا ختم ہو چکا۔ ہمیں معلوم ہے کہ مردار کھانا جائز نہیں لیکن چار دن سے ہمارا فاقہ ہے اور اب اس کا کھانا ہمارے لئے جائز ہو چکا ہے۔ ربیع فرماتے ہیں یہ حالت سُن کر میں رو دیا اور احرام کی چادریں اور تمام سامان معہ چھ سو درم نقد جو میرے پاس تھے ان کے لئے لے کر چلا۔ راستہ میں سو درم کا آٹا خریدا اور سو درم کا کپڑا اور باقی درم آٹے میں چھپا کر اس کے گھر پہنچا آیا۔ عورت نے شکریہ ادا کیا اور کہا اے ابن سلیمان جا اللہ تیرے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کرے اور جنت میں تجھے جگہ دے اور ایسا بدل عطا فرمائے جو تجھے بھی ظاہر ہو جائے۔ سب سے بڑی بیٹی نے کہا اللہ تعالیٰ تیرا اجر دو چند کرے اور تیرے گناہ معاف کرے۔ دوسری نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے اس سے بہت زیادہ عطا فرمائے جتنا تو نے ہمیں دیا۔ تیسری نے کہا اللہ تعالیٰ ہمارے دادا (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے ساتھ تیرا حشر کرے۔ چوتھی نے جو سب سے چھوٹی تھی کہا اے اللہ تعالیٰ جس نے ہم پر احسان کیا تو اس کا نعم البدل جلد اس کو عطا فرما اور اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دے۔ حضرت ربیعؒ فرماتے ہیں۔ حجاج کا قافلہ روانہ ہو گیا۔ میں کوفہ میں رہ پڑا حتیٰ کہ وہ حج سے فارغ ہو کر لوٹ آئے۔ مجھے خیال آیا حجاج کا استقبال کروں اور ان سے اپنے لئے دعا کراؤں تاکہ کسی کی مقبول دعا مجھے بھی لگ جائے۔ جب حجاج کے پہلے قافلے سے ملاقات ہوئی۔ میں نے انہیں مبارکباد دی اور کہا اللہ تعالےٰ تمہارا حج قبول

فرمائے۔ ایک نے ان میں سے کہا یہ دعا کیسی کیا تو نے ہمارے ساتھ حج نہیں کیا۔ کیا تو ہمارے ساتھ میدان عرفات میں نہ تھا تو نے رمی جمرات نہیں کی۔ تو نے ہمارے ساتھ طواف نہیں کیا۔ میں نے دل میں کہا یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اتنے میں میرے شہر کے حاجیوں کا قافلہ آگیا۔ میں نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ تمہاری سعی قبول فرمائے۔ تمہارا حج قبول فرمائے۔ انہوں نے بھی پہلے حجاج کی طرح مجھ سے باتیں کہیں اور کہا اب انکار کیوں کرتے ہو۔ کیا بات ہے۔ آخر تم ہمارے ساتھ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں نہیں تھے۔ جب ہم قبر اطہر (علیٰ صاحبہا صلوٰۃً وسلاماً) کی زیارت کر کے باب جبریل سے باہر آرہے تھے اس وقت حجاج کی کثرت کی وجہ سے تم نے یہ تھیلی میرے پاس امانتاً رکھوائی تھی جس کی مہر پر لکھا ہے "من عاملنا ربح" (جو ہم سے معاملہ کرتا ہے نفع کماتا ہے)۔ یہ تمہاری تھیلی واپس ہے۔ ربیعؒ فرماتے ہیں میں نے اس تھیلی کو پہلے کبھی دیکھا تک نہ تھا۔ اس کو گھر رکھ کر واپس آیا۔ نماز عشاء پڑھی وظیفہ پورا کیا۔ اس کے بعد سوچتا رہا کہ سبب کیا قصہ ہے۔ رات آنکھ جو لگی تو میں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ میں نے آپؐ کو سلام کیا اور ہاتھ چومے۔ آپؐ نے تبسم فرماتے ہوتے سلام کا جواب دیا اور ارشاد فرمایا اے ربیع! آخر ہم کتنے گواہ اس پر قائم کریں کہ تو نے حج کیا، تو مانتا ہی نہیں۔ سن بات یہ ہے کہ جب تو نے اس عورت پر جو میری اولاد تھی۔ اپنا زاد راہ ایثار کر کے ارادۂ حج ملتوی کر دیا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ تجھے اس کا نعم البدل عطا فرمائے تو حق تعالےٰ نے ایک فرشتہ تیری صورت کا بنا کر اس کو حکم دیا کہ وہ قیامت تک ہر سال تیری طرف سے حج کیا کرے اور دنیا میں تجھے یہ عوض دیا کہ ۶۰۰ درم کے بدلے ۶۰۰ دینار (اشرفیاں) عطا کیں۔ تو اپنی آنکھ ٹھنڈی رکھ۔ پھر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی یہی الفاظ ارشاد فرمائے "من عاملنا ربح"۔ ربیعؒ فرماتے ہیں کہ جب میں سو کر اٹھا تو تھیلی میرے پاس رکھی تھی جس میں چھ سو اشرفیاں موجود تھیں (رشفۃ الصاوی)۔

۲۱۰۔ مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ اپنی کتاب "شواہد النبوۃ" کے صفحہ ۲۰۴ تا ۲۰۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ امام مستغفریؒ نے اپنی کتاب "دلائل النبوۃ" میں بیان کیا ہے کہ ایک نہایت نیک آدمی نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور تمام لوگ حساب کے لئے بلائے جا رہے ہیں۔ میں پُل صراط کے قریب پہنچا اور گذر گیا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حوضِ کوثر پر کھڑے ہیں اور حضرات حسنینؓ لوگوں کو آبِ کوثر پلا رہے ہیں۔ میں نے بھی پانی مانگا تو آپ دونوں نے انکار کر دیا پس میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ انہوں نے مجھے آبِ کوثر نہیں پلایا۔ آپؐ ارشاد فرما دیجیے کہ وہ مجھے پانی پلائیں۔ اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ "تیرا ایک ہمسایہ ہے جو علی کو بُرا بھلا کہتا ہے اور تو اس کو منع نہیں کرتا۔" میں نے عرض کیا کہ مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ اس کو روک سکوں۔ وہ قوی ہے مجھ کو مار ڈالے گا۔ اس پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ کو ایک چھری عنایت فرمائی اور فرمایا کہ جا اُس کو اِس سے ذبح کر دے۔ میں نے خواب ہی میں اُس کو ذبح کر ڈالا اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے اس کو قتل کر ڈالا ہے۔ تب آپؐ نے حضرت امام حسنؓ سے فرمایا کہ اس کو پانی پلا دو جس پر انہوں نے مجھے پانی کا پیالہ عنایت فرمایا۔ میں نے پیالہ ان سے لے لیا لیکن یاد نہیں کہ پانی پیا یا نہیں۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ میں نہایت خوف زدہ تھا۔ میں نے جلدی سے وضو کیا اور نماز میں مشغول ہو گیا۔ پھر دن نکل آیا۔ میں نے لوگوں کو شور و غل مچاتے سنا کہ فلاں آدمی کو کوئی اس کے بستر پر مار گیا ہے۔ حاکم کے پیادے آئے اور ہمسایوں کو پکڑ کر لے گئے۔ میں نے دل میں کہا کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے یہ تو وہ خواب ہے جو میں نے دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو سچا کر دکھایا۔ میں جلدی سے اٹھا اور سارا ماجرا حاکم سے کہہ سنایا۔ حاکم نے خواب سن کر کہا کہ اللہ تعالیٰ اس کی جزا دے۔ خیر اب اٹھو اور اپنا راستہ لو کہ تم واقعی بے گناہ ہو اور یہ سب لوگ

بھی جن کو میرے سپاہی گرفتار کر کے لاتے ہیں بے قصور ہیں۔

۱۱۲۱۔ امام مستغفریؒ نے کتاب "دلائل النبوۃ" میں بیان کیا ہے کہ ایک ثقہ نے بیان کیا کہ ہم تین آدمی یمن کو جاتے تھے اور ہمارے ساتھ ایک شخص کوفہ کا تھا۔ وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو برا بھلا کہا کرتا تھا۔ ہم ہر چند اسے منع کرتے لیکن وہ باز نہ آتا تھا۔ جب ہم یمن کے نزدیک پہنچے تو ایک جگہ اتر کر سو رہے اور جب کوچ کا وقت آیا تو ہم سب نے اٹھ کر وضو کیا اور اس کو جگایا۔ وہ اٹھ کر کہنے لگا افسوس میں تم سے جدا ہو کر اسی منزل میں رہ جاؤں گا۔ ابھی میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ میرے سر پر کھڑے فرماتے ہیں کہ اے فاسق تو اس منزل میں مسخ ہو جائے گا۔ ہم نے کہا کہ وضو کر۔ اس نے اپنے پاؤں سمیٹے۔ ہم نے دیکھا کہ انگلیوں سے اسکا مسخ ہونا شروع ہوا اور دونوں پاؤں اس کے بندر کے سے ہو گئے۔ پھر گھٹنوں تک پھر کمر تک۔ پھر سینہ تک پھر سر تک پھر منہ تک مسخ پہنچا اور وہ بالکل بندر بن گیا۔ ہم نے اس کو پکڑ کر اونٹ پر باندھ لیا اور وہاں سے روانہ ہوئے اور وقتِ غروبِ آفتاب ایک جنگل میں پہنچے۔ وہاں چند بندر جمع تھے۔ اس نے جب انہیں دیکھا تو رسی تڑا کر ان میں جا ملا۔ نعوذ باللہ منہا (مجموعہ سعادت، ملقب بفقہ الحدیث محسن انصرام مولوی محمد سعید صاحب مالک مطبع۔ در مطبع سعید المطابع واقع بنارس طبع گردید ۱۳۰۸ھ صفحہ ۲۲۲)، (صفحہ ۲۶۸۔ شواہد النبوۃ از مولانا عبدالرحمٰن جامی۔ اردو ترجمہ از بشیر حسین ناظم ایم اے۔ مکتبہ نبویہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور)۔

فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ڈرو اللہ تعالےٰ سے، ڈرو اللہ تعالےٰ سے ہمارے صحابہ (رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین) کی شان میں۔ نہ بناؤ ان کو نشانہ میرے بعد ساتھ اسناد امور قبیحہ کے ان کی جانب۔ سو جس نے دوست رکھا ان کو تو اس نے ہماری محبت سے دوست رکھا ان کو اور جس نے بغض رکھا ان سے تو اس نے بباعث بغض ہمارے کے بغض رکھا ان سے اور جس نے ان کو اذیت دی مجھ کو اذیت دی اور جس

نے مجھ کو اذیت دی اس نے خدا تعالیٰ کو اذیت دی اور جس نے خدا تعالیٰ کو اذیت دی جلد پکڑے گا خداوند تعالیٰ اس کو" (قاضی عیاض) ۔ شیخ سعدیؒ کے معاصر تورپشتی حنفیؒ جن کے حالات "طبقات السبکی" میں ہیں اپنی کتاب "المعتمد" باب سوم فصل چہارم میں لکھتے ہیں کہ جو حضرت ابوبکرؓ کی خلافت پر اعتراض کرتے ہیں وہ گویا تمام صحابہؓ پر زبان طعن دراز کرتے ہیں اور صحابہؓ کو مطعون کرنا دراصل دین کی اساس کو مطعون قرار دینا ہے کیونکہ قرآن وحدیث اور ان کے متعلقہ احکامات ہم تک صحابہؓ ہی کے واسطے سے پہنچے ہیں۔ اگر صحابہؓ ان کے قول کے مطابق غلط رو تھے تو ظاہر ہے جو چیز انہوں نے نقل کی وہ کس طرح قابل اعتماد ہو سکتی ہے۔ الغرض صحابہؓ کو اس طرح مطعون کرنے سے شریعت ہی کالعدم ہو جاتی ہے (الیواقیت والجواہر للشعرانی صفحہ ۲۲۶) (شاہ ولی اللہؒ اور ان کی سیاسی تحریک از مولانا عبید اللہ سندھیؒ صفحہ ۱۹۰ تا ۱۹۱ ۔ سندھ ساگر اکادمی ۔ لاہور سنہ ۱۹۵۲ء)

۲۱۲۔ نویں صدی ہجری کے مشہور و معروف علامہ عبدالعزیز مکیؒ اپنے رسالہ "فیض الجود علی حدیث شیبتی ہود" میں عارف باللہ سیدی عبداللہ ابن اسعد یافعیؒ کی کتاب "نشر المحاسن" کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں اور حضرت یافعیؒ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ مجھے صحیح اسناد کے ساتھ پہنچا ہے اور اس زمانہ میں بہت زیادہ مشہور ہوا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ عارف باللہ شیخ ابن الزغب یمنیؒ کی عادت تھی کہ ہمیشہ اپنے وطن سے سفر کر کے اوّل حج ادا کرتے اور پھر زیارت روضۂ اقدس کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ حاضریٔ دربار کے وقت والہانہ اشعار قصیدہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صاحبین حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کی شان میں لکھ کر روضۂ اقدس کے سامنے پڑھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حسب عادت قصیدہ پڑھ کر فارغ ہوئے تو ایک رافضی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ آج میری دعوت قبول کیجیے۔ حضرت شیخ نے ازروئے توا‌ضع اور اتباع سنت دعوت قبول فرمائی۔ آپ کو اس کا علم نہ تھا کہ یہ رافضی ہے اور حضرت صدیق اکبرؓ

اور حضرت فاروق اعظمؓ کی مدح سے ناراض ہے۔ آپ حسبِ وعدہ اس کے مکان پر تشریف لے گئے۔ مکان میں داخل ہوتے ہی اس نے اپنے دو حبشی غلاموں کو اشارہ کیا جن کو پہلے سمجھا رکھا تھا۔ وہ دونوں اس ولی اللہ کو لپٹ گئے اور آپ کی زبان کاٹ ڈالی اس کے بعد اس کم بخت رافضی نے کہا۔ جاؤ یہ زبان ابوبکر و عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے پاس لے جاؤ جن کی مدح تم کیا کرتے ہو وہ اس کو جوڑ دیں گے۔ شیخ موصوف کٹی ہوئی زبان ہاتھ میں لئے روضۂ اقدس پر حاضر ہوئے۔ آنسوؤں کے ذریعے داستانِ غم کہہ سنائی۔ اسی عالم میں آنکھ لگ گئی اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپؐ کے ہمراہ آپؐ کے صاحبین حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ بھی اس واقعہ کی وجہ سے غمگین تھے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شیخ کے ہاتھ سے کٹی ہوئی زبان اپنے دست مبارک میں لی اور شیخ کو قریب کر کے زبان ان کے منہ میں اس کی جگہ رکھ دی۔ شیخ یہ خواب دیکھ کر بیدار جو ہوئے تو زبان بالکل صحیح سالم اپنی جگہ لگی ہوئی تھی۔ دربار نبوّت کا یہ کھلا معجزہ دیکھ کر اپنے وطن واپس چلے گئے۔ دوسرے سال پھر حج کے بعد مدینۂ طیبہ حاضر ہوئے اور حسبِ عادت قصیدہ مدحیہ روضۂ اقدس کے سامنے پڑھ کر فارغ ہوئے تو ایک شخص نے دعوت کے لئے درخواست کی۔ شیخ نے پھر توکلاً علی اللہ قبول فرمالی اور اس کے ساتھ تشریف لے گئے۔ مکان میں داخل ہوئے تو وہی پہلا والا مکان معلوم ہوا۔ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کر کے داخل ہوگئے۔ اس شخص نے نہایت عزت و احترام کے ساتھ بٹھایا اور پُر تکلف کھانے کھلائے کھانے کے بعد یہ شخص شیخ کو ایک کوٹھری میں لے گیا۔ وہاں دیکھا کہ ایک بندر بیٹھا ہے اس شخص نے کہا آپ جانتے ہیں یہ بندر کون ہے۔ فرمایا نہیں۔ اس نے عرض کیا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے آپ کی زبان قطع کرائی تھی۔ حق تعالیٰ نے اسے بندر کی صورت میں مسخ کر دیا۔ یہ میرا باپ ہے اور میں اس کا بیٹا۔ (غرض شہنشاہ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے معجزات باہرہ کے سامنے یہ کوئی بڑی چیز نہیں لیکن اس سے یہ امر اور

ثابت ہوا کہ آپؐ بعد وصال جس طرح روضۂ اقدس میں زندہ ہیں اسی طرح آپؐ کی سیرت اور معجزات کا سلسلہ بھی جاری و ساری ہے۔ (الصواعق)، (خیر المونس جلد دوم صفحہ ۳۲۶) (حجۃ اللہ علی العلمین از حضرت یوسف بن اسمٰعیل نبہانیؒ) (اقوال الشریفہ فی نکات الکلمۃ الطیبہ حصّہ اول حسب ایماء حضرت حاجی نور احمد ۱۳۵۳ھ میں اعظم گڑھ سے طبع ہوئی۔ صفحہ ۲۶ تا ۲۷)، (کشکول) از حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ۔ ناشر۔ دار الاشاعت۔ مولوی مسافر خانہ۔ کراچی۔ مارچ ۱۹۶۳ء صفحہ ۱۲۰ تا ۱۲۱)۔ کسی نے سچ کہا ہے ؎

صحابہؓ سے کرتے ہیں جو بے وفائی

انہی پر ہے غضب و عتاب الٰہی

۲۱۳۔ ایک نیک بخت لکڑیاں بیچا کرتا تھا اور اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے یوں کہا کرتا تھا: "الٰہی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جو سورج و چاند سے بھی زیادہ منور اور روشن ہیں حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کی نیکیوں کی مقدار کے برابر رحمت نازل فرما۔ کچھ لوگ ان کلمات کو سُن کر جل جاتے تھے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ اس کے سر پر لکڑیوں کا گٹھا رکھا ہے۔ پاس آکر پوچھا کیا لکڑیاں بیچتے ہو۔ اس نے کہا ہاں۔ چنانچہ اسے گھر لے آئے اور غریب کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالے اور رات کو اپنے مکان سے دور جاکر اسے پھینک دیا۔ تھوڑی دیر ہی گذری تھی کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت ابوبکر صدیقؓ و حضرت عمر فاروقؓ اس کے پاس تشریف لائے اور دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کو لے کر ان کی جگہ جوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اصلی حالت پر کر دیا اور یہ نیک انسان پھر اسی طرح کام کرنے لگا۔ ایک دن انہوں نے اسے دیکھ لیا اور سخت متعجب ہوئے۔ گھر لے جاکر اس سے خوشامدانہ لہجے میں کہا یہ کیا معاملہ ہے۔ واقعہ سُن کر انہوں نے حضرات شیخینؓ کو بُرا بھلا کہنے سے توبہ کی (خیر المونس جلد دوم صفحہ ۳۲۵)۔ شاعر نے کس قدر حق بات کہی ہے ؎

بُغض جس سینے میں ہو صدیقؓ اور فاروقؓ سے
ہے ضروری ایسا سینہ رات دن پٹتا رہے

۲۱۴۔ محمد بن سماکؒ فرماتے ہیں کہ میرا ایک پڑوسی تھا جو حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور سیدنا عمر فاروقؓ کو بُرا بھلا کہا کرتا تھا۔ ایک دن میرے اور اس کے درمیان سخت جھگڑا ہوا اور نوبت مار پٹائی تک پہنچی۔ میں غصہ میں بھرا اپنے مکان واپس آ گیا۔ رات کو شفیع الوریٰ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اس واقعہ کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا اس چھری کو لے کر اس بدبخت کو ذبح کر ڈال۔ چنانچہ میں نے اس کو ذبح کر دیا۔ جب نیند سے بیدار ہوا تو اس کے گھر میں کہرام مچا تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ شخص حمام کے قریب مرا پڑا تھا اور اس کی گردن میں چھری کے گہرے زخم تھے۔
(خیر المونس جلد دوم صفحہ ۳۲۸) (کتاب البستان از قیروانی)۔

۲۱۵۔ ایک نیک شخص حج کے لئے روانہ ہوا۔ زائد سامان بغداد کے ایک زاہد کے پاس رکھ گیا۔ رخصت کے وقت زاہد نے اس سے کہا کہ جب مدینہ منورہ پہنچے تو شہکارِ مصورِ مہر و ماہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میرا سلام کہیو اور کہیو کہ اگر آپ کے دونوں ہم پہلو نہ ہوتے تو میں ہر سال آپ کی زیارت کے لئے آیا کرتا۔ مدینہ طیبہ پہنچ کر اس کو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت خواب میں نصیب ہوئی۔ حضرت صدیق اکبرؓ و حضرت فاروق اعظمؓ بھی ساتھ تھے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ فلاں شخص کا پیام بیان کر۔ میں نے جونہی وہ پیام عرض کیا آپ نے حضرت علیؓ کو جو وہاں موجود تھے فرمایا کہ فلاں شخص کو حاضر کرو۔ وہ شخص فوراً آپ کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا اس کی گردن اڑا دو۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فوراً اس کا سر قلم کر دیا۔ اس کے خون کے تین قطرے میرے کپڑوں پر آ گرے۔ آنکھ جب کھلی تو خون کے وہ قطرے میرے کپڑوں پر موجود تھے۔ جب میں مدینہ طیبہ سے بغداد واپس پہنچا تو اس کا ہم شکل بیٹا مجھے ملا۔ میں نے اس سے زاہد کی بابت دریافت کیا۔ بیٹے

نے کہا ایک دن کا ذکر ہے کہ وہ گھر میں سویا ہوا تھا کہ دفعتاً کوئی شخص اسے یہاں سے اٹھا کر لے گیا اور اس کے بعد اس کا کہیں پتہ نہ چلا۔ میں نے خواب کی کیفیت اور اس کے قتل کا واقعہ اس کے بیٹے کو سنایا۔ وہ یہ سن کر رونے لگا اور حضرات شیخین رضؓ کی کی دشمنی سے توبہ کی اور میرا سامان مجھ کو واپس کر دیا (ذخیرالموانس جلد دوم صفحہ ۲۴۷)۔ تبرائی لوگوں کے لئے مقام عبرت ہے۔ یاد رہے ؎

دیکھو تو رفاقت یہ ابوبکرؓ و عمرؓ کی

چھوڑا نہ پسِ مرگ بھی پہلوئے محمدؐ

۲۱۶۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ "دار الثمین فی مبشرات النبی الامین" میں فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت شاہ عبد الرحیم دہلویؒ نے رونق بزم جہاں، بحر نور بیکراں، رمزِ حق کے ترجماں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر زنانِ مصر نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے اور بعض لوگ آپ کو دیکھ کر مر جاتے تھے مگر آپؐ کو دیکھ کر کسی کی ایسی حالت نہ ہوئی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میرا جمال لوگوں کی آنکھوں سے اللہ تعالےٰ نے غیرت کی وجہ سے چھپا رکھا ہے اور اگر آشکارا ہو جاتے تو لوگوں کا حال اس سے بھی زیادہ ہو جو حضرت یوسف کو دیکھ کر ہوتا تھا۔ میں اللہ تعالےٰ کا محبوب ہوں اور محب کی غیرت کا تقاضا ہوتا ہے کہ اس کے محبوب کو سوائے اس کے اور کوئی نہ دیکھے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرے حسن و جمال کو صرف اپنے دیکھنے کے لئے لوگوں کی نظروں سے چھپا رکھا ہے۔ شمس الاسلام، حکیم الامت، امام زماں حضرت اقدس مولانا محمد قاسم صدیقی نانوتویؒ بانئ دار العلوم دیوبند نے اپنے مشہور قصیدۂ بہاریہ میں خوب فرمایا ہے ؎

رہا جمال پہ تیرے حجابِ بشریت

نہ جانا کون ہے کچھ کسی نے جز ستار

مریم امتِ محمدیہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

کہ زنانِ مصر نے حضرت یوسفؑ کو دیکھ کر اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے۔ اگر وہ ہمارے حبیب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھ لیتیں تو اپنے دلوں کے ٹکڑے کر ڈالتیں ؎

اے زلیخا اس کو نسبت اپنے یوسفؑ سے نہ دے
اس پہ سر کٹتے ہیں دائم اور اُس پر انگلیاں

۲۱۷۔ حضرت شاہ عبدالرحیمؒ نے فرمایا کہ لاہور میں دو شخص تھے ایک انتہا درجہ کا فاضل اور جامع کمالات مگر تمباکو سے احتراز نہ کرتا تھا۔ دوسرا محض عامی درویش تھا مگر تمباکو سے محترز تھا۔ ایک رات دونوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کی۔ دیکھا کہ عامی درویش آپؐ کی مجلس میں نہایت اطمینان سے بیٹھا ہے مگر فاضل کو مجلسِ نبویؐ (علیٰ صاحبہا صلوٰۃً و سلاماً) میں بیٹھنے کی اجازت نہیں ملتی۔ اس عامی نے اہلِ مجلس سے اس کی وجہ دریافت کی۔ پتہ چلا کہ یہ شخص تمباکو پیتا ہے اور نزہت لبستانِ دین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تمباکو سے کراہت ہے۔ اس وجہ سے اس کی شرکت اس مجلس میں پسند نہیں فرماتے۔ صبح عامی درویش اس فاضل کے مکان پر گیا۔ دیکھا کہ وہ رو رہا ہے۔ وجہ رونے کی دریافت کی۔ مجلس میں شرکت کی اجازت نہ ملنا رونے کی وجہ تھی۔ عامی نے کہا میں نے اس کی وجہ دریافت کرلی ہے اور وہ تمباکو کا پینا ہے۔ فاضل نے وجہ معلوم ہوتے ہی حقہ چور چور کر ڈالا اور حقہ کشی و تمباکو نوشی سے سچی توبہ کرلی۔ آنے والی شب پھر دونوں کو رازداں ربّ العزت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ اس مرتبہ فاضل سب لوگوں سے آگے آپؐ کے بہت ہی قریب بیٹھا تھا اور آپؐ نہایت مہربانی سے اس کی طرف ملتفت تھے اور عنایات فرما رہے تھے ("حیاتِ ولی" صفحہ ۳۰۶ تا ۳۰۸)۔

۲۱۸۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ اپنے رسالہ "حرز ثمین فی مبشرات النبی الامین" میں نمبر ۱۹ پر تحریر فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد بزرگوار حضرت شاہ عبدالرحیمؒ نے ارشاد

فرمایا کہ وہ رمضان المبارک میں سفر کر رہے تھے۔ نہایت شدید گرمی تھی جس کی وجہ سے بہت زیادہ مشقت اٹھانی پڑی۔ اسی حالت میں اونگھ آگئی تو میں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ آپؐ نے نہایت ہی لذیذ کھانا جس میں چاول، میٹھا، زعفران اور گھی خوب تھا (نہایت لذیذ زردہ) مرحمت فرمایا جس کو میں نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ پھر آپؐ نے پانی مرحمت فرمایا جس کو میں نے خوب سیر ہو کر پیا جس سے بھوک پیاس جاتی رہی اور جب آنکھ کھلی تو میرے ہاتھوں میں سے زعفران کی خوشبو آ رہی تھی۔

اس قسم کے واقعات میں تردد نہ کرنا چاہیئے اس لئے کہ احادیث صوم وصال میں "مجھے میرا رب کھلاتا پلاتا ہے" ان چیزوں کا ماخذ اور اصل موجود ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "میں تم جیسا نہیں ہوں عوام کے اعتبار سے۔" اگر کسی خوش نصیب کو یہ کرامت حاصل ہو جائے تو کوئی مانع نہیں۔ سواد اعظم اہل سنت والجماعت اور اہلِ حق کا عقیدہ ہے کہ کرامات اولیاء اللہ حق ہیں۔ قرآن پاک میں حضرت مریمؑ کے قصہ میں "کلما دخل علیھا ..... رزقا" یہ آیت وارد ہے یعنی جب بھی حضرت زکریاؑ ان کے پاس تشریف لاتے تو ان کے پاس کھانے پینے کی چیزیں پاتے اور ان سے دریافت فرماتے کہ اے مریم یہ چیزیں تمہارے پاس کہاں سے آئیں۔ وہ فرماتیں کہ اللہ تعالےٰ کے پاس سے آئی ہیں بے شک اللہ تعالےٰ جس کو چاہتے ہیں بے استحقاق رزق عطا فرماتے ہیں۔" درمنثور میں اس رزق کی تفاصیل موجود ہیں کہ بغیر موسم کے انگور سے زنبیل بھری ہوتی تھی اور گرمی کے زمانہ میں سردی کے پھل اور سردی کے زمانہ میں گرمی کے پھل (فضائل درود شریف صفحہ ۱۹۶ تا ۱۹۷)۔

حضرت شاہ عبدالرحیمؒ کا اصل وطن رہتک (یوپی۔ بھارت) تھا۔ فاروقی النسل تھے۔ ۱۰۵۴ھ مطابق ۱۶۴۴ء میں پیدا ہوئے اور بعمر ۷۷ سال بمقام دہلی ۱۱۳۱ھ

مطابق ۱۷۱۹ء میں وصال فرمایا۔ آپ کا سلسلہ نقش بندیہ باقویہ تھا یعنی حضرت خواجہ باقی باللہؒ کا۔ عہدِ عالمگیری میں آپ دہلی کے مشہور صوفی اور عالم گذرے ہیں۔ پہلی شادی سونی پت (یوپی۔ بھارت) میں ہوئی۔ ایک صاحبزادے صلاح الدین پیدا ہوئے۔ مگران سے نسل نہ چلی۔ دوسری شادی ساٹھ برس کی عمر میں حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ کی بشارت کے مطابق پھلت (ضلع سہارنپور۔ یوپی۔ بھارت) میں ایک مرید کے یہاں کی جو صدیقی النسل تھے۔ ان سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور شاہ اہل اللہؒ پیدا ہوئے۔

۲۱۹۔ "انفاس العارفین" صفحہ ۴۲ پر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ میرے والد شاہ عبد الرحیم قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے خواب میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی تو جب میں نے بوجہ آپؐ کے مظہر اتم ہونے کے آپؐ میں صفاتِ الٰہیہ کا ظہور کامل طور پر دیکھا تو میں نے آپؐ کو سجدہ کیا۔ آپؐ نے بوجہ حیرت، دانتوں میں انگلی دبا کر اس صورت سے سجدہ تعظیمی سے منع فرمایا۔ بار بار دل میں خیال آتا تھا کہ آپؐ کے اس صورت سے منع فرمانے میں کیا نکتہ ہے۔ اس کے بعد معلوم ہوا کہ آدمی کو سجدہ کرنا دو طرح پر ہے۔ ایک تو اس کو معبود سمجھ کر سجدہ کرنا اور وہ کفر ہے۔ دوسرے اس میں صفاتِ الٰہیہ کا ظہور دیکھ کر سجدہ کرنا اور یہ بھی ممنوع ہے کیوں کہ مشابہ کفر ہے۔

۲۲۰۔ ۱۱۴۳ھ میں جب کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی عمر ۳۰ برس کی تھی آپ عازم حجاز ہوئے۔ جب مدینہ منورہ کی حاضری کی سعادت نصیب ہوئی تو اس عرصہ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اطہر کی طرف متوجہ رہتے تھے اور اس سے بڑے بڑے فیض حاصل کیے۔ ان ہی "فیضہا" کی شرح وتفصیل میں شاہ صاحبؒ نے ایک مستقل کتاب "فیوض الحرمین" ارقام فرمائی۔ اس کتاب میں ایک جگہ اپنے متعلق فرمایا کہ مجھے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود سلوک

کا راستہ طے کرایا اور اپنے دست مبارک سے میری تربیت فرمائی اس لئے میں آپؐ کا اویسی ہوں اور آپؐ کا بلاواسطہ شاگرد ہوں۔ یہ سرفرازی بھی نصیب ہوئی کہ خود آپؐ نے براہ راست مجھے اس بشارت سے مفتخر فرمایا کہ تمہارے متعلق خدا تعالٰے کا ارادہ ہو چکا ہے کہ امت مرحومہ کے جتھوں میں سے کسی جتھے کی تنظیم تمہارے ذریعہ سے کی جائے گی (تذکرہ حضرت شاہ ولی اللہؒ از علامہ مناظر احسن گیلانیؒ صفحہ ۲۹۲ لبساط ادب۔ لاہور کراچی۔)

۲۲۱- حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مجھے براہ راست جن امور کی وصیت کی گئی ان میں ایک چیز یہ بھی تھی کہ میں فروعات میں اپنی قوم کی مخالفت نہ کروں۔ چونکہ ہندوستانی مسلمان عرصہ دراز سے حنفی مسلک پر تھے۔ اس لئے شاہ صاحبؒ نے بھی اپنے اوپر حنفی مسلک کی پابندی واجب کر لی تھی لیکن ادیان وملل کی طرح وہ مختلف مسالک فقہ میں بھی اساسی وحدت کے قائل تھے۔ چنانچہ اپنے ایک مکاشفہ کا ذکر فرماتے ہیں جس میں انہوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے استفادہ کیا۔ فرمایا کہ میں نے یہ معلوم کرنا چاہا کہ آپؐ مسالک فقہ میں کس خاص مسلک کی طرف رجحان رکھتے ہیں تاکہ فقہ میں اس مسلک کی اطاعت کروں میں نے دیکھا کہ آپؐ کے نزدیک فقہ کے یہ سارے مسالک یکساں ہیں اور آپؐ نے مجھ کو یہ وصیت فرمائی کہ فقہ کے چاروں مروّجہ مسالک کی تقلید سے کبھی باہر قدم نہ رکھوں۔ اور جہاں تک ممکن ہو سب میں تطبیق کی کوشش کروں (مسالک فقہ کی طرح تصوف کے تمام طریقوں کو بھی شاہ صاحبؒ نے آپؐ کے نزدیک یکساں پایا) (فیوض الحرمین از حضرت شاہ ولی اللہؒ کا اردو ترجمہ "شاہدات و معارف" از پروفیسر محمد سرور صاحب صفحہ ۳۰ تا ۲۶)۔

حضرت معاذ رازیؒ کو خواب میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلک حنفی سنت معروفہ کے ساتھ زیادہ موافق ہے جس کو نواب صدیق

حسن خانؒ نے "اقتصاد" میں نقل کیا ہے (خیرات الحسان)۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی نمایاں خصوصیت ان کی جامعیت ہے یعنی اختلافی مسائل میں آپ ایسا راستہ تلاش کر لیتے ہیں جس پر فریقین متفق ہوں، اعتدال پسندی، ہمہ گیری اور سوجھ بوجھ بھی آپ میں بہت ہے۔ آپ کا شمار اسلام کے جلیل القدر علماء، عبقرین اور نوابغ میں ہوتا ہے۔ آپ بارہویں صدی کے مجددین میں سے ہیں۔ آپ کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ آپ تمام علوم و فضائل کے تنہا جامع اور حامل ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے وصال کے ۸۰ برس بعد اور شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی وفات سے ۴ سال پہلے بروز چہار شنبہ ماہ شوال ۱۱۱۴ھ مطابق ۲۱ فروری ۱۷۰۳ء کو آپ پیدا ہوئے۔ ۱۷ برس کی عمر میں اپنے والد مولانا عبدالرحیم بن وجیہہ الدین العمریؒ کے وصال پر دہلی میں ان کے مدرسہ کی مسند تدریس پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ نے ہر فن پر قلم اٹھایا اور نادر نکات بیان کئے۔ دو سو سے زائد تصانیف بیان کی جاتی ہیں جو صرف ۲۷ برس کی عمر میں تحریر فرمائیں۔ قرآن پاک کا فارسی میں ترجمہ (فتح الرحمٰن) کر کے امت مسلمہ پر وہ احسان کیا جس کی مثال نہیں ملتی۔ کہتے ہیں اس سے پہلے قرآن مجید کا ترجمہ کسی زبان میں نہ کیا گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ علماء سو نے اس کو بدعت کہہ کر ایک طوفان کھڑا کر دیا تھا آپ کی سب سے مشکل کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" ہے جس کی عالمگیر شہرت کا یہ عالم ہے کہ حکومت سوڈان نے اسے گارڈن کالج خرطوم کے نصاب میں شامل کیا ہوا ہے (الندوہ دسمبر ۱۹۰۷ء)۔ آپ نے دس سلاطین دہلی کو حکومت کرتے دیکھا اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ قیصر و کسریٰ کی سی خرابیاں مغلیہ سلطنت میں پیدا ہو گئی ہیں اور مصلحت خداوندی یہی ہے کہ اس نظام کو توڑ دیا جائے۔ آپ چاہتے تھے کہ نالائق اور عیاش بادشاہوں اور امراء کی جگہ ہندوستان کی بادشاہت عوام کے پاس پہنچ جائے۔ آپ کی اس خواہش کو عملی جامہ پہنانے کے لئے سالہا سال آپ کے فرزند اکبر اور جانشین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ عوام کی تعلیم و تربیت میں مصروف رہے اور آپ کے پوتے شاہ اسمٰعیل

شہیدؒ اور سید احمد شہیدؒ نے عملی طور پر جہاد میں حصہ لیا اور جام شہادت نوش فرما کر تحریک آزادئ ہند کو زندگی بخش گئے۔ مدرسہ شاہ جہاں آباد اور دہلی کالج کا ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں خاتمہ ہوگیا تو حکمت ولی اللّٰہی کے دو جانباز سپاہی مولانا قاسم نانوتویؒ اور سرسید احمد خانؒ کی صورت میں اٹھے اور دار العلوم دیوبند اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی شکل میں تحریک ولی اللّٰہی کو نیا جنم دیا اور جس نصب العین کی داغ بیل ۱۷۳۱ء میں حضرت شاہ ولی اللہؒ نے ڈالی تھی ۲۱۶ برس کی جدوجہد کے بعد الحمد للہ ۱۹۴۷ء میں وہ مقصد حاصل ہوگیا۔ غرض مسلمانوں کی بیداری اور تحریک آزادی کا اولین محرک بلکہ سرچشمہ آپ ہی کی ذات گرامی ہے۔ بقول حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ حضرت حکیم الہند شاہ ولی اللہؒ دنیا و آخرت کی فلاح کا سارا مدار ان چار بنیادی چیزوں کو قرار دیتے ہیں ۱۔ طہارت ۲۔ خشوع و خضوع ۳۔ ضبط نفس ۴۔ عدالت۔ جن میں عدالت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ نزول قرآن کے زمانہ میں قیصر و کسریٰ نے متمدن دنیا کے اکثر حصہ کو اقتصادی پریشانی میں مبتلا کر کے اخلاق سے محروم کر دیا تھا۔ قرآن نے ان کا زور توڑ کر ایسا نظام نافذ کیا جس سے اقوام عالم کو اس مصیبت سے نجات ملی۔ شاہ صاحبؒ کے اس چوتھے اصول کو اپنا کر کارل مارکس نے یورپ میں اقتصادی انقلاب برپا کر دیا۔ کارل مارکس مئی ۱۸۱۸ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۸۳ء میں وفات پائی جب کہ شاہ ولی اللہؒ اس کے پیدا ہونے سے ۵۶ برس پہلے ۲۹ محرم الحرام ۱۱۷۶ھ مطابق ۱۷۶۲ء کو بمقام دہلی وصال فرما چکے تھے کارل مارکس کا اشتراکی مینی فیسٹو ۱۸۴۱ء میں شائع ہوا اور اس کی قائم کردہ پہلی انٹرنیشنل کا اجلاس ۱۸۶۴ء میں منعقد ہوا جس میں اس کے پروگرام کا پہلی بار تعارف کرایا گیا۔ اس کے انقلاب کے تمام حصہ جات امام الوقت حضرت شاہ ولی اللہؒ کی تصانیف میں نہایت وضاحت کے ساتھ موجود ہیں (ماخوذ از شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک از حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ) مغربی دنیا نے ہمارے علمی خزانوں سے کس قدر سرقہ کیا ہے ہمیں اس کا کچھ علم نہیں۔ کہاں کہاں نقب لگائی ہے اس کا کچھ احساس نہیں۔ معلوم نہیں ہم

کبھی ہوش میں آئیں گے بھی یا نہیں)۔

۲۲۲۔ حکیم الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے یہ سوال پیش کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کس اعتبار سے افضل ہیں باوجودیکہ حضرت علیؓ اس امت کے پہلے صوفی، پہلے مجذوب اور پہلے عارف ہیں؛ بتایا گیا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک فضیلتِ کلی کا مدار امورِ نبوت پر ہے جیسے کہ علم کی اشاعت، لوگوں کو دین کا مطیع و فرمانبردار بنانا اور اسی طرح کے دیگر امور جو نبوت سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ فضیلت جس کا مرجع ولایت ہے یعنی جذب و فنا تو یہ تو ایک جزوی فضیلت ہے اور ایک اعتبار سے کم درجے کی۔۔۔۔۔۔۔ وہ عنایت الٰہی جس کا مرکز و موضوع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس تھی وہ بعینہٖ ان دونوں بزرگوں کے وجود گرامی میں صورت پذیر ہوئی۔۔۔۔۔ اور گو حضرت علیؓ نسب کے اعتبار سے اور نیز اپنی جبلت و محبوب فطرت کے لحاظ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ سے زیادہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریب تھے اور "جذب" میں بھی قوی تر اور "معرفت" میں بھی بالاتر تھے لیکن اس کے باوجود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منصب نبوت کے کمال کے پیش نظر حضرت علیؓ سے زیادہ حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کی طرف مائل تھے (فیوض الحرمین کا اردو ترجمہ "مشاہدات و معارف" صفحہ ۲۴)۔

۲۲۳۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ "در ثمین" نمبر ۱۳ پر تحریر فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد صاحب نے ان الفاظ کے ساتھ درود شریف پڑھنے کا حکم دیا تھا، اللھم صل علی محمد النبی الامی وآلہ وبارک وسلم۔ میں نے خواب میں اس درود شریف کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت گرامی میں پڑھا تو آپؐ نے اسے پسند فرمایا (فضائل درود شریف صفحہ ۴۴) شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ جو کچھ بھی اس خاندان کو حاصل ہوا اسی درود شریف

کی برکت سے حاصل ہوا۔ اس کو جس طرح بھی پڑھو مجرب ہے۔

۲۲۴۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ اپنی تصنیف "فیوض الحرمین" میں اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضہ اقدس کی زیارت سے مشرف ہوا تو میں نے روح مبارک و مقدس (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ظاہراً و عیاناً دیکھا نہ صرف عالم ارواح میں بلکہ عالم مثال میں ان آنکھوں سے قریب تو میں سمجھ گیا کہ یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نمازوں میں تشریف لاتے اور لوگوں کی امامت فرماتے ہیں وغیرہ یہ سب اسی دقیقہ کی باتیں ہیں۔ اس کے بعد پھر میں روضہ عالیہ مقدسہ (علی صاحبہا صلوٰۃ و سلاماً) کی طرف چند بار متوجہ ہوا تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ظہور فرمایا۔ گاہے تو بصورت عظمت و ہیبت جلوہ افروز ہوتے اور گاہے جذب و محبت اور انسیت و انشراح کی شکل میں ظاہر ہوتے اور کبھی سریان کی شکل میں حتیٰ کہ میں نے خیال کیا کہ تمام فضا آپ کی روح مبارک سے لبریز ہے اور روح اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اس میں تیز ہوا کی طرح موجیں مار رہی ہے حتیٰ کہ دیکھنے والے کو موجیں ملاحظہ اقدس کی طرف نظر کرنے سے روک رہی ہیں اور میں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو آپ کی اصل صورت کریم میں بار بار دیکھا باوجودیکہ میری تمنا اور آرزو تھی کہ روحانیت میں دیکھوں نہ جسمانیت میں تو میری یہ بات سمجھ میں آئی کہ آپ کا خاصہ ہے روح کو صورت جسم میں کرنا اور یہی وہ بات ہے کہ جس کی طرف آپ نے اپنے قول مبارک میں ارشاد فرمایا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو موت نہیں آیا کرتی۔ وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کی حیات دنیا کی سی ہے۔ وہ اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں اور حج کیا کرتے ہیں اور جس وقت بھی میں نے آپ پر سلام بھیجا تو آپ مجھ سے خوش ہوتے اور انشراح فرمایا اور ظہور فرمایا اور یہ سب باتیں اس لئے ہیں کہ آپ رحمۃ اللعالمین ہیں۔ یہی مسلک اہل سنّت والجماعت کا ہے۔ اپنے رسالہ "آب حیات"

کے اندر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صدیقی قدس سرہٗ بانیٔ دارالعلوم دیوبند نے بھی اس کی تصریح کی ہے (فیوض الحرمین ترجمہ اردو از مولانا عبدالرحمٰن صدیقی کاندھلوی صفحہ ۸۱ تا ۸۵)۔

۲۲۵۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنی تصنیف "حرز ثمین فی مبشرات النبی الامین" جس میں آپ نے ۴۰ خواب یا مکاشفات اپنے یا اپنے والد ماجد کے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کے سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ نمبر ۱۲ پر تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دن مجھے رات کو کھانے کو کچھ نہ ملا تو میرے دوستوں میں سے ایک شخص میرے لئے دودھ کا پیالہ لایا جس کو میں نے پیا اور سو گیا۔ خواب میں مجھے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ دودھ کا پیالہ میں نے ہی بھیجا تھا یعنی میں نے توجہ سے اس کے دل میں یہ بات ڈال دی تھی کہ وہ دودھ لے کر جاتے (جب اکابر صوفیہ کی توجہات معروف و متواتر ہیں تو پھر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تو شان ہی نرالی ہے)۔

۲۲۶۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو بمقتضائے بشریت بچوں کی صغر سنی کا تردد تھا۔ آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ فکر کیوں کرتے ہو جیسی تمہاری اولاد ویسی ہی میری اولاد۔ یہ سن کر آپؒ کو اطمینان ہو گیا (حکایات اولیاء از حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ صفحہ ۲۷)۔ آپ کے چار صاحبزادے تھے اور چاروں صاحب فضل وکمال، شاہ عبدالعزیزؒ، شاہ رفیع الدینؒ، شاہ عبدالقادرؒ، شاہ عبدالغنیؒ۔

۲۲۷۔ احمد شاہ درانی کا پانچواں حملہ واسطے امداد باشندگان جنڈالہ۔ ایک رات احمد شاہ درانی سو رہے تھے کہ یکایک نصف شب کو جاگ کر باہر آتے اور کسی کو خبر نہ کی اور گھوڑے پر سوار ہو کر تین سو سوار غلامانِ خاص کھوبلوچ کی کے در دولت پر حاضر رہتے تھے ساتھ لے کر عازمِ ہندوستان ہوتے۔ چلتے وقت نقیبوں کو ہدایت کی کہ

شاہ ولی خان سے کہہ دینا کہ جہاد کرنے کو ہندوستان جا رہا ہوں تم سب فوج لے کر میرے پاس حاضر ہو۔ وزیر نے جب یہ بات سنی تو حیرت زدہ ہوا۔ دل میں کہا ہو سکتا ہے شاہ کو خواب نظر آیا ہو کہ فوراً بغیر کہے سنے اس بے سروسامانی کے ساتھ چل دیئے۔ چونکہ وزیر سمجھدار تھا فوراً خود بھی فوج لے کر روانہ ہوا۔ شاہ جب لاہور کے قریب پہنچے تو ان کے پاس دس بارہ سے زیادہ سوار نہ تھے۔ جب بادشاہ نے دریائے راوی عبور کیا تو وہاں کا رہنے والا ایک مسلمان ملا۔ شاہ نے اس سے پوچھا سکھ لوگ کہاں ہیں؟ اس نے عرض کیا کہ پورے پنجاب کے سکھ جمع ہو کر ستر اسی ہزار کے قریب امرتسر سے سات کوس کے فاصلہ پر قلعہ جنڈالہ گئے ہیں۔ انہوں نے قلعہ گھیر لیا ہے اور اذان دینے کی ممانعت کر دی ہے۔ مسلمان سخت تنگ ہیں۔ بادشاہ یہ سنتے ہی جنڈالہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب سکھوں کو یہ خبر پہنچی کہ شاہ درانی آ پہنچے تو محاصرہ سے دست بردار ہو کر بعالم سراسیمگی بھاگ گئے۔ شاہ قلعہ کے پاس ٹھہرے کہ اتنے میں اور فوج آ گئی اور صبح تک قریب چھ ہزار کی جمعیت ہو گئی۔ موقع پا کر شاہ ولی خان وزیر نے شاہ سے اس عالم بے سروسامانی میں دشمن کے ملک میں آنے کی وجہ دریافت کی۔ بادشاہ نے فرمایا کہ قریب آدھی رات ہو گی مجھے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "احمد ہم نے تجھ کو برگزیدہ کیا ہے جلد اٹھ اور پنجاب روانہ ہو کر سکھوں نے جنڈالہ کے مسلمانوں کو بہت تنگ اور عاجز کر رکھا ہے۔" پس میں نے پسند نہ کیا کہ اس حکم کی تعمیل میں ذرا بھی توقف کروں۔ فوج اور لشکر جمع کرنے میں وقت صرف ہوتا اس لئے میں صرف فضل خدا پر تکیہ کر کے تعمیل حکم حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے روانہ ہو گیا اور تمہارے لئے پیغام دے آیا۔ شاہ نے دو تین روز جنڈالہ میں قیام کیا۔ اس عرصہ میں جاسوس خبر لائے کہ سکھ یہاں سے بھاگ کر موضع کوپ میں جا ٹھہرے ہیں اور زین خان اور دوسرے مسلمان سرداروں

کا محاصرہ کر کے ان کو تنگ کر رکھا ہے۔ لشکر اہل اسلام بہت تھوڑا ہے۔ شاہ فوراً ان کی مدد کو پہنچے۔ سکھ قریب ۸۰ ہزار تھے مگر شاہ کی فوج کے مقابلہ کی تاب نہ لا کر بھاگ گئے۔ شاہی فوج نے ان کا تعاقب کیا اور قریب ۳۰ ہزار سکھوں کو قتل کر ڈالا۔ سکھوں کا قلع قمع کر کے چند روز شاہ نے وہاں قیام کیا اور وہ علاقہ بدستور زین خان کو دے کر خود قندھار روانہ ہو گئے۔ (واقعات درانی" تالیف منشی عبدالکریم ترجمہ میر وارث علی سیفی۔ پنجابی ادبی اکیڈمی۔ ۱۲ جی ماڈل ٹاؤن۔ لاہور۔ صفحہ ۵۱ تا ۵۵) ڈاکٹر شاہ خاں نجیب آبادی۔ مورخ تاریخ اسلام) "واقعات درانی" "تاریخ احمد" یا تاریخ احمد شاہی کا عمدہ ترجمہ ہے۔ تاریخ احمد کے اندر احمد شاہ درانی اور اس کے جانشینوں کے زمانہ کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔

• نادر شاہ "احمد خان (احمد شاہ ابدالی) سے بے حد خوش اور راضی تھا اور کہا کرتا تھا کہ میں نے ایران، توران اور ہندوستان میں احمد خاں کے مثل نیک خصلت انسان نہیں دیکھا۔ کہتا احمد خاں یاد رکھ کہ میرے بعد یہ سلطنت تجھ کو ملے گی۔ نادر شاہ کے قتل کے تین سال پہلے ایک درویش صابر شاہ (ان کا مزار آج بھی شاہی مسجد۔ لاہور کے قریب موجود ہے) نادر شاہ کے لشکر میں آئے۔ ان کا یہ حال تھا کہ چھوٹے چھوٹے خیمے گڑی کے بنا کر ذرا ذرا سی لکڑیوں پر کھڑا کرتے اور مٹی کے گھوڑے بنا کر ان خیموں کے آگے باندھا کرتے اور احمد خاں سے کہتے۔ میں یہ سب تیری سلطنت کا بندوبست کر رہا ہوں۔ احمد خاں بھی اس درویش کی بہت خدمت کرتے۔ نادر شاہ کے قتل کے بعد جب احمد خاں قندھار کو چلے تو اس درویش کو بھی ساتھ لے لیا۔ راستہ میں درویش نے احمد خاں سے کہا اے احمد شاہ اب تو بادشاہ ہو جا۔ احمد شاہ نے کہا کہ حضرت میرے پاس سامان اور اسباب سلطنت کہاں ہے کہ میں بادشاہ بنوں۔ تب درویش نے ایک چبوترہ مٹی کا بنایا اور احمد شاہ کا ہاتھ پکڑ کر اس پر بٹھا دیا اور کہا کہ یہ تیرا تخت بادشاہت ہے اور تھوڑی سی سبز

گھاس لے کر احمد شاہ کے سر پر رکھی اور کہا یہ تیرا تاجِ شاہی ہے اور تو بادشاہ درّانی ہے۔ اس دن سے احمد شاہ نے اپنی قوم کو کہ ابدالی کہلاتی تھی درّانی کا لقب دیا اور اپنا نام احمد شاہ درّانی رکھا اور سبز گھاس کو اپنا نشان بنایا۔ احمد شاہ درّانی نے ہندوستان پر کل چھ بار حملہ کیا اور مرہٹوں، راجپوتوں اور سکھوں کے مظالم سے مسلمانوں کو نجات دلائی۔ شاہ نے ۲۳ برس ۲ ماہ اور چند روز حکومت کر کے ۲۰ رجب ۱۱۸۶ھ مطابق ۲۳ اکتوبر ۱۷۷۲ء کو اس جہانِ فانی سے ملک جاودانی کو کوچ کیا اور بمقام "احمد شاہی" قندھار میں دفن کیے گئے۔ علامہ اقبالؒ نے آپ کے لئے فرمایا:

ہم سپاہی، ہم سپہ گر، ہم امیر
با عدو فولاد و با یاراں حریر

۲۲۸۔ حضرت عبد العزیز دباغؒ فرماتے ہیں کہ ان کی والدہ فارحہ فرماتی تھیں کہ ان کے ماموں العربی الفشتالیؒ نے انہیں بتایا کہ انہوں نے خواب میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا۔ آپؐ نے ان سے فرمایا کہ تمہاری بھانجی فارحہ کے ہاں ایک ولی کبیر پیدا ہوگا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)، اس کا باپ کون ہوگا؟ تو آپؐ نے فرمایا: "مسعود دباغ"۔ یہی وجہ تھی کہ العربی الفشتالیؒ نے میرے والد مسعود قدس سرہٗ العزیز کو رشتہ کے لئے پسند فرمایا۔ میرے والد ان کے شاگردوں میں تھے۔ العربی الفشتالیؒ ولی ہونے کے علاوہ فقیہہ اور قاری بھی تھے اور علم کا درس دیتے تھے (" ابریز" از علامہ احمد بن مبارک سلجماسیؒ جس میں آپ کے پیر و مرشد حضرت سید عبد العزیز دباغؒ کے سوانح حیات، عقائد، کرامات اور بعض آیات کی تشریحات ہیں اور علم و عرفان کی نادر باتیں جمع کی ہیں۔ اردو ترجمہ "خزینۂ معارف حصہ اوّل از ڈاکٹر پیر محمد حسن ایم اے۔ پی ایچ ڈی۔ صفحہ ۴۴)۔ الجزائر (افریقہ)، کے بارہویں صدی ہجری کے مشہور بزرگ غوث زمان حضرت سید عبد العزیز دباغ مغربیؒ امی محض تھے۔ علوم ظاہری سے نابلد ہونے کے باوجود

علوم باطنی میں آپ کا مقام بہت بلند تھا۔ آپ کے علوم کا اندازہ لگانے کے لئے "ابریز" کا مطالعہ ضروری ہے۔

۲۲۹۔ حضرت مولانا شاہ فخرالدین دہلویؒ ۱۱۲۶ھ مطابق ۱۷۱۴ء میں اورنگ آباد (دکن۔ بھارت) میں پیدا ہوئے۔ حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ نے آپ کا یہ نام رکھا۔ جب آپ سات برس کے ہوئے تو ایک روز آپ کے والد حضرت شیخ نظام الدین ولیؒ آرام فرما رہے تھے اور آپ ان کے پاؤں داب رہے تھے کہ نیند آگئی اور زانو پر سر رکھ کر سو گئے۔ دیکھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما ہیں اور آپؐ نے مولانا کو پانچ دانے بُن (قہوہ کافی) اور بقول بعض روایات سات دانے عنایت فرمائے۔ اس کے بعد آپ بیدار ہوئے اور وہ دانے اپنے ہاتھ میں موجود پائے جس کی پوری کیفیت "مناقب فخریہ" میں درج ہے۔ بہ نور باطن آپ کے والد اس پر مطلع ہو گئے۔ خواب سے چونک کر اٹھے اور مولانا کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا بیٹا انہیں تنہا نہ کھانا ہمیں بھی ان میں سے حصہ دینا۔ آپ نے سب دانے والد کی خدمت میں پیش کر دیئے اور دونوں بزرگوں نے مل کر ان کو تناول فرمایا۔ والد کی وفات کے بعد ۱۶/۱۷ برس کی عمر میں اورنگ آباد سے جہاں آباد (دہلی) آگئے۔ کچھ عرصہ بعد وہ شہرت حاصل ہوئی کہ شہزادگان دلی اور امراء حتیٰ کہ خود شہنشاہ ظفر بھی آپ کے مرید ہو گئے۔ بعمر ۷۳ برس ۲۷ جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ مطابق ۱۷۸۵ء کو دلی (دہلی) میں وصال فرمایا۔ اور حضرت قطب صاحبؒ کے مزار مبارک کے قریب دفن کئے گئے۔ آپ اعلیٰ ترین اخلاق کا چلتا پھرتا مجسمہ تھے۔

(تحفۃ الابرار صفحہ ۱۱۱) (ہشتاد اولیاء صفحہ ۳۹۶) (ملفوظات و حالات شاہ فخر دہلویؒ اردو ترجمہ از محمد نذر علی درد کاکورویؒ صفحہ ۲۰۶ کتب فخر الطالبین و مناقب فخریہ از غازی الدین خاں نظام کا)۔ (خلاصۃ الفوائد یعنی ملفوظات حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ مرتبہ و مولفہ حکیم محمد عمر ترجمہ از محمد بشیر اختر۔ اللہ آباد۔ بہاولپور ڈویژن۔ ڈسٹرکٹ رحیم یار خاں صفحہ

۶۴ تا ۷۴)۔

۲۳۰۔ "مشارق الانوار" کے مصنف حضرت شیخ رضی الدین حسن بن حسن صنعانی لقبول میر غلام علی آزاد بلگرامی مولف "ماثر الکرام" آپ ۵۷۷ھ مطابق ۱۱۸۲ء میں لاہور میں پیدا ہوئے لیکن "فوائد الفواد" میں حضرت نظام الدین اولیاءؒ سے منقول ہے کہ آپ بدایون کے رہنے والے تھے اور علوم ظاہری میں والد کے شاگرد تھے۔ علم حدیث اور لغت کے بے نظیر استاد تھے آپ نے فرمایا کہ اپنے فرش پر لیٹا اتوار کی شب ربیع الاول کی گیارہویں تاریخ ۶۲۳ھ میں میں نے کہا یاالٰہی مجھ کو آج کی رات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دکھا دے کہ آپؐ کے دیدار کے لئے میرا اشتیاق تو جانتا ہے۔ تو رات کو ایک نیند کے بعد میں نے دیکھا کہ میں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک بالاخانے پر ہیں اور چند لوگ میرے ساتھ کے ہم سے نیچے بالاخانے کی سیڑھیوں کے پاس موجود ہیں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) آپؐ کیا فرماتے ہیں مردہ مچھلی کے بارے میں جس کو سمندر نے باہر ڈال دیا ہو۔ کیا وہ حلال ہے؟ تو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ہاں وہ حلال ہے۔ اس پر میں نے جو لوگ سیڑھیوں کے پاس نیچے کھڑے تھے ان کی جانب اشارہ کرتے ہوئے عرض کیا کہ میرے ان ساتھیوں سے فرما دیجئے کہ یہ لوگ مجھ کو سچا نہیں سمجھتے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ تو نے مجھے گالی دی اور لوگوں نے مجھے عیب لگایا۔ اس پر میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) یہ کیوں کر ہے تو آپؐ نے کچھ ارشاد فرمایا جس کی عبارت مجھکو یاد نہ رہی لیکن مطلب یہ تھا کہ تو نے میری حدیث ان لوگوں سے بیان کی جو اس کو قبول نہیں کرتے یعنی نااہلوں کے روبرو جو کمال بے ادبی ہے گالی دینے کے برابر ہے۔ پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان لوگوں کی جانب متوجہ ہوئے اور ان کو ملامت ونصیحت فرمانے لگے اور میں نے اس رات کی صبح کو کہا کہ میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ اس رات کے بعد میں حضرت

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کو کسی سے بیان کروں مگر ان ہی لوگوں سے کہوں جو اپنے سب اختلافات آپؐ کو دل سے مان کر آپؐ کو سونپ دیتے ہیں (تحفۃ الاخیار اردو ترجمہ مشارق الانوار صفحہ ۲۸۶)۔

۲۳۱۔ حضرت سید احمد شہیدؒ جب تیسری بار دہلی میں تشریف لاتے تو آپ کی آمد سے ایک ہفتہ قبل حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے یہ خواب دیکھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دہلی کی جامع مسجد میں تشریف فرما ہیں بے شمار خلقت ہر گوشے سے آپؐ کے دیدار فرحت آثار کے لئے امڈی چلی آرہی ہے۔ آپؐ نے سب سے پہلے شاہ صاحبؒ کو دست بوسی کی سعادت سے مشرف فرمایا پھر ایک عصا مرحمت کیا اور فرمایا، "تو مسجد کے دروازے پر بیٹھ جا اور ہر کسی کا حال ہمیں سنا۔ جس کو ہمارے یہاں حاضر ہونے کی اجازت ملے اُسے اندر آنے دے۔" شاہ صاحبؒ نے اس کی تعمیل کی اور ہزارہا بندگانِ خدا نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔

شاہ صاحبؒ بیدار ہو کر تعبیر دریافت کرنے حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ خلیفہ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناںؒ کی خدمت میں تشریف لائے۔ شاہ صاحبؒ نے فرمایا سبحان اللہ یوسفِ وقت مجھ سے تعبیر پوچھتا ہے۔ شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ اس خواب کی تعبیر میں آپ کی زبان سے سننا چاہتا ہوں۔

شاہ غلام علیؒ نے فرمایا کہ میری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ سید حسن رسول نماؒ کے وصال کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہ اس علاقۂ دیار میں ہدایت خلق کی طرف بہت کم ہو گئی ہے۔ اب اس خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے یا آپ کے کسی مریدِ رشید کے ذریعہ وہ سلسلہ پھر شروع ہو جائے گا۔ شاہ عبدالعزیزؒ نے فرمایا میرے خیال میں بھی یہی تعبیر آئی تھی۔ جب سید احمد شہیدؒ دہلی پہنچے تو شاہ صاحبؒ کو یقین ہو گیا کہ جس سلسلۂ ہدایت کے اجراء کی بشارت

خواب میں دی گئی تھی وہ خدا چاہے تو سید احمد شہید (رحمۃ اللہ علیہ) کے ذریعے سے جاری ہوگا اور یہی ہوا کہ علم و فضل کے ستون مولانا عبدالحئی، محمد اسمٰعیل شہید اور شاہ اسحٰق محدث دہلوی جیسے بزرگوں نے سید صاحب کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور بہ کثرت دوسرے لوگ مرید ہوتے (سوانح حیات سید احمد شہید از مولانا غلام رسول صاحب مہر صفحہ ۱۱۲ تا ۱۴۱) (سیرت سید احمد شہید از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی صفحہ ۷۰ تا ۷۹)۔

۲۳۲۔ حضرت شاہ عبداللہ المعروف شاہ غلام علی مجددی مظہری دہلوی نے فرمایا کہ ایک مرتبہ آتشِ دوزخ کے خوف کا مجھ پر سخت غلبہ ہوا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ مجھ سے محبت رکھتا ہے دوزخ میں نہیں جائے گا (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ از مولانا محمد حسن نقشبندی مجددی صفحہ ۳۲۷) حضرت شاہ غلام علی دہلوی کی ولادت ۱۱۵۸ھ میں بمقام بٹالہ (مشرقی پنجاب۔ بھارت) میں ہوئی۔ آپ کے والد شاہ عبداللطیف حضرت ناصرالدین قادری سے بیعت تھے۔ شاہ غلام علی حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں کے خلیفہ و جانشین تھے۔ سرسید احمد خاں کے والد سید متقی آپ کے چہیتے مرید تھے۔ فرماتے خدا تعالیٰ نے مجھے اولاد کے جھگڑوں سے آزاد رکھا ہے مگر سید متقی کی اولاد کی محبت ایسی دے دی ہے کہ اس کے بچوں کی تکلیف یا بیماری بے چین کر دیتی ہے۔ آپ ہی نے سرسید کا نام احمد رکھا اور ان کی لبم[illegible]ی تقریب بھی آپ کے ہاتھوں ہوئی تھی۔ سرسید احمد خاں لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے دادا کو تو نہیں دیکھا لیکن میں اور میرے بھائی بہن شاہ صاحب کو دادا حضرت، کہہ کر خطاب کرتے تھے اور شاہ صاحب کو بھی ہم سے حقیقی پوتوں کی سی محبت تھی۔ سرسید کو شاہ صاحب سے جو عقیدت تھی اس کا اندازہ ان کے اس شعر سے ہوتا ہے جو انہوں نے اپنی بسم اللہ کے متعلق لکھا ہے اور جسے پڑے

فخر سے سنایا کرتے تھے ؎

بہ مکتب رفتم و آموختم اسرار یزدانی

زفیضِ نقش بندِ وقت جانِ جانان جانانی

حضرت شاہ صاحبؒ کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اس قدر عشق تھا کہ آپؐ کا اسمِ گرامی سنتے ہی بے تاب ہو جاتے تھے اور آہ آہ کہہ کر اوپر کو ہاتھ اٹھا دیتے تھے اور کبھی دونوں ہاتھ پھیلا کر اس طرح لپیٹ لیا کرتے تھے جیسے کوئی کسی کو آغوش میں لیتا ہے۔ ۲۶ صفر ۱۲۴۰ھ بروز ہفتہ دار الفناء سے دار البقاء کو کوچ کیا اور دہلی کی خانقاہ میں پیر کے پہلو میں دفن کیے گئے (آثار الصنادید از سرسید احمد خاںؒ۔ پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی۔ ۳۰ نیو کراچی۔ ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی نمبر ۵ صفحہ ۲۰۸)۔

۲۳۲۔ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ جب وصال فرما گئے تو حضرت شاہ ابو سعید مجددیؒ آپ کی خانقاہ مجددیہ دہلی کے جانشین مقرر ہوئے۔ ایک مرتبہ خانقاہ میں لوگوں کے درمیان نزاع کی صورت پیدا ہو گئی۔ رات کے وقت ایک مرید نے خواب میں دیکھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دربار لگا ہے اور خانقاہ مجددیہ کا جھگڑا آپؐ کے سامنے پیش ہے۔ آپؐ نے حکم فرمایا کہ فلاں فلاں شخص کو خانقاہ سے نکال دیا جائے۔ مرید کو ڈر ہوا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان لوگوں میں کہیں میرا نام بھی نہ لے دیں۔ اس ڈر سے آنکھ کھل گئی۔ تہجد کے وقت وہی مرید حضرت ابو سعیدؒ کو وضو کرا رہا تھا کہ انہوں نے مرید کی طرف دیکھ کر مسکرا کر فرمایا کہ گھبراتے کیوں ہو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تمہارا نام تو نہیں لیا۔ نماز سے فارغ ہو کر حضرت ابو سعیدؒ نے ان تمام درویشوں کو خانقاہ سے نکل جانے کا حکم دیا جن کے نام حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے گنائے تھے (انوار الاصفیاء صفحہ ۵۰۵)۔ آپ کی ولادت ۱۱۹۶ھ میں ہوئی اور وصال عید کے دن ہفتہ کے روز ۱۲۵۰ھ میں ریاست ٹونک میں ہوا۔ یہاں سے میت دہلی لائی گئی جہاں ان کو پیر کے پہلو میں

دفن کیا گیا۔

۲۲۴۔ ایک بار خواب میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت سید احمد شہیدؒ کے منہ میں تین چھوارے دیئے اور بہت محبت اور شفقت سے کھلائے۔ جب آپ بیدار ہوئے تو ان کی شیرینی آپ کے ظاہر و باطن سے ظاہر تھی۔ اس کے بعد ایک روز سید صاحبؒ نے خواب میں حضرت علیؓ اور حضرت بی بی فاطمہؓ کو دیکھا۔ حضرت علیؓ نے اپنے دستِ مبارک سے آپ کو اس طرح نہلایا جس طرح باپ اپنے بچوں کو نہلاتے دھلاتے ہیں اور حضرت بی بی فاطمہؓ نے اپنے دستِ مبارک سے ایک لباس فاخرہ آپ کو پہنایا۔ اس کے بعد طریقہ نبوت کے کمالات آپ سے ظاہر ہونے لگے (صراطِ مستقیم از حضرت اسمٰعیل شہیدؒ صفحہ ۱۶۴)۔

۲۲۵۔ رمضان المبارک ۱۲۲۲ھ کی ۲۱ تاریخ کو حضرت سید احمد شہیدؒ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا کہ لیلۃ القدر کب آئے گی؟ رات بھر عبادت گزاری معمول تھا۔ استفسار سے مقصود غالباً یہ تھا کہ اس خاص رات جاگنے کا خاص انتظام کیا جائے۔ شاہ صاحبؒ نے فرمایا فرزند عزیز! شب بیداری کا معمول جاری رکھو۔ یہ بھی واضح رہے کہ محض جاگتے رہنے سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ پاسبان ساری راتیں آنکھوں میں گزار دیتے ہیں مگر انہیں فیض آسمانی کب نصیب ہوتا ہے۔ خدائے برتر کا فیض شامل حال ہونا چاہیئے۔ نصیبہ یاوری کرے تو انسان کو سوتے سے جگا کر دامنِ طلب برکات کے موتیوں سے بھر دیا جاتا ہے۔"

سید صاحب قیام گاہ پر چلے گئے۔ ۲۷۔ رمضان المبارک ۱۲۲۲ھ مطابق ۲۸ نومبر ۱۸۰۷ء کو عشاء کے بعد بے اختیار نیند آگئی۔ رات کا ایک حصہ باقی تھا کہ اچانک کسی نے جگایا۔ اٹھے تو دیکھا کہ دائیں بائیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت صدیق اکبرؓ تشریف فرما ہیں اور زبان مبارک پر یہ کلمات جاری ہیں "احمد

اٹھ اور غسل کر۔ آج شب قدر ہے۔ خدا تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو اور قاضی الحاجات کی بارگاہ میں دعا و مناجات کر۔" اس کے بعد یہ دونوں بزرگ تشریف لے گئے۔ سید صاحبؒ کا قیام اکبر آبادی مسجد دہلی میں تھا۔ دوڑ کر مسجد کے حوض کی طرف گئے اور باوجودیکہ سردی سے حوض کا پانی برف ہو رہا تھا اس سے غسل کیا اور کپڑے بدل کر عبادت میں مشغول ہو گئے۔ سید صاحبؒ نے بارہا فرمایا کہ اس رات مجھ پر افضال الٰہی کی عجیب بارش ہوئی اور حیرت انگیز واردات روح افروز ہوئے۔ بصیرت باطنی اس طرح روشن ہو گئی کہ تمام درخت، پتھر اور دنیا کی ہر چیز سجدہ میں تھی اور تسبیح و تہلیل میں مشغول مگر ظاہری آنکھوں سے اپنی اپنی جگہ کھڑی معلوم ہوتی تھی۔ صبح کی اذان تک یہی کیفیت رہی۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ عالم غیب کا معاملہ تھا یا عالم شہادت کا یعنی عالم رویا میں سب کچھ پیش آیا یا عالم اجسام میں۔ صبح میں نے شاہ صاحبؒ سے سب حال بیان کیا۔ آپ بہت مسرور ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آج کی رات تم اپنی مراد کو پہنچ گئے۔ اس وقت سے ترقیات و علو درجات کے آثار ظاہر ہونے لگے (سیرت سید احمد شہیدؒ از مولانا سید ابوالحسن ندوی صاحب صفحہ ۷۰ تا ۷۲) (مخزن احمدی از مولانا سید محمد علی)، (سوانح احمدی از مولانا محمد جعفر تھانیسری)، (سوانح حیات سید احمد شہیدؒ از مولانا غلام رسول مہر صاحب ص ۸۰ تا ۹۱)

مسلمان کی اوسط عمر ۶۰ اور ۷۰ برس کے درمیان ہوتی ہے۔ جس مسلمان نے شب قدر پالی گویا اس نے ایک ہزار ماہ (۸۳ سال ۴ ماہ) عبادت میں گزارے۔ لیلۃ القدر میں ۹ حروف ہیں اور یہ تین بار سورۃ قدر میں استعمال ہوا ہے اس حساب سے بھی ۹ × ۳ = ۲۷ رمضان کی شب، شب قدر یا لیلۃ القدر بنتی ہے۔ اسی طرح حجاج جو خرچ کرتے ہیں اس کے مقابلہ میں جو کمائی کر کے لاتے ہیں آپس میں ان کا کوئی مقابلہ نہیں۔ ہم اپنے محلہ کی مسجد میں پنج وقتہ جماعت سے نماز ادا کریں تو اس طرح ۷۰ سال کی عبادت میں جو ثواب کمائیں گے بیت اللہ شریف

میں ایک ہفتہ کی یعنی ۳۵ باجماعت نمازوں کا ثواب اتنا ہو گا کیونکہ وہاں ۲۵ کے بجائے ایک لاکھ گنا ثواب ہے ایک فرض نماز باجماعت کا۔

۲۳۶۔ راجپوتانہ (بھارت) میں ایک مسلمان ریاست کا نام ٹونک تھا جو ۱۹۴۷ء میں ختم کر دی گئی۔ اس کے بانی سنبھل ضلع مراد آباد (یو پی۔ بھارت) کے ایک افغان شریف زادے اور سپاہی نواب امیر خاں (بعدہٗ نواب امیر الدولہ خان بہادر) تھے۔ ان کے بیٹے نواب وزیر الدولہ ۱۲۲۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۵۰ھ میں مسند نشین ہوئے اور ۱۶ محرم ۱۲۸۱ھ مطابق ۱۸۶۴ء میں وفات پائی۔ والیٔ ریاست ٹونک نواب وزیر الدولہ نے "وصایا" میں لکھا ہے کہ حضرت سید احمد شہیدؒ جب مدینہ طیبہ پہنچے تو حرم شریف کے پاس روضۂ مقدس (علیٰ صاحبہا صلوٰۃ و سلاماً) کے سامنے قیام کیا۔ جس روز پہنچے اسی روز رات کو سخت بخار آ گیا۔ بیدار ہوتے پر اپنے مسکن کی کھڑکی میں روضۂ اطہر کے سامنے بیٹھ گئے۔ اسی حالت میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) آپ کے امتیوں میں سے شیخ غلام علی الٰہ آبادی نے قرآن مجید کا ایک نسخہ بھیجا ہے کہ روضۂ پاک پر تلاوت میں رہے میں نے دیکھا کہ یہاں بہت سے قرآن مجید موجود ہیں مگر کوئی نہیں پڑھتا۔ اگر آپ اجازت مرحمت فرمائیں تو یہ نسخہ حرم پاک کے خدام میں سے الماس کو دے دوں جو اسے باقاعدہ پڑھتا رہے گا۔ یہ اجازت مل گئی (وصایا حصہ اول صفحہ ۲۹ تا ۳۰)۔

حضرت سید احمد شہیدؒ یکم محرم ۱۲۰۱ھ مطابق ۲۴ اکتوبر ۱۷۸۶ء کو بمقام تکیہ متصل رائے بریلی (اودھ۔ بھارت) میں سادات کے ایک معزز خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپ نے پہلی مرتبہ مسلمانانِ ہند کو دوسری قوموں کے مقابلہ میں من حیث الجماعت جمع کیا اور اس کے ایک طبقہ کو مذہبی آزادی دلانے کے لئے جان تک قربان کر دی۔ پس ماننا پڑے گا کہ مسلمانانِ ہند کی جداگانہ قومیت کا اظہار سب سے پہلے آپ نے

کیا۔ ۲۲ برس کی عمر میں شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے۔ سکھوں کے مظالم کی وجہ سے شاہ صاحبؒ خود ان کے خلاف جہاد کے متمنی تھے مگر ضعفِ پیری کی وجہ سے مجبور تھے چنانچہ جب سید صاحبؒ دہلی سے بیعت کے لئے دورہ پر نکلے تو شاہ صاحبؒ نے اپنا سیاہ عمامہ اور سفید قبا دست مبارک سے سید صاحبؒ کو پہنا کر رخصت کیا۔ آپ چھ سال متواتر جہاد کرتے رہے اور کامیابیاں حاصل کیں مگر بعد میں اپنوں ہی کی غداریوں اور انگریزوں و سکھوں کی مسلسل سازشوں کی بنا پر کامیابیاں سست پڑ گئیں اور اپنوں کی غداریوں کی بنا۔ پر ۲۴ ذیقعد ۱۲۴۶ھ مطابق ۶ مئی ۱۸۳۱ء بروز جمعہ نماز جمعہ کے وقت بمقام بالاکوٹ (ضلع ہزارہ) معہ مولانا محمد اسمٰعیل شہیدؒ و دیگر رفقاء شہید ہو گئے۔ اِنا للہ وانا الیہ راجعون۔

۲۳۷۔ حضرت شاہ محمد کاظم قلندر علوی کاکورویؒ خلیفۂ اعظم حضرت شاہ باسط علیؒ کے تھے۔ جب آپ آٹھ نو برس کے تھے ایک بار لڑکپن کی وجہ سے نماز جمعہ ناغہ ہو گئی۔ آپ کو بہت رنج ہوا۔ اسی رنج میں سو گئے۔ خواب میں دیکھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس شریف ہے اور نماز کی تیاری ہو رہی ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شاہ صاحبؒ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نماز پڑھ چکے ہیں۔ آپ نے جواب دیا نہیں۔ ارشاد ہوا اچھا میرے ساتھ شریک ہو جاؤ۔ آپ نے صف کے پیچھے کھڑا ہونا چاہا مگر جناب شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے برابر داہنی طرف کھینچ کر آپ کو شریک صف کر لیا (نفحات العنبریہ من انفاس القلندریہ صفحہ ۳۵ از مولوی محمد تقی حیدر صاحب)۔

۲۳۸۔ حضرت شاہ محمد کاظم قلندر علوی کاکورویؒ جو مؤلف (خان بہادر مولوی محمد مسیح الدین خان علوی) کے بزرگوں میں مشائخ کبار سلسلۂ قلندریہ سے تھے اگرچہ عمر میں ملا حمید الدین محدث کاکورویؒ (مؤلف کے جد کے والد) سے کچھ چھوٹے تھے اور تلمذ بھی آپ سے ان کو تھا مگر ریاضاتِ شاقہ اور تصوف کے علم و عمل سے

بہت بڑے اور عالی مرتبہ پر پہنچے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت شاہ کاظمؒ کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا تو آپؐ سے استفسار کیا کہ انک لعلی خلق عظیم جو قرآن پاک میں آپؐ کی شان میں نازل ہوا ہے مجھے اس کی تعلیم فرمائیے۔ اس جواب میں آپؐ نے فرمایا کہ مولوی حمید الدین سے پوچھو یا فرمایا سیکھو۔ شاہ صاحبؒ اسی وقت مولوی حمید الدینؒ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے میں مامور ہوا ہوں کہ علم اخلاق آپ سے سیکھوں اور سمجھوں۔ اس واسطے مولوی حمید الدینؒ نے ایک مختصر رسالہ فارسی میں "اخلاق حمیدی" نام سے تحریر فرمایا (سفیر اودھ موسوم بہ تاریخی خود نوشتہ حالات مسیح ۱۹۲۹ء یعنی تاجدار اودھ نواب واجد علی شاہ کے سفیر انگلستان مولوی مسیح الدین علوی خان بہادرؒ کی خود نوشت سوانح عمری دُرالناظر پریس لکھنؤ میں شائع ہوئی ۱۹۲۹ء میں صفحہ ۱۰تا۱۱) (کتاب مراۃ اللعلام فی مآثر الکرام معروف بہ "تذکرہ مشاہیر کاکوری" از جناب مولانا حافظ محمد علی حیدر علوی کاکوروی باہتمام شیخ محمد قادر بخش مطبع اصح المطابع۔ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ میں ۱۹۲۷ء میں شائع ہوئی۔ صفحہ ۷۵تا۵۰) کاکوری شہر لکھنؤ یو پی۔ بھارت سے ۹ میل جانب مغرب ہے۔

۲۲۹۔ منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں یہ فرماتے ہوئے دیکھا کہ دنیا میں اگر کوئی مجھے دیکھنا چاہے تو حمید الدین (حضرت ملا حمید الدین محدث کاکورویؒ) کو دیکھے۔ آپ ۲ رمضان المبارک ۱۱۳۲ھ میں پیدا ہوئے۔ بہت بڑے عالم تھے۔ لہو و لعب سے نفرت تھی۔ آپ کا رسالہ "اخلاق حمیدی" نہایت نفیس، مختصر، جامع اور مفید ہے۔ وفات یکم ذیلقعدہ ۱۲۱۵ھ بعمر ۸۳ سال ہوئی۔ مزار مولوی محلہ کاکوری میں ہے۔ بے حد متقی اور متخلق بہ اخلاق حسنہ تھے۔ مروت و حلم میں آپ کی نظیر نہ تھی۔ خان بہادر مولوی مسیح الدین اپنی کتاب "سفرنامہ لندن" کے خاتمہ پر لکھتے ہیں کہ کسی سفر میں ایک دن

ایک مقام پر بعد نماز آپ وظیفہ پڑھتے تھے۔ ایک ملاقاتی گھوڑے پر سوار برچھا ہاتھ میں لئے آئے اور گھوڑے سے اُتر کر کھڑے ہو گئے۔ آپ سے باتیں کرنے لگے اور برچھے کو اپنے خیال میں زمین میں نصب کر دیا۔ چونکہ اندھیرا تھا برچھا آپ کے پیر میں گڑ گیا اور پیر توڑ دیا۔ دو تین گھنٹہ وہ کھڑے رہے۔ آپ ان سے برابر باتیں کرتے رہے اور اف تک نہ کی۔ محض اس خیال سے کہ ان کو ندامت ہو گی۔ بعد گفتگو جب وہ برچھا اکھاڑ کر چلے گئے تب زخم دھویا اور مرہم پٹی کی (تذکرہ مشاہیر کاکوری صفحہ ۱۴۱ تا ۱۴۲)۔

۲۴۰۔ مہاراجہ ٹکیٹ رائے دیوان نواب آصف الدولہ بہادر جب شاہ محمد کاظم قلندر علوی کاکوروی کے معتقد ہوئے تو آپ کے لئے ایک خانقاہ بنانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ آپ نے منظور نہ فرمایا اور فرمایا کہ ایک مختصر کوٹھری کافی ہے۔ تب مہاراجہ نے ایک پختہ دالان معہ چہار دیواری وکنواں تعمیر کرا دیا۔ اس وقت سے آپ نے مستقل سکونت یہیں اختیار کر لی۔ مہاراجہ کے معتقد ہونے کی وجہ سے جب معتقدین اور مسافروں کی کثرت ہوئی تو آپ کے صاحبزادے حضرت شاہ تراب علی قلندرؒ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزدوروں کے ہمراہ ٹوکری سر مبارک پر رکھ کر بالا خانے پر لے جا رہے ہیں۔ یہ خواب والد بزرگوار سے بیان کیا آپ نے خوش ہو کر فرمایا کہ یہ بہت بڑی بشارت ہے کہ یہ مکان نہایت متبرک و پائیدار ہوگا (نفحات العنبریہ من انفاس القلندریہ صفحہ ۲۴۳) حضرت شاہ محمد کاظمؒ نے آخر شب بستم ربیع الآخر ۱۲۲۱ھ میں بعمر ۷۳ سال وصال فرمایا۔ اسی روز ایک بزرگ نے لکھنؤ میں خواب دیکھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عالم سے رحلت فرمائی اور بہت مجمع ہے۔ اس کی تعبیر کی انہیں فکر تھی کہ ان کو حضرت شاہ کاظمؒ کے وصال کی خبر موصول ہوئی (انفاس قلندریہ صفحہ ۳۶)۔

۲۴۱۔ حضرت شاہ عاشق اللہ قلندرؒ کو ابتدا میں ایک روز حضرت محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے اپنی کلاہ مبارک حضرت
عاشق اللہؒ کے سر پر رکھی اور منعم شاہ نام رکھا اور فرمایا کہ میں نے تجھ کو ہلاکت کونین
سے نجات دی۔ آپ حضرت شاہ محمد کاظمؒ کے مرید و خلیفہ تھے اور آپ کا اصل
نام منگل خاں تھا۔ اکبر پور ضلع کانپور (یوپی۔ بھارت) کے رہنے والے تھے شروع
سے طبیعت درویشی کی طرف مائل تھی۔ وفات ۲۸ رمضان المبارک بروز یک شنبہ
۱۲۵۱ھ میں ہوئی۔ مزار کاکوری میں ہے (انفاس القلندریہ صفحہ ۲۸۶)۔

۲۴۲۔ غلبۂ حال میں چند روز حضرت شاہ فتح قلندر جونپوریؒ سے نماز ترک
ہو گئی۔ ان ہی ایام میں ایک روز حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب
میں آپ کو فرمایا کہ" باوجود غلبۂ حال شریعت کا خیال رہنا چاہیے" اسی روز سے ایسی پابندی
اختیار کی کہ مرض الوصال میں بھی کسی وقت کی نماز قضاء نہ ہوئی۔ کچے گھڑے پاس
رکھے رہتے۔ ان پر تیمم کر کے نماز ادا کرتے (نفحات العنبریہ من انفاس القلندریہ صـ ۲۳۴)

۲۴۳۔ حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلویؒ نے خواب میں دیکھا کہ ایک
چوراہے پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاش مبارک بے کفن رکھی ہے
لوگ آتے ہیں اور اس سے پاؤں لگاتے ہوئے چلے جاتے ہیں (نعوذ باللہ) شاہ
صاحبؒ نے اس خواب سے یہ نتیجہ نکالا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اب اس ملک میں شریعت
کی پامالی ہونے والی ہے۔ اس بناء پر آپ ہندوستان سے مکہ شریف ہجرت کر گئے
اس خواب میں اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارک میں
نظر آیا (ملفوظات حصہ چہارم حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ صفحہ ۲۹۶) شاہ محمد اسحٰق
کی کنیت ابو سلیمان تھی۔ والد بزرگوار محمد افضل فاروقی لاہور کے رہنے والے تھے۔
آپ مولانا عبد العزیز محدث دہلویؒ کے نواسے اور جانشین تھے۔ ۱۱۹۲ھ میں
پیدا ہوئے ۱۲۵۸ھ میں دہلی سے مکہ مکرمہ چلے گئے اور ۷۰ برس کی عمر میں ماہ رجب
۱۲۶۲ھ میں وفات پائی اور جنت المعلیٰ میں ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے

مزار مبارک کے قریب دفن ہوئے (سوانح عمری مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (میاں صاحبؒ) معروف بہ "الحیاۃ بعد المماۃ" از فضل حسین ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء میں مطبع اکبری آگرہ میں مجید الدین احمد کے اہتمام سے چھپی۔ صفحہ ۳۸)۔

۲۴۴۔ حضرت شاہ محمد امین قلندر بہاریؒ حضرت سید شاہ فتح قلندر جونپوریؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ سیر و سیاحت کرتے بغداد شریف وغیرہ ہوتے مدینہ طیبہ پہنچے اور وہیں وصال فرما گئے۔ لوگوں نے لاعلمی میں ایک ویرانہ میں دفن کر دیا۔ اسی روز وہاں کے ایک بزرگ سے خواب میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ فقیر ولیٔ ہند تھا اس کو وہاں کیوں دفن کیا۔ تب لوگوں نے وہاں سے آپ کی لاش لا کر جنت البقیع میں دفن کی (نفحات العنبریہ من انفاس القلندریہ صفحہ ۲۶۵)۔

۲۴۵۔ حضرت سید شاہ فتح قلندر جونپوریؒ جب جونپور سے چلے گئے اور ضلع اعظم گڑھ میں قلندر پور (یوپی ۔ بھارت) آباد کیا تو ایک روز وہاں کا راجہ بابو عظمت خاں قلندر پور شکار کھیلنے آیا۔ آپ بھی اپنے مریدوں کے ہمراہ شکار کھیلنے نکلے۔ آپ کے بھانجے کے پاس ایک نہایت عمدہ شکاری کتیا تھی۔ یہ شکار پر اس وقت حملہ کرتی تھی جب دوسرے شکاری کُتّے شکار کو قابو نہ کر پاتے اور شکار کو زندہ پکڑ لاتی تھی۔ بابو عظمت خاں کو یہ کتیا بہت پسند آئی اور آپ سے مانگی۔ آپ نے فرمایا یہ میرے بھانجے کی ہے۔ اگر تم کو دے دی، تو وہ ناخوش ہوگا اور اس کی ناخوشی مجھے منظور نہیں ہے۔ بابو عظمت خاں اس بات پر آپ سے بگڑ گیا اور ایذا رسانی کے درپے ہوا۔ آپ قلندر پور چلے گئے اور چلتے وقت فرمایا کہ انشاء اللہ جب یہ ظالم پانی میں ڈوب کر مر جائے گا تب آؤں گا۔ چند روز بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ نے خواب میں دیکھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والثناء والسلام نے فرمایا کہ تمہارا دشمن ۱۷ مہینہ میں غرق ہو جائے گا اور تعبیر اس کی ۱۷ مہینہ میں ظاہر ہوئی۔ سترھویں مہینہ ہمت خاں بہادر تسخیر اعظم گڑھ کے لئے الہ آباد سے کوچ کرتا اعظم گڑھ پہنچا۔ بابو عظمت

خاں مقابلہ سے بھاگا اور کشتی پر سوار ہو کر کسی طرف روانہ ہوا مگر راستہ میں مع اسباب کشتی ڈوب گئی۔ پسچ ہے ؎

با شیر دلاں ہر کہ در افتاد بر افتاد

(انفاس القلندریہ صفحہ ۲۳۰)۔

۲۴۶۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نور اللہ مرقدہٗ فرماتے تھے کہ ان کے استاد حضرت مولانا قلندر صاحبؒ جو جلال آباد میں رہتے تھے وہ صاحب حضوری تھے یعنی ان کو روزانہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خواب میں زیارت ہوتی تھی گو اللہ تعالیٰ کے بندے بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو آپ کی زیارت بیداری میں بھی ہوتی رہی ہے لیکن خواب میں زیارت کرنے والے زیادہ ہوتے ہیں۔ حضرت مولانا قلندر صاحبؒ جب مدینہ شریف جارہے تھے تو کسی غلطی پر اپنے حمال کو جو ایک نوجوان شخص تھا تھپیٹر مار دیا بس اسی روز سے زیارت بند ہو گئی۔ انہیں اس کا بڑا غم ہوا۔ اس غم کو وہی جانتا ہے جس کو کچھ ملا ہو اور پھر لے لیا جائے۔ جس کو کچھ ملا ہی نہ ہو وہ کیا جانے۔ اسی غم میں مدینہ طیبہ پہنچے۔ وہاں کے مشائخ سے رجوع کیا مگر سب نے کہا ہمارے قابو سے باہر ہے۔ البتہ ایک مجذوب عورت کبھی کبھی روضۂ اطہر (علیٰ صاحبہا صلوٰۃ وسلاماً) کی زیارت کے لئے آتی ہے وہ برابر ٹکٹکی لگائے دیکھتی رہتی ہے۔ وہ کبھی آئے اور توجہ کرے تو انشاء اللہ پھر زیارت نصیب ہونے لگے گی۔ وہ اس مجذوبہ کے منتظر رہے۔ ایک دن وہ بی بی آئیں۔ ان سے انہوں نے عرض کیا تو انہیں ایک جوش آیا اور اسی جوش میں انہوں نے روضۂ اقدس کی طرف اشارہ کر کے کہا شف یعنی دیکھ۔ انہوں نے جو اس وقت نظر کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما ہیں۔ جاگتے میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور اس کے بعد وہی کیفیت حضوری کی جو جاتی رہی تھی پھر حاصل ہو گئی۔ گو تھپیٹر مارنے کے بعد مولانا نے اس سے معافی مانگ لی تھی اور اس نے معاف بھی کر دیا تھا لیکن پھر

بھی اس حرکت کا یہ وبال ہوا۔ تحقیق پر معلوم ہوا کہ وہ لڑکا سیدزادہ تھا (ملفوظات ہفتم مولانا اشرف علی تھانویؒ صفحہ ۲۵۹ تا ۲۶۰)۔

۲۴۷۔ مولانا مجدالدین المدعو شاہ محمد معصوم نقش بندی بالاپوریؒ کی گذراوقات کا مدار ایک عرصہ سے توکل و قناعت پر تھا مگر کبھی عزم و استقلال میں لغزش نہ آئی۔ ایک رات خواب میں معلّم گیتی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو دو قرص نان عنایت فرمائے۔ خواب سے بیدار ہوئے۔ اس خواب کی تعبیر کے منتظر تھے کہ غیب سے کیا کشائش ہوتی ہے کہ چند روز بعد دو گاؤں ایک موضع رسول پور پرگنہ نادورہ اور دوسرا موضع پلسی سرکار عالی نظام الملک آصف جاہ ثانی سے جاگیر التمغا مقرر ہوئے۔ آپ نے فرمایا دو گاؤں ملنے کی کیفیت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو قرص کی تعبیر ہے (تذکرۂ اولیاء دکن جلد دوم صفحہ ۹۴۰)

۲۴۸۔ مخدوم احمد سندھؒ کے مشہور صوفی و درویش گذرے ہیں۔ ہالہ کندی ضلع حیدرآباد (سندھ) کے رہنے والے تھے۔ شریعت و سنت کی اتباع میں بہت کوشش کرتے تھے۔ ان کے استاد مولانا عبدالرشید نے ان سے فرمایا کہ ایک سال بعد اہل درد میں سے ایک شخص تم سے ملے گا جس کی وجہ سے تم پر بے حد خوف طاری ہوگا لیکن انشاءاللہ انجام بہتر ہوگا۔ ایک سال بعد ایک مجذوب آپ کے پاس آیا اور اس نے آپ سے کہا کہ میرے لئے پانچ ٹکڑے لاؤ۔ آپ نے اپنے خادم کو اشارہ فرمایا۔ اس نے پانچ روٹیاں لاکر مجذوب کے سامنے رکھ دیں۔ مجذوب نے ان کو کھانے کے بعد مخدوم احمد سے اعتراضا کہا ایسا معلوم ہوتا ہے تمہیں ہمارا کام کرتے میں شرم آئی اس لئے اپنی جگہ سے نہ اٹھے اور خادم کو حکم دیا اس لئے یہاں سے جہاں بھاگ سکتے ہو بھاگ جاؤ ورنہ اچھا نہ ہوگا۔ مجذوب کی بات سے آپ پر خوف طاری ہوا اور اٹھ کر عبادت کے حجرہ میں چلے گئے۔ حجرہ میں جس طرف بھی دیکھتے مجذوب شیر پر سوار حملہ کرتا دکھائی دیتا جس سے دہشت اور بڑھ گئی۔ نوبت یہاں تک

پہنچی کہ خلوت، جلوت، گھر میں، یا باہر غرض ہر جگہ مجذوب کی شکل آپ کو نظر آتی اور ایک لمحہ کے لئے بھی یہ شکل غائب نہ ہوتی جس کی وجہ سے سخت افسردہ رہنے لگے۔ چند روز بعد آپ کے بھتیجے مخدوم ذکریا علی الصبح آپ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ رات میں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ اس دیوانے مجذوب سے فرما رہے ہیں کہ مخدوم ہماری شریعت کے ادب کو خصوصیت سے ملحوظ رکھتا ہے اور تم اس سے دشمنی رکھتے ہو۔ ابھی جاؤ اور اس سے معافی چاہو۔ ابھی یہ بات ختم بھی نہ ہوتی تھی کہ وہ مجذوب دوڑتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے معافی کا خواستگار ہوا۔ آپ نے اُسے معاف کر دیا (تذکرہ صوفیائے سندھ از اعجاز الحق قدوسی صفحہ ۳۹ تا ۴۰)۔

۲۴۹۔ حسان الوقت مولانا سید محمد محسن متخلص بہ محسن (محسن کاکوروی) ابن مولوی شاہ حسن بخش ابن شاہ حسین بخش شہید ابن حضرت شاہ میر محمد قلندر عرف میران میاں برادر خورد حضرت شاہ محمد کاظم قلندر قدس سرہٗ کاکوری (ضلع لکھنؤ) میں ۱۲۴۲ھ میں پیدا ہوئے۔ نظر محمد تاریخی نام تھا۔ شاہ کرامت علی قلندر کے مرید تھے۔ دس سال تک جد امجد کے سایہ عاطفت میں رہے۔ اسی زمانہ میں بعمر ۹ برس خواب میں شرف بیعت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حاصل ہوا اور اسی زمانہ میں دیکھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی زبان مبارک آپ کے منہ میں دی جس کے اثر سے نعت گوئی کا شوق پیدا ہوا اور خاص و عام میں بہت مقبول ہوئے۔ اس سے بڑھ کر مقبولیت کی دلیل کیا ہے کہ ایک صاحب نے خواب میں دیکھا کہ دربار رسالت ہے اور دیگر مداح اپنے اپنے قصائد پڑھ رہے ہیں۔ وجہ تخلیق آدم خاکی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مولوی محسن کا سراپا سناؤ وہ اچھا ہے اور ہمارے یہاں مقبول ہے (تذکرہ مشاہیر کاکوری صفحہ ۲۶۷)۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی تک آگرہ میں وکالت کرتے رہے۔ پھر مین پوری چلے گئے جہاں وکالت خوب چمکی۔ فن شاعری

میں تلمذ مولوی ہادی علی اشک بجنوری سے تھا۔ آپ نے جیب سے قصیدہ مدیح خیر المرسلین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لکھا جو عوام میں "بادل والے قصیدے" کے نام سے مشہور ہے جس کا پہلا شعر ہے سے

سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل
برق کے کاندھے پہ لائی ہے صبا گنگا جل

اور جو ہندی طرز فکر کے نعتیہ کلام کی اچھوتی مثال ہے اور جو نعتیہ ادب میں بڑی شہرت رکھتا ہے کیونکہ اس میں اسلامی عقائد اور ہندی تصورات کو اس خوبی سے پیوند کیا ہے کہ اس میں ایک خاص تخلیقی شان پیدا ہو گئی ہے اور اس میں عہد کیا ہے کہ

ہے تمنا نہ رہے نعت سے تیری خالی
نہ مرا شعر نہ قطعہ نہ قصیدہ نہ غزل

اس کے بعد سوائے نعت کے کل اصناف سخن ترک کر دیئے۔ جامی و نظامی نعت گوئی میں بے مثل گزرے ہیں۔ اگر یہ اردو میں کہتے تو اس سے بہتر نہ کہتے۔ "کلیات نعت" مولوی محمد محسن آپ کے بڑے صاحبزادے مولوی نور الحسن نیر نے مطبع نامی کانپور سے طبع کرایا۔ ۲۸ صفر بروز دوشنبہ ۱۳۲۳ھ بمقام مین پوری (یوپی۔ بھارت) عارضہ اسہال کبدی بعمر ۸۱ سال وصال فرمایا اور متصل عیدگاہ دفن کئے گئے۔

۲۵۰۔ حضرت بحر العلوم حافظ محمد عظیم المتخلص بہ واعظ (م ۱۳۰۵ھ تا ۱۲۷۵ھ) آپ حافظ جی صاحب گنج والے کے نام سے بھی مشہور تھے۔ جامعہ مسجد گنج کے امام، خطیب و مدرس تھے۔ پشاور کا یہ محلہ "حافظ محمد عظیم" کے نام سے مشہور ہو گیا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کی محبت کا جو عالم تھا وہ احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔ ایک بار آپ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار پُر انوار سے مشرف ہوتے تو عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کے دیدار

جمال سے مشرف ہونے کے بعد یہ آنکھیں اب اور کسی کو دیکھنا نہیں چاہتیں۔ جب بیدار ہوتے تو نابینا ہو چکے تھے۔ آپ کی نہایت خوب صورت اور موٹی موٹی آنکھیں اب بے نور ہو چکی تھیں۔ سبحان اللہ! کیا عشق محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تھا۔ اسی عشق و محبت کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم لدنی سے نواز دیا تھا۔ بغیر بینائی کے تمام عمر درس و تدریس میں گذری۔ صحاح ستہ کی تمام اسانید زبانی یاد تھیں ۱۲۷۵ھ مطابق ۵۹-۱۸۵۸ء میں وصال فرمایا۔ جنازہ پر لوگوں کا اس کثرت سے ہجوم تھا کہ شہر کے لوگ متعجب تھے کہ اس قدر خلقت کہاں سے آگئی ہے (تذکرہ علماء و مشائخ سرحد حصہ اول صفحہ ۱۳۰ و ۱۳۸ از محمد امیر شاہ قادری۔ سجادہ نشین درگاہ عالیہ قادریہ سید حسن بادشاہ صاحبؒ۔ عظیم پبلشنگ ہاؤس، خیبر بازار۔ پشاور)۔

۲۵۱۔ شیخ اسلم بن یحییٰ بن معین الحق والملۃ والدین رفیقی کاشمیریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے میرے حق میں دعائے برکت فرمائی اور اپنے موئے مبارک میں سے ایک موئے مبارک مجھے عطا فرمایا۔ جب میں بیدار ہوا تو اپنے ہاتھ میں میں نے ایک سیاہ بال پایا اور حجرہ معطر تھا۔ اس وقت میری ڈاڑھی کے تمام بال سفید ہو چکے تھے (حدائق الحنفیہ از مولوی فقیر محمد جہلمی ثم لاہوری صفحہ ۴۱۶)۔

۲۵۲۔ حضرت شاہ محمد سلیمان تونسویؒ اکثر ایک قصہ سنایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ سکھوں نے ملتان کا محاصرہ کیا تو ایک بزرگ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں امداد کے طالب ہوئے۔ خواب میں آپؐ نے ارشاد فرمایا "امت من متابعت من گذاشتہ اند" فرمایا کہ دین و دنیا کی کامیابی کا انحصار آپؐ کی اتباع پر ہے۔ بے متابعت حصول مقصد ناممکن ہے۔ حکومت بھی اسی وقت مل سکتی ہے جب زندگی کے ہر شعبہ میں اس "اکمل ترین انسان" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا اتباع ہو اور روح کی کاملیت بھی اسی وقت ممکن ہے جب آپؐ

کے نقشِ قدم پر گامزن ہوں۔ سلوک اور معرفت کی راہیں بھی بغیر آپ کی اتباع کے طے نہیں کی جا سکتیں ؎

محال است سعدیؔ کہ راہِ صفا
تواں رفت جُز در پئے مصطفےٰ

(تاریخ مشائخ چشت از خلیق احمد نظامی ایم۔اے۔ استاد شعبۂ تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)۔ حضرت شاہ محمد سلیمان تونسویؒ گڑھ گونجی نزد تونسہ شریف (ڈیرہ غازیخان) سے ۳۰ کوس دور ایک غیر معروف گاؤں، میں ۱۱۸۴ھ میں پیدا ہوئے اور تونسہ شریف میں، صفر ۱۲۶۷ھ میں وصال فرمایا۔ ہر سال نہایت شاندار پیمانہ پر عرس منایا جاتا ہے۔ روضہ مرجع خلائق ہے۔ حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کے آپ سب سے زیادہ مشہور خلیفہ تھے۔

۲۵۳۔ حضرت خواجہ محمد عاقلؒ حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کے ممتاز ترین خلفاء میں سے تھے۔ اتباعِ سُنت کا بے حد خیال رکھتے تھے۔ وصال سے کچھ روز پہلے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا "تو ما را بسیار خوش کردی کہ ہمگیں سنتہائے ما را زندہ کردی۔" (میں تم سے بہت خوش ہوں کہ تم نے میری تمام سنتوں کو زندہ کر دیا)۔ خواجہ جلال پوریؒ فرماتے ہیں کہ آپ کو درجہ فنافی الرسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حاصل تھا (مناقب المحبوبین صفحہ ۱۲۳) (تاریخ مشائخ چشت صفحہ ۵۸۷)۔

۲۵۴۔ شیخ عبد اللہ عارف باللہ بدایونی پنجابی کالستھ تھے۔ کم سنی میں اپنے استاد سے بوستان کا سبق پڑھ رہے تھے کہ یہ شعر آیا ؎

محال است سعدیؔ کہ راہ صفا
تواں رفت جُز در پئے مصطفےٰ

استاد سے اس شعر کے معنی پوچھے اور دریافت کیا کہ محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم) کون ہیں؟ استاد نے کچھ حالات بیان کئے بس قلب پلٹ گیا اور مسلمان ہو گئے۔ اپنے دور کے زبردست بزرگ ہوتے۔ تاریخ "جام جہاں نما" میں مرقوم ہو کہ جب آپکی وفات کا وقت آیا تو فرمایا میری نماز جنازہ وہ شخص پڑھائے جسکی چار رکعت نماز سنت نماز عصر سے پہلے کبھی قضا نہ ہوئی ہو۔ لوگ فکرمند تھے کہ ایک بزرگ پہنچے اور نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ نے فرمایا مجھے اس جگہ دفن کرنا جہاں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے خواب میں دیدار کے دوران عصا مبارک زمین پر مارا تھا اور وہاں سے پانی نکلنا شروع ہو گیا تھا۔ بعد وفات لوگوں نے وہ جگہ تلاش کی تو واقعی وہاں سے پانی جاری تھا چنانچہ بدایوں میں آپ کو اسی جگہ دفن کیا گیا (تذکرۃ الواصلین یعنی بدایوں کے اولیاء کرام اور شہدائے عظام کے تاریخی حالات از خان بہادر مولوی رضی الدین فرشوری بسمل رئیس بدایوں صفحہ ۱۸۵)۔

۲۵۵۔ ایک روز مولانا محمد سعید گوہانوی نے حضرت خواجہ محمد سعید قریشی ہاشمی نقش بندی مجددی نضلی احمد پوری قدس سرہٗ سے عرض کیا کہ مدت ہو گئی مجھے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب نہیں ہوئی۔ فرمایا یہ اشعار پڑھو

؎ کجائی یا رسول اللہ کجائی
چرا در دیدۂ تارم نیائی
منم مشتاق باصد آرزو ہا
چہ خوش باشد کہ دیدارم نمائی
بہ بویت زندہ ام ہر جا کہ ہستم
بہ رویت آرزومندم کجائی

(کہاں ہیں اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کہاں ہیں۔ میری تاریک آنکھوں میں کیوں تشریف نہیں لاتے میں سینکڑوں تمناؤں کے ساتھ آپ کا مشتاق ہوں کیا اچھا ہو کہ آپ مجھے اپنے دیدار سے مشرف فرمائیں جہاں میں جہاں بھی ہوں آپ کی خوشبو

مبارک کی وجہ سے زندہ ہوں اور آپ کے روئے منور کی زیارت کا تمنائی ہوں، آپ کہاں ہیں)۔ مولانا گوہاٹوی رات یہ اشعار پڑھ کر سو گئے تو خواب میں حضرت خواجہ محمد سعیدؒ کی زیارت نصیب ہوئی۔ صبح کو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ ارشاد فرمایا کہ جب کوئی عمل حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی زیارت کے واسطے کیا جاتا ہے تو آپ ہی کی زیارت ہوتی ہے۔ فرمایا یہ مقام فنا فی الشیخ ہے (حیات سعیدیہ یعنی حضرت خواجہ محمد سعیدؒ کی سوانح حیات از الحاج مولانا سید زوار حسین شاہ نقشبندی مجددی سعیدیؒ صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۰)۔

۲۵۶۔ منشی ولایت احمد کاکوروی۔ ولادت ماہ محرم ۱۲۲۸ھ میں ہوئی ضلع سیتاپور (یوپی۔ بھارت) میں مدت العمر تحصیلدار رہے۔ بہت لائق، مخیر، خلیق، متواضع ہر دل عزیز، کنبہ پرور، فیاض و سیر چشم، عوام و ماتحت غرض ہر شخص آپ کو اپنا خیر طلب بہی خواہ اور ملجا و ماوا سمجھتا تھا۔ مولوی شاہ رکن الدین قلندرؒ سجادہ نشین آستانہ حضرت شاہ مجا قلندر لاہرپوریؒ سے بہت مراسم تھے۔ شاہ صاحبؒ جب حج کو جانے لگے تو آپ نے چلتے وقت ان سے کہا کہ روضۂ اقدس (علیٰ صاحبہا صلوٰۃً و سلاماً) پر میری طرف سے بعد سلام و فاتحہ خوانی اشتیاق زیارت عرض کر دیجئے گا۔ شاہ صاحبؒ نے بوقت حاضری عرض کیا۔ کئی روز بعد خواب میں زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ولایت احمد سے کہہ دو کہ وہیں رہ کر حاجت روائی خلق اللہ میں مصروف رہیں وہ زیادہ بہتر ہے۔ واپسی پر شاہ صاحبؒ نے یہ واقعہ بیان کیا۔ اس سے بڑھ کر مقبولیت کی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے۔ حضرت شاہ تقی قلندرؒ سے بیعت تھے۔ بمقام سیتاپور بعارضہ ہیضہ شب عاشورہ محرم الحرام روز پنج شنبہ ۱۳۱۰ھ میں وفات پائی اور متصل عیدگاہ دفن ہوئے (تذکرہ مشاہیر کاکوری صفحہ ۲۷۶)۔

۲۵۷۔ مولانا یحییٰ علی عظیم آبادیؒ کی پھانسی کی سزا دائم الحبس بعبور دریائے شور

(انڈمان) میں بدلی گئی اور آپ کو پھانسی گھر سے نکال کر دوسرے قیدیوں کے ساتھ بارکوں میں پہنچا دیا گیا۔ جیل خانہ کے قانون کے موافق مقراض سے ڈاڑھی مونچھ اور سر کے بال مونڈھ دیتے گئے۔ آپ اپنی ڈاڑھی کے کترے ہوتے بالوں کو اٹھا اٹھا کر کہتے کہ افسوس نہ کر تو خدا تعالےٰ کی راہ میں پکڑی گئی اور کتری گئی ہے۔ تمام جائیداد ضبط کر کے نیلام کر دی گئی۔ خاندانی قبرستان کھدوا دیا گیا۔ عورتوں اور بچوں کو گھر سے نکال دیا گیا اور تمام سامان و کتب و مسودہ جات ضبط کر لئے گئے۔ ان تمام حوادث کے سننے کے بعد اس شہیدِ وفا نے انڈمان سے اپنی اہلیہ کو خط لکھا جس کے چند فقرے ملاحظہ فرمایئے: "نور چشم محمد حسن کے خط سے حال انہدام دونوں مکانوں کا معلوم ہوا۔ دل کو قلق اور صدمہ بہت ہوا کیونکہ مکان سکونت قدیم سے خصوصاً وہ مکان جس میں ذکر اللہ بہت ہوا ہو اور کاروبار فریضہ بہت اجراء پاتے ہوں، مومنین کو اس سے انس و محبت بطور اہل و عیال کے ہوتی ہے۔

اسی شب تاجدار دوجہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ تبسم کناں فرمانے لگے کہ انہدام مکانوں سے مالکانِ مکان خصوصاً عورتوں کو رنج والم بہت ہوا ہے اور ہونے کی بات ہے اور ان آیات کریم کو زبان مبارک سے ارشاد فرمایا: وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون ..... ھم المھتدون (اور جو لوگ ایسے ہیں کہ صبر کرنے والے ہیں انہیں کامیابی کی بشارت دے دو۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب کبھی ان پر مصیبت آن پڑتی ہے تو ان کی زبان حال کی صدا یہ ہوتی ہے اِنّا للہ وانّا الیہ راجعون۔ سو یقیناً ایسے ہی لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کے الطاف و کرم ہیں اور جو اس رحمت کا مورد ہوتے ہیں اور یہی ہیں جو اپنے مقصد میں کامیاب ہیں (ترجمان القرآن)

ربنا افرغ علینا صبراً و توفنا مسلمین (اے ہمارے پروردگار ہمیں صبر کی نعمت سے شادکام فرما اور ہمیں اسلام کی حالت میں دنیا سے اٹھا)۔

عسٰی ربنا ان یبدلنا خیرا منہا انا الی ربنا راغبون (شاید ہمارا پروردگار ہمیں اس کا اچھا بدلہ دے۔ ہم اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرنے والے ہیں)۔

اور فرمایا ان آیات کریمہ کا ورد زبان پر رکھو۔ عبادت خانے اور مسجد اقصٰی اور مکانات انبیاء علیہم السلام بخت نصر اور جالوت کے ہاتھوں مسمار کر دیئے گئے تھے۔ آخر منہدم کرنے والے نیستاً منسیاً ہو گئے اور یہ اماکن متبرکہ از سر نو بنائے گئے اور پہلے سے زیادہ آباد ہوئے۔ تم بھی اپنے لئے فضل الٰہی سے ایسی ہی امید رکھو۔۔۔۔ اللہ تعالٰی کا نہایت شکر کرو کہ تم ایسے امتحان کے لائق ٹھہرے۔" بعد اس مکاشفہ کے مولانا یحیٰی علیؒ نے بہت انشراح و تسکین پائی اور اپنے بڑے بھائی مولانا احمد اللہ صاحب کو مطلع کیا:

دریائے عشق خالق ہر دو جہاں میں ہم
نام و نشانِ دارِ فنا کو ڈبو چکے
کفنی گلے میں ڈال کے تسمہ کمر کے بیچ
جوگی ہوئے محرم اسرار کے لئے
اے فدائے من فدایت جانِ من
جملہ فرزندان و خان و مانِ من

(اقتباس از مکتوب مورخہ ۲۱ جمادی الاول روز یک شنبہ ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۶ء۔ (علمائے ہند کا شاندار ماضی جلد ۴ علمائے صادق پور اور ان کے پر اسرار مجاہدانہ کارنامے از مولانا سید محمد میاںؒ۔ شائع کردہ ایم برادرس دہلی صفحہ ۱۷۷ تا ۱۷۹) (ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک صفحہ ۱۸۴ تا ۱۸۵) (سرگزشت مجاہدین از غلام رسول مہر صفحہ ۴۳۵) حضرت مولانا یحیٰی علیؒ پٹنہ (عظیم آباد) میں ہندوستان کی جماعت مجاہدین کے امیر تھے اور حضرت سید احمد شہیدؒ کے رنگ میں سرتاپا غرق اور آپ کی محبت میں سرشار تھے۔ آپ کا جسم قید تھا مگر دل و زبان آزاد تھے۔ ذکر اللہ سے

رطب اللسان رہتے تھے۔ ۲۰ فروری ۱۸۶۸ء کو بمقام پورٹ بلیر (انڈمان) وصال فرمایا۔

۲۵۸۔ مولوی سید حسن شاہ محدث ۱۲۲۶ھ میں رامپور میں پیدا ہوئے۔ متردد تھے کہ دہلی جاکر حضرت مولانا شاہ اسحٰق محدث دہلویؒ سے علم حدیث حاصل کروں یا مرادآباد میں مولوی عالم علیؒ سے پڑھوں۔ ایک رات خواب میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے اور اپنی خواہش کا اظہار فرمایا۔ اشارہ مرادآباد جاکر علم حدیث حاصل کرنے کا ہوا۔ پس چھ سال مرادآباد میں رہ کر مولوی عالم علیؒ سے علم حدیث کی تکمیل کی۔ ۲۲ صفر ۱۳۱۲ھ بروز پنجشنبہ رام پور میں وصال فرمایا۔ (تذکرہ کاملان رام پور مولفہ حافظ احمد علی شوق رامپوری ۱۹۲۹ء میں ہمدرد پریس واقع کوچہ چیلاں۔ دہلی سے شائع ہوا۔ صفحہ ۱۱۰)۔

۲۵۹۔ "ازالۃ الاوہام" زیر تربیت تھا کہ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد رحمت اللہ کیرانویؒ سخت علیل ہوگئے۔ اٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے کے قابل نہ رہے۔ اشارہ سے نماز ہوتی تھی۔ عزیز و اقارب اور تیماردار بڑھتی ہوئی کمزوری اور شدت مرض سے پریشان تھے۔ ایک روز نماز فجر کے بعد آپ رونے لگے۔ تیمار دار سمجھے شاید زندگی سے مایوسی ہے پس تسلی دینے لگے۔ آپ نے فرمایا بظاہر صحت کی کوئی علامت نہیں لیکن صحت ہوگی۔ رونے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تھے اور حضرت صدیق اکبرؓ ہمراہ تھے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا "اے نوجوان! تیرے لئے حضرت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی یہ خوش خبری ہے کہ اگر تالیف "ازالۃ الاوہام" مرض کی وجہ ہے تو وہی باعثِ شفا ہوگی" حضرت مولانا نے فرمایا کہ اس خوش خبری کے بعد مجھے کوئی رنج و ملال نہیں بلکہ مسرور اور خوش ہوں اور فرطِ مسرت سے آنسو نکل آئے ہیں۔ الحمد للہ اس کے بعد صحت ہوگئی اور "ازالۃ الاوہام" کی ترتیب و تالیف کا کام شروع کر دیا۔ یہ کتاب ۵۶۴

صفحات پر سید المطابع - کوچہ بلاقی بیگم - دہلی میں سید قوام الدین کے زیرِ اہتمام فارسی میں ۱۲۶۹ھ مطابق ۱۸۵۵ء میں شائع ہوئی - رد نصاریٰ کے اکثر مباحث کا مسکت جواب ہے - اس میں پادری فنڈر کے "میزان الحق" میں اعتراضات کے دنداں شکن جوابات بھی ہیں -

حضرت کیرانویؒ قصبہ کیرانہ ضلع مظفر نگر (یوپی - بھارت) میں جمادی الاول ۱۲۳۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۲، رمضان المبارک ۱۳۰۸ھ میں بعمر ۷۵ سال بروز جمعہ مکہ معظمہ میں وصال فرمایا اور جنت المعلیٰ میں مدفون ہوتے - ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۱ھ کی جنگ آزادی میں آپ کو مفرور باغی قرار دے کر جائیداد نیلام کردی گئی اور گرفتاری کے لئے ایک ہزار روپیہ کے انعام کا اعلان ہوا مگر آپ مکہ مکرمہ پہنچ چکے تھے - آپ اسلام کی حقانیت وصداقت اور اللہ کا نام بلند کرنے کے لئے رد نصاریٰ کی مذہبی جنگ کے قائد اوّل ثابت ہوئے - رد نصاریٰ میں کئی کتابیں لکھیں جن کا مختلف زبانوں میں ترجمہ ہوچکا ہے - آپ کی مشہور کتاب "تائید الحق برحمۃ اللہ" جس کا تاریخی نام "اظہار الحق" ہے - مسیحی دنیا آج تک اس کا رد یا جواب نہیں دے سکی - عیسائیوں نے آپ سے بہت سے مناظرے کئے جن میں رجب ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۴ء کا مناظرہ اکبر آباد (آگرہ) بہت مشہور ہے - آپ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے اہل حرم اور شائقین علوم دینیہ کی ضرورت کا احساس کیا اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی مٹی ہوئی درسگاہ کا زمین حرم میں احیاء کیا - مکہ مکرمہ میں "دارالعلوم حرم صولتیہ" سب سے پہلا مدرسہ ہے جو آج سے سواسو سال پہلے آپ نے قائم کیا اور آج پوری اسلامی دنیا میں "مدرسہ صولتیہ" کے نام سے مشہور ہے ("ایک مجاہد معمار" از مرکزی دفتر دارالعلوم حرم صولتیہ - مکہ معظمہ - صفحہ ۲۰ تا ۷۰ سے ماخوذ)

۲۶۰- حضرت حاجی امداد اللہ فاروقی مہاجر مکیؒ ۲۲ صفر المظفر بروز دوشنبہ ۱۲۳۳ھ میں بمقام نانوتہ (ضلع سہارنپور - یوپی - بھارت) میں پیدا ہوئے - آپ کا اصل نام

امداد حسین تھا جسے حضرت مولانا شاہ اسحٰق محدث دہلویؒ نے بدل کر امداد اللہ کر دیا تھا۔ تاریخی نام ظفر احمد تھا اور والد کا نام حافظ محمد امین تھا۔ آپ نے ۱۲۷۶ھ میں ہجرت فرمائی اور بروز چہار شنبہ ۱۲ جمادی الآخر ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۸۹۹ء بوقت صبح واصل بحق ہوئے اور جنت المعلیٰ کے عظیم قبرستان واقع مکہ مکرمہ میں دفن کئے گئے۔ آپ بہت بڑے عارف، شریعت و طریقت کے جامع اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے جہاد کرنے والے تھے۔ بے شمار اہل فن نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ آپ نے ۱۲۶۰ھ میں مہر ہدیٰ، ماہ ذوقی، منیر لیلما، انجم طٰہٰ، جمال کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ ارشاد فرماتے ہیں "تم ہمارے پاس آؤ"۔ یہ خواب دیکھ کر دل میں جوش پیدا ہوا اور خواہش زیارت مدینہ شریف دل میں زیادہ ہوئی یہاں تک کہ بلا فکر زاد راہ آپ نے عزم مدینہ منورہ کر لیا اور پاپیادہ چل کھڑے ہوئے۔ ابھی ایک منزل طے ہوئی تھی کہ آپ کے بھائیوں کو خبر ہوئی۔ انہوں نے کچھ زاد راہ پیش کیا جسے آپ نے بخوشی قبول کر لیا اور روانہ ہوئے یہاں تک کہ ۵ ذی الحجہ ۱۲۶۱ھ بندرگاہ لیس (متصل جدہ) پر جہاز سے اترے اور براہ راست میدان عرفات تشریف لے گئے اور جملہ ارکان حج ادا کرنے کے بعد مدینہ طیبہ تشریف لائے۔

(انوار العاشقین، صفحہ ۸۴)، (سوانح حاجی امداد اللہؒ از مولانا عبدالصمد صارم الازہری)۔

۲۶۱۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی بھاوج کا حسن اعتقاد اور مخلصانہ برتاؤ تھا کہ آپ کے مہمانوں کا کھانا خود پکاتی تھیں اور کسی مہمان کے ناوقت آنے سے کبھی دل تنگ نہ ہوتی تھیں۔ ایک روز حاجی صاحب نے خواب دیکھا کہ آپ کی بھاوج آپ کے مہمانوں کا کھانا پکا رہی ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے اور آپ کی بھاوج سے فرمایا کہ "اٹھ تو اس قابل نہیں کہ امداد اللہ کے مہمانوں کا کھانا پکائے۔ اس کے مہمان علماء ہیں۔ اس کے مہمانوں کا کھانا میں خود پکاؤں گا۔" حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ جیسے عظیم المرتبت علماء و دیگر سات

آٹھ سو جید علماء حضرت حاجی صاحبؒ کے مرید تھے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے اس خواب کی تعبیر میں یہ بھی فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وعدہ فرما لیا ہے کہ اعلیٰ حضرت ... جی صاحبؒ کے جملہ متوسلین (بلا توسط ہوں یا بتوسط) سوءِ خاتمہ سے محفوظ اور ہمیشہ اتباع شریعت کے زیور سے آراستہ رہیں گے انشاء اللہ تعالےٰ اور ادنیٰ سے ادنیٰ کا بھی خاتمہ برا نہ ہوگا۔ اس خواب کے بعد بے شمار علماء وغیرہ آپ کے مرید ہوئے (انوار العاشقین صفحہ ۴۰)، (تذکرۃ الرشید از محمد عاشق الٰہی میرٹھیؒ ۱۴۲۲)

۲۶۳۔ علی گڑھ (یوپی۔ بھارت) میں مولانا شاہ عبد الجلیل شہیدؒ اکابر علماء سے تھے۔ ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ھ میں جنگ آزادی کے دوران شہید ہوئے۔ آپ کے بیٹے محمد اسمٰعیلؒ ۱۲۶۷ھ میں پیدا ہوئے۔ املاک ضبط ہو چکی تھی۔ سہارا صرف ریاست چھتاری کا وظیفہ تھا۔ اسی اثنا میں حضرت مولانا محمد قاسم صدیقی نانوتویؒ بانی دار العلوم دیوبند (جو اس وقت مطبع محمدی میرٹھ میں متعین تھے) نے خواب میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ "قاسم علی گڑھ جاؤ اور ہمارے دوست عبد الجلیل کے بیٹے اسمٰعیل کو حدیث پڑھاؤ۔" مولانا نانوتویؒ کا خلوص و محبت مشہور ہے۔ مدرسہ دیوبند میں ۵۰ روپیہ مشاہیر پر ملازم تھے مگر صرف ۱۰ روپیہ لیتے تھے۔ اس پر بھی کوئی ملاقاتی آجاتا تو گھڑی سامنے رکھ لیتے اس طرح مہینہ میں جتنا وقت صرف ہوتا اپنے حساب میں لگا لیتے تھے۔ نہایت معمولی اور موٹا کپڑا پہنتے تھے۔ عام انسان تین دن میں جتنا کھانا کھاتا ہے آپ پورے مہینہ میں اتنا کھانا کھاتے تھے۔ غرض زندگی کے اخراجات محض برائے نام تھے۔ خواب دیکھنے کے بعد مولانا نانوتویؒ علی گڑھ تشریف لائے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دوست عبد الجلیلؒ کے بیٹے کو نو ماہ میں صحاح ستہ کا دور ختم کرا کے واپس چلے گئے۔ اس مدت میں اجرت بجز نان جویں کے کچھ قبول نہ کی (تراجم علمائے حدیث ہند جلد اول از یحییٰ امام خاں نوشہروی صفحہ ۲۲۴ تا ۲۲۸)۔

۲۶۳۔ قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ شوال ۱۲۴۸ھ مطابق ۱۸۳۲ء میں پیدا ہوئے اور آپ کا وصال ۱۳ جمادی الاول ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۵ اپریل ۱۸۸۰ء میں دیوبند میں بوقت ۲ بجے دوپہر بروز جمعرات بعارضہ ضیق النفس ہوا اور وہیں دفن کئے گئے۔ تاریخی نام "خورشید حسین" تھا۔ ۱۵ محرم الحرام ۱۲۸۳ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۸۶۶ء میں مدرسہ عربیہ دیوبند (اب دیوبند اسلامک یونیورسٹی) کے نام سے پوری اسلامی دنیا میں مشہور ہوا اس کی بنا ڈالی گئی۔ حضرت مولانا نانوتویؒ کے متعلق بعض مفسدہ پردازوں نے حکومت ہند کو یہ درخواست دی کہ حضرت مولانا نانوتویؒ نے دیوبند میں ایک مدرسہ گورنمنٹ کے مقابلہ پر کھولا ہے جس کا مقصد ہے کہ سرحد کے لوگوں سے تعلقات پیدا کئے جائیں تاکہ گورنمنٹ سے جہاد آسان ہو۔ یہ مدرسہ خفیہ طور پر طلبہ کو قواعد جنگ کی تعلیم دیتا ہے اور ہندوستان پر چڑھائی کرنے کے لئے کابل کو تیار کر رہا ہے۔ ہم حکومت کے خیر خواہ ہیں مطلع کرتے ہیں کہ وہ بیدار رہے۔ حکومت سے فوراً تفتیش کے احکامات جاری ہو گئے اور تفتیش کے مراکز، نانوتہ، رام پور اور جلال آباد قرار پائے اور دیوبند کو صدر مقام بنایا گیا۔ حکام نے دورے کئے اور بعض نے نانوتہ پہنچ کر حضرت نانوتویؒ کی زیارت کے لئے مسجد میں آنے کی اجازت چاہی۔ حضرت نے اجازت دے دی کہ جوتا اتار کر آئیں۔ حاکم آیا۔ بیٹھا نہیں بلکہ نہایت ادب سے چپ چاپ حضرتؒ کے سامنے کھڑا رہا۔ واپس جاکر اس نے حکومت ہند کو رپورٹ دی کہ جو لوگ ایسی مقدس صورتوں پر نقض امن اور غدر و فساد کا الزام لگاتے ہیں وہ خود مفسد ہیں اور یہ محض چند مفسدوں کی شرارت ہے۔

اس واقعہ کے بعد حضرت نانوتویؒ نے فرمایا کہ میں اکثر دیکھتا ہوں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے ہیں اور اپنی ردائے مبارک میں ڈھانپ کر مجھے کبھی اندر لاتے ہیں اور کبھی باہر لے جاتے ہیں اور سوتے جاگتے اکثر اوقات یہی منظر میری آنکھوں کے سامنے رہتا ہے۔ سب نے یہ سمجھا کہ مفسدوں کی مفسدہ پردازی

اور شر سے تحفظ منظور ہے لیکن حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ مولانا کی عمر ختم ہو چکی ہے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ دکھلانا منظور ہے کہ جب لوگ اپنے ہو کر ایسے مفسد ہو گئے کہ خدا تعالیٰ کے ایسے مقدس بندوں پر الزام لگانے سے نہیں شرماتے تو ہم بھی ایسی ہستی کو اب ایسے لوگوں میں نہیں رکھنا چاہتے کہ یہ اس قابل نہیں چنانچہ حضرت نانوتویؒ اس واقعہ کے بعد زیادہ دن زندہ نہ رہے اور قریب ہی زمانہ میں آپ کا وصال ہو گیا (حکایات اولیاء جمع کردہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ صفحہ ۲۵۱ تا ۲۵۲)۔

شاہ ولی اللہؒ کے جانشین شاہ عبدالعزیزؒ ہوئے۔ آپ کے جانشین آپ کے بڑے نواسے شاہ اسحٰقؒ اور آپ کے وصال کے بعد آپ کے چھوٹے بھائی مولانا محمد یعقوب دہلویؒ جانشین ہوئے۔ جن کا وصال ۲۸ ذلیقعدہ ۱۲۸۲ھ میں ہوا اور مدرسہ دیوبند کی بناء ۱۵ محرم الحرام ۱۲۸۳ھ میں رکھی گئی اور اس دن سے "حزب دہلی" کا نام "دیوبند جماعت" مشہور ہوا (التمہید صفحہ ۲۱۵)۔ مدرسہ دہلی شاہ عبدالعزیزؒ کے زمانہ میں بنا تھا جس میں آپ کے بعد آپ کے شاگرد مولانا عبدالحیٔ دہلویؒ اور مولانا رشید الدین خانؒ اساتذہ رہے اور اس کے بعد چودہ پندرہ برس اس مدرسہ شاہجہان آباد کے عہدہ مدرسی پر مولانا مملوک علیؒ شاگرد مولانا رشید الدین خانؒ فائز رہے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں یہ مدرسہ بند ہو گیا۔ مولانا مملوک علیؒ مولانا نانوتویؒ کے چچا تھے۔ آپ کے اجداد میں ایک شیخ محمد ہاشم تھے جن کا سلسلہ نسب قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے۔ شاہ جہاں بادشاہ نے آپ کو قصبہ نانوتہ میں جاگیر عطا فرمائی تھی۔ آپ کی اولادوں میں بڑے بڑے عالم پیدا ہوئے جو "حزب دہلی" کے نامی گرامی ارکان تھے۔ مولانا مملوک علیؒ نے ۱۲۶۷ھ میں وصال فرمایا اور بمقبرہ امام ولی اللہ دہلویؒ میں دفن کیے گئے۔ سرسید احمد خان بانی علی گڑھ یونیورسٹی (اس کی بناء مدرسہ دیوبند کے نو برس بعد ۱۲۹۲ھ مطابق ۲۴ مئی ۱۸۷۵ء میں ڈالی گئی)، سرسید احمد خان

ڈپٹی نذیر احمدؒ، مولوی ذکاءاللہؒ، مولانا قاسم نانوتویؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ وغیرہ وغیرہ بے شمار آپ کے نامور شاگرد ہوئے۔ مولانا قاسم نانا توئیؒ حکمت ولی اللہی اور علوم و معارف کی عجیب جامعہ صفت ہستی تھی جن سے بے شمار افراد نے فیض حاصل کیا۔ سر سید احمد خان بھی ولی اللہی تھے جنہوں نے دشمن سے نبٹنے کے لئے علی گڑھ میں انگریزی کا کالج قائم کیا اور اس طرح جماعت دہلی کے دو مرکز بن گئے ایک دیوبند دوسرا علی گڑھ۔ قیام پاکستان میں دونوں اداروں نے اپنے وجود کا حق ادا کر دیا۔ اللہ تعالےٰ ان کے باقیین کو بہترین انعامات سے نوازے۔ آمین۔

۲۶۴۔ راؤ عبداللہ شاہؒ ایک بلند پایہ بزرگ تھے۔ مولانا قاسم نانوتویؒ اکثر آپ سے ملنے جایا کرتے تھے اور ان کی یہ عادت تھی کہ مولاناؒ سے ملتے ہی کہتے آؤ حاجی قاسم۔ اس پر مولاناؒ فرماتے کہ حضرت میں حاجی نہیں تو فرماتے کہ بس بھائی یونہی زبان سے نکل جاتا ہے۔ ایک مرتبہ مولاناؒ واقعی حج کے واسطے تشریف لے جانے لگے اور جانے سے پہلے پنجلاسہ (مشرقی پنجاب۔ بھارت) کے علاقہ میں جہاں راؤ صاحب رہتے تھے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے اور ملے۔ راؤ صاحب نے کہا آؤ حاجی قاسم۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ حضرت میں حج کو جا رہا ہوں۔ فرمایا کہ پھر میں نے تمہیں حاجی ہی کہا تھا۔ رخصت کے وقت حضرت نانا توئیؒ نے فرمایا کہ حضرت میرے لئے دعا فرما دیجئے۔ اس پر راؤ صاحبؒ نے فرمایا کہ بھائی تمہارے لئے میں کیا دعا کروں میں نے اپنی آنکھوں سے تمہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بخاری شریف پڑھتے دیکھا ہے (حکایات اولیاء صفحہ ۲۷۱ تا ۲۷۲)۔

۲۶۵۔ حاجی امیر شاہ خان خورجویؒ نے فرمایا کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی طبیعت علیل تھی اور میں آپ کے پاس اکیلا بیٹھا پاؤں دبا رہا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جس میں "براہین قاطعہ" شائع ہوئی تھی اور لوگوں میں اس پر شورش ہو رہی تھی۔ حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہٖ وسلم تخت پر جلوہ افروز ہیں اور مجھے سامنے کھڑا کیا ہے اور مجھ سے امتحاناً سو مسئلے دریافت کئے اور سو کے سو کا میں نے جواب دے دیا ہے اور آپؐ نے سب کی تصویب فرمائی ہے اور نہایت مسرور ہوتے ہیں آس کے بعد فرمایا کہ اس روز سے میں نہایت خوش ہوں اور سمجھتا ہوں کہ اگر سارے عالم میرے خلاف ہوں گے تو بھی انشاء اللہ حق میری جانب ہوگا (حکایت ۲۹۹ ارواح ثلاثہ ملقبہ حکایات اولیاء، حاشیہ از مولانا اشرف علی تھانویؒ صفحہ ۳۰۴) مولانا گنگوہیؒ نے بروز جمعہ ۸ یا ۹ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۴ء کو وصال فرمایا۔ اس وقت تک برابر آپ دارالعلوم دیوبند کے سرپرست رہے۔ آپ ۶ ذیقعدہ ۱۲۴۴ھ بیوم دوشنبہ بوقت چاشت گنگوہ (ضلع سہارنپور) میں پیدا ہوتے تھے۔ نجیب الطرفین شیخ زادہ انصاری و ایوبی النسل تھے۔ والد بزرگوار کا نام مولوی ہدایت احمد انصاری تھا۔ سات برس ہی کے تھے کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ والدہ ماجدہ نہایت پارسا، عابدہ زاہدہ ولیہ باخدا تھیں۔ آپ نے تین سو سے زائد مشائخ سے دینی علوم حاصل کئے۔

۲۶۶۔ ایک معتبر راوی نے بیان کیا کہ جن ایام میں علامہ قاضی محمد سلیمان منصورپوریؒ سابق سیشن جج ریاست پٹیالہ (مشرقی پنجاب۔ بھارت) و مصنف "رحمۃ اللعالمین" مدینہ شریف میں قیام پذیر تھے۔ ایک دن قاضی صاحب مسجد نبوی سے نماز پڑھ کر نکل رہے تھے اور آپ کے ہمراہ مسجد نبوی کے امام بھی باتیں کرتے آ رہے تھے کہ مسجد کے دروازے پر پہنچے جہاں نمازیوں کے جوتے پڑے رہتے ہیں۔ اس جگہ امام صاحب نے بڑھ کر قاضی صاحب کے جوتوں کو اپنے ہاتھ سے سیدھا کیا اور قاضی صاحب کے سامنے رکھ دیا۔ قاضی صاحب نے تیزی سے امام صاحب کے ہاتھوں کو پکڑ لیا اور کہا کہ آپ یہ کیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت بلند مقام عطا فرمایا ہے۔ جواباً امام صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا آپ کو اس بات کا علم نہیں کہ ایسا کس کے حکم سے کر رہا ہوں۔ فرمایا، رات خوش بختی سے حضرت

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ابداً ابداً الیٰ یوم القیامۃ کی خواب میں زیارت کی سعادت نصیب ہوئی اور عالمِ رویا میں آپؐ نے ارشاد فرمایا محمد سلیمان میرا مہمان ہے اس کی ہر طرح عزت کرنا" (معارف الاسماء شرح اسماء الحسنیٰ (اللہ تعالیٰ کے ۹۹ ناموں کی بے مثل شرح، از علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ۔ ناشر۔ مکتبہ نذیریہ۔ الپتگین اسٹریٹ۔ مکان نمبر ۳۲۔ اچھرہ لاہور۔ صفحہ ۲۵۵)۔

۲۶۷۔ حضرت خواجہ محمد فضل علی قریشی ہاشمی عباسیؒ نے فرمایا کہ جہاں تک میں نے غور کیا دیوبند والوں کو حق پر پایا۔ حاسدوں نے جھوٹے الزام لگا کر ان کو بدنام کر رکھا ہے۔ ایک بار دیوبند تشریف لے گئے اور حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کے مزار پر فاتحہ خوانی کے بعد مراقب ہوئے۔ بعدہٗ مراقبہ کی بابت فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روح پُرفتوح ظاہر ہوئی اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی روح بھی وہیں موجود تھی۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مولانا قاسم نانوتویؒ اور شاہ ولی اللہؒ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ "ان دونوں نے ہندوستان میں میرے دین کی اشاعت و تبلیغ کی ہے۔" (تذکرہ خواجگانِ نقشبندیہ معہ سلوک مجددیہ و ضروریاتِ شیخ از ڈاکٹر محمد افضل مرزا جالندھری بی اے۔ چیف نیوز ایڈیٹر روزنامہ "انقلاب" لاہور صفحہ ۹۸)۔ حضرت خواجہ محمد فضل علی قریشیؒ نے بعدہٗ حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کا حلیہ بیان کیا جو شہر کے بڑے بوڑھوں سے دریافت کرنے پر بالکل درست نکلا۔

حضرت خواجہ محمد فضل علی قریشیؒ ولد فرزند علی خلیفہ و جانشین حضرت خواجہ سراج دینؒ ولد حضرت حاجی محمد عثمان دامانیؒ۔ حضرت خواجہ محمد فضل علی قریشیؒ کے آباؤ اجداد عرب یلغار کے ساتھ سندھ میں اور وہاں سے ضلع میانوالی میں آکر آباد ہوئے۔ اس بستی کا نام داؤد خیل مشہور ہوا۔ کچھ عرصہ بعد کالا باغ میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ ہاشمی عباسی ہونے کی وجہ سے آپ کا خاندان عوام میں قریشی مشہور ہوا۔ آپ کے زمانہ

تلقین وارشاد کو پنجاب میں جالندھر سے خاص نسبت ہے اور پنجاب و جالندھر ۱۹۲۱ء تا ۱۹۲۲ء کے دورے آپ کی تبلیغی زندگی کا خاص جزو ہیں۔ آپ نے جمعرات یکم رمضان ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۹۳۵ء بعمر ۸۴ سال وصال فرمایا اور بمقام سکین پور (مشرقی پنجاب۔ بھارت) دفن کئے گئے۔ الشیخ حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مدنیؒ آپ کے مشہور و معروف خلیفہ ہوئے ہیں۔

۲۶۸۔ بہت سے دیندار، مخلص اور بے لوث حضرات نے شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن قدس سرہٗ کے وصال کے سلسلہ میں کئی خواب دیکھے جن میں ایک نہایت فائق ہے جو ایک خادم خاص نے عین آپ کے وصال کے موقع پر دیکھا تھا۔ دیکھا کہ ایک عظیم الشان مکان تیار ہے جس کی خوب صورتی، زینت اور نورانیت کا بیان محال ہے۔ خدّام و حاضرین ہر طرف خوشی و اہتمام میں دوڑ رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف رکھتے ہیں اور نئے مہمان حضرت مولانا محمود الحسن کا انتظار ہے (حیات شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن محدث دارالعلوم دیوبند قدس سرہٗ کی سوانح عمری از حضرت مولانا الحاج سید اصغر حسین میاں صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند)۔

حضرت شیخ الہندؒ بانس بریلی (یوپی۔ بھارت) میں ۱۸۵۱ء مطابق ۱۲۶۸ھ میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد مولانا ذوالفقار علیؒ اس زمانہ میں وہاں ڈپٹی انسپکٹر مدارس تھے آپ کا سلسلہ نسب قریش کے اموی خاندان سے ملتا ہے۔ آپ مدرسہ عربیہ (بعد کو دارالعلوم دیوبند کہلایا) کے سب سے پہلے طالب علم تھے۔ ۱۲۹۰ھ میں دستار فضیلت اور سند تکمیل حاصل کی۔ ۱۳۰۵ھ میں صدر مدرس دارالعلوم دیوبند مقرر ہوئے۔ اور ۳۰ سال مسلسل اس عہدۂ جلیلہ پر فائز رہے۔ آپ نے تعلیم حضرت مولانا نانوتویؒ حضرت مولانا گنگوہیؒ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ اور حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے حاصل کی جنہوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا اور وہی جذبہ

اب آپ کو منتقل ہو گیا تھا۔ آپ کی سیاسی سرگرمیاں (خصوصاً تحریک ریشمی رومال)
۱۹۰۵ء سے شروع ہوئیں۔ دوسرے حج کے موقع پر انگریز کے ایماء پر شریف حسین
ہاشمی شریف مکہ نے آپ کو مع رفقاء کے گرفتار کر لیا۔ آپ ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ
مطابق ۱۷ فروری ۱۹۱۷ء کو مالٹا جلاوطن کر دیئے گئے جہاں سے قریب تین سال دو
ماہ کی اسیری کے بعد ہندوستان بھیجے گئے۔ شریف حسین ہاشمی کے لئے آپ نے
فرمایا ؎

بایداں یار رشد شریف حسین
خاندانی شرافتش گم شد

۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ یوم سہ شنبہ مطابق ۳۰ نومبر ۱۹۲۰ء صبح آٹھ بجے دہلی
میں آپ کا وصال ہوا۔ جنازہ دیوبند پہنچایا گیا۔ چاشت کے وقت لحد میں اتارا گیا اور شریعت
وطریقت کے اس آفتابِ عالم تاب کو ہمیشہ کے لئے مٹی میں چھپا دیا گیا۔ کسی غمزدہ
نے بھرائی آواز سے کہا ؎

مٹی میں کیا سمجھ کے چھپاتے ہو دوستو
گنجینۂ علوم ہے یہ گنجِ زر نہیں

۲۶۹۔ مدینہ شریف میں حاجی غلام رسول صاحب ہیں۔ ۶۰ برس کے لگ بھگ
(اب قریب ۸۲ برس کے ہوں گے) سادہ مزاج، عشق محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم) میں غرقاب، ضعیفوں، کمزوروں، نابیناؤں، لنجوں، لنگڑوں، بیواؤں، یتیموں
کے کاموں میں مصروف۔ ہر شخص کو بھائی جی' بھائی جی کے پیارے الفاظ سے
مخاطب کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ بیس پچیس سال پہلے (اب کوئی ۴۲ سال پہلے)
کی بات ہے کہ میں جالندھر ڈاکخانہ میں ملازم تھا۔ نوے روپیہ تنخواہ ملتی تھی۔ صلوٰۃ النبی
(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ذکر الٰہی کا دلدادہ تھا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم خواب میں تشریف لائے اور مجھے مدینہ طیبہ چلے آنے کو ارشاد فرمایا۔ میں نے

اپنی ناداری کا اظہار کیا تو فرمایا کہ کراچی پہنچ کر اسمٰعیل غزنوی سے کہنا تو وہ تمہیں یہاں پہنچا دے گا۔ وطن، والدین اور عزیز و اقربا کی سنگین دیوار پھاند کر لاہور پہنچا تاکہ کراچی جاؤں۔ اسٹیشن پر ایک ٹھگ بشکل مسافر مل گیا۔ مجھ سے ملتجی ہوا کہ لوٹا گیا ہے۔ بے بس ہے صرف تین روپیہ کی رقم درکار ہے تاکہ اپنے وطن منٹگمری پہنچ جاؤں۔ میں ہمدردانہ جذبہ سے پہلے ہی معمور رہتا تھا۔ اس کو اسی وقت تین روپے دے دیئے۔ وہ چالاک انسان میرا ہمدرد بن گیا اور گہرا دوست۔ ہم دونوں نے رات کا کھانا کھایا۔ اس نے کم ظرفی کا ثبوت دیا اور کوئی زہریلی اور منشی چیز کھلا کر مجھے مار ڈالنا چاہا۔ صبح ہوئی تو میرا دماغ چکرا رہا تھا اور وہ بدبخت میرا سامان لے کر غائب ہو چکا تھا۔ میں اب اکیلا دیوانوں کی طرح مسافرخانے میں پڑا تھا۔ سخت پریشان تھا۔ لوگ مجھے پاگل سمجھتے تھے۔ میں خود کو بھی پہچان نہ سکتا تھا۔ پڑا پڑا سو گیا۔ خواب میں پھر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نزول اجلال ہوئے۔ میں نے عرض کیا اب کیا کیا جائے۔ بیمار ہو گیا ہوں۔ ارشاد فرمایا کسی طرح ریل میں سوار ہو جاؤ۔ خانپور کے مقام پر دودھ کا کھویا ملتا ہے وہ کھاؤ اللہ تعالٰے فضل فرمائے گا۔ پس کسی نہ کسی طرح ٹکٹ خریدا اور ریل میں سوار ہو گیا۔ راستہ میں غش آتا رہا۔ یہاں تک کہ خانپور آ گیا۔ وہاں سے دو چار آنہ کا کھویا خرید کر کھایا اور بشارت نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مطابق طبیعت سنبھل گئی لیکن اب تک شدت کی گرمی دماغ جھلسا دیتی ہے اور کچھ سوجھتا نہیں۔ مسجد نبوی میں روزانہ حاضری ہوتی ہے۔ جوتا کہیں چھوڑتا ہوں تو تلاش کہیں کرتا ہوں۔ اب الحاج شیخ فضل الٰہی جہلمی مرحوم کی رباط میں مقیم ہوں۔ یوں ہی رین بسیرا ہو رہا ہے۔ چاہتا ہوں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں پڑا رہوں (راقم کتاب نے کہا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت طلب کر لیں اور پاکستان چل کر دین اسلام کی اشاعت کریں لیکن میری بات پر موصوف نے چپ سادھ لی۔ سبحان اللہ) (دیار حبیب کی باتیں، از فضل الدین صاحب ایڈووکیٹ صفحہ ۲۵۱ تا ۲۵۳۔ ناشران: مکتبہ تسنیم، جہلم)

فضل الدین صاحب نے ۱۹۵۵ء میں حج بیت اللہ کیا تھا)

۲۷۰۔ حضرت محسن کاکوروی مشہور نعت گو شاعر کے فرزند مولانا انوار الحسن کاکوروی کا خواب ذیل میں درج ہے جس سے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کے منجانب اللہ مقام ارشاد پر فائز ہونے اور اپنے وقت کے مجدد ہونے کی بشارت ملتی ہے۔

فرماتے ہیں کہ میں نے سفر حج میں بمقام مدینہ طیبہ حضرت تھانوی کے متعلق خواب دیکھا حالانکہ اس زمانہ میں مجھ کو ان سے کوئی خاص عقیدت نہ تھی البتہ ایک بڑا عالم ضرور سمجھتا تھا اور میرا خاندان بھی علمائے حق کا زیادہ معتقد نہ تھا۔ غرض مدینہ طیبہ میں مولانا تھانوی کا مجھے بعید سے بعید خیال بھی نہ تھا کہ ایک شب میں نے دیکھا کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک چارپائی پر بیمار پڑے ہیں اور حضرت تھانوی تیمار داری فرما رہے ہیں اور ایک بزرگ دور بیٹھے دکھائی دیئے جن کے متعلق خواب ہی میں معلوم ہوا کہ یہ طبیب ہیں۔ آنکھ کھلنے پر فوراً میرے ذہن میں یہ تعبیر آئی کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو خیر کیا بیمار ہیں البتہ آپ کی امت بیمار ہے اور حضرت مولانا تھانوی اس کی تیمارداری یعنی اصلاح فرما رہے ہیں۔ لیکن وہ بزرگ جو دور بیٹھے نظر آ رہے تھے سمجھ میں نہ آتے کہ کون تھے۔ واپسی ہند پر میں نے مولانا تھانوی کی خدمت میں یہ خواب لکھ کر بھیجا اور جتنی تعبیر میری سمجھ میں آئی تھی وہ بھی لکھ دی اور یہ بھی لکھ دیا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ بزرگ طبیب کون تھے جو دور بیٹھے تھے۔ مولانا تھانوی نے جواب میں تحریر فرمایا کہ وہ حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں اور چونکہ وہ ابھی زماناً بعید ہیں اس لئے خواب میں بھی مکاناً بعید دکھائی دیتے (حیات اشرف از غلام محمد صاحب بی اے عثمانیہ صفحہ ۹۰)۔

مولانا تھانوی ۱۵ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ / ۱۹ ستمبر ۱۸۶۳ء میں تھانہ بھون میں پیدا ہوئے اور ۲۰ جولائی ۱۹۴۳ء کو بمقام تھانہ بھون وصال فرمایا۔ کم و بیش ایک ہزار کتب و رسائل کے مصنف

ہیں جن میں تفسیر "بیان القرآن" اور "بہشتی زیور" کا کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ تصنیف و تالیف کا یہ کام روزانہ عصر و مغرب کے درمیان کرتے تھے ورنہ فرصت ہی نہ ملتی تھی۔ ۱۸۹۰ء میں مکہ مکرمہ جا کر حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے بیعت کی اور خلافت سے سرفراز فرمائے گئے۔ مولانا کے علم و فضل اور تقویٰ کے مخالفین بھی قائل رہے۔ علمائے دیوبند میں پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے علی الاعلان مسلم لیگ اور قائد اعظمؒ کی حمایت کی گو آپ کو قتل تک کی دھمکیاں دی گئیں۔ ۱۹۴۳ء میں نماز تہجد کے بعد ایک رات مراقب تھے کہ معاً کشفاً معلوم ہوا کہ پاکستان بن گیا۔ اپنے بھانجے مولانا ظفر احمد عثمانیؒ اور مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کو طلب کیا اور فرمایا کہ میرا وقت قریب ہے۔ اگر زندہ رہتا تو پاکستان کے لیے خود کام کرتا۔ مشیت ایزدی یہی ہے کہ مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ خطہ زمین بنے۔ قیام پاکستان کے لیے جو کچھ ہو سکے کر گذرنا۔ تم دونوں عثمانی ہو ایک عثمانی میری اور دوسرا عثمانی قائد اعظمؒ کی نماز جنازہ پڑھائے گا اور یہی ہوا کہ مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نے مولانا تھانویؒ کی اور مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے قائد اعظمؒ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ یہ بھی فرمایا کہ قائد اعظم پاکستان بن جانے کے بعد فوت ہوں گے۔ یہ تمام باتیں لفظ بہ لفظ درست نکلیں۔ سینکڑوں جید عالم آپ کے مرید و خلیفہ ہوئے مثلاً علامہ سید سلیمان ندویؒ۔ مفتی محمد حسن امرتسری ثم لاہوریؒ۔ مولانا محمد رسول خانؒ۔ مفتی محمد شفیعؒ۔ قاری محمد طیب صاحب وغیرہ۔ دارالعلوم دیوبند کے چار بڑے عہدیداروں میں تین پاکستان کے حامی تھے۔ سرپرست مولانا تھانویؒ۔ صدر مہتمم مولانا شبیر احمد عثمانیؒ۔ مہتمم قاری محمد طیب صاحب۔ البتہ صدر مدرس مولانا حسین احمد مدنیؒ کا اختلاف بھی کسی غرض پر نہیں بلکہ دیانت اور خلوص پر مبنی تھا۔ افسوس ؎

وہ صورتیں الٰہی کس دیس بستیاں ہیں
اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

۲۷۱۔ حضرت سید وارث علی شاہؒ بانی فرقہ وارثیہ دیوا شریف ضلع بارہ بنکی

یوپی۔ بھارت ، میں عظیم المرتبت بزرگ گزرے ہیں۔ جب آپ نے پہلا سفر حجاز کیا تو صوم وصال رکھتے تھے جو تیسرے روز افطار ہوتا تھا اور جو چیز وقت پر میسر آجائے اسی سے روزہ افطار کر لیتے تھے۔ اسی حالتِ صوم میں جہاز پر سوار ہوتے۔ سامانِ افطار وغیرہ کچھ ساتھ نہ تھا۔ تین روز اور بروایتے سات روز بے آب ودانہ گذر گئے تو من جانب اللہ یہ حادثہ پیش آیا کہ دفعتاً جہاز چلتے چلتے رک گیا اور اسی شب بمبئی کے مقتدر تاجر محمد ضیاء الدین سیٹھ نے جو اس جہاز میں سوار تھے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں یہ ارشاد فرماتے دیکھا کہ "اے ضیاء الدین تم کھاتے ہو اور ہمسائے کا خیال نہیں کرتے۔" وہ خوش بخت ملک التجار جب خواب سے بیدار ہوا تو یقین ہو گیا کہ کوئی ایسا برگزیدۂ حق اس جہاز پر سوار ہے کہ جس کی گرسنگی نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بیقرار کر دیا لیکن مشکل یہ تھی کہ مجھ جیسا ظاہر بیں اس مقدس صاحبِ باطن کو تلاش کیونکر کرے۔ اس لئے بہترین تجویز یہ ہے کہ بغیر امتیاز تمام اہلِ جہاز کی دعوت کر دوں جس میں وہ محترم ہستی بھی شریک ہو جائے گی۔ ایسا ہی کیا جب سب کھانے سے فارغ ہو گئے تو تاجر نے مزید احتیاط کی نظر سے خود دیکھنا شروع کیا کہ کوئی شخص باقی تو نہیں رہا۔ تہہ خانہ میں ایک ایسی غیور ذات مستغنی عن الصفات کو دیکھا کہ گوشۂ عزلت میں توکل کا تکیہ لگائے شاہدِ حقیقی کے خیال میں مستغرق ہے۔ ایک طبق میں لذیذ اور پر تکلف کھانے لے گئے اور دست بستہ عرض کی کہ مجھ بے بضاعت کی دعوت قبول فرما لیجئے۔ آپ نے باتقاضائے خلقِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) دو چار لقمے تناول فرمائے اور باقی کھانا واپس کر دیا۔ قدرتِ الٰہی سے تھوڑی دیر بعد جہاز پھر چلنے لگا۔ اس سفر کے بعد سیٹھ ضیاء الدین مدینہ طیبہ روضۂ اقدس پر پہنچے تو سلام کے دوران آپ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

دیوا شریف میں ہر سال حضرت وارث شاہ صاحبؒ کا عرس بڑے عظیم پیمانہ پر منایا جاتا ہے جس میں لاکھوں انسان ہر مذہب وملت کے شامل ہوتے ہیں۔ آپ

سید الحسنی والحسینی تھے۔ والد سید قربان علی شاہ آپ کی ولادت سے پہلے ہی رحلت فرما چکے تھے۔ دیوا شریف کے بڑے زمیندار تھے۔ ابھی سن شعور کو نہ پہنچے تھے کہ والدہ کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔ اپنے رشتہ کے بہنوئی حضرت خادم علی شاہ جو سلسلہ قادریہ چشتیہ کے سربرآوردہ صوفی اور صاحب نسبت بزرگ تھے ان کی صحبت میں رہ کر منازل سلوک طے کئے اور دستارِ خلافت حاصل کی۔ ریاست ٹھکرا کر فقیری مول لی۔ وقتِ وصال عمر قریب سو سال تھی۔ بروز پنج شنبہ ۳۰ محرم ۱۳۲۳ھ کو وصال دیوا شریف میں ہوا (حیاتِ وارث از مرزا ابراہیم بیگ شیدا وارثی لکھنوی صفحہ ۴۸ تا ۸۵)۔

۲۷۲۔ جب کتاب "رحمۃ اللعالمین" تیار ہوئی تو اس کے مصنف علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ کو متعدد خطوط اس مضمون کے موصول ہوئے: "ہم نے یہ کتاب "رحمۃ اللعالمین" تاحال نہیں دیکھی اور نہ ہی اس کا اشتہار نظر سے گذرا۔ رات خواب میں آقائے کل سید المرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپؐ نے عالم خواب میں یہ حکم دیا کہ پٹیالہ کے اس پتہ پر خط لکھ کر "رحمۃ اللعالمین" نامی کتاب طلب کرو اور اس کا مطالعہ کرو۔ اس لئے ہم یہ خط لکھ رہے ہیں۔ سبحان اللہ۔ اس کتاب کی مقبولیت کے کیا کہنے۔ سیرت النبیؐ پر یہ کتاب تین جلدوں میں ہے۔ پہلا حصہ ۱۹۲۱ء میں مکمل ہوا تھا (معارف الاسما شرح اسماء الحسنیٰ صفحہ ۲۵۵)۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے خوب فرمایا "سیرت النبیؐ پر بے شمار کتابیں لکھی گئیں مگر "رحمت اللعالمین" واقعات کی صحتِ بیان کے لحاظ سے سر فہرست ہے۔" اس کا انگریزی ترجمہ "پاکستان ٹائمز" لاہور میں مسلسل ۱۹۵۹ء سے ۱۹۶۱ء تک شائع ہوتا رہا ہے۔

قاضی منصور پوریؒ ریاست پٹیالہ (مشرقی پنجاب۔ بھارت) کے ایک غیر معروف گاؤں منصور پور میں پیدا ہوئے۔ ریاست مذکورہ میں آپ سیشن جج تھے۔ رحمۃ اللعالمین کے مسودے کی ترتیب و تسوید نمازِ تہجد کے بعد مصلے پر بیٹھے بیٹھے انجام دیتے تھے

جس کی مقبولیت کا عالم ملاحظہ فرمالیا۔ ایک جیّد عالم نے بڑی وزنی بات کہی ہے کہ سیرت النبی از علامہ سید سلیمان ندوی رح کا تعلق دماغ سے ہے جبکہ رحمت اللعالمین از قاضی منصور پوری رح کا تعلق دل سے ہے۔ قاضی صاحب رح دعا فرمایا کرتے تھے "اے مولیٰ مجھے ایسے وقت اپنے حضور میں بلانا جب میں دنیا کی آلائشوں سے پاک ہوں" اور اپنا ہی کہا ہوا مصرع اکثر ورد زباں رکھتے تھے ؏

مری عمر رواں آبِ رواں معلوم ہوتی ہے

دوسرے حج سے واپسی پر جہاز میں وصال فرماگئے۔ مولانا سیّد اسمٰعیل غزنوی رح نے نماز جنازہ پڑھائی اور جسدِ خاکی سمندر کی صاف شفاف لہروں کے سپرد کر دیا گیا۔ دیکھنے والوں نے دیکھا کہ تاحد نظر ان کی نعش سمندر کے سینے پر بہتی چلی جارہی ہے۔ کسی سمندری جانور نے اسے نقصان نہ پہنچایا۔ حالانکہ جونہی کوئی انسانی نعش سمندر میں آتی ہے تو بڑی بڑی مچھلیاں اس پر ٹوٹ پڑتی ہیں اور آناً فاناً ختم کر دیتی ہیں لیکن صاحب رحمۃ اللعالمین کا احترام سمندری مخلوق نے بھی کیا اور نعش مبارک کی حفاظت کی۔

برصغیر پاک وہند کی زمین کو ایک ہی دَور میں سلیمان نام کے پانچ عظیم المرتبت انسان نصیب ہوتے۔ علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری رح (سال وصال سنہ ۱۹۳۰ء) علامہ سید سلیمان ندوی رح (وصال نومبر سنہ ۱۹۵۳ء بمقام کراچی)۔ شاہ سلیمان پھلواروی (بہار) چیف جسٹس سرشاہ محمد سلیمان۔ مشہور قانون دان، حساب دان اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر۔ وصال ۱۳ر مارچ سنہ ۱۹۴۱ء بمقام دہلی۔ مولانا سید سلیمان اشرف وصال بمقام علی گڑھ سنہ ۱۳۳۹ھ مطابق اپریل سنہ ۱۹۲۱ء صدر شعبہ دینیات۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔

بھارت کے سابق صدر آنجہانی ڈاکٹر رادھا کرشن نے ایک مرتبہ دہلی میں عید میلاد النبی کی ایک تقریب کے دوران کہا تھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جتنا کچھ لکھا جا چکا ہے اور جتنا کہ آپ کی بابرکت ہستی پر بولا جاتا ہے۔ دنیا کی کسی اور شخصیت کے متعلق اتنا اظہار خیال نہیں کیا جاتا۔ مسلمان اپنے کردار کے اعتبار سے خواہ

کیسے ہی ہوں انہوں نے سیرت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر جو کام کیا ہے
اپنی مثال آپ ہے۔ آپ کی سیرت کے سلسلے میں جو تحقیقی اور تخلیقی کارنامے مسلمانوں
اور غیر مسلموں نے انجام دیئے ہیں ان کا عشر عشیر بھی کسی دوسرے بانیٔ مذہب کے حصہ
میں نہیں آیا۔ عربی میں شمائل ترمذی۔ طبقات ابن سعد۔ سیرت ابن ہشام۔ تاریخ کبیر
(امام طبری) سیرت ابن اسحاق۔ عیون الاثر۔ مواہب لدنیہ۔ زرقانی۔ تاریخ ابن خلدون۔
کامل ابن الاثیر۔ سیرت ابن عبدالبر۔ تاریخ صغیر و تاریخ کبیر (امام بخاری) وغیرہ جیسی
معیاری اور ضخیم کتابیں موجود ہیں۔ یہی حال فارسی کا ہے بلکہ اب تو اردو میں بھی بہت سی
معیاری کتابیں نظر آنے لگی ہیں۔ مثلاً رحمۃ للعالمین از قاضی علامہ محمد سلیمان منصور پوریؒ۔ سیرت النبی
از علامہ شبلی نعمانیؒ و علامہ سید سلیمان ندویؒ۔ سیرت مصطفیٰؐ از مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ۔ النبی الخاتم
از سید مناظر احسن گیلانیؒ۔ محسن اعظم از فقیر سید وحید الدینؒ۔ نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب از
مولانا اشرف علی تھانویؒ۔ محسن انسانیت از مولانا نعیم صدیقی۔ محمد عربیؐ از مولانا محمد عنایت اللہ
سبحانی اصلاحی۔ محبوب خدا از چوہدری افضل حق وغیرہ وغیرہ۔ انگریزی، فرانسیسی، جرمنی
اور امریکی مستشرقین نے گو متعصبانہ انداز اختیار کیا ہے مگر سیرت النبیؐ پر تھامس کارلائل۔
ایچ جی ویلس، نکلسن، واشنگٹن ارونگ۔ باسورتھ اسمتھ۔ مارگولیتھ۔ گارساد تاسنی۔ اسپرنگر۔
وان کریمر۔ ولیم میور وغیرہ کی کتابیں ملتی ہیں۔ بہت سے نومسلموں نے سیرت النبیؐ پر اپنی اپنی
زبانوں میں کتابیں لکھی ہیں جن میں انگریزی میں خالد لطیف گابا (کے ایل گابا) کی کتاب
PROPHET OF THE DESERT (پیغمبر صحرا) نہایت معیاری کتاب ہے۔ کئی
ہندو اور سکھوں نے بھی سیرت النبیؐ پر کتابیں لکھی ہیں۔ حال ہی میں "محمد رسول اللہ"
از کونسٹن ویرژیل گیورگیو (فرانسیسی) ترجمہ عبدالصمد صارم الازہری نگاہ سے گزری خوب
ہے۔ یہ فرانسیسی مصنف کہتا ہے "یہ وہ رسولؐ ہیں جنہیں از سر نو سمجھنے کی ضرورت ہے"
رسول عربیؐ از پروفیسر جی ایس دارا بار ایٹ لاء نے بھی بڑی پیاری کتاب تحریر کی ہے
حالانکہ آپ سکھ ہیں۔ غرض دنیا کی شاید ہی اب کوئی زبان باقی ہو جس میں آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوانح حیات کسی نہ کسی شکل میں موجود نہ ہو۔

ماہر فلکیات میکائیل ایچ ہارٹ جو امریکی ہے غیر پیشہ ور مورخ بھی ہے۔ اس نے ایک چارٹ "تاریخ کی سب سے بااثر سو شخصیتیں" مرتب کیا ہے اور پھر ثابت کیا ہے کہ دنیا میں آج تک جتنی مخلوق پیدا ہو چکی ہے ان تمام میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واحد ایسی ہستی ہے جو دینی اور دنیاوی دونوں حیثیت سے انتہائی کامیاب رہی ہے اور تاریخ عالم میں جنہوں نے دنیا میں بسنے والے لوگوں کو سب سے زیادہ متاثر کیا ہے۔ یہ وہ جو سر پر چڑھ کر بولے۔ مصنف مسلمان نہ ہونے کے باوجود صداقت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گیا (نوائے وقت مورخہ ۲۵/۹/۸۳)۔ قرآنی اعلان "ورفعنا لک ذکرک" کی زندہ تعبیر پوری دنیا کے سامنے ہے۔

۲۷۳۔ مکہ مکرمہ میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے خلیفہ حضرت محب الدین تھے۔ تیس سال سے برابر پیدل حج کرتے تھے۔ باوجود انتہائی نحیف ہونے کے مدینہ منورہ بھی پیدل ہی حاضر ہوتے تھے۔ آخری مرتبہ جب چلنے سے معذور ہو گئے تو سواری پر حاضر ہوئے اور بیان فرمایا کہ میرا اس سال حاضری کا ارادہ نہ تھا۔ اس سے پہلے خواب میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا "محب الدین ہمارے پاس نہ آؤ گے۔" عرض کیا گھٹنوں میں دم نہیں رہا۔ کرایہ نہیں دے سکتا۔ اور بلوا لیجئے۔ علی الصبح ایک شخص آیا اور کہا میں نے آپ کے لئے سواری کا انتظام کر لیا ہے آپ میرے ساتھ مدینہ طیبہ چلئے چنانچہ سواری پر ان کے ہمراہ مدینہ طیبہ گئے اور چند ماہ کے قیام کے بعد مکہ مکرمہ واپس ہوئے اور اسی سال وصال فرمایا (تجلیات کعبہ از مولانا محمد احتشام الحسن کاندھلوی صفحہ ۱۲۱ تا ۱۲۲، کتب خانہ انجمن ترقی اردو۔ جامع مسجد دہلی نمبر ۶) (معارف الاسماء شرح اسماء الحسنی از قاضی سید محمد سلیمان منصورپوری صفحہ ۲۵۵)۔

۲۷۴۔ الحاج ڈاکٹر عبدالکریم جرمانوس ہنگری کے مستشرق اور علم و ادب میں بین

الاقوامی شہرت کے مالک ہیں۔ ہنگری کے دارالخلافہ بوڈاپسٹ میں فن تعمیر کے پروفیسر بھی رہے۔ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے درمیان ہندوستان آئے تھے۔ جامعہ ملیہ دہلی میں انہوں نے اسلام قبول کیا۔ یورپ کے تمام ملکوں کی سیاحت کی۔ قسطنطنیہ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔ عربی، فارسی اور ترکی زبان میں فارغ التحصیل ہو کر بوڈاپسٹ یونیورسٹی میں شعبہ اسلامیات کے صدر مقرر ہوئے۔ کئی زبانوں کے ماہر ہونے کے ساتھ ترکی زبان میں سند کا درجہ رکھتے ہیں۔ مشرقی علوم کا مطالعہ اسلام کی طرف آپ کی راہنمائی کا سبب بنا۔ ڈاکٹر موصوف فرماتے ہیں کہ میں نے علم کے خشک ذخیرہ کا بڑا حصہ حاصل کر لیا جو صدیوں سے جمع ہوتا چلا آرہا تھا۔ میری دلی تمنا تھی کہ جو کچھ اب تک پڑھا ہے اسے یکسر فراموش کر کے دل کی داخلی کیفیات میں کھو جاؤں۔ میری روح مقدس مذہب کے سدا بہار چمن سے مشک بیز ہونا چاہتی تھی۔ میں چاہتا تھا کہ جس طرح لوہار کچے لوہے کو آگ میں تپا کر اسے فولاد کی شکل دیتا ہے۔ اسی طرح میرا علم روحانیت کے علاقہ سے زیادہ کارآمد اور بیش بہا بن سکے۔

ایک رات میں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ کی ریش مبارک خضاب شدہ تھی۔ (ایک روایت میں ہے آپ کے بالوں کا پچھلا سرخ رنگ کا تھا یعنی سیاہ سے سرخ ہو گئے تھے سفید نہ ہوتے تھے) لباس سادہ اور پاکیزہ تھا اور اس میں سے ایک عجیب روح پرور خوشبو مہک رہی تھی۔ آپ نے نہایت دل پذیر لہجہ میں ارشاد فرمایا۔ تم اتنے پریشان کیوں ہو رہے ہو؟ سیدھا راستہ تمہارے سامنے کھلا ہوا ہے۔ یقین اور ایمان کی قوت سے اس پر گامزن ہو جاؤ۔"

میں نے ہمت کر کے عرض کیا آپ جیسی عظیم ہستی کے لئے یہ بات بہت آسان تھی جسے خداوند تعالےٰ نے مافوق الفطرت طاقت عطا فرمائی تھی جس نے منصب نبوت پہ فائز ہو کر تائید غیبی سے اپنے دشمنوں پر فتح کامل حاصل کی اور جس کی مساعی پر خدائے قدوس نے عظمت و جلال کا تاج رکھ دیا۔ آپ نے ذرا تیز نگاہ سے

میری طرف دیکھا۔ پھر کچھ تامل کے بعد ارشاد فرمایا۔ آپ کی عربی اس قدر فصیح اور پُرشکوہ تھی کہ ہر لفظ خوش گوار بانگ درا کی مانند میرے کانوں میں پڑ رہا تھا۔ کلام الٰہی جو آپ کی پیغمبرانہ زبان مبارک سے ادا ہو رہا تھا وہ میرے سینے پر ایک بھاری بوجھ ڈالے دیتا تھا۔ الم نجعل الارض مھدا۔ والجبال اوتادا ..... الخ "کیا ہم نے زمین کو فرش اور پہاڑوں کو میخیں نہیں بنایا اور تم کو جوڑے کر کے پیدا کیا اور ہم ہی نے تمہارے سونے کو راحت کی چیز بنایا۔

اس کے بعد اچانک میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے کراہتے ہوئے کہا "اب مجھے نیند نہیں آسکتی۔ میں اس راز کو نہیں سمجھ سکتا۔ جو ان پردوں میں نہاں ہے۔ میرے منہ سے خوفناک چیخ نکل گئی۔ بے چینی سے کروٹیں بدلتا رہا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خشمگیں نگاہ سے میرے دل میں دہشت پیدا ہو گئی۔ پھر ایسا محسوس ہوا کہ مجھ پر گہری نیند طاری ہو گئی ہے۔ میں اچانک جاگ اٹھا۔ رگوں میں دوران خون تیز ہو گیا تھا۔ سارا جسم پسینے پسینے ہو رہا تھا۔ جوڑ جوڑ میں درد تھا۔ زبان گنگ ہو رہی تھی بے حد اضمحلال اور تنہائی کا احساس ہو رہا تھا (ISLAM OUR CHOICE از ڈاکٹر عبدالکریم جرمانوس)، (اردو ڈائجسٹ اگست ۱۹۶۴ء، صفحہ ۱۰۲ تا ۱۰۳) "مسلم نیوز انٹرنیشنل" شمارہ جولائی ۱۹۶۸ء مطابق ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ صفحہ ۲ "میں نے اسلام کیسے قبول کیا" مدیر اعلیٰ محمد علی صدیقی۔ جیمس چیمبرز۔ سیکنڈ فلور۔ الفنسٹن اسٹریٹ۔ کراچی نمبر ۳، "ہم کیوں مسلمان ہوئے" مرتبہ پروفیسر عبدالغنی فاروق صفحہ ۲۳ تا ۲۵۔ مکتبہ شاہکار چوک اُردو بازار۔ لاہور)۔

۲۷۵۔ آسٹریا کے مشہور نومسلم علامہ محمد اسد اپنی اثر آفریں تصنیف "شاہراہ مکہ" میں فرماتے ہیں کہ مدت ہوئی میں نے ایک خواب دیکھا تھا۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے جب میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ میری عمر اس وقت انیس بیس سال کی تھی۔ اس وقت ویانا میں اپنے والد کے ساتھ رہتا تھا۔ ایک روز خواب میں

دیکھا کہ "میں برلن میں ہوں اور وہاں کی زیرِ زمین ریل گاڑی میں سفر کر رہا ہوں۔ کمپارٹمنٹ لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا ہے اور تل رکھنے کو جگہ نہیں۔ بجلی کے بلب کی مدھم روشنی ہے۔ کچھ دیر بعد گاڑی سرنگ سے باہر نکلی اور ایک وسیع و عریض میدان میں پٹڑی کے بغیر دوڑنے لگی۔ پہیے زمین میں دھنس گئے اور ریل گاڑی کھڑی ہو گئی اور تمام مسافر گاڑی سے اتر آئے اور ادھر اُدھر دیکھنے لگے۔ میں بھی ان میں شامل ہوں۔ میدان حدِ نگاہ تک پھیلا ہوا ہے۔ بالکل سپاٹ۔ نہ کوئی مکان، نہ درخت نہ پتھر۔ سب لوگ پریشان ہیں کہ انسانی آبادی تک کیسے پہنچیں۔ صبح صادق کا سا دھندلکا چھایا ہوا ہے۔ لیکن میں دوسرے لوگوں کی طرح پریشان نہیں۔ میں ہجوم میں سے راہ بناتا ہوا نکلا۔ تقریباً دس قدم پر کاٹھی کسی ہوئی ایک سانڈنی زمین پر بیٹھی تھی۔ کاٹھی پر ایک شخص سوار تھا جس نے چھوٹی آستینوں کی سفید و سیاہ دھاری دار عبا پہن رکھی تھی۔ کفیہ اپنے چہرہ پر ڈال رکھا تھا۔ جس کی وجہ سے شکل و صورت نہ دیکھ سکا۔ میرے دل نے کہا یہ سانڈنی تیرا انتظار کر رہی ہے اور اس کا سوار تیرا رہبر ہے۔ چنانچہ بغیر کچھ کہے میں اس سوار کے پیچھے بیٹھ گیا۔ میرے بیٹھتے ہی سانڈنی اٹھ کھڑی ہوئی اور آرام دہ چال کے ساتھ آگے کی طرف روانہ ہو گئی۔ میں نے اس وقت اپنے دل میں عجیب سی خوشی محسوس کی۔ ہم مہینوں چلتے رہے حتیٰ کہ مجھے وقت کا اندازہ ہی نہ رہا۔ سانڈنی کے ہر قدم کے ساتھ میری مسرت میں اضافہ ہوتا چلا گیا حتیٰ کہ میں محسوس کرنے لگا کہ میں ہوا میں تیر رہا ہوں۔ آخر کار میری دائیں جانب کا افق سورج کی شعاعوں سے سرخ ہونے لگا۔ سورج طلوع ہو رہا تھا لیکن بالکل سامنے دور افق پر مجھے ایک اور روشنی نظر آئی۔ وہ ایک بہت بڑے کھلے پھاٹک کے پیچھے سے آ رہی تھی۔ پھاٹک دو بلند ستونوں پر قائم تھا۔ ابھرتے سورج کی روشنی کے برخلاف آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی یہ روشنی سفید دودھیا رنگ کی تھی جس میں ٹھنڈک تھی۔ جوں جوں ہم قریب ہوتے گئے روشنی تیز تر ہوتی گئی اور میرے دل میں جو خوشی تھی اس میں بے انتہا اضافہ ہو گیا تھا۔ جب ہم اس پھاٹک اور روشنی کے قریب آ گئے تو میں نے آواز سنی جیسے کوئی کہہ رہا

ہو: یہ بعید ترین مغربی شہر ہے۔" اور میری آنکھ کھل گئی۔

ریاض کے دوران قیام محمد اسد نے جب اپنا یہ خواب شاہ ابن سعود کو سنایا تو انہوں نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے اس خواب کے آئینہ میں تمہارا مستقبل دکھایا تمہارا سانڈنی پر سوار جنہوں نے تمہاری راہنمائی کی وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ اور وہ روشنی اسلام کی روشنی تھی اور اس آواز کا مطلب کہ یہ بعید ترین شہر ہے یہ تھا کہ اسلام تک پہنچنا تمہاری زندگی کا آخری مغربی مقام ہے۔ اس کے بعد تمہاری مغربی زندگی ختم ہو جائے گی۔

اس خواب کے سات سال بعد برلن میں آپ نے اسلام قبول کیا۔ آپ کا نام لیو پولڈ تھا۔ لیو کے معنی یونانی زبان میں شیر کے ہوتے ہیں۔ اس لئے آپ کا اسلامی نام محمد اسد رکھا گیا۔ چند ہفتے بعد آپ کی اہلیہ نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد میاں بیوی کا یورپ میں رہنا مشکل ہو گیا اور ان دونوں نے ہمیشہ کے لئے یورپ کو خیرباد کہہ دیا۔ آپ ۱۹۰۰ء میں پولینڈ کے شہر لوو (LOWOW) میں پیدا ہوئے۔ ویانا میں پروان چڑھے۔ آپ کے دادا یہودی عالم تھے۔ والدین نہایت خوش حال تھے۔ پانچ مرتبہ فریضۂ حج ادا کر چکے ہیں۔ جرمن یہودی النسل نومسلم ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کا زوال اسلام کی خامی کی وجہ سے نہیں ہوا بلکہ اس لئے ہوا کہ انہوں نے اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا چھوڑ دیا۔ فی الحقیقت یہ اسلام ہی تھا جس نے قرون اولیٰ کے مسلمانوں کو تہذیب و تمدن کی عظیم ترین بلندیوں پر پہنچا دیا تھا۔ اسلام پر آپ نے کئی کتابیں لکھیں جن میں وہ بہت مشہور ہیں (ROAD TO MECCA) جس کا اردو ترجمہ "شاہراہ مکہ" ہو چکا ہے۔ دوسری کتاب (ISLAM AT CROSS ROAD) ہے۔ آپ کی اکثر کتابوں کے ترجمے مختلف زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ (ہم کیوں مسلمان ہوئے صفحہ ۱۲ تا ۱۵)۔

۲۷۔ خواجہ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی فرماتے ہیں کہ ہمیں ابتداء میں سیر د

سیاحت اور آزادی بہت پسند تھی۔ حجاز مقدس کے سفر میں مکہ مکرمہ میں ہماری ملاقات حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے ہوئی۔ حاجی صاحبؒ صحیح کشف کے مالک تھے۔ انہوں نے ہمارے مزاج کی طرز اور روش معلوم کی کہ یہ بہت آزاد منش انسان ہے۔ اس کے بعد نہایت تاکید اور اصرار کے ساتھ فرمایا کہ ہندوستان میں عنقریب ایک فتنہ برپا ہونے والا ہے لہذا تم ضرور اپنے ملک ہندوستان واپس چلے جاؤ۔ بالفرض اگر ہندوستان میں خاموش ہو کر بھی بیٹھ گئے تو بھی وہ فتنہ زیادہ ترقی نہ کر سکے گا۔ پس ہم عرب میں سکونت اختیار کرنے کا ارادہ ترک کر کے ہندوستان واپس چلے آئے۔ ہم حضرت حاجی صاحبؒ کے اس کشف کو اپنے یقین کی رو سے مرزا قادیانی کے فتنہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

فرماتے ہیں میں نے خواب دیکھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا کہ یہ مرزا قادیانی اپنی تاویلات فاسدہ کی مقراض سے میری احادیث کو ریزہ ریزہ اور ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو۔

(یہ بھی مشہور ہے کہ آپ نے خود کشفی رنگ میں دیکھا کہ ایک شخص گورداسپوری تورنہ کی پگڑی باندھ کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں پیٹھ موڑ کر بیٹھا ہے اور آپؐ کو اس پر غصہ آ رہا ہے) چنانچہ پہلے آپ نے حیاۃ مسیح (علیہ السلام) اور نزول مسیح علیہ السلام کے مسلّمہ عقائد پر "شمس الہدایت" ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۸۹۹ء میں تحریر فرمائی اور پھر ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۲ء میں "سیف چشتیائی" یہ دونوں کتابیں قادیانیت کی تردید میں لکھی گئیں۔ آپ نے اپنی زبان اور قلم دونوں سے قادیانیوں کے عقائد باطلہ کی پُرزور تردید کی اور جلد ہی ہر طبقہ اور فرقہ کے علماء نے اس محاذ پر آپ کو اپنا لیڈر تسلیم کر لیا (مقالات مرضیہ المعروف بہ ملفوظات مہریہ یعنی سید پیر مہر علی شاہ قدس سرہٗ کے ملفوظات مبارک ملفوظ ۱۶۱ (الف)، صفحہ ۱۰۴۔ ناشر قاضی محمد نور عالم گولڑہ شریف۔ ضلع راولپنڈی۔ قیمت تین روپیہ سن اشاعت ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۵ھ (تاریخ مشائخ چشت صفحہ ۱۳، ۱۴ تا ۱۷) (حضرت قبلہ عالم گولڑہ شریف از حاجی ملک

خدا بخش خان ٹوانہ ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ صفحہ ۱۶ تا ۱۷۔ پبلشرز لطیف سنز۔ بکسیلرز پبلشرز اینڈ سٹیشنرز۔ سرگودھا)۔ فتنۂ انکار ختم نبوت کے سدِ باب کے لئے حضرت قبلۂ عالم گولڑوی کے کارہائے نمایاں کی مثال اب تک کوئی پیش نہ کر سکا اور حضرت حاجی صاحبؒ کی پیش گوئی حرف بہ حرف درست ثابت ہوئی۔ حضرت گولڑوی کی ولادت یکم رمضان المبارک ۱۲۷۴ھ کو بتائی جاتی ہے۔ وصال ۲۹ صفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۱ مئی ۱۹۳۷ء کو ہوا۔ عظیم بزرگ وحید عالم تھے۔ گولڑہ شریف نزد راولپنڈی واسلام آباد میں سنگِ مرمر کا آپ کا نہایت خوب صورت روضہ ہے۔ ہر سال شاندار عرس ہوتا ہے۔ سلسلۂ نسب حضرت غوث اعظمؓ سے جا ملتا ہے۔ شریعت کے سختی سے پابند تھے اور دیگر مذاہب سے بھی پوری واقفیت تھی۔ حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ سے بیعت اور انہی کے خلیفہ تھے۔ آپ کو حضرت شیخ اکبرؒ کے نظریہ وحدت الوجود پر بڑا عبور حاصل تھا اور اس ضمن میں علامہ اقبالؒ نے بھی آپ سے استفادہ کیا تھا۔

۲۷۷۔ حضرت سائیں توکل شاہ صاحبؒ نے ارشاد فرمایا کہ میں پہلے پان و تمباکو بکثرت کھاتا تھا۔ ایک روز میں نے درود شریف بہت پڑھی اور شب کو عالم رویا میں دیکھا کہ ایک عجیب باغ ہے اور اس میں ایک پختہ اور نہایت عمدہ چبوترہ پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ افروز ہیں۔ میں نے قدم بوسی کی اور مجھے آپؐ نے سینۂ مبارک سے لگا لیا مگر منہ مبارک میری جانب سے موڑ کر دوسری جانب کر لیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھ سے کیا قصور ہوا۔ فرمایا قصور تو کچھ نہیں البتہ تمہارے منہ سے تمباکو کی بو آتی ہے۔ اس روز سے میں نے تمباکو و پان کھانا بالکل ترک کر دیا بلکہ مجھے ان سے نفرت ہو گئی (ذکرِ خیر از خواجہ محبوب عالمؒ صفحہ ۱۳۶۔ منشی اللہ رکھا توکل قادری۔ بلاک نمبر ۳۔ مکتبۂ محبوبی۔ سرگودھا)

علماء کے نزدیک یوں تو مسئلۂ حقہ نہایت مختلف فیہ ہے لیکن ارجح کراہیت تحریمیہ معلوم ہوتی ہے۔ حقہ کی حلت و حرمت میں اختلاف ہے۔ زیادہ صحیح یہ ہے کہ وہ مکروہ تحریمی ہے

اس وجہ سے کہ اس کے پینے والے کے منہ سے بدبو آتی ہے جیسا کہ پیاز و لہسن خام کھانے کے بارے میں حکم ہے۔ دوسرے یہ کہ حقہ پینے میں دوزخیوں کے ساتھ مشابہت ہے اس واسطے کہ ان کے شکم سے بھی دھواں نکلے گا۔ حقہ میں اس کا دھواں پیتے ہیں دوزخیوں کی مشابہت کی بنا پر کمر پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا اور لوہے کی انگوٹھی پہننا بھی منع ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ اس میں آگ کے ساتھ ملابست ہے اور یہ مکروہ ہے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ آگ کے ذریعے عذاب کرے گا اور اسی وجہ سے بدن کو داغنا منع ہے کہ آگ کے ذریعے عذاب دینا صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ ان تینوں وجوہ سے صرف کراہیت تنزیہی ثابت ہوتی ہے لیکن یہ تینوں وجوہ جمع ہو جانے سے کراہیت تحریمی ثابت ہوتی ہے (فتاویٰ عزیزی)۔

۲۷۸۔ حضرت سائیں توکل شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ معلوم ہوا کہ ہم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضۂ اقدس کے اندر چلے گئے۔ دیکھا کہ تربت مبارک خام ہے اور غلبۂ محبت میں آپ کی قبر اطہر کو جھپی پانا چاہا (آغوش میں لینا۔ لپٹ جانا) مگر حضرت آیۂ رحمت، گوہر وحدت، کان فتوت، بحر نبوت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے ایسا کرنے سے منع فرمایا (تعجب ہے ان اصحاب پر جو بزرگان دین اور اولیاء اکرام کی قبور پر قرآن خوانی اور فاتحہ خوانی کی بجائے سجدہ وغیرہ کرتے ہیں) (تذکرہ توکلیہ از نور احمد صاحب نور صفحہ ۹۹)۔

حضرت سائیں توکل شاہ کا وطن بچھو کی ہے جو ضلع گرداسپور (مشرقی پنجاب بھارت) میں موضع دتر چھتر اور ڈیرہ بابا نانک کے درمیان واقع ہے۔ خورد سال ہی تھے کہ والدین وفات پا گئے۔ آپ کے مرشد حضرت خواجہ قادر بخشؒ نے خلقی و طبعی توکل آپ کی طبیعت میں دیکھ کر آپ کا نام توکل شاہ رکھا۔ امی محض ہونے کے باوجود علم لدنی کے بادشاہ تھے۔ عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تھے۔ مکاشفات، کرامات تصرفات وسیف زبانی قدم قدم پر ظاہر تھی۔ ۱۴ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۸۹۵ء بروز

چہار شنبہ وصال فرمایا۔ غیر مسلم بھی آپ کے معتقد تھے۔ روضۂ پاک انبالہ (مشرقی پنجاب۔ بھارت) میں مرجع خلائق ہے۔

۲۷۵۔ حضرت حافظ محمد عبدالکریمؒ بروز منگل ۱۱ اپریل ۱۸۴۸ء / ۱۲۶۴ھ کو راولپنڈی میں پیدا ہوئے اور وہیں ۲ مئی ۱۹۳۶ء مطابق ۲۸ صفر ۱۳۵۵ھ (آخری چہار شنبہ) کو وصال فرمایا۔ مادہ تاریخ وفات "قطب اعظم کعبہ کونین" ۱۳۵۵ھ ہے۔ مادر زاد ولی تھے۔ تین ماہ کے تھے کہ والدہ اور دو برس بعد والد حضرت نذر محمد کا انتقال ہو گیا۔ پھر آپ کے چچا میاں پیر بخش اور پھوپھی محترمہ حیات بی بی نے آپ کی پرورش کی۔ چورہ شریف کے کامل ولی حضرت بابا حاجی صاحبؒ کے دست مبارک پر بیعت کی اور خلیفہ مقرر ہوئے۔

نرم دل، کریم، سخی اور نہایت بامروت تھے۔ نہایت درجہ خوش الحان تھے۔ غیر مسلم تک آپ کی تلاوت کے شیدائی تھے۔ جب پہلی مرتبہ حج سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ پہنچے تو حالت یہ ہو گئی کہ ایک لمحہ کے لئے بھی روضۂ پاک کی جدائی گوارا نہ تھی۔ فرمایا کرتے میں روزانہ یہی دعا مانگتا تھا کہ الٰہی میری موت یہیں واقع ہو تاکہ قیامت کے روز حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہمراہ اٹھوں۔ ایک روز عشاء کی نماز کے بعد ایک نورانی صورت بزرگ تشریف لائے اور فرمایا کہ حافظ صاحب کیا آپ ہی نے یہاں رہنے کی دعا کی ہے۔ فرمایا جی ہاں۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ حافظ صاحب سے کہہ دو کہ واپس ہندوستان تشریف لے جائیں کیونکہ وہاں ان سے بہت سی مخلوق کو فیض پہنچے گا اور ان کی قبر بھی وہیں ہو گی۔ چنانچہ آپ کو قبر کی جگہ دکھا دی گئی۔ جب آپ راولپنڈی واپس تشریف لائے تو اپنی قبر کے لئے جگہ وقف کی۔ اس پر کچھ لوگوں نے باتیں بنانا شروع کر دیں کہ کیا حافظ صاحب کو علم غیب ہے کہ ان کی وفات پنڈی میں ہو گی اور اس جگہ دفن کئے جائیں گے۔ جب آپ کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ میں دعویٰ کرتا ہوں کہ میری قبر اسی جگہ ہو گی۔ چنانچہ

اب آپ کا مزار متصل عیدگاہ راولپنڈی ٹھیک اسی جگہ واقع ہے جو جگہ آپ نے قبر کے لئے زندگی میں وقف فرمائی تھی (جمال نقش بند از صلاح الدین بی اے صفحہ ۲۲۷ تا ۲۲۸)۔

۲۸۰۔ حضرت خواجہ محمد عبدالخالق نقش بندی مجددی والی کوٹ عبدالخالق پسر شمس العارفین حضرت خواجہ قادر بخشؒ نماز جمعہ ہمیشہ جامعہ مسجد میں ادا کرتے تھے۔ نماز جمعہ فرض ادا کرنے کے بعد احتیاطاً چار فرض نماز ظہر کے بھی ادا کرتے تھے۔ ایک شب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ اس ہدایت کے بموجب پھر آپ نے کبھی ایسا نہ کیا (معادن تبرکات خالقیہ از منشی عاشق علی خان ناطق کلانوری صفحہ ۴۵۷)۔

جب انگریزوں کے انتقامی جذبات مسلمانوں کی ایذا رسانی میں عروج پر تھے اور مسلمانوں کی ہر قسم کی آزادی معرض خطر میں تھی۔ اس زمانہ میں بعض علمائے کرام اور محبانِ دین نے یہ طے کیا تھا کہ موجودہ ظلم و ستم کے دور میں جمعہ کی شرطیں نہیں ہیں کیونکہ احکام شریعہ میں عمل کرنے کی آزادی حاصل نہیں ہے۔ پس جمعہ تو ضرور قائم رہے لیکن جمعہ کے بعد چار رکعت فرض احتیاطاً ظہر کے طور پر جدا جدا پڑھ لیا کریں۔ چنانچہ جمعہ کے فرضوں اور چار یا چھ سنتوں کے بعد اکثر مسلمان چار رکعت فرض ظہر بھی پڑھنے لگے۔ بعد میں یہ رواج سا بن گیا اور لوگوں نے جمعہ کے بعد کی سنتوں کو بھلا ہی دیا اور جمعہ کی دو سُنت پڑھ کر دوسری چار سُنتوں کو "احتیاط الظہر" کی نیت سے پڑھنے لگے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسی لئے منع فرمایا کہ اس طرح چار سُنتوں کو فرضوں کی طرح پڑھنا خلاف سُنت ہے۔

۲۸۱۔ حاجی ابراہیم صاحب سے روایت ہے کہ ایک روز بوقت فجر حضرت خواجہ عبدالخالقؒ نے مجھ سے فرمایا کہ آج تین بجے شب کو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر

جیلانیؒ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ موجود ہیں اور ایک دوسرے کو کسی مکان کی بنیاد رکھنے کو فرما رہے ہیں۔ حضرت غوث الاعظمؒ نے اینٹ اٹھائی اور حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے گارا بچھایا اور اس پر اینٹ رکھ دی اور فرمایا کہ یہ آسائش گاہ یتامیٰ یعنی یتیموں کے واسطے بورڈنگ ہاؤس کی بنیاد ہے پھر کچھ شیرینی بھی تقسیم کی۔ حضرت خواجہؒ کو یتیموں سے بہت الفت تھی۔ ان کے واسطے کوٹ عبدالخالق میں ایک یتیم خانہ جاری کر رکھا تھا۔ دربار رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میں اکثر آپ کو "کفر شکن" اور "یتیم پرور" کے القاب سے یاد کیا گیا ہے (معادن تبرکات خالقیہ صفحہ ۳۳۵ تا ۳۳۶) جب یتیم خانہ بنوایا تو فرمایا میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ رہنے کے لئے یہ کام کیا ہے۔

حدیث شریف ہے "السعید من سعد فی بطن امہٖ" یعنی نیک بخت وہ شخص ہے کہ نیک بنایا جاتا ہے ماں کے پیٹ ہی سے اور حضرت خواجہ عبدالخالقؒ کے پیدائشی سعید ہونے میں کوئی شک نہیں۔ بچپن میں والد کے وصال کے بعد دادی صاحبہ کی زیرِ نگرانی پرورش پاتے رہے۔ خلیفہ عالم شاہؒ اور سائیں توکل شاہؒ آپ کو بہلاتے اور کھلاتے تھے۔ فرمایا عشاء کی نماز وتر میں پہلی رکعت میں "والتین"، دوسری میں کافرون اور تیسری میں سورۃ اخلاص جو پڑھے گا اور اس کا عامل رہے گا کبھی دانت کے مرض میں مبتلا نہ ہوگا۔ فرمایا جو فجر کی سنتوں میں پہلی رکعت میں الم نشرح اور دوسری میں سورۃ اخلاص پابندی سے پڑھے گا اس کو بواسیر کا مرض تکلیف نہ دے گا۔ آپ ۱۸۵۱ء میں پیدا ہوئے۔ رات تہجد کے بعد سربسجود ہو کر دعا مانگی کہ اے اللہ مجھے جان کنی کی تکلیف نہ ہو اور بحالت سجدہ درجہ شہادت عطا فرما۔ صبح ۵ رجون ۱۹۳۱ء مطابق ۱۳۵۰ھ بروز جمعہ جماعت سے نمازِ فجر ادا کر رہے تھے کہ دوسری رکعت کے آخری سجدہ میں جب گئے تو یکدم چھت گر پڑی اور اسی حالت میں روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ بموجب وصیت بذریعہ کار آپ کو کوٹ عبدالخالق لے جایا گیا جہاں قیامت بپا تھی۔ ننھے ننھے بچے اباجی اباجی

کہہ کر منہ تکھاتے اور دھاڑیں مار مار کر روتے تھے۔ ۷ جون ۱۹۳۱ء کو اس آفتاب ولایت کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ سلسلہ خالقیہ آج بھی جاری ہے۔ کوٹ عبدالخالق تو بھارت میں رہ گیا۔ اس سلسلہ کے حضرات نے سرگودہا کے قریب خالقیہ ہائی اسکول اور یتیم خانہ وغیرہ بڑی کامیابی سے جاری کر رکھا ہے اور یہ انجمن اوربھی بہت سے مفید کام انجام دے رہی ہے۔

۲۸۲۔ حضرت مولانا الحاج سید وارث حسن شاہ کوڑہ جہاں آبادیؒ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے خلیفہ تھے اور ۱۲۸۲ھ میں پیدا ہوتے تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد سلطان التمتش کے زمانہ میں بغرض جہاد عرب سے ہندوستان آئے تھے سلطنت دہلی میں جب ضعف آیا تو اجداد فتح پور آبسے۔ ان ہی میں حضرت مخدوم سالار بدھؒ تھے جو بعد تکمیل علوم شریعت جونپور سے وطن واپس جا رہے تھے۔ ہمراہ سات سو شاگرد اور مرید تھے کہ راہ میں راجہ ارگل جو سخت متعصب ہندو تھا تیس ہزار فوج کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ راجہ مارا گیا اور اس کا بیٹا آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوا۔ اس کا نام بجلی خاں رکھا گیا۔ رات آپ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے آپ نے فرمایا "تم کہیں نہ جاؤ۔ اس جنگل کو صاف کر کے یہیں قیام کرو۔ کئی صدیوں تک تمہاری اولاد اخفاد سے لوگوں کو دین کا فائدہ پہنچے گا اور بڑے بڑے اولیاء خدا تمہاری اولاد احفاد میں پیدا ہوں گے۔" اس جنگل میں گھاس کوڑہ بہت تھا پس لوگوں نے اس کا نام "کوڑہ" رکھ دیا جو نہایت آباد اور بارونق شہر بن گیا۔ ایام شہزادگی میں شاہ جہاں اس خاندان میں مرید ہوا اور اس نے کوڑہ شریف سے متصل شاہ جہان آباد آباد کیا جو بعد میں جہاں آباد (دلی کا پرانا نام) کے نام سے مشہور ہوا۔ اسی تعلق کی بنا پر کوڑہ شریف کو کوڑہ جہاں آباد کہتے ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت کی برکت سے کوڑہ شریف کے اس محلہ میں جسے میاں ٹولہ کہتے ہیں اور جہاں حضرت اقدس کی خانقاہ اور مسجد ہے ۲۲ مسجدیں اور ۲۲ خانقاہیں ہیں۔

اورنگ زیب عالمگیرؒ جب اپنے بھائی شجاع سے مقابلہ کرنے یہاں سے گذرا تو ادباً سواری سے اتر گیا۔ اس قصبہ کے ۷۰۰ علماء بادشاہ کے استقبال کو آئے۔ بادشاہ کو جب معلوم ہوا کہ یہ تمام علماء ایک ہی خاندان کے افراد ہیں اور حضرت مخدوم بُدھؒ کی اولاد ہیں تو نہایت متعجب ہوا۔ ان بزرگوں کی دعا سے صرف دو ہزار سپاہ کی فوج سے شجاع کی کثیر فوج پر غالب آیا اور واپسی پر دو ہفتہ یہاں قیام کیا اور کوڑہ شریف جو دارالفضلاء مشہور تھا دارالاولیاء کہلانے لگا (چشمۂ فیوض معروف بہ شمامۃ العنبر یعنی مولانا حضرت شاہ وارث حسن کوڑہ جہاں آبادیؒ کے ملفوظات کا مجموعہ مرتبہ سید محمد ذوقی۔ بزم تسلیہ وارث حسنیہ۔ ۴۴ مورلینڈ روڈ۔ بمبئی نمبر ۸ ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹۵۸ء۔ صفحہ ۱۱ تا ۱۲)۔

۲۸۳۔ ۱۹۲۰ء کے ابتدائی ایام میں شاعر مشرق علامہ اقبالؒ کے نام ایک گمنام خط آیا جس میں تحریر تھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دربار میں تمہاری ایک خاص جگہ ہے جس کا تم کو علم نہیں۔ اگر تم فلاں وظیفہ پڑھ لیا کرو تو تم کو بھی اس کا علم ہو جائے گا۔ خط میں وظیفہ لکھا تھا مگر علامہ اقبالؒ نے یہ سوچ کر کہ راقم نے اپنا نام نہیں لکھا اس کی طرف توجہ نہ دی اور خط ضائع ہوگیا۔ خط کے تین چار ماہ بعد کشمیر سے ایک پیرزادہ صاحب علامہ اقبالؒ سے ملنے آئے۔ عمر ۳۵/۴۰ سال کی تھی۔ بشرے سے شرافت اور چہرے مہرے سے ذہانت ٹپک رہی تھی۔ پیرزادہ نے علامہ اقبالؒ کو دیکھتے ہی رونا شروع کر دیا۔ آنسوؤں کی ایسی جھڑی لگی کہ تھمنے میں نہ آتی تھی۔ علامہؒ نے یہ سوچ کر کہ یہ شخص شاید مصیبت زدہ اور پریشان حال ہے اور میرے پاس کسی ضرورت سے آیا ہے۔ شفقت آمیز لہجے میں استفسارِ حال کیا۔ پیرزادے نے کہا مجھے کسی مدد کی ضرورت نہیں مجھ پر اللہ تعالےٰ کا بڑا فضل ہے۔ میرے بزرگوں نے خدا تعالےٰ کی ملازمت کی اور میں ان کی پنشن کھا رہا ہوں۔ میرے اس بے اختیار رونے کی وجہ خوشی ہے نہ کہ کوئی غم۔

ڈاکٹر صاحب کے مزید استفسار پر اس نے کہا کہ میں سری نگر کے قریب ایک

گاؤں کا رہنے والا ہوں۔ ایک دن عالم کشف میں میں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دربار دیکھا۔ جب نماز کے لئے صف کھڑی ہوئی تو آپؐ نے دریافت فرمایا کہ محمد اقبال آیا یا نہیں؟ معلوم ہوا کہ نہیں آیا۔ اس پر ایک بزرگ کو بلانے کے لئے بھیجا۔ تھوڑی دیر بعد کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نوجوان آدمی جس کی ڈاڑھی منڈھی ہوئی تھی اور رنگ گورا تھا ان بزرگ کے ساتھ نمازیوں کی صف میں داخل ہو کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں جانب کھڑا ہو گیا۔

پیرزادے نے علامہؒ سے کہا۔ میں نے آج سے پہلے نہ تو آپ کی شکل دیکھی تھی اور نہ میں آپ کا نام و پتہ جانتا تھا۔ کشمیر میں ایک بزرگ مولانا نجم الدین صاحب ہیں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر میں نے یہ ماجرا بیان کیا تو انہوں نے آپ کا نام لے کر آپ کی بہت تعریف کی۔ اگرچہ انہوں نے بھی آپ کو کبھی نہ دیکھا تھا مگر وہ آپ کو آپ کی تحریروں کے ذریعہ جانتے تھے۔ اس کے بعد مجھے آپ سے ملنے کا شوق پیدا ہوا اور آپ سے ملاقات کے واسطے کشمیر سے لاہور تک کا سفر کیا۔ آپ کی صورت دیکھتے ہی میری آنکھیں اشکبار ہو گئیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے کشف کی عالم بیداری میں تصدیق ہو گئی کیونکہ جو شکل میں نے عالم کشف میں دیکھی تھی آپ کی شکل و شباہت عین اسکے مطابق ہے۔ سر مو فرق نہیں۔ کشمیری پیرزادہ اس ملاقات کے بعد چلے گئے۔

اب ڈاکٹر اقبالؒ کو وہ گمنام خط بہت یاد آیا۔ مضطرب ہو گئے۔ اس میں مرقوم وظیفہ یاد نہ رہا تھا۔ پوری واردات کی تفصیل اپنے والد بزرگوار کو لکھی اور اس امر کا اظہار کیا کہ مجھے شدید ندامت ہو رہی ہے اور روح شدید کرب میں مبتلا ہے کہ میں نے وہ خط کیوں ضائع کر دیا۔ آپ ہی اس کی تلافی کی کوئی صورت بتائیں کیونکہ پیرزادے صاحب یہ بھی کہتے تھے کہ میں نے آپ کے بارے میں جو کچھ دیکھا ہے وہ آپ کے والدین کی دعاؤں کا نتیجہ ہے اس لئے آپ یا تو کوئی علاج اور تدبیر بتائیں یا خاص

طور پر دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس گرہ کو کھول دے کیونکہ پیرزادہ صاحب کا کشف اگر درست ہے تو میرے لئے بے خبری اور لاعلمی کی حالت سخت تکلیف دہ ہے (روزگار فقیر جلد دوم صفحہ ۲۰۷۱ تا ۱۷۴ مرتبہ فقیر سید وحید الدین)۔

علامہ اقبالؒ ایک بار سخت بیمار ہوئے۔ لشب ۳ اپریل ۱۹۳۶ء در دار الاقبال بھوپال (بھارت) خواب میں حضرت سر سید احمد خانؒ نے مشورہ دیا کہ اپنی علالت کی فریاد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش کریں۔ علامہ اقبالؒ نے صاحب قصیدہ بردہ کی پیروی میں "در حضور رسالت مآبؐ" کے عنوان سے ایک نظم گذاری جس کی برکت سے جان لیوا مرض سے نجات حاصل ہو گئی "مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق" از علامہ اقبالؒ ۱۹۳۶ء صفحہ ۶۴ تا ۷۱)۔

قندھار (افغانستان) میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خرقہ مبارک کی زیارت کے بعد علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں ؎

آشکارا دیدنش اسراے ماست

در ضمیرش مسجد اقصےٰ ماست

سے آخر تک کل بارہ اشعار۔ حضرت رسول مقبولؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بابرکت کو علامہ اقبالؒ اسرار فرماتے ہیں۔ تلمیح بآیہ قرآن۔ "مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق" از علامہ اقبالؒ صفحہ ۳۶ تا ۴۳)۔

عشق رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اقبالؒ کا تصور حیات ہے اور وہ اس کو حاصل کائنات سمجھتے ہیں۔ اقبالؒ کی عمر کے آخری حصہ میں عشق رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اتنی والہانہ کیفیت اختیار کر گیا تھا کہ جہاں حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا اسم گرامی زبان پر آیا اور آنکھوں سے اشکوں کی ندیاں رواں ہو گئیں۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ میں رسوا ہونا وہ عذاب جہنم سے زیادہ الم ناک سمجھتے ہیں۔ انہیں ہر سزا منظور ہے لیکن اس پر راضی نہیں کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حضور ان

کے گناہوں کی فہرست پیش ہو۔ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض پرداز ہیں کہ روزِ محشر میرا عذر قبول فرما۔ اگر نامۂ اعمال کا حساب ناگزیر ہی ہے تو پھر اسے میرے مولیٰ اسے چشمِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پوشیدہ رکھنا ؎

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر

روزِ محشر عذرہائے من پذیر

گر حسابم را تو بینی ناگزیر

از نگاہ مصطفیٰؐ پنہاں بگیر

اقبالؒ کا دل نورِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے معمور ہے۔ ان کا دماغ عظمتِ رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا اسیر ہے۔ ان کی زبان ثنائے نبی الامی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سرشار ہے۔ ان کی ایک ہی خواہش ہے کہ ملت کا ہر فرد ہر وقت جلال و جمالِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنا معیار اور آئیڈیل سمجھے ؎

بہ مصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

۲۸۴۔ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ جس زمانہ میں تحو میر، شرح مائۃ عامل پڑھتا تھا (غالباً ۱۳۲۳ھ) اس زمانہ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت خواب میں ہوئی۔ خانقاہ امدادیہ (تھانہ بھون۔ یوپی۔ بھارت) کے سامنے ایک نالہ بہتا ہے۔ اس سے آگے میدان میں ایک ٹیلہ ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس پر کھڑے ہیں۔ خوب صورت نورانی چہرہ ہے۔ لوگ جوق در جوق زیارت کو آ رہے ہیں اور پوچھتے ہیں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارا ٹھکانا کہاں ہوگا؟ آپؐ نے سب کو یہی جواب دیا فی الجنۃ فی الجنۃ (جنت میں جاؤ گے)۔ پھر آپؐ ٹیلے سے اتر کر خانقاہ امدادیہ کی طرف چلے اور وہاں سے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے مکان پر پہنچے۔ میں نے دوڑ کر اطلاع دی مولانا

فوراً باہر آتے اور حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سلام کے بعد معانقہ فرمایا۔ پھر ایک خادم کو حکم دیا کہ پلنگ پر بستر بچھا دے اور تکیہ رکھ دے تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرمائیں۔

حکم کی تعمیل کی گئی اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بستر پر آرام فرمانے لگے۔ اس وقت مجمع نہ تھا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں صرف یہ عاجز تنہا تھا۔ میں نے موقع تنہائی کا پاکر عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) این انا؟ (میرا ٹھکانا کہاں ہوگا؟) فرمایا فی الجنۃ (جنت میں ہوگا)۔ پھر آپ نے فرمایا کیا پڑھتے ہو؟ میں نے اپنے اسباق گنوائے۔ فرمایا پڑھتے رہو اور پڑھ کر ہمارے پاس بھی آؤ گے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اشتیاق تو بہت ہے آپ دعا فرما دیں۔ فرمایا ہم دعا کریں گے۔

بندہ نے صبح یہ خواب حضرت حکیم الامتؒ سے عرض کیا۔ بہت خوش ہوئے اور فرمایا انشاء اللہ اب اس بستی سے طاعون ختم ہو جائے گا (اس وقت بستی میں طاعون کا بہت زور تھا) چنانچہ بحمدللہ اس خواب کے بعد کسی کے طاعون سے مرنے کی خبر نہ آئی۔

پھر یہ بھی ہوا کہ ۱۳۲۲ھ میں دینیات اور درسیات سے فارغ ہوا تو اسی سال مجھے حج اور زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیب ہوگئی۔ میں تو اس خواب کو بھول ہی گیا تھا مگر میرے استاد مولانا عبداللہ صاحب گنگوہیؒ کو یاد تھا۔ جب جہاز میں بمبئی سے روانہ ہوگیا تو استاد نے پوچھا کہ تم کو اپنا خواب بھی یاد ہے جس میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی تھی؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یاد آگیا۔ فرمایا دیکھو آپ نے فرمایا تھا کہ پڑھ کر ہمارے یہاں بھی آؤ گے تو اسی سال پڑھ کر تم فارغ ہوئے اور تم کو حج و زیارت کا سامان بھی نصیب ہوگیا۔ میں نے عرض کیا واقعی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی کوشش تھی کہ میں حج و زیارت کے لئے جا رہا ہوں ورنہ میرے پاس نہ اس کا سامان تھا نہ کچھ امید۔ بے گمان انتظام ہوگیا (نوادر النظر فی آثار النظر یعنی حضرت

مولانا ظفر احمد عثمانی تھانویؒ کی خود نوشت سوانح حیات صفحہ ۱۴ تا ۱۵ - پیش کردہ مرکز مجلس صیانۃ المسلمین - ۶۹ شارع قائد اعظم - یادگار مسجد شہداء - رجب ۱۳۸۸ھ مطابق اکتوبر ۱۹۶۸ء میں شائع ہوئی) -

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ حکیم الامت کے بھانجے تھے - ۱۳ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ بمقام دیوبند محلہ دیوان (اپنے جدی گھر) میں پیدا ہوئے - ۱۳۲۸ھ میں فارغ التحصیل ہو کر آخر عمر تک شغل درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہے - کئی لاجواب کتابوں کے مصنف ہیں - اکتوبر ۱۹۵۴ء سے دار العلوم ٹنڈو اللہ یار (ضلع حیدر آباد - سندھ پاکستان) میں عہدہ شیخ الحدیث پر فائز کئے گئے - ۱۹۴۷ء کے سلہٹ (مشرقی پاکستان اب بنگلہ دیش) کے ریفرنڈم میں مولانا عثمانیؒ نے بستی بستی اور قریہ قریہ کا دورہ کیا - کانگریس کا طلسم توڑا اور قائد اعظمؒ کی ہدایت کے مطابق رات دن کی محنت کا نتیجہ پاکستان کے حق میں نکلا - ۱۹۷۱ء میں جب مشرقی پاکستان بنگلہ دیش کی صورت میں الگ ہو گیا تو مولانا عثمانیؒ کو سخت صدمہ پہنچا اور وہ بیمار رہنے لگے اور تین سال بیمار رہ کر وصال فرما گئے - انا للہ و انا الیہ راجعون -

۲۸۵- جناب مولانا محمد منظور نعمانی مدیر "الفرقان" لکھنؤ سے ایک نہایت ثقہ بزرگ نے بیان کیا تھا کہ جن دنوں کتاب "النبی الخاتم" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تصنیف ہو رہی تھی ایک صاحبِ دل بزرگ نے ایک رات عالم واقعہ میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونق افروز ہیں اور مصنف کتاب حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ قدموں میں تڑپ رہے ہیں اور ان سے نظر بچائی جا رہی ہے - صاحب واقعہ بزرگ نے یہ دیکھ کر سیدنا بلالؓ سے جو موجود تھے عرض کیا کہ اس بے چارے کو ایک نظر کیوں نہیں دیکھ لیا جاتا؟ حضرت بلالؓ نے ارشاد فرمایا "اگر اس کو دیکھ لیا گیا تو مر جائے گا" مولانا نعمانی نے آگے تحریر فرمایا کہ میرے نزدیک یہ مقدس صحبت اور یہ تڑپ اس مبارک تالیف کی صورت مثالیہ اور اس کے مصنف کے پُر نور جذبات کی تصویر

تھی (تعارف از جناب مولانا محمد منظور نعمانی۔ کتاب "النبی الخاتم" از مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ صفحہ ۳ تا ۴ مکتبہ رشیدیہ شاہ عالمی لاہور۔ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹۶۶ء)۔

صوبہ بہار (بھارت) میں گیلان ایک چھوٹے سے قصبے کا نام ہے۔ مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ کا چونکہ یہ وطن ہے اس لئے گیلانی مشہور ہوئے۔ ۱۸۹۲ء میں گیلان میں پیدا ہوئے اور ۵ جون ۱۹۵۶ء مطابق ۱۳۷۵ھ میں وصال فرمایا۔ آپ حضرت شیخ الہندؒ کے شاگرد رشید تھے۔ قریب ۳۰ سال جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن میں شعبہ اسلامیات کے صدر رہے اور بہت سی کتابیں لکھیں جن میں "النبی الخاتمؐ" کے صرف ۱۴۴ صفحات کے اندر گویا دریا کوزہ میں بند کر دیا۔ سیرت النبیؐ پر یہ اپنی قسم کی واحد کتاب ہے۔ سب سے پہلے ۱۹۲۶ء میں شائع ہوئی تھی۔ بقول مولانا تھانویؒ "مناظر احسن کے سارے مناظر احسن ہیں"۔ دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہونے کے بعد آپ وہاں کے رسالہ "القاسم" کے ایڈیٹر اور رئیس التحریر مقرر کئے گئے۔ حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی فرمائش پر آپ نے سوانح قاسمی تین جلدوں میں مرتب کی۔ ایک جگہ لکھا کہ میری علمی زندگی کی ابتداء "القاسم" سے ہوئی تھی اور شاید انتہا بھی "القاسم" پر ہی ہوگی۔ سوانح قاسمی کی چوتھی جلد شروع کی تھی۔ پانچ صفحات ہی لکھنے پائے تھے کہ عمر نافی نے جواب دے دیا اور "القاسم" پر انتہا ہو گئی۔ آپ کا شمار نکتہ رس علماء میں تھا۔ تقریر و خطابت بھی نہایت عالمانہ، ادیبانہ اور پُر جوش تھی۔

۲۸۶۔ قائد ملت نواب بہادر یار جنگ (محمد بہادر خان) کے اعجاز نطق نے سارا ہندوستان فتح کر لیا تھا۔ جب آپ کی آواز فضا میں بلند ہوتی تھی تو بقول خواجہ معین الدین (نواب بہادر یار جنگ کے ایک دوست) ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے ہندوستان کے بے عمل مسلمانوں پر اردو میں قرآن نازل ہو رہا ہے۔ آپ ۲۷۔ ذی الحجہ

۱۳۲۲ھ مطابق ۲ فروری ۱۹۰۵ء کو حیدر آباد دکن میں پیدا ہوتے اور ۲، رجب ۱۳۶۳ھ
مطابق ۱۹۴۴ء شب دوشنبہ حیدر آباد دکن میں وصال فرمایا۔ آپ قائداعظمؒ کے دیوانہ وار
پرستار تھے۔ آپ کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے قائداعظمؒ کو "لسان الامت" عطا کر دیا تھا
اکثر فرماتے اگر میری دعا قبول ہوتی تو میں التجا کرتا کہ اے اللہ تعالیٰ تو میری عمر گھٹا کر قائداعظمؒ
کو عمر طویل عطا فرما۔ کیا تعجب کہ اس کی قبولیت نے صرف ۴۱ برس کی عمر میں آپ کو ہم
سے چھین لیا۔ آپ صفِ اوّل کے آل انڈیا لیڈر تھے۔ پاکستان کے زبردست حامی
تھے۔ حصول آزادی میں آپ کی خدمات لازوال ہیں۔ علامہ اقبالؒ کے کلام کے شیدائی
تھے اور فرماتے تھے کہ کسی کا مہدی کوئی اور ہو تو ہو میرا مہدی اقبالؒ ہے۔ حقیقی معنی میں
عاشق رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تھے۔ آپ کیلئے چھوٹی سے چھوٹی سنت بھی
فرض کی شان رکھتی تھی۔ قرآن مجید سے عشق تھا اور ہر فن قرآن کی کسوٹی پر پرکھنے کی عادت
بنالی تھی۔ دنیائے اردو کے سب سے بڑے خطیب تھے۔ مولانا سید مناظر احسن گیلانی
نے جب آپ کی وفات کی خبر سنی تو فرمایا "خطابت کا آفتاب غروب ہو گیا۔ عالم اسلام
اس کے لئے رو رہا ہے، دکن رو رہا ہے۔ اس کا وطن رو رہا ہے۔ سی پی میں جس کے
لئے صفِ ماتم بچھائی گئی ہو، یوپی میں جس کے لئے آنسو بہائے گئے ہوں ہند جس
کے لئے مدراس چیخ رہا ہے، بمبئی والے دھاڑیں مار رہے ہیں۔ بہار کے باشندے
کپڑے پھاڑ رہے ہیں، سیلون میں جس کا نوحہ پڑھا جا رہا ہے۔ پنجاب میں غم کا طوفان
جس کے بعد اٹھا اور سرحد و کشمیر والوں کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری ہوا۔
کیا پوچھتے ہو اس کو کھو کر مجھ جیسے بے کس انسان نے کیا کھو دیا۔"

جس رات آپ کا وصال ہوا بہت سے صاحبِ دل اور نیک بزرگوں کو
مختلف بشارتیں ہوئیں اور بعد میں بھی ہوتی رہیں۔ امجد حیدر آبادی (مشہور صوفی منش رباعی گو
شاعر) نے خواب میں دیکھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں
اور آپ کے دونوں جانب حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ تشریف رکھتے

ہیں۔ اتنے میں ایک جنازہ پیش ہوا۔ حضرات شیخین ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ کس کا جنازہ ہے، آپؐ نے ارشاد فرمایا "یہ میرے حبیب محمد بہادر خان کا ہے"۔ اس کے بعد اور کچھ تعریف کے الفاظ نطق نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے نکل رہے تھے کہ امجد حیدرآبادی کی آنکھ کھل گئی۔ شہنشاہِ اقلیم خطابت محمد بہادر خان کا عشق نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں تڑپنا اور مچلنا رائیگاں نہیں گیا۔ خوب داد ملی اور یقین کامل ہے جو بھی یہ شیوہ اختیار کرے گا اس کو ایسا ہی اجر ملے گا۔ انسان آزما کے دیکھ لے تو پتہ چلے گا کہ اِدھر سے صرف ایک قدم بڑھانے کی ضرورت ہے نعمت خود دوڑی چلی آتی ہے۔ سچ فرمایا صاحب "معارف" نے ؎

وہ چشمِ محبت تو جویانِ محبت ہے
دیکھے تو ذرا کر کے اس سے کوئی یارانہ

(سوانح حیات "قائد ملت نواب بہادر یار جنگ" از غلام محمد بی اے عثمانیہ۔ نفیس اکیڈمی۔ عابد روڈ۔ حیدرآباد دکن۔ طبع دوم اپریل ۱۹۴۷ء صفحہ ۴۴ تا ۴۵)۔

۲۸۷۔ جولائی ۱۹۴۶ء میں مسلم لیگ کونسل کا ایک تاریخی اجلاس بمبئی میں منعقد ہونا تھا۔ اس میں شرکت کے لئے پیر سید علی محمد راشدی بھی ہوائی جہاز میں مولانا حسرت موہانی ؒ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں مولاناؒ نے پیر صاحب سے فرمایا "سنیئے صاحب پاکستان تو مل جائے گا: اب آئندہ کی فکر کرنی چاہیئے۔" پیر صاحب نے عرض کیا کہ آپ کو کیسے یقین ہو گیا کہ پاکستان مل جائے گا۔ فرمانے لگے میں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے اور دیوانِ حافظ سے تفاول کیا تو شعر بھی نہایت مناسب نکلا اور حافظؔ کی اس غزل پر میں نے تضمین بھی کردی اور اسی وقت ڈائری سے درج ذیل اشعار سنائے:۔

جب کہے خواب میں خود آ کے وہ شاہِ خوباں
جب کہ حافظ بھی مصدق ہو بہ فالِ دیواں

تجھ کو حسرتؔ یہ مبارک سند و مہر و نشاں
پردہ بردار کہ تا سجدہ کنند جملہ جہاں
طاق ابروئے تو محراب جہاں خواہد بود!

حقیقت الامر یہ ہے کہ مولانا حسرت کی سیاسی سرگرمیوں کے مدار کبھی کبھی خواب یا مکاشفات ہوتے تھے۔ کسی معاملہ میں اشارہ غیبی مل جاتا تو عجیب شانِ جلال سے وہ اپنے عقائد کی تبلیغ کیا کرتے تھے۔ مذکورہ بالا خواب مولانا نے ۱۸ مارچ ۱۹۴۷ء کو دیکھا تھا (کلیات حسرت موہانی صفحہ ۲۰ تا ۲۹) مولانا حسرت موہانی ضلع اناؤ (یو۔پی بھارت) کے مردم خیز قصبہ موہان میں نیشاپوری سادات کے خاندان میں ۱۲۹۸ھ میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں قادری سلسلہ میں مولانا عبدالوہاب فرنگی محلی لکھنویؒ کے مرید ہو چکے تھے۔ ۱۹۰۳ء میں علی گڑھ سے بی اے کیا۔ جامع الاضداد تھے۔ کل ۱۲ حج کئے۔ اپنے ایک شعر میں اپنے پیر کے آستانہ پر مرنے کی تمنا کی تھی اور ایسا ہی ہوا کہ فرنگی محل لکھنؤ میں وصال فرمایا ع حق مغفرت کرے عجیب آزاد مرد تھا۔

۲۸۸۔ ایک دن بعد نماز مغرب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علیؒ نے مصنف کتاب ماسٹر لال دین انگرے فرمایا "ایک روز درس قرآن کے بعد ایک سادہ لباس آدمی ایک طرف کھڑا تھا۔ میں نے اس کے پاس جا کر دریافت کیا کہ آپ کو مجھ سے کوئی کام ہے؟ اس نے میرا بازو پکڑ لیا اور مجھ کو پرے لے گیا اور پھر کہا حضرت مولانا! آج آپ کے درس میں سارا وقت بیٹھا رہا ہوں۔ اس سے پہلے اور مساجد میں بھی درس سن چکا ہوں مگر آپ کے درس میں ایک عجیب منظر دیکھا ہے۔ آپ جتنا عرصہ درس قرآن مجید میں مشغول رہے آپ کے دائیں بائیں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کی ایک جماعت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں کھڑی رہی ہے۔ آپ جب کوئی فقرہ ختم کرتے تھے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے تھے "صَدَقْتَ۔ صَدَقْتَ۔" جب آپ نے

درس قرآن ختم کیا تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے (مقامات ولایت یعنی انوار ولایت حصہ دوم۔ سوانح شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی از ماسٹر لال دین انگر۔ دفتر انجمن خدام الدین۔ دروازہ شیرانوالہ لاہور۔ صفحہ ۲۱۱ تا ۲۱۲)۔

حضرت مولانا احمد علی (مولانا لاہوری) ۲ رمضان المبارک بروز جمعہ ۱۸۸۷ء مطابق ۱۳۰۴ھ کو اپنے آبائی وطن قصبہ جلال (ضلع گوجرانوالہ۔ پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد شیخ حبیب اللہ ایک صاحب نسبت دیندار بزرگ تھے۔ نو برس کے تھے کہ والد ماجد نے وفات پائی۔ اس کے بعد آپ کے رشتے کے چچا، سوتیلے والد اور خسر حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ نے آپ کی تعلیم و تربیت اپنے ذمہ لے لی اور اس دور کے عظیم بزرگ حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ سے سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے اور خلافت حاصل کی۔ دین پور سندھ میں ایک جگہ کا نام ہے۔ لاہور میں ۴۰ سال درس قرآن مجید دیا۔ آپ کے خطبات کئی جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور آپ کی یادگار ہے۔ ۲۳ فروری بروز جمعہ ۱۹۶۲ء کو مغرب تک تمام نمازیں باہوش ادا کیں۔ اسی رات ساڑھے ۹ بجے نماز عشاء کی نیت باندھی اور بحالت سجدہ وصال فرمایا۔ کئی لاکھ افراد نے آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ لاتعداد لوگوں نے زندگی میں آپ سے فیض حاصل کیا۔ ۱۴ حج کئے۔ آپ کے دوسرے صاحبزادے الحاج مولانا عبید اللہ انور صاحب آپ کے جانشین ہیں اور مسجد سبحان خان شیرانوالہ گیٹ لاہور آج بھی تجلیات کا مرکز بنی ہوتی ہے۔ سبحان اللہ!

۲۸۹۔ حضرت ابو جعفر صیدلانیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے نور خدا، نور مجسم، حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ کے ساتھ صوفیوں کا ایک گروہ بیٹھا ہوا تھا اتنے میں دو فرشتے آسمان سے نازل ہوئے۔ ایک کے ہاتھ میں آفتابہ تھا اور دوسرے کے ہاتھ میں طشت۔ رحمت ارض و سما حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دست مبارک دھویا۔ درویشوں نے بھی ہاتھ دھوئے۔ پھر میرے سامنے طشت

رکھا گیا تاکہ میں بھی ہاتھ دھوؤں۔ کسی نے کہا کہ اس کے ہاتھ پر پانی مت ڈالو یہ ان لوگوں میں سے نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، آپ سے روایت ہے کہ جو شخص کسی قوم کو دوست رکھتا ہے وہ انہی میں سے ہوتا ہے اور میں اس قوم کو دوست رکھتا ہوں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ اس کے ہاتھ بھی دھلاؤ (کیمیائے سعادت از امام غزالیؒ مترجمہ پروفیسر ملک محمد عنایت اللہ ایم اے صفحہ ۴۸۷)۔

۲۵۰۔ ۱۹۴۶ء کا طوفانی دور گذر چکا تھا اور پاکستان کا خواب شرمندۂ تعبیر ہونے والا تھا۔ جمیعۃ العلمأ ہند اور مسلم لیگ کی تاریخی کش مکش جاری تھی۔ اسی اثنا میں شیخ الاسلام حضرت حسین احمد مدنیؒ بہرائچ (یوپی۔ بھارت)، کسی کام سے گئے۔ صبح کا وقت تھا۔ بہت سے حضرات ملاقات کو آ گئے۔ کسی نے کہا حضرت بازار میں پانچ آنہ کا ایک خواب بک رہا ہے کہ سرکار ابد قرار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محمد علی جناح (قائداعظمؒ) کو ایک جھنڈا دیا ہے...... یہ کہاں تک درست ہے؟ غصہ سے کسی نے تیز ہو کر کہا یہ سب جھوٹ ہے مگر حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر شخص کے خواب میں آ سکتے ہیں۔ ممکن ہے محمد علی جناحؒ نے بھی آپ کو خواب میں دیکھا ہو (حضرت مدنیؒ کا تعلق جمیعۃ العلمأ ہند سے تھا۔ کٹر کانگریسی تھے جب کہ حضرت قائداعظمؒ معمار پاکستان خالص مسلم لیگی تھے۔ آپس میں کش مکش کے باوجود حضرت مدنیؒ نے جس اعلیٰ ظرفی کا ثبوت دیا قابل داد ہے۔ آپ کا جواب سُن کر تمام سامعین دم بخود رہ گئے) (شیخ الاسلام نمبر۔ روزنامہ الجمیعۃ دہلی۔ فروری ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۹۵۸ء صفحہ ۱)۔ قائداعظمؒ کی ظاہری تعلیم و تربیت مغربی تھی مگر ان کا دل و دماغ خالص اسلامی تھا۔ وہ اسلامی تعلیمات سے بے حد متاثر تھے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بے پناہ عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ مولف کتاب ہذا سے خود مولانا حسرت موہانیؒ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ یہ درست ہے کہ

قائد اعظمؒ راتوں کو اٹھ کر بحالت سجدہ رو رو کر امت مسلمہ اور قیام پاکستان کے لئے دعا کیا کرتے تھے اور ان کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بابرکت کا شرف بھی حاصل ہو چکا تھا۔ زیارت بابرکت میں ڈاڑھی منڈا ہونا، گریجویٹ ہونا، سوٹ بوٹ حارج نہیں ہوتا کیونکہ اس کا تعلق ظاہر سے زیادہ باطن سے ہے۔ دل سے ہے۔ اگر صورت بھی مومن اور مسلمان کی ہو تو نورٌ علیٰ نور۔ علامہ اقبالؒ نے بہت صحیح فرمایا ؎

دل میں ہو لا الٰہ تو کیا خوف
تعلیم ہو گو فرنگیانہ

۲۹۱۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ نے مدینہ طیبہ کے احترام کے سلسلہ میں ایک مرتبہ فرمایا۔ مدینہ طیبہ میں ایک بزرگ تھے۔ رات کے وقت کھانا کھا رہے تھے۔ کھانے میں دہی بھی تھا جو قدرے ترش تھا۔ ان بزرگ کی زبان سے کہیں یہ نکل گیا کہ مدینہ منورہ کا دہی کھٹا ہے۔ اسی شب آپ کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپؐ نے فرمایا کہ مدینہ کا دہی کھٹا ہے تو جہاں کا دہی میٹھا ہو وہاں تشریف لے جایئے۔ یہ خواب دیکھ کر وہ بزرگ سخت پریشان ہوئے۔ ایک دوست بزرگ کو خواب سنایا۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ آپ حضرت حمزہؓ کے روضہ پر تشریف لے جایئے اور آپ کے توسل سے دعا کیجئے۔ ان بزرگ نے ایسا ہی کیا۔ سید الشہداء حضرت حمزہؓ کی رات کو زیارت کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر ایمان کی سلامتی چاہتے ہو تو فوراً مدینہ شریف چھوڑ دو۔ شیخ الاسلامؒ نے یہ واقعہ سنا کر فرمایا کہ جو لوگ مدینہ طیبہ کی چیزوں پر تنقید کرتے ہیں اور کچھ خیال نہیں کرتے انہیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ اس مقدس دیار کی ہر چیز کی تعریف کرنی چاہیئے۔ ہر چیز کو قبول کرنا چاہیئے اور دل سے پسند کرنا چاہیئے۔ (شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۱۵۹)

۲۹۲۔ مدینہ منورہ میں قبلہ جنوب کی جانب ہے قبر مبارک شرقی گوشہ میں

واقع ہے۔ مغرب کی جانب باب الرحمۃ کے متصل والان میں حضرت مولانا حسین احمد مدنی درس دے رہے تھے۔ گنبد خضرا کی جالیاں سامنے تھیں۔ تلامذہ میں سے ایک کو "حیات النبی" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کافی شکوک تھے۔ دوران درس انہوں نے ایک بار جو نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے نہ قبہ خضرا تھا نہ جالیاں بلکہ خود سید البشر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے۔ انہوں نے کچھ کہنا چاہا (شاید دوسرے طلبا کو متوجہ کرنا چاہتے ہوں) کہ حضرت مدنیؒ نے انہیں اشارہ سے منع فرما دیا۔ اب جو دیکھتے ہیں تو پھر تمام چیزیں اپنی پہلی حالت پر موجود تھیں (شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۸۸ پر مولانا احمد حسین صاحب لاہرپوری نے حضرت شیخ الاسلامؒ پر جو مضمون لکھا ہے اس میں یہ واقعہ بیان کیا ہے)۔

۲۹۳۔ جناب شیدا اسرائیلی حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے نام اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں "میں بہ سلسلہ تقریر موضع ہزاری باغ گیا۔ وہاں رات کو خواب میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ دیکھا کہ آپؐ کچھ لوگوں کے ہمراہ تشریف فرما ہیں اور یہ ناچیز بھی حاضر ہے۔ آپؐ نے مجھ سے دریافت فرمایا "ابھی تک مولانا حسین احمد مدنی تشریف نہیں لائے؟" میں نے جواباً بے ساختہ عرض کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ انہیں بلانے کے لئے تشریف لے گئے ہیں ابھی آتے ہوں گے۔ پھر میں نے بارگاہ عالی میں عرض کیا کہ مولانا مدنیؒ کو بلوانے کی کیا وجہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا "مجھے ان سے اپنی امت کا حال دریافت کرنا ہے" اتنے میں جناب تشریف لے آئے اور السلام علیکم کہہ کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالکل سامنے بیٹھ گئے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو ایک صاحب نے یا ابن عمر کہہ کر اپنے پاس بٹھا لیا۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ ساڑھے تین بجنے میں دو منٹ تھے۔ وضو کیا۔ دو رکعت نفل نماز شکرانہ ادا کی اور نہایت فرحت افزا حالت میں مصلے پر ہی فجر کا انتظار کرتا رہا (مکتوبات شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ)۔

مرتبہ نجم الدین اصلاحی۔ مکتوب نمبر ۵۴ صفحہ ۲۰۲ تا ۲۰۴)۔

۲۹۴۔ حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ فرماتے ہیں کہ میرے بڑے بھائی سید احمد مرحوم کی اہلیہ میری والدہ مرحومہ کی حقیقی بھتیجی تھیں اور باقی دو بہوئیں غیر خاندانوں کی تھیں۔ دوران قیام مدینہ طیبہ وہ چاہتی تھیں کہ تمام نظام خانہ داری ہر ایک کا علیحدہ کر دیا جائے مگر سرمایہ کی کمی اجازت نہ دیتی تھی۔ ناگوار امور پر صبر کرنا اور کرانا ضروری سمجھا جاتا تھا۔ ایک روز والدہ ماجدہ نے خواب دیکھا کہ حجرۂ مطہرہ (علی صاحبہا صلوٰۃً وسلاماً) میں قبر شریف پر چارپائی بچھی ہوئی ہے اور اس پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما رہے ہیں اور والدہ ماجدہ پیچھے بیٹھی ہوئی آپ کی کمر دبا رہی ہیں۔ یکایک سامنے سے بڑے بھائی مرحوم کی اہلیہ آئیں تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے والدہ ماجدہ کو مخاطب کر کے فرمایا "تم ان کو جدا کیوں نہیں کر دیتی ہو۔" یہ خواب صبح والدہ ماجدہ نے والد ماجد سے ذکر کیا جس پر والد صاحب نے اسی روز سب کو جدا کر دیا۔ (نقش حیات جلد اوّل صفحہ ۷۰)۔

۲۹۵۔ اپنی خود نوشت سوانح حیات "نقش حیات" جلد اوّل صفحہ ۹۲ پر حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ مدینہ شریف کے قیام کے دوران میں نے خواب کی شکل میں دیکھا کہ باب السلام (مسجد نبویؐ کا سب سے بڑا دروازہ جو کہ بجانب مغرب واقع ہے) سے مسجد میں داخل ہوا ہوں اور حجرۂ مطہرہ (علیٰ صاحبہا صلوٰۃً وسلاماً) کی جانب جا رہا ہوں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر مبارک پر ایک کرسی پر رونق افروز ہیں۔ قبلہ کی جانب آپؐ کا چہرہ مبارک ہے میں داہنی جانب سے حاضر ہوا۔ جب قریب پہنچا تو آپؐ نے مجھ کو چار چیزیں عطا فرمائیں۔ ان میں سے ایک "علم" ہے۔ باقی تین اشیاء یاد نہ رہیں کہ کیا تھیں۔ اس کے بعد میں کرسی کے پیچھے سے ہوتا ہوا ایک باغ میں (جو کہ بجانب قبلہ آپؐ کے آگے تقریباً دس بارہ گز دور واقع ہے) داخل ہوا۔ اس میں میوہ دار درخت ہیں جن

کی اونچائی قدِ آدم سے کچھ تھوڑی ہی زیادہ ہے۔ ان درختوں کے پتے سیب کے پتوں جیسے ہیں اور ان میں پھل کالے کالے لگے ہوئے ہیں اور کچھ لوگ ان درختوں میں سے پھل چن چن کر کھا رہے ہیں۔ میں نے بھی سیاہ پھلوں کو توڑ کر کھایا۔ مقدار میں یہ پھل چھوٹے انجیر کے برابر تھے مگر ان کا مزہ تمام پھلوں سے جدا اور اس قدر لذیذ تھا کہ ایسے پھل میں نے پہلے کبھی نہ کھائے تھے۔ اس کے بعد میں نے ایک درخت اسی باغ میں بڑے شہتوت کا دیکھا جس میں شہتوت لگے تھے جن کے پکے ہوئے پھل زرد رنگ کے تھے۔ میں نے اس میں سے پکے ہوئے شہتوت توڑے اور میں یہ سمجھ رہا ہوں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طبیعت کسی قدر ناساز ہے اور یہ شہتوت آپ کے واسطے لے جا رہا ہوں۔ میں نے یہ خواب شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ معلوم نہیں تین کون سی چیزیں عطا فرمائیں تو آپ نے فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جو کچھ بھی ملے وہ خیر ہی خیر ہے۔

"نقشِ حیات" دو جلدوں میں حضرت مدنیؒ کی خود نوشت سوانح حیات ہے۔ ساتھ ہی نہایت بیش قیمت پُر از معلومات، تاریخی دستاویز بھی ہے جو برِّصغیر سے تعلق رکھتی ہے۔ حضرت مدنیؒ نے آخر ایام تک باجماعت کھڑے ہو کر نماز ادا فرمائی اور دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرّس اور ناظم تعلیمات کی حیثیت سے ۳۲ سال خدمت کرنے کے بعد ۸۰ سال بعد نصف النہار قریب ۱½ بجے پنج شنبہ ۵، دسمبر ۱۹۵۷ء مطابق ۱۳؍ جمادی الاوّل ۱۳۷۷ھ وصال فرمایا۔ دارالعلوم دیوبند کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔ غسل دینے والے بزرگوں کو یہ دیکھ کر سخت حیرانی تھی کہ جسم مبارک اس طرح نرم تھا جیسے کہ کسی زندہ کا یہاں تک کہ ہاتھ دھوئے تو انگلیوں کے چٹخنے کی آواز سنی گئی۔ نزعِ روح کے وقت آنکھیں نیم باز اور دہن نیم وا ہو جاتا ہے۔ ناک اور بانسے اور چہرہ کی تازگی میں فرق آجاتا ہے لیکن ہر ایک کو حیرت تھی کہ آنکھیں بند

ہونٹ اس طرح ملے ہوئے جیسے سونے کے وقت عادت تھی اور روئے انور پر وہ تازگی اور تازگی میں ایک لطیف تبسم کی وہ شگفتگی کہ اگر پہلے سے یقین نہ ہو تو اس شہید ناز کو مردہ تصور کرنا ناممکن تھا (سید محمد میاں۔ ناظم جمعیۃ العلماء ہند۔ دہلی) چہرۂ انور کا ایک ایک بال سنّت کے مطابق سجا ہوا تھا۔ گویا مشاطہ قدرت نے خاص اپنے ہاتھ سے ریش مبارک میں کنگھی کردی ہے اور لبوں کو درست کر دیا ہے۔ آپ کے چہرۂ مبارک پر جو طمانیت اور سکون تھا۔ بشاشت و نشاط کی جو نورانی کیفیت رقصاں تھی ایسی علامہ مولانا محمد انور شاہ اندرابی کشمیری قدس سرہٗ کے بعد کسی اور میّت پر دیکھنے میں نہیں آئی۔

۲۹۶۔ مولانا صدر الدین صاحب رفاعی (خطیب مدنی مسجد۔ سیٹلائٹ ٹاؤن "بی" بلاک۔ راولپنڈی) ایک جید عالم ہیں۔ انہوں نے مجھے یہ خواب خود تحریر کرکے دیا۔ نہایت مستند، صحیح اور سچا خواب ہے۔ غیر مطبوعہ ہے۔ مولانا میر محمد بھان بھامڑی (ضلع گورداسپور۔ مشرقی پنجاب۔ بھارت میں بھان بھامڑ ایک جگہ کا نام ہے)۔ ایک عالم اور بزرگ تھے۔ قیام پاکستان سے قبل ایک مرتبہ سخت علیل ہو گئے۔ شدید بیماری اور نقاہت کے عالم میں ان کو خیال آیا کہ حدیث شریف میں صلۂ رحمی کی جزا میں طول عمر کا ملنا آیا ہے۔ میں اپنی خالہ اور پھوپی یا دو خالاؤں یا غالباً ایک ہی خالہ جو بیوہ اور محتاج امداد تھیں، منت مانتا ہوں کہ اگر زندہ بچ رہا تو ان کی ماہوار نقد رقم کے ذریعے خدمت کیا کروں گا۔ ساتھ ہی خیال آیا کہ میں اس حدیث کی سند کی تحقیق کر لیتا تو اچھا تھا لیکن بوجہ ضعف و نقاہت یہ تحقیق ان کے امکان میں نہ تھی۔ اسی اثنا میں حالت غنودگی میں جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ سے اس حدیث کے متعلق سوال کرنے پر آپ نے فرمایا کہ یہ واقعی میری حدیث ہے اور خدا نے تمہاری منت قبول فرما لی ہے۔ اس کے بعد غالباً یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری مقررہ عمر میں تینتیس سال

کا اضافہ فرمادیا ہے۔ اغلباً یہی ارشاد فرمایا۔ اس واقعہ کا ذکر وہ اپنے وعظوں میں کر دیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اس حساب کے مطابق میری ابھی اتنی عمر باقی ہے۔ قیام پاکستان کے بعد سرگودھا آبسے تھے۔ خواب کی بشارت کے عین مطابق عمر پاکر فوت ہوئے۔ دو ایک بار میں نے بھی ان کا وعظ سنا تھا۔ لانبے قد کے تھے اور کافی ضعیف العمر ہو چکے تھے۔ خدا نے ان کے مال و دولت اور اولاد میں بڑی برکت عطا فرمائی تھی اور ان کے بیٹے اور پوتے بھی ان کی زندگی میں صاحب اولاد ہو کر بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہو گئے تھے۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی شخص کی عمر ۳۰ برس باقی رہتی ہے اور وہ قطع رحم کرتا ہے یعنی رحم کے ذریعے سے جو لوگ اس کے قرابت دار ہوتے ہیں ان کے ساتھ بدسلوکی کرتا ہے تو اس کی باقی عمر گھٹا کر صرف تین دن کر دی جاتی ہے اور کبھی عمر تین دن باقی رہ جاتی ہے اور وہ صلہ رحم کرتا ہے یعنی جو قرابت دار رحم کے ذریعے سے ہوتے ہیں ان پر احسان کرتا ہے تو اس کی عمر بڑھا دی جاتی ہے اور ۳۰ سال کر دی جاتی ہے۔ معلوم ہوا کہ زیادتی عمر کی صلۂ رحم سے ہو سکتی ہے اور کمی عمر کی قطع رحم سے ہو سکتی ہے اور اگر اس امر کو قضائے معلق اور قضائے مبرم پر محمول کریں تو یہ تکلف سے خالی نہیں (معالم التنزیل)۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جو شخص اس بات سے خوش ہو کہ اس کے رزق میں وسعت دی جائے اور اس کی عمر بڑھے تو اسے چاہیے کہ صلۂ رحم (اپنوں سے حسن سلوک) سے کام لے (بخاری و مسلم) ترمذی کی روایت کے الفاظ ہیں "بلاشبہ صلۂ رحم کرنے سے گھر والوں میں محبت، مال میں برکت اور عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔"

۲۹۷۔ حکیم صوفی محمد طفیل صاحب شمکن چیچاوطنی نہایت صادق القول، متقی اور پرہیزگار بزرگ ہیں۔ تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں آپ کی بھی گرفتاری ہوئی تھی۔

۲۷ اپریل ۱۹۵۳ء کو جب آپ منٹگمری (ساہیوال) جیل میں تھے۔ خواب میں دیکھا کہ ایک وسیع میدان ہے جو پہلے ہری روشنی سے بھر گیا اور پھر وہ چمکدار سفید روشنی میں تبدیل ہو گئی۔ بعدہٗ ایک تخت ظاہر ہوا جس کے وسط میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلوہ افروز تھے اور چاروں کونوں پر آپ کے چاروں خلفاء راشدین مسند نشین تھے۔ تخت میدان میں ایک اونچی جگہ آکر ٹھہر گیا۔ سامنے بے شمار مخلوق موجود تھی۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہیں کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا اور ختم نبوت میں حصّہ لینے والوں کی بہت تعریف فرمائی اور خوش ہو ہو کر حضرات خلفاء راشدین رض کی جانب اشارے کر کر کے اس کا ذکر فرمایا۔ جوں ہی آپ کی تقریر ختم ہوئی غیب سے ابر کا ایک ٹکڑا ظاہر ہوا جس سے آواز آئی کہ ہم نے ان تمام لوگوں کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جنہوں نے صدق دل سے ختم نبوت میں حصّہ لیا اور قربانیاں دیں۔ تھوڑی دیر بعد ایک اور ابر کا ٹکڑا ظاہر ہوا جس میں سے ایک انسانی ہاتھ برآمد ہوا جس پر ایک سینی رکھی تھی اور اس میں ایک دستار تھی۔ آواز آئی کہ دستار آپ اپنے دست مبارک سے عطاء اللہ شاہ بخاری (شاہ جیؒ) کے سر پر پہنائیں۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شاہ جیؒ کے سر پر اپنے دست مبارک سے وہ دستار پہنادی۔ مجلس برخاست ہوا چاہتی تھی کہ کسی نے درخواست کی کہ ہماری تمنا ہے کہ ہم کو مصافحہ کا شرف بخشا جائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا دو رویہ سب کھڑے ہو جائیں۔ سب کھڑے ہو گئے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم درمیان سے ہر شخص سے مصافحہ کرتے ہوئے گذر گئے۔ پھر ایک دم میری آنکھ کھل گئی۔ شاہ جیؒ ان دنوں سکھر کے جیل خانہ میں تھے۔ تحریک ختم نبوت کے لیڈر کی حیثیت سے صوفی صاحب نے شاہ جیؒ سے ملاقات پر جب یہ خواب سنایا تو شاہ جیؒ دھاڑیں مار کر روتے اور ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگے اور صوفی صاحب کو سینے سے چمٹا لیا۔ یہ خواب غیر مطبوعہ ہے۔

صوفی صاحب نے مجھے (مولف کتاب ہذا) خود یہ خواب ۲۰ اکتوبر کو جامعہ اشرفیہ

لاہور میں بعد نماز مغرب میرے مرشد گرامی حضرت مولانا محمد رسول خان صاحبؒ کے روبرو سنایا۔ سو فیصدی درست ہے۔

۲۹۸۔ ابو سعید خرازؒ فرماتے ہیں کہ میں نے دمشق میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر تشریف لا رہے ہیں۔ میں اس وقت اپنے سینے پر انگلیاں مار مار کر ایک شعر پڑھتا تھا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ’’نفع فائدہ سے زیادہ نقصان دہ ہے‘‘ (کیمیائے سعادت صفحہ ۹۱۱۔ ناشر ملک محمد دین اینڈ سنز۔ لاہور)۔

۲۹۹۔ حضرت شیخ الحدیث صاحبزادہ حافظ علی احمد جان (۱۳۰۱ھ تا ۱۳۷۶ھ) کے گھر کی خواتین تک حافظ قرآن تھیں۔ ایک بار تپ محرقہ کا حملہ ہوا اور نہایت شدید۔ ڈاکٹر، اطبا، شاگرد اور احباب سب ہی آپ کی زندگی سے مایوس ہو گئے۔ آپ پر نیم بے ہوشی طاری تھی۔ ذرا سنبھل گئے اور فرمایا میں اس بیماری سے نہیں مرتا کیونکہ ابھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ دس برس تجھے اور زندگی دے دی گئی ہے چنانچہ آپ دس برس اور زندہ رہ کر ۱۳ رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ میں جنت الفردوس کو سدھارے۔ پشاور میں آبائی قبرستان میں دفن ہیں۔ آخر ایام میں بالکل از خود رفتہ ہو گئے تھے۔ اپنی ہستی کو فراموش کر دیا تھا اور ذات مبارک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہمہ وقت مراقب رہتے تھے (تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد اول صفحہ ۲۵۷)۔

۳۰۰۔ مولانا سید سلیمان ندویؒ ’’سیرت النبی جلد پنجم‘‘ میں رقم طراز ہیں کہ وہ ایک مقدس بزرگ جن کے ساتھ مجھے پوری عقیدت تھی اور جن کی زبان سے استحقاق کے باوجود کبھی مدعیانہ فقرہ نہیں نکلا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا ’’یہ کتاب وہاں مقبول ہو گئی‘‘۔ کہاں مقبول ہو گئی؟ یہ کس بزرگ کا مشاہدہ اور بیان ہے؟ ’’تذکرہ سلیمان‘‘ کے

مصنف غلام محمد صاحب نے خود حضرت سید سلیمان ندوی سے اس کی تفصیل دریافت کی۔ فرمایا کہ یہ میرے والد ماجد تھے۔ عالم رویا میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے اور دیکھا کہ "سیرت النبی" بارگاہ رسالت میں پیش کی گئی۔ آپ نے اس کو قبول فرمایا اور اس پر اظہار خوشنودی سے مزید سرفرازی ہوئی۔ حضرت مصنف کی محنت ٹھکانے لگی اور جیتے جی اس کی بشارت پائی ؎

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

(تذکرہ سلیمان از غلام محمد صاحب بی اے۔ عثمانیہ۔ صفحہ ۴۷)۔

علامہ سید سلیمان ندویؒ قصبہ دیسنہ (ضلع پٹنہ۔ بہار۔ بھارت) میں ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئے۔ آپ علامہ ہند مولانا شبلی نعمانیؒ کے شاگرد رشید اور حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے حلقہ عقیدت و ارادت سے تھے۔ علامہ شبلیؒ کے وصال کے بعد آپ ان کی گدی پر بیٹھے اور جانشینی کا حق ادا کر دیا۔ سیرت النبی جس کو علامہ شبلیؒ نے شروع کیا تھا اس کی تکمیل آپ کا زندۂ جاوید کارنامہ ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی اور بھی کئی معیاری تصانیف ہیں۔ ۲۲ نومبر ۱۹۵۳ء مطابق ۱۳۷۳ھ میں کراچی میں وصال فرمایا۔ علامہ شبلی نعمانیؒ (م ۱۸ نومبر ۱۹۱۴ء) کے بزرگ راجپوت تھے۔ چونکہ حضرت نعمان امام ابو حنیفہؒ سے آپ کو بے پناہ عقیدت تھی۔ اس وجہ سے اپنے نام کے ساتھ نعمانی تحریر فرماتے تھے۔

۳۰۱۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برق ایم اے۔ پی ایچ ڈی نے مجھے (مولف کتاب ہذا) خود یہ واقعہ سنایا جب میں کیمبل پور (پنجاب۔ پاکستان) کسی کام سے گیا تھا۔ فرمانے لگے ۱۹۶۰ء میں کیمبل پور میں ایک کپتان صاحب تھے۔ ان کی بارہ تیرہ سال کی صاحبزادی کوئی بارہ بجے دن اپنی کوٹھی کے ایک کمرہ میں تنہا بیٹھی تھی کہ یکایک ایک نہایت حسین و جمیل شخص ظاہر ہوا۔ لڑکی نے گھبرا کر بھاگنا چاہا مگر اس نے اس کو پکڑ لیا اور تسلی تشفی دے کر کہا کہ میں تم کو خوش خبری سنانے آیا ہوں کہ کل ٹھیک اسی وقت اسی کمرہ میں

سے ملاقات کرنے کے لئے حضرت افضل الرسل، نیر بطحا، زینت کعبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائیں گے۔ تم کل اسی وقت کمرہ میں موجود رہنا۔ کوئی دوسرا تمہارے ساتھ نہ ہو۔ یہ کہہ کر وہ شخص غائب ہو گیا۔ بچی نے والدین سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ کیپٹن صاحب ڈاکٹر برق کے پاس آئے اور واقعہ کا تذکرہ کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا یہ تو اللہ تعالےٰ کی دین ہے جسے چاہے جو چاہے، جب چاہے اور جتنا چاہے دے۔ میرا مشورہ صرف اتنا ہے کہ بچی کے پاس کسی قسم کی کوئی دنیاوی چیز نہ ہو۔ دوسرے دن والدین نے لڑکی کو نہلا دھلا، صاف کپڑے پہنا، خوشبو لگا، وقت مقررہ پر کمرہ میں داخل کر دیا۔ وقت معینہ پر کمرہ کی چھت ایک جانب سے شق ہوئی اور ایک سیڑھی نمودار ہوئی جس کے ذریعہ یہ تینوں بزرگ اتر کر تشریف لائے۔ رخصت ہوتے وقت سید الانبیاءؑ خاتم النبیینؑ، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچی کی گود میں کچھ مٹھائی ڈال دی۔ پھر یہ تینوں بزرگ اسی راستے سے تشریف لے گئے۔ سیڑھی غائب ہو گئی اور چھت اپنی اصل حالت پر آگئی۔ بچی نے مٹھائی اپنے والد کو دی۔ والد نے مٹھائی ڈاکٹر صاحب کو پیش کی۔ ڈاکٹر صاحب نے اس میں سے کچھ مٹھائی چکھی بالکل عام مٹھائی جیسی تھی اور فرمایا کہ مجھے یقین تھا کہ حضرت سید ولد آدم، شفیع المذنبین، الصادق الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور کچھ نہ کچھ تحفہ اس بچی کو عطا فرمائیں گے اس لئے میں نے کیپٹن صاحب سے کہہ دیا تھا کہ اس بات کی احتیاط کی جائے کہ بچی کے پاس دنیاوی قسم کی کوئی چیز نہ ہو۔ میرے دریافت کرنے پر ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کافی وقت گذر جانے کی وجہ سے مجھے کچھ یاد نہیں کہ بچی اور ان بزرگوں کے درمیان کیا گفتگو ہوئی۔ یہ بھی فرمایا کہ دنیا مافوق الفطرت واقعات سے بھری پڑی ہے۔ یہ واقعہ بھی بظاہر ان ہی سے ایک ہے۔ پھر فرمایا کہ مجھے اس واقعہ کے درست ہونے میں رتی برابر شک و شبہ نہیں اور میرا ایمان ہے کہ ایسا ہوا ہے۔ ڈاکٹر صاحب خود قسم کے عالم ہیں اور پوری احتیاط

و اطمینان کے بغیر کسی چیز کو قبول نہیں کرتے۔

ڈاکٹر صاحب ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے۔ ۵۴ سال تعلیمی محکمہ سے وابستہ رہے ۳۰ سے زائد معیاری کتابوں کے مصنف ہیں۔ آج بھی روزانہ صبح ۷ بجے سے لے کر ایک بجے دن تک تصنیف و تالیف کا کام کرتے ہیں۔ ۱۹۰۰ء میں والد صاحب نے مسجد میں بٹھایا۔ ۱۹۲۲ء تک بڑے بڑے نامور علماء سے عربی پڑھی اور یہ عربی زبان ہی کا فیض ہے کہ جو کچھ وہ آج ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا دل کا دورہ پڑا تھا جس کے بعد سفر کرنا بالکل ترک کر دیا ہے۔ آپ کے بے شمار شاگرد ہیں۔ تمام بچے بھی ماشاءاللہ قابل ہیں۔

۳۰۷۔ حضرت مولانا الیاس (دیوبندی) کی تبلیغی جماعت کا یہ اصول ہے کہ کسی سیاسی پارٹی یا حکومت سے کسی قسم کا رابطہ، تعلق یا مقابلہ اور ٹکراؤ نہ کیا جائے۔ کسی سے امداد و تعاون کا طلب گار نہ ہوا جائے۔ جب بھی کوئی رکاوٹ آئے تو صلوٰۃ الحاجۃ پڑھ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مانگا جائے جس کے کام کے لئے ملکوں ملکوں کی خاک چھاننے کے لئے یہ جماعت نکلتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ قدم قدم پر ان کے لئے نئی نئی راہیں کھول دیتا ہے۔ سینکڑوں واقعات ہیں جن میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے خواب میں اس جماعت کی خیر گیری کا حکم فرمایا گیا۔ آپ نے فرمایا "میری جماعت آرہی ہے اس کی دعوت کرنی ہے۔" ایسا ہی ایک واقعہ درج ذیل ہے :-

حماۃ (شام) میں ایک جماعت گئی ہوئی تھی۔ وہاں ایک عرب نے رات کو حضرت شافع محشر، جان دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ بہت ہی بیقراری کے ساتھ عربوں سے فرما رہے ہیں کہ "یہ لوگ میرا کام کر رہے ہیں، تم ان کے ساتھ لگو۔" اس خواب کے بعد مقامی لوگ اس کام میں ہمہ تن مشغول ہو گئے (منقول از محمود مراد صاحب بواسطہ مولانا علی محمد پالن پوری صاحب) (سوانح حضرت مولانا محمد یوسف از محمد ثانی حسنی صفحہ ۴۳۱)

۳۰۳۔ کتاب ہذا کے مؤلف کی مرحومہ اہلیہ "مرضیہ خاتون بی۔ اے" نے اپنے انتقال سے تین ہفتہ قبل ۹ جولائی ۱۹۶۱ء کی رات کو خواب میں اپنی زندگی میں تیرہویں اور آخری بار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت بابرکت کی سعادت حاصل کی اور دن میں ان الفاظ میں مجھ سے اپنا خواب بیان کیا "میرا انتقال ہو گیا ہے اور میں نے وصیت کی ہے کہ آپ میرے جنازے میں شامل نہ ہوں۔ اس پر میں نے دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بہ نفس نفیس میرے سامنے تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ "اتنی پڑھی لکھی اور سمجھ دار خاتون ہو کر ایسی وصیت کرتی ہو، شوہر کو محروم رکھنا چاہتی ہو۔" اس پر میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) جیسا آپ حکم فرمائیں گے ویسا ہی ہوگا۔" آپ نے ارشاد فرمایا کہ "تمہارا تو جنازہ ہی نہ اٹھے گا جب تک تمہارا شوہر اس میں شریک نہ ہو جائے گا۔" (اور ایسا ہی ہوا) (رویائے صالحہ حصہ اول صفحہ ۱۵۷ از محمد عبدالمجید صدیقی۔ ایڈوکیٹ ہائی کورٹ۔ لاہور)۔

مذکورہ بالا خواب رات کو دیکھا اور اسی روز ۹ جولائی کی دوپہر کو مرحومہ کے بائیں پیر میں چھپکلی نے کاٹ لیا جس کی وجہ سے ۲۴ جولائی تک انتہا درجہ کی تکلیف رہی۔ کوئی علاج کارگر نہ ہوا۔ ۲۵ جولائی کو یک دم ایسی اچھی حالت ہو گئی کہ گویا کبھی کوئی تکلیف ہوئی ہی تھی۔ اور تمام معمولات زندگی شروع کر دیئے۔ جب مرحومہ نے بہت زور دیا کہ اب میں بالکل تندرست ہوں آپ ضرور جائیں تو میں ۲۹ جولائی کو اپنے سب سے چھوٹے بھائی کے ولیمہ میں شرکت کے لئے راولپنڈی روانہ ہوا۔ ولیمہ ۳۰ جولائی بروز اتوار تھا۔ ۳۱ جولائی کو جب لاہور واپس آنا چاہا تو معلوم ہوا کہ وزیر آباد کے پاس زبردست سیلاب آگیا ہے جس کی وجہ سے سڑک اور ریل کی پٹڑی پانی میں ڈوب گئی ہے اور لاہور اور راولپنڈی کے درمیان ہر قسم کا راستہ منقطع ہو گیا ہے۔ رات مکان پر فون کیا مگر کوئی جواب نہ ملا دیکھو بچے چھوٹوں بچوں کو پڑوسی اپنے یہاں لے گئے تھے۔ سب سے بڑی بچی ۱/۲ ۹ سال کی اور سب سے چھوٹی ۹ ماہ کی تھی۔ ملازمہ کے ساتھ شام کو ہی مرحومہ اسپتال پہنچا دی گئی تھیں اور مکان میں

تالا پڑا تھا۔) یکم اگست ۱۹۶۱ء مطابق ۱۰ صفر ۱۳۸۱ھ بروز سہ شنبہ علی الصبح میں یہ فیصلہ کر کے گھر سے نکلا کہ وزیر آباد تک بس سے جاتا ہوں وہاں سے کشتیوں کا پل پار کر کے لاہور کے لئے دوسری بس میں جا بیٹھوں گا۔ ٹکٹ خریدنے والا ہی تھا کہ معاً خیال آیا کہ سامنے ٹیلی فون ایکس چینج ہے۔ رات کو فون کیا تھا جواب نہ ملتا تھا۔ اب پھر فون کروں تاکہ گھر کے حالات معلوم ہو جائیں اور راستہ اطمینان کے ساتھ طے ہو جائے۔ فون جو کیا تو میرے مکان سے میرے پڑوسی بزرگ حاجی سیٹھ اسحاق امرتسری نے نہایت دانش مندانہ طریقہ سے مجھے مطلع کیا کہ رات ۲ بجے آپ کی بیوی کا ایچی سن اسپتال۔ لاہور میں انتقال ہو گیا ہے اور اگر آپ اجازت دیں تو میں انہیں دفن کروا دوں۔ میں نے اجازت دے دی مگر دوسرے ہی لمحے کہا کہ میرا چار بجے تک ضرور انتظار کریں۔ میں حتی المقدور لاہور پہنچنے کی کوشش کرتا ہوں گو سیلاب نے راستہ بند کر دیا ہے۔ موت کی اچانک خبر جس کا میں تصور بھی نہ کر سکتا تھا اس نے چند لمحات میں میری جو حالت کر دی بیان سے باہر ہے۔ چار روز پہلے جس گھر میں شادی ہوئی تھی ماتم کدہ بن گیا دوسرے چھٹے اور آخری بھائی کا گھر آباد ہوا اور تیسرے بھائی کا گھر برباد ہو گیا۔ چند سال پہلے جب پانچویں بھائی کا گھر آباد ہوا تھا تو اس شادی کے بھی ٹھیک چوتھے دن چوتھے بھائی کی بیوی کا انتقال ہو گیا تھا۔ یہ عجیب بات ہے کہ الحاج مولوی عبدالشکور صاحب صدیقی ایڈوکیٹ۔ راولپنڈی کی ایک بہو آتی ہے تو چار دن بعد ایک دوسرے جہاں کو رخصت ہو جاتی ہے۔ ریل بس اور ہوائی جہاز سے لاہور پہنچنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ آخر کار جس ٹیکسی میں سوار تھا اس کے ڈرائیور نے میری پریشانی دیکھ کر کہا کہ اگر آپ مجھ کو لاہور جانے کی اجازت دلا دیں تو امید ہے میں آپ کو لاہور پہنچا دوں گا۔ کوشش کی۔ دس بجے کامیابی ہوئی۔ میں، والدہ ماجدہ مرحومہ، سب سے بڑے بھائی اور سب سے بڑی بہن ہم چاروں دس بجے اس ٹیکسی میں لاہور کے لئے روانہ ہو گئے۔ وزیر آباد کے قریب پہنچے تو ہوش اڑ گئے۔ وہاں سینکڑوں تانگے، ٹرک، بسیں، موٹریں اور ٹیکسیاں وغیرہ گھنٹوں سے منتظر تھیں مگر پل پار کرنے کا نمبر نہ

آتا تھا (اب یہاں نیا پل بنا دیا گیا ہے)، قدرت خدا کی کہ میری ٹیکسی کو گشتی کے پل پر سے گذر جانے کی اسی وقت اجازت مل گئی اور ٹھیک سوا دو بجے ہم امرت دھارا بلڈنگ، ریلوے روڈ - لاہور اپنے مکان پر آپہنچ گئے۔ وہاں قیامت کا منظر تھا۔ مرحومہ کی نعش برف کی سل پر رکھی ہوئی تھی۔ بہن اور والدہ محترمہ (جو مرحومہ کی حقیقی پھوپی بھی تھیں)، نے محلہ کی سینکڑوں خواتین کے ساتھ مرحومہ کو آخری سفر کے لئے تیار کیا۔ غلاف کعبہ کا ٹکڑا، روضۂ اطہر کا غبار، آب زم زم میں غسل دیا ہوا کفن پہنا کر عصر و مغرب کے درمیان اہلیان گوالمنڈی نے ہزاروں کی تعداد میں شامل ہو کر ہم دونوں بھائیوں کے ساتھ مرحومہ کو قبرستان میانی صاحب پہنچا دیا۔ راستہ بھر ہلکی ہلکی پھوار پڑتی رہی اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وہ ارشاد پورا ہو کر رہا کہ تمہارا تو جنازہ ہی نہ اٹھے گا جب تک کہ تمہارا شوہر شریک نہ ہو جائے گا۔ نامساعد اور ناممکن حالات میں اللہ تعالےٰ نے مجھے لاہور پہنچا دیا اور میں نے حشر تک سونے کے لئے مرحومہ کو دکھے دل، پرنم آنکھوں اور کانپتے ہوئے ہاتھوں سے قبر میں اتار دیا۔ قبرستان سے واپسی پر ملازمہ نے بتایا کہ چھ ماہ قبل بی بی نے مجھ سے کہا تھا کہ میں چند ماہ کی مہمان ہوں۔ ہم اتنے بڑے خاندان کے فرد ہیں لیکن جب ہمارا انتقال ہوگا تو صرف تو ہمارے پاس ہوگی اور کوئی نہ ہوگا اور یہی ہوا کہ اس رات دس بجے اسپتال میں مرحومہ کے سرہانے صرف ملازمہ سردارا تھی اور کوئی نہ تھا۔ انتقال کی رات سے پہلے صبح سے دو بجے دوپہر تک مرحومہ نے میرا شدت سے انتظار کیا۔ آخر ناامید ہو کر سردارا کو اشارہ سے بلایا اور کہا سردارا صاحب نہیں آرہے۔ بچے تیرے سپرد۔ مجھے اب نظر نہیں آرہا۔ زبان بند ہو رہی ہے۔ بدن میں سخت رعشہ اور بے حد کمزوری ہے۔ پھر بڑی بیٹی الماس سلمہا (اب عائشہ منصور) کو اشارہ سے قلم اور کاغذ لانے کو کہا۔ اس نے کاغذ اور قلم لا کر دیا تو ہمت کر کے وفات سے صرف ۱۲ گھنٹے قبل رعشہ زدہ ہاتھ سے نہایت حوصلہ، ہمت اور بہادری کے ساتھ کفن کے سامان والا یہ رقعہ تحریر کیا جس کا عکس پیش کیا جاتا ہے۔

تار میں یہ لکھنا

mother expired.

تار دینے کا نام AL MAS

کفن کا سامان

چٹائی ۔ گلاب آب بوتل ۔ عطر حنا ۔ کنگھی صابن ۔

کافور ۔ اگر بتی ۔ کفن ۲۵ گز ۔ ۵ گز ململ ۔

میں نے میرا اور تمام تلخی کی باتیں معاف کر دیں

سب بچوں کو دودھ معاف کر دیا ۔

برف کی سل منگا کر اس پر لٹا دینا

اس میں میرا راولپنڈی کا پتہ بھی تحریر تھا جو تار دینے والا رقعہ سے الگ کر کے ساتھ لے گیا ۔ یہ رقعہ مجھے حاجی سیٹھ اسحاق امرتسری ؒ نے یہ کہہ کر دیا کہ مرحومہ آپ کے لیے یہ چھوڑ گئی ہیں (افسوس کہ سیٹھ صاحب بھی جون ۱۹۷۸ء کو وصال فرما گئے ۔ اناللہ وانا الیہ راجعون بڑی ہی پیاری شخصیت کے مالک تھے) ۔

پھر بڑے لڑکے عبدالرحمٰن ناصر (عمر ۸ سال) سے کہا کہ سامنے مسجد سے امام صاحب کو بلا لاؤ ۔ امام صاحب آئے تو ان سے کہا کہ میرا وقت آگیا ہے ۔ میری نماز جنازہ آپ پڑھائیں گے ۔ انہوں نے کہا آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں ۔ کہا میں جو کچھ کہہ رہی ہوں درست کہہ رہی ہوں ۔ جیسا کہہ رہی ہوں ویسا ہی کیجیے گا ۔ غرض امام صاحب ہی نے دوسرے دن نماز جنازہ پڑھائی ۔

مرحومہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت پہلی بار ۸ برس کی عمر میں ہوئی تھی ۔ اپنے والد ماجد جناب مولوی عبدالحئی صاحب مرحوم رئیس اعظم جھانسی (یو پی ۔ بھارت) کی گود میں بیٹھی تھیں کہ خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تشریف لاکر منہ میں مٹھائی دی تھی ۔ مرحومہ ۱۲ فروری ۱۹۲۵ء کو بمقام جھانسی (جہاں کی رانی مشہور

ہے) پیدا ہوئی تھیں۔ ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے وقت مغویہ افراد کو برآمد کرنے کے لئے حکومت پاکستان کی جانب سے "لیڈی ڈسٹرکٹ لیائزن آفیسر" مقرر کی گئی تھیں۔ دو ڈھائی سال مشرقی پنجاب (بھارت) میں رہ کر بڑی ہی بہادری کے کارنامے انجام دیئے اور دشمن کے چنگل سے کئی ہزار مغویہ افراد کو برآمد کر کے آزادی دلائی۔ جسم میں پیوست بندوق کی کئی گولیاں قبر میں ساتھ گئیں۔ وقت وفات عمر ۳۴ سال تھی۔ ایل ایل بی کے پہلے سال (الیف ای ایل) کا امتحان دیا چاہتی تھیں کہ کوچ کا وقت آگیا۔ مرحومہ کی زندگی اور موت کے حالات حیرت کن ہیں۔ میں نے ان کی موت کا نہایت مختصر خاکہ پیش کیا ہے۔ تفصیل تو ایسی ہے کہ بڑے بڑے بزرگ اور ولی اللہ عش عش کر اٹھیں

ہر نوع اور ہر طبقے کے لوگوں سے ایسے خواب تواتر سے ثابت ہیں جن میں انہوں نے مرنے کے بعد روحوں کو ایسے کام کرتے دیکھا جنہیں وہ زندگی میں نہیں کر سکتے تھے مثلاً ایک دو روحوں کو لشکر جرار کو شکست دے دینا وغیرہ۔ کئی مرتبہ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت صدیق اکبرؓ و حضرت فاروق اعظمؓ کے ساتھ خواب میں دیکھا ہے کہ آپ کی ارواح نے کافروں اور ظالموں کے لشکروں کو شکست دی اور جب یہ لوگ جاگے تو انہوں نے کافروں اور ظالموں کے لشکروں کو شکست خوردہ پایا۔ حالانکہ ان کی تعداد و شمار بہ نسبت مسلمانوں کے بہت زیادہ تھی اور مسلمان ان کے مقابلہ میں کمزور اور قلیل تھے (روح و روحانیات از امام ابن قیم مترجمہ اردو صفحہ ۲۰۳)

۳۰۔ حافظ امیر الدین موضع گگوبھانہ (ضلع امرتسر۔ مشرقی پنجاب۔ بھارت) کے رہنے والے تھے۔ ابھی چار پانچ برس کے تھے کہ چیچک نکل آئی جس کی وجہ سے بینائی مکمل طور پر زائل ہو گئی۔ والدین کا انتقال بھی بچپن ہی میں ہو گیا۔ چچا نے پرورش کی چچی بہت سخت تھی اور اس یتیم و لسیر بچے کو بہت مارتی تھی۔ لدھیانہ کے ایک مدرسہ

میں داخل کرا دیا کہ قرآن مجید حفظ کر کے کسی قابل ہو جاتے۔ مدرس نے پڑھانے کی سر توڑ کوشش کی مگر ایک آیت بھی یاد نہ ہو سکی۔ پس ایک دن بہت مارا اور کہہ دیا کہ اگر صبح تک سورہ فاتحہ نہ سنائی تو تم کو مدرسہ سے نکال دیا جائے گا پھر چاہے کنوئیں میں گرو یا کسی چیز کے نیچے دب کر مر جاؤ۔ تم اندھے ہو بڑی ظالم ہے دنیا والا بھی کوئی تمہارے ساتھ حسن سلوک نہ کرے گا۔ ہم نے بہت چاہا کہ قرآن پاک حفظ کر کے عزت کی زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جاؤ مگر تمہاری سمجھ میں نہیں آتا۔ اس غم میں کہ کل مدرسہ سے بھی نکال دیا جاؤں گا۔ کوئی دوسرا سہارا بھی نہیں۔ ساری رات روتے گزار دی۔ نماز فجر سے تھوڑی دیر پہلے آنکھ لگ گئی۔ خواب میں حضرت نبی الامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپؐ نے امیرالدین کو تسلی دی اور فرمایا کہ بالکل غم نہ کرو ہم جانتے ہیں کہ تمہارے دل پر کیا گذر رہی ہے۔ اپنی زبان نکالو۔ حافظ صاحب نے اپنی زبان باہر نکالی اور حضرت رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب دہن انگشت شہادت سے ان کی زبان پر لگا دیا۔ مدرس صبح مدرسے تشریف لائے۔ سورہ فاتحہ سنانے کو کہا تو حافظ صاحب نے فرفر بغیر کسی غلطی کے سنا دی۔ پھر اس سے آگے بھی اسی طرح پڑھنا شروع کر دیا۔ مدرس کو شک گزرا کہ یا تو یہ اب تک میرے ساتھ دھوکہ کرتا رہا ہے اور یا پھر آج کوئی غیر معمولی بات ہوئی ہے۔ مدرس کے اصرار پر حافظ صاحب نے تمام واقعہ سنا دیا۔ یہ سن کر مدرس نے کہا بیٹا اب تیری دین و دنیا اور عاقبت سنور گئی۔ اب تو علم بہت حاصل کرے گا۔ چنانچہ نہ صرف یہ کہ حافظ صاحب کو قرآن پاک حفظ ہوا بلکہ وہ بہت بڑے خطیب، مناظر اور اپنے دور کے عالم متبحر ثابت ہوئے۔ انبالہ چھاؤنی میں مدتوں خطیب رہے۔ اپنے دور کے بے مثل حافظ اور خطیب تھے۔ بے شمار شاگرد چھوڑے۔ آج سے تقریب بیتالیس پچاس سال پہلے آپ کا وصال ہوا۔ حافظ صاحب کے والد بزرگوار کا نام محمد اقبال تھا۔ بالا کے نام سے مشہور تھے۔ حافظ صاحب کی صرف ایک صاحبزادی ہیں جو بقید حیات ہیں۔ ان کی یہ واحد اولاد

ضلع لائلپور (فیصل آباد) میں رہائش پذیر ہیں۔ بہت ضعیف ہیں۔ اگر کوئی صاحب ان سے ملاقات کے متمنی ہوں تو مولف کتاب ہذا سے ان کا پتہ معلوم کر سکتے ہیں۔

یہ واقعہ اور خواب بالکل درست اور سچا ہے۔ چوہدری غلام حسن گلشن صاحب میرے دوست اور ہم پیشہ رہے ہیں۔ یہ آج کل "لاآفیسر" سی۔ ڈی۔ اے۔ اسلام آباد ہیں۔ انہوں نے پورے وثوق، ذمہ داری اور دیانت کے ساتھ یہ واقعہ سنایا ہے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ واقعہ اس کتاب میں شامل کر رہا ہوں۔ غیر مطبوعہ ہے چوہدری صاحب نے اپنے بچپن میں حافظ صاحب کی زیارت کی ہے۔ حافظ صاحب ان کے ہم وطن تھے۔ چوہدری صاحب کے دادا چوہدری نانک صاحب کے ہم عصر اور چوہدری صاحب کے والد ماجد چوہدری باغ علی صاحب کے استاد تھے۔

حضرت سید الکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی امت اور نام لیواؤں سے بے پناہ محبت ہے۔ ایک یتیم و لیسر بچہ کے آنسو آپؐ کو بے قرار کر دیتے ہیں لعاب دہن عطا ہوتے ہی بچہ کے تمام دلدّر دور ہو جاتے ہیں۔ دو سال میں جس کو قرآن پاک کی ایک آیت یاد نہیں ہوتی دیکھتے ہی دیکھتے حافظ اور جید عالم بن جاتا ہے۔ بچہ کے نام سے نفرت کرنے والے اب اس کے ہاتھوں کو چومتے ہیں اس کے قدموں میں بیٹھنا باعث فخر سمجھتے ہیں۔ کیا یہ معجزات نہیں، سیرت نہیں۔ شفقت نہیں۔ ہے اور یقیناً ہے۔ اس کتاب کا ہر ہر ورق اس امر کی منادی کر رہا ہے شہادت دے رہا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کا دور آپؐ کے وصال کے ساتھ ختم نہیں ہو گیا۔ وہ جاری وساری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا بالکل اسی طرح کہ جس طرح حیات طیبہ میں جاری تھا۔ اسی لئے میں اس کو "سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ" کا نام دیتا ہوں۔ یہ آپؐ کی ایک ایسی صفت ہے جو صرف آپؐ کے لئے ہی مخصوص ہے کوئی دوسرا اس میں شریک نہیں۔ عزیز میر بھی فرماتے ہیں ؎

اوج پر اس کے مقدر کا ستارہ ہے جیسے

خواب میں سیدِ ابرار نظر آتے ہیں

۳۰۔ ایک بادشاہ بقال کی بیٹی پر جو حد درجہ حسین تھی عاشق ہو گیا اور آخر اس سے نکاح کر لیا اور اپنا تاج تک اس پر نثار کر دیا۔ ایک روز یہ مہ پارہ اپنے بالاخانہ پر تھی کہ صدا سنی کہ ایک فقیر کہہ رہا ہے کہ ہے کوئی جو مجھ کو اپنی گراں قدر چیز دے تاکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے حق میں شفاعت فرمائیں۔ اس نازنین نے وہ تاج فقیر کو بھیج دیا اور بادشاہ سے کوئی بہانہ بنا دیا۔ شدہ شدہ بادشاہ کو علم ہو گیا۔ غصہ میں آکر اس کو طلاق دے دی۔ اس کا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا اور اس کو جلاوطن کر دیا۔ بقال مر چکا تھا۔ اس کے ایک بوڑھے دوست نے اس حسینہ کو پناہ دی۔ چند روز بعد ایک سوداگر ادھر سے گذرا جس نے بوڑھے سے درخواست کی کہ وہ اس حسینہ کا اس سے نکاح کر دے۔ حسینہ نے منظور کر لیا اور شرط یہ لگائی کہ سوداگر اپنے وطن پہنچنے سے پہلے میری خلوت میں نہ آئے۔ سوداگر اس کو لے کر وطن روانہ ہو گیا۔ جب وطن قریب آیا تو اس مہ پارہ نے تضرع وزاری شروع کر دی اور جناب باری میں عرض کیا کہ سوداگر کو میرے کٹے ہوئے ہاتھ کا علم نہیں ہے۔ اگر اس کو پتہ چل گیا تو اس کے دل سے میری محبت نکل جائے گی اور وہ بھی میری درگت بنائے گا۔ اسی پریشانی کے عالم میں اس کی آنکھ لگ گئی۔ خواب میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ اے عورت تیرا ہاتھ کہاں ہے۔ اس نے کہا میرا ہاتھ جس کو میں نے تیل میں تل کر اپنے پاس رکھ لیا تھا موجود ہے اور خدمت میں پیش کر دیا۔ آپؐ نے اپنا لعاب دہن لگا کر اس کو جوڑ دیا۔ جب وہ بیدار ہوئی تو ہاتھ درست پا کر شادی مرگ کی سی کیفیت اس پر طاری ہو گئی۔ خوشی میں ناچنے لگی جب سوداگر شوہر نے وجہ معلوم کرنی چاہی تو ٹال گئی۔ چند روز بعد سوداگر کے محل کے بالاخانے [illegible] اپنی گراں قیمت چیز۔ حضرت محمد

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں دے آپ اس کی شفاعت دل سے کریں گے۔ سوداگر نے کہا ایک شرط پر میں اس کو سب سے گراں چیز دوں گا۔ شرط یہ ہے کہ تو مجھے بتا کہ میرا وطن قریب آیا تو پہلے تو روئی اور بعد میں تو بے حد خوش ہوئی اس کی کیا وجہ ہے؟ حسینہ نے تمام واقعہ بیان کر دیا۔ سوداگر نے کہا کہ میں وہی شخص ہوں جس نے بادشاہ کے محل کے نیچے صدا دی تھی اور جیب سے یہ تاج میرے پاس آیا ہے میری قسمت چمک اٹھی ہے ورنہ میں ایک غریب انسان تھا۔ ادھر سوداگر کے بالاخانے کے نیچے جس نے صدا لگائی تھی وہ وہی بادشاہ تھا جس نے حسینہ کو جلاوطن کر دیا تھا۔ بادشاہ نے بتایا کہ چند روز بعد ہی میری سلطنت پر دشمن نے حملہ کر دیا اور ملک چھین لیا۔ آج میرا یہ حال ہے۔ سوداگر نے کہا کہ وہ تاج اسی طرح محفوظ ہے تم اس کو لے سکتے ہو۔ بادشاہ نے کہا میرا دل دنیا سے نکل چکا ہے مجھے اب حکومت کی خواہش نہیں۔ البتہ تم میرے لئے سامنے جنگل میں ایک جھونپڑی بنا دو جہاں رہ کر میں اپنی باقی عمر عبادت میں بسر کر سکوں۔ سوداگر نے جھونپڑی بنوا دی اور بادشاہ جو اب فقیر ہو چکا تھا اس میں رہنے لگا۔ سوداگر اور اس کی بیوی دونوں بادشاہ کے ساتھ احسان کیسا تھ سلوک کرتے رہے یہاں تک کہ کچھ عرصہ بعد وہ مرگیا۔

(لغیتہ ذوی الاحلام)

۳۰ "ناسخ التواریخ" اور "فتوح الشام" میں لکھا ہے کہ قلعہ حلب کا محاصرہ مسلمان افواج نے چار پانچ ماہ کیا۔ اس قلعہ کو فتح کرنے کے بعد حضرت ابوعبیدہؓ نے فرمایا کہ یہاں اب کوئی ایسا مقام نہیں جس سے ڈر ہو پس انطاکیہ پر چڑھائی کرنی چاہیئے جو ہرقل کا پایہ تخت ہے یا اور کوئی رائے مناسب ہے۔ یہ سنتے ہی یوقنا بطریق جو شجاعت میں بے نظیر تھے کھڑے ہو گئے اور فصیح عربی میں تقریر شروع کی کہ اے امیر خدا تعالےٰ نے آپ کو دشمن پر فتح دی اس لئے کہ آپ کا دین سچا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے وہی ہیں جن کی خوشخبری حضرت عیسٰی

علیہ السلام نے دی کہ وہ یتیم ہوں گے اور ان کے دادا اور چچا ان کی پرورش کریں گے۔ کیا یہ بات سچ ہے۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے فرمایا سچ ہے مگر میں حیران ہوں کہ کل تک تو تم ہمارے سخت ترین دشمن اور ہمارے لشکر کو تباہ کرنے کی فکر میں تھے۔ اور آج خیر خواہ معلوم ہو رہے ہو اور میں نے سنا ہے کہ تمہیں عربی نہیں آتی حالانکہ تم اس وقت فصیح عربی بول رہے ہو۔ ایسی ٹھیٹ عربی کہ جیسی اہل زبان عرب بولتے ہیں۔ تمہاری زبان تو رومی ہے پھر قلعہ حلب کو فتح کئے بھی زیادہ وقت نہیں گذرا کہ تم نے عربی زبان سیکھ لی ہو۔ تب یوقنا نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالےٰ کے سچے رسول ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ کل تک میں متعجب اور متفکر تھا کہ آپ لوگ ہمارے قلعہ حلب تک کس طرح پہنچے حالانکہ ہمارے نزدیک کوئی قوم عرب سے زیادہ کمزور نہ سمجھی جاتی تھی۔ اس فکر میں آنکھ لگ گئی۔ خواب میں دیکھا کہ ایک شخص تشریف فرما ہیں جن کا چہرہ چاند سے زیادہ روشن ہے اور خوشبو مشک سے بہتر۔ لوگوں نے بتایا کہ آپ ہی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ اگر آپ نبی برحق (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں تو دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے عربی سکھا دے۔ آپ نے فرمایا یوقنا میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں اور حضرت عیسیٰؑ نے میری ہی بشارت دی ہے اور میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ یہ سنتے ہی میں نے کہا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ بیدار ہوا تو میرے منہ سے مشک سے بہتر خوشبو آ رہی تھی اور میں مکمل طور پر عربی دان بن چکا تھا۔ اس کے بعد میں اپنے بھائی یوحنا کے کتب خانہ پر گیا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات لکھے دیکھے اور سجدۂ شکر بجا لایا اور کہا کہ خدا تعالیٰ تیرا شکر ہے کہ مجھے تو نے سچے دین کی ہدایت عطا فرمائی اور میرے دل میں اس کو راسخ کیا اور جس طرح اب تک شیطان کی اطاعت میں جنگ کرتا تھا اب

اللہ تعالیٰ کی راہ میں کروں گا یہاں تک کہ اپنے بھائی یوحنا سے جا ملوں۔ اس کے بعد اپنے بھائی یوحنا کا سر قلم کرنے پر بہت روتے اور کہا مسلمانو گواہ رہو میں اب جس قدر مشرکوں کو قتل کروں گا اس کا ثواب یوحنا کو بخشتا اور قسم کھا کر کہا کہ اب میرے دل میں خدا تعالےٰ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی کی محبت باقی نہیں اور مشورہ دیا کہ ابھی انطاکیہ کا ارادہ کرنا مناسب نہیں بلکہ قلعہ اعزاز پر چڑھائی کرنا چاہیئے۔ یوقنا کی تدبیر سے وہ فتح ہوا اور فتح انطاکیہ وغیرہ میں انہوں نے نمایاں حصہ لیا اور بعد کو یوقنا اتنے ہی مفید ثابت ہوئے جتنا کہ حالت کفر میں مسلمانوں کے لئے مضر تھے (اردو ترجمہ فتوح الشام صفحہ ۳۲۸) (شفا الجنان من شبہات الشیطان ملقب بہ شہاب ثاقب از سید مہدی علی ابن سید حمایت علی معروف بہ سید عمر دراز علی متوطن میرٹھ۔ در مطبع مفید عام آگرہ ۱۸۹۹ء صفحہ ۸۷) (مقاصد الاسلام حصہ دہم صفحہ ۸۴ تا ۸۶) (حقائق و معارف از مولوی حاجی حافظ محمد انوار اللہ خان صفحہ ۶۸ تا ۶۹)۔

۳۰۷۔ حضرت ملا واقدیؒ نے جنگ مروج القبائل (جنگ حطمہ) میں لکھا ہے کہ ۳۲ ہزار لشکر روم کے مقابلہ میں وامس ابوالہولؓ اور ان کے ایک ہزار ساتھیوں نے ایسی جواں مردی دکھائی کہ اہل روم کے حوصلے پست ہو گئے۔ دس ہزار فوج نے ان کو گھیر لیا مگر ان کے حوصلے پست نہ ہوئے اور نو ہزار کو قتل کر ڈالا۔ جب دونوں لشکر جدا ہوئے تو حضرت وامس ابوالہولؓ نظر نہ آتے۔ پھر ایک حملہ ہوا اور ایک ایک کو دس دس بیس بیس اور پچاس پچاس آدمیوں نے گھیر کر شہید کر ڈالا۔ یا گرفتار کر کے لے گئے۔ معرکہ کارزار گرم تھا کہ لشکر کفار کے پیچھے سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی آواز بلند ہوئی۔ یہ آواز حضرت وامس ابوالہولؓ کی تھی جو اپنے ساتھیوں کے ساتھ لشکر کو چیرتے پھاڑتے لشکر اسلام تک پہنچ گئے۔ لڑائی موقوف ہونے پر حضرت میسرہ بن مروقؓ امیر لشکر نے حال دریافت کیا تو حضرت وامس ابوالہولؓ نے فرمایا کہ کفار نے

مجھ پر حملہ کر کے میرے گھوڑے کو قتل کر ڈالا جس سے میں گر پڑا اور مجھے میرے چند ساتھیوں کے ساتھ قابو کر کے زنجیروں میں جکڑ دیا۔ جب رات ہوئی تو میں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ فرماتے ہیں اے وامس مت ڈر۔ خدا تعالےٰ کے یہاں تیرا بہت بڑا درجہ ہے۔ یہ فرما کر میری اور میرے رفقاء کی زنجیروں پر ہاتھ پھیرا۔ وہ فوراً ٹوٹ کر گر گئیں۔ پھر فتح و نصرت کی بشارت دے کر فرمایا میں تمہارا نبی محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں اور فرمایا کہ میترہ کو میرا سلام پہنچا کر کہنا کہ خدا تعالےٰ تمہیں جزائے خیر دے۔ پھر غائب ہو گئے۔ جب میں بیدار ہوا تو زنجیریں گری پڑی تھیں اور پہرے والے تھک کر غافل سوتے ہوئے تھے۔ ہم نے انہیں اپنی تلواروں سے قتل کر ڈالا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نجات دلائی۔ ہم نے پھر رومیوں پر حملہ کیا اور ہمیں فتح حاصل ہوئی۔ عطیہ بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ ہمارے ۴۸ یا ۵۰ آدمی شہید ہوئے اور مشرکین کے تین ہزار سے زائد آدمی مارے گئے۔ وامس ابوالہولؓ اور ان کے ساتھیوں کے ہاتھ سے جو رومی مارے گئے وہ ان کے علاوہ تھے (فتوح الشام صفحہ ۶۵۶) (حقائق و معارف صفحہ ۱۰۶ تا ۱۰۷) ("شامی جہاد" از حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی دہلوی صفحہ ۸۱ ہم تا ۸۳ ہم ستمبر ۱۹۲۵ء مطبوعہ محبوب المطابع۔ برقی پریس۔ دہلی)۔

۳۰۸۔ ملا واقدی "فتوح العجم" (اردو ترجمہ غزوہ عرب) میں "ذکر فتوح قلعہ ماردین" کے تحت لکھتے ہیں کہ حضرت عیاض بن غنمؓ اشعری نے مع اپنے لشکر بقصد تسخیر راس العین کوچ کیا تو ملک انطاق شہریاض کی فوج نے ہراول دستہ کو پکڑ لیا اور قتل کرنا چاہا مگر وزیر نے کہا بادشاہ ملک شہریاض کا پسر عمود اور کئی دوسرے اہم سردار دشمن کے پاس گرفتار ہیں۔ اگر ہم نے ان کے آدمیوں کو مار ڈالا تو وہ ہمارے آدمیوں کو مار ڈالیں گے پس ان لوگوں کو قلعہ ماردین میں بھیج دیجئے اور ملکہ ماریہ کے حوالہ کر دیجئے۔ ایسا ہی کیا گیا۔ کچھ رات گئے ماریہ مسلمانوں کے لشکر میں پہنچی۔ اس

وقت حضرت سہیل بن عدیؓ معہ ایک جماعت کے لشکر کی نگہبانی فرمارہے تھے۔
وہ ماریہ کو حضرت عیاض بن غنمؓ کے پاس لے گئے۔ ماریہ نے ان سے کہا تم کو خدا تعالٰے نے ہم پر غالب کیا۔ میں ماریہ دختر ارسوس بن جارس صاحب ماردین ہوں۔ عمود نام کا جو شہزادہ تمہارے پاس اسیر ہے وہ میرا شوہر ہے اور میں اس کے بغیر بہت بے قرار ہوں۔ میں نے حضرت مسیحؑ کو معہ حوارین خواب میں دیکھا ہے۔ انہوں نے مجھ کو تمہاری اتباع اور پیروی کا حکم دیا ہے پس میں تمہارے پاس تمہارا دین قبول کرنے آئی ہوں اور قلعہ اپنا اور اپنے باپ کا اس شرط پر تمہارے حوالہ کرتی ہوں کہ میرا قلعہ چھوڑ دو تاکہ میں اپنے شوہر کے ساتھ اس میں رہوں۔ اس پر حضرت عیاض بن غنمؓ نے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ جس شخص کو تو اپنا شوہر کہہ رہی ہے وہ تو تیرا بیٹا ہے اور قصہ اس کا ایسا ایسا ہے جب ماریہ نے یہ بات سنی تو حیرت زدہ رہ گئی۔ اس کا رنگ فق ہو گیا۔ کہنے لگی آپ کو یہ سب حال کیونکر معلوم ہوا کہ عمود میرا بیٹا ہے۔ حالانکہ وہ ملک شہر عیاض کا بیٹا ہے۔ تب حضرت عیاضؓ نے فرمایا کہ میں نے گذشتہ شب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپؐ نے مجھ کو یہ واقعہ سنایا۔ ماریہ نے کہا دیکھنا چاہتی ہوں کیونکہ اگر وہ میرا بیٹا ہے تو میں اس کی شناخت کرلوں گی۔ پس عمود حاضر کیا گیا۔ جب ماریہ نے اس کو دیکھا تو اس کا ایک کان کچھ بڑھا ہوا نظر آیا اور اس کے رخسار پر داغ نظر آیا اور اپنے پارچہ عصابہ کو جس میں جواہر بندھے ہوئے تھے دیکھا تو اس زور سے نعرہ مارا کہ حاضرین مجلس حیران ہو گئے اور عمود سے لپٹ گئی اور کہنے لگی اس میں شک نہیں کہ تو میرا بیٹا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے قول اور کلام میں سچے ہیں۔ عمود نے بھی ماں کی طرف نگاہ کی اور شدت گریہ سے بے ہوش ہو گیا۔ بعد کو یہ دونوں مسلمان ہو گئے" (واقدی کامل " جس کا حصہ اول مغازی الرسول ہے اور اس کا اردو ترجمہ " مغازی الصادقہ" کے نام سے کیا گیا ہے۔ حصہ دوم فتوح الشام ہے۔ حصہ سوم فتوح المصر ہے۔ حصہ چہارم فتوح العجم ہے جس کا اور

"غزوہ عرب" کے نام سے کیا گیا ہے۔ منشی نول کشور نے بسرپرستی عالی جناب رائے بہادر منشی پراگ نرائن بھارگو مالک مطبع شائع کیا نومبر ۱۹۱۱ء میں لکھنؤ سے۔ یہ واقعہ "غزوہ عرب" ترجمہ "فتوح العجم" مترجمہ مولوی لبشارت علی خان سے ماخوذ ہے صفحہ ۱۸ تا ۴۴)۔ ماریہ حبیب جوان ہوتی ہر ایک کو اپنے سے کم تر سمجھتی تھی اور کسی سے شادی کے لئے تیار نہ ہوتی تھی۔ اس کے اپنے بنائے ہوتے قلعہ کے پاس ایک راہب "فرما" نامی رہتا تھا جو جوان، بے حد حسین اور مجرد تھا۔ ماریہ اس پر عاشق ہوگئی اور ایک دن اس کو اپنے جال میں پھانس ہی لیا۔ حمل رہ گیا، خفیہ طریقہ سے لڑکا جنا جس کا علم سوائے دائی کے کسی اور کو نہ ہونے دیا۔ گراں بہا جواہرات اس کے گہوارے میں رکھ کر یہ لکھ دیا کہ جس کو یہ لڑکا ملے اس لڑکے کی پرورش پر یہ مال خرچ کرے اور ساتھ ہی کچھ علامات بھی اس کی شناخت کے لئے نوٹ کرلیں۔ اس کے رخسار پر ایک سیاہ داغ نوٹ کیا اور یہ کہ دایاں کان بائیں کان کے مقابلہ میں کچھ بڑا ہے۔ بعد کو دائی قلعہ سے اس بچے کو لے کر چلی اور دور لے جاکر راستہ میں گہوارہ کے ساتھ چھوڑ آئی۔ وہاں سے صاحب موصل ملک اتفاق شہریاض کی سواری گذری۔ وہ لاولد تھا بچے کو لے گیا اور پرورش شروع کردی۔ یہ بچہ جس کی تعلیم و تربیت شہزادہ کی طرح ہوتی تھی ہر فن میں کامل نکلا۔ ماریہ کی عمر اب ۳۰/۳۵ برس کی ہوچکی تھی مگر اس نے اب تک شادی نہ کی تھی۔ امراء کے مشورہ پر ملک شہریاض نے صاحب ماردین ارسوس بن حارس سے ماریہ کا رشتہ عمود کے لئے طلب کیا۔ بات طے ہوگئی اور عمود کا ماریہ کے ساتھ عقد ہوگیا مگر رخصت سے پہلے لشکر اسلام حملہ آور ہوا اور عمود جنگ میں گرفتار کرلیا گیا اور پھر یہ راز فاش ہوا۔

۳- سلطان غیاث الدین بلبن کو لڑکے کی بڑی خواہش تھی لیکن خداتعالےٰ کی قدرت کہ ہمیشہ لڑکی ہی پیدا ہوتی تھی۔ اس نے بھی عہد کر رکھا تھا کہ لڑکی پیدا ہوگی تو جان سے مار ڈالوں گا چنانچہ اس طرح کئی لڑکیاں مار چکا تھا۔ ایک حرم کے یہاں پھر

لڑکی پیدا ہوئی۔ حرم نے مامتا سے مجبور ہو کر اس لڑکی کو مٹکے میں بند کر کے دریا کے کنارے جنگل میں رکھوا دیا اور بادشاہ سے کوئی بہانہ بنا کر اپنی جان چھڑائی۔ دریا پر دھوبی کپڑے دھوتے آتے تھے۔ ایک لاولد دھوبی کی اتفاقاً مٹکے پر نظر پڑی میاں بیوی نے بیٹی کی طرح اس کی پرورش کرنا شروع کر دی۔ یہاں تک کہ وہ جوان ہو گئی۔ سلطان بلبن ایک روز شکار کھیلتا ادھر سے گذرا اور دھوبی کی لڑکی پر فریفتہ ہو گیا اور اس سے نکاح کر لیا مگر ہر رات خون جاری ہو جاتا تھا۔ تنگ آ کر حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا تردد بیان کیا آپ نے فرمایا پرسوں جواب دوں گا۔ سلطان رخصت ہو گیا۔ حضرت بوعلی قلندرؒ دوسری رات روحانی طور پر بزم مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں پہنچے۔ دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تخت پر جلوہ افروز ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ کی دائیں جانب تخت سے ذرا نیچے بیٹھے ہوتے ہیں۔ آپ نے سلطان کی پریشانی کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا۔ حضرت رحمتِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کی جانب مخاطب ہو کر فرمایا "اے علی شرف الدین کو اس بات سے آگاہ کر دے اور اسرار غیبی اس پر کھول دے۔" حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمائش کے بموجب حضرت علیؓ نے آپ پر تمام اسرار خفی و جلی آشکارا کر دیئے۔ سلطان سے ملاقات پر آپ نے فرمایا کہ تیرے معاملے میں عجیب راز کا انکشاف ہوا ہے۔ وہ لڑکی جس سے تو ہم بستری کرنا چاہتا ہے تیری دلہن نہیں بلکہ تیری بیٹی ہے اور اس لئے عین وقت پر اس کو خون اللہ تعالےٰ کی حکمت سے آ جاتا ہے تاکہ تو اس گناہ کبیرہ سے بچا رہے۔ تو اپنی فلاں حرم سے جا کر اس کی تحقیق کر۔ تحقیق جو کی تو تمام معاملہ درست ثابت ہوا۔ سلطان نہایت نادم ہوا۔ توبہ استغفار کی اور لڑکیوں کے قتل کے سلسلہ میں معافی چاہی۔ دعا قبول ہوئی اور حضرت بوعلی قلندرؒ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے سلطان

کو چار بیٹے عطا فرماتے۔ (مشاہیرِ اسلام جلد اول صفحہ ۱۰۵) (مفتاح الغیب یعنی اُردو شرح دیوان حضرت بو علی قلندر پانی پتیؒ مع مفصل سوانح عمری از شیخ عطا محمد عطا نظامی و شیخ حبیب اللہ نظامی جیٹھی کے۔ ضلع سیالکوٹ۔ اکتوبر ۱۹۳۳ء میں اشرف برقی پریس سیالکوٹ سے شائع ہوئی صفحہ ۲۵ تا ۲۷)۔

الغ خان یعنی غیاث الدین بلبن خاندان غلاماں کا نہایت بہادر۔ اور بارعب بادشاہ تھا۔ اصل میں ترک امیرزادہ تھا جو چنگیز خانی حملہ میں گرفتار ہو کر بغداد میں بطور غلام فروخت ہوا۔ وہاں ایک بزرگ جمال الدین بصری نے اسے خرید کر تربیت دی۔ پھر دہلی آیا۔ جہاں بہشتی اور فراش کا کام کیا پھر سپاہی بنا اور آہستہ آہستہ ترقی کرتے کرتے سلطان دہلی ناصر الدین محمود کا وزیر بن گیا۔ ناصر الدین محمود کی زندگی صلحاء و اولیاء کا نمونہ تھی جس نے سلطنت کے تمام اختیارات بلبن کے سپرد کر رکھے تھے اور خود برائے نام سلطان تھا۔ ۱۲۶۶ء میں جب سلطان کی وفات ہوئی تو بلبن بغیر کسی مزاحمت کے بادشاہ بن گیا۔ بڑا ہی بارعب حکمران گذرا ہے۔

۳۱۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنی مشہور کتاب "دار الثمین فی مبشرات النبی الامین" کی پندرھویں حدیث کے ضمن میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ریش مبارک کا یوں ذکر فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار حضرت شیخ عبد الرحیم محدث دہلویؒ نے بیان فرمایا کہ میں ایک مرتبہ بیمار ہوا تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آپ نے میرا حال دریافت فرمایا اور صحت و تندرستی کی بشارت فرمائی اور مجھ سے وضو کے لئے پانی طلب کیا۔ وضو کے بعد ریش مبارک میں کنگھی فرمائی اور کنگھی سے نکلے ہوئے دو بال مجھے عطا فرماتے۔ جب میں نیند سے بیدار ہوا تو بالکل تندرست تھا اور وہ دونوں موئے مبارک میرے ہاتھ میں موجود تھے۔ چنانچہ والد بزرگوار نے ایک مجھے مرحمت فرمایا جو اب تک میرے پاس موجود ہے۔

یہاں ایک معرکۃ الآرا مسئلہ بھی حل ہو گیا وہ یہ کہ خواب میں فقط خالی خولی صورتیں نظر آتی ہیں جو جسم نہیں رکھتیں کیونکہ خیال کا خزانہ دماغ کا ایک حصہ ہے جس میں اجسام کی گنجائش کہاں مگر یہاں جو موئے مبارک عطا ہوئے وہ مجسم تھے اور ریش مبارک کے تھے جس سے ثابت ہوا کہ ریش مبارک بھی خیالی نہ تھی بلکہ مجسم تھی۔ ریش مبارک کا حسی تعلق خود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر سے تھا جس سے ظاہر ہو گیا کہ اس وقت آپؐ کی صورت محض خیالی نہ تھی بلکہ جسم اقدس کے ساتھ آپؐ وہاں تشریف لائے تھے گو دوسروں نے نہیں دیکھا جس طرح حضرت جبریلؑ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس اقدس میں بذات خود تشریف لاتے تھے اور سوائے آپؐ کے ان کو کوئی اور نہ دیکھتا تھا۔ اگر آپؐ کا بنفس نفیس وہاں تشریف فرما ہونا تسلیم نہ کیا جائے تو حضرت شاہ صاحبؒ اور ان کے والد ماجد کی تکذیب ہوتی ہے اور یہ تکذیب کرنے کے لئے ہم تیار نہیں کیونکہ دنیا ان کے علم و فضل اور تقدس کو مانتی ہے اور آخر ان کو جھوٹ کہنے کی ضرورت بھی کیا تھی جب کہ اس واقعہ سے ان کا کوئی فائدہ بھی مقصود نہیں تھا۔

یہ اور اس نوع کے دوسرے کئی خواب جو اس کتاب میں موجود ہیں نہ صرف "حیات النبیؐ" اور "سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ" کی بین دلیل ہیں اور اس طرح مبشرات اور رویائے صالحہ کے ذریعہ بھی یہ مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد وصال بھی اسی طرح ہمارے رسول ہیں جس طرح اپنی حیات طیبہ میں تھے اور آپؐ کا فیض اور تصرف اسی طرح جاری و ساری ہے جس کو سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے؟

ان موئے مبارک کے خواص میں سے تین کا ذکر کیا جاتا ہے :- ۱۔ یہ آپس میں پڑے رہتے تھے جوں ہی درود شریف پڑھی جاتی یہ دونوں الگ الگ سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے اور درود شریف ختم ہوتے ہی پھر اصلی حالت اختیار کر لیتے

تھے۔ ۱۔ ایک مرتبہ تین منکرین نے امتحان چاہا اور ان موئے مبارک کو دھوپ میں لے گئے۔ غیب سے فوراً بادل کا ایک ٹکڑا ظاہر ہوا جس نے ان موئے مبارک پر سایہ کر لیا حالانکہ اس وقت چلچلاتی دھوپ پڑ رہی تھی۔ ان میں سے ایک تائب ہو گیا۔ جب دوسری اور تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا تو باقی دو بھی تائب ہو گئے۔ ۳۔ ایک مرتبہ کئی لوگ زیارت کے لئے جمع ہو گئے۔ شاہ صاحب نے ہر چند کوشش کی مگر تالا نہ کھلا۔ اس پر شاہ صاحب نے مراقبہ کیا تو پتہ چلا کہ ان میں ایک شخص جنبی ہے۔ شاہ صاحب نے عیب پوشی کرتے ہوئے سب کو تجدید طہارت کا حکم دیا۔ جنبی کے دل میں چور تھا جوں ہی وہ مجمع میں سے نکل گیا فوراً قفل کھل گیا اور سب نے موئے مبارک کی زیارت کر لی۔

۳۱۔ عربی نعت گو شعراء میں حضرت حسان بن ثابتؓ کے بعد سب سے زیادہ شہرت شیخ الاسلام حضرت شرف الدین ابو عبداللہ محمد بن سعید بن حماد البوصیری (یا حسن البوصیریؒ) کو حاصل ہوئی جن کا قصیدہ بُردہ تو بقائے دوام حاصل کر گیا ہے۔ آپ یکم شوال ۶۰۸ھ مطابق ۷ مارچ ۱۲۱۳ء کو مصر کے ایک قصبے دلاص میں پیدا ہوئے اور ۶۹۶ھ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک اسکندریہ (مصر) میں ہے اور مزار کی اندرونی جانب چاروں طرف سنہرے حروف میں قصیدہ بُردہ تحریر ہے۔ ابتدائی عمر سے شعر گوئی کا شوق تھا۔ عمر کا بیشتر حصہ درباروں میں گذرا۔ اس وقت مصر ایوبیوں کے قبضہ میں تھا۔ قریب پچاس برس کی عمر میں مصر کے مشہور صوفی ابوالعباس احمد المرسیؒ (متوفی ۶۸۶ھ) کے مرید ہوئے۔ اس آستانۂ فیض سے کلام میں سوز و گداز پیدا ہوا۔ آپ کا مجموعہ کلام "دیوان بوصیری" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ فالج میں مبتلا ہوئے جس کی وجہ سے نچلا نصف جسم بالکل سُن اور بے حس ہو گیا۔ متعدد حاذق اطباء کے علاج سے کوئی فائدہ نہ ہوا اور مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی کے مصداق

آپ روز بروز نحیف و کمزور ہوتے چلے گئے۔ اپنی صحت کی خرابی کی وجہ سے مایوس، متفکر اور غمگین رہتے تھے اور جناب باری تعالےٰ میں دعا کرتے۔ خدائے ذوالجلال کارساز حقیقی اور مسبب الاسباب نے آپ کے دل میں القا کیا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت و مدح میں ایک قصیدہ نظم کریں چنانچہ آپ نے یہ قصیدہ نظم کیا اور خدائے غفور الرحیم کے حضور میں اپنے مرض کے ازالہ کے لیے اس کو واحد وسیلہ اور ذریعہ قرار دے کر جمعہ کی ایک رات ایک تنہا مکان میں بخلوص عقیدت و بحضور قلب پڑھنا شروع کیا یہاں تک کہ آپ پر نیند کا غلبہ ہو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ آپ یہ قصیدہ دربار رسالت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں پڑھ رہے ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی سماعت سے محظوظ و مسرور ہو رہے ہیں۔ جب آپ اس بیت "کم ابرأت ..... الخ پر پہنچے تو حضرت ہادیٔ انام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بُردہ یمانی (یمنی چادر دھاری دار) عطا فرمائی۔ شیخ صاحب جب بیدار ہوئے تو خود کو بالکل صحیح و تندرست بلکہ ایسا پایا گویا کبھی کوئی مرض لاحق ہی نہیں ہوا تھا اور جسم پر فی الواقع وہ دھاری دار مبارک چادر (عربی میں "بردہ" دھاری دار چادر کو کہتے ہیں) موجود تھی۔ علامہ بوصیریؒ نے بارگاہِ خداوندی میں شکرانہ ادا کیا جس نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے آپ کو شفائے کامل عطا فرمائی تھی۔

صبح علامہ بوصیریؒ کسی ضرورت سے بازار تشریف لے گئے تو راستہ میں آپ کے سامنے آکر ایک درویش نے سلام کیا اور نقل قصیدہ کی اجازت چاہی۔ علامہ نے فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں متعدد قصائد لکھے ہیں آپ کو کس قصیدہ کی نقل درکار ہے۔ درویش نے کہا اس قصیدہ کی جس کی ابتداء میں "امن تذکر جیران بذی سلم" (کیا تجھے ذی سلم کے ہمسائے یاد آگئے) ہے علامہ نے متعجب ہو کر دریافت کیا کہ واللہ اب تک میرے اس قصیدے سے کوئی شخص مطلع نہیں، سچ بتایئے آپ نے کس سے سنا۔ درویش نے کہا خدا کی قسم میں نے اس

کو گذشتہ رات آپ سے سُنا تھا اور رات کے خواب کا واقعہ من وعن بیان کر دیا اور فرمایا کہ میں بھی اس وقت بارگاہ رسالت پناہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں موجود تھا۔ چنانچہ علامہ نے انہیں اس کی نقل دے دی۔ شدہ شدہ یہ خبر ملک طاہر کے وزیر شیخ بہاؤ الدین کو پہنچی وہ نہایت عقیدت سے سر و پا برہنہ حضرت علامہ بوصیریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس قصیدہ کو سُنا اور اسے نہایت احترام سے آنکھوں سے لگا کر سر پر رکھا اور طالب برکت ہوئے۔ یہ راز کُھل ہی چکا تھا اور اس قصیدہ کی برکت لوگوں پر عام طور پر ظاہر ہونے لگی تھی۔ صوفیائے کرام کے یہاں خاص طریقے سے اس قصیدہ کا ورد کیا جاتا ہے جس سے بے شمار برکتیں اور فوائد ظاہر ہوتے ہیں۔

قصیدہ بُردہ دس فصلوں پر مشتمل ہے۔ اشعار کی تعداد ۱۶۵ ہے جن میں چند الحاقی ہیں۔ تسلیم شدہ تعداد ۱۶۰ ہے۔ اس قصیدہ کے فضائل و خواص پر بڑی تفصیلی بحثیں موجود ہیں۔ قصیدہ ہی نہیں ان کے اشعار کو روحانی اثر انگیزیوں کی بناء پر زبانی یاد کیا جاتا ہے۔ عمارتوں پر سنہرے حروف میں نقش کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ترکی حکومت نے گنبدِ خضرا اور مسجد نبویؐ کے دوسرے حصّوں میں اسے نقش کروایا تھا جس کو موجودہ حکومت نے مٹوا دیا ہے۔ پورے قصیدہ کی معجزانہ صفات پر یقین رکھا جاتا ہے اور اس کے ہر ہر شعر سے کوئی نہ کوئی مافوق الفطرت طاقت اور تاثر وابستہ کیا جاتا ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ پورے قصیدہ میں تصوّف کے مسائل اور رموز و غوامض کا ہلکا سا اشارہ تک نہیں مگر پھر بھی یہ قصیدہ سب سے زیادہ حلقہ صوفیاء اور طبقۂ مشائخ ہی میں مقبول ہے۔ (نسخہ صحیحہ دلائل الخیرات وحزب البحر و قصیدۂ بُردہ (مترجم)، صفحہ ۲۶۷ تا ۲۶۸۔ نور محمد ملک۔ کارخانہ تجارت کتب۔ کراچی) (قصیدۂ بُردہ شریف مترجم۔ تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور۔ صفحہ الف ۸) (عطر الوردہ از مولانا ذوالفقار علی دیوبندیؒ، (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب از مولانا اشرف علی تھانویؒ

صفحہ ۷۔ تاج کمپنی لمیٹڈ۔ لاہور۔ کراچی)۔

۳۱۲۔ علامہ نور الدین سمہودی مورخ "تاریخ مدینہ" نے اپنی کتاب "خلاصۃ الوفا" میں جمال اسنوئی کے رسالے سے نقل کیا ہے کہ سلطان نور الدین زنگی جس کے تصور سے یورپ کے بہادر زیر زمین اپنے کفن کے اندر اب تک کانپ جاتے ہیں انہوں نے ۵۵۷ھ میں جب کہ وہ عیسائیوں کے ساتھ صلیبی جنگوں (صلیبی جنگوں کا دور ۱۰۹۹ء سے ۱۲۷۱ء تک رہا) میں مشغول تھے۔ ایک رات نماز تہجد کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ دیکھا کہ آپؐ دو گربہ چشم (کنجی آنکھوں والے) آدمیوں کی طرف اشارہ کرکے فرما رہے ہیں۔ "انجدنی انقذنی من ہذین (نجات دو۔ خلاصی کرو میری ان دونوں سے)۔ سلطان گھبرا کر اٹھ بیٹھے فوراً وضو کیا۔ نوافل پڑھے اور لیٹ گئے آنکھ اسی وقت لگ گئی اور پھر یہی خواب دیکھا۔ پھر اٹھے، وضو کیا، نوافل پڑھے اور ابھی لیٹے ہی تھے کہ فوراً آنکھ لگ گئی اور تیسری بار پھر یہی خواب دیکھا تو اٹھ کر بیٹھ گئے اور کہا اب نیند کی گنجائش نہیں۔ اسی وقت اپنے وزیر جمال الدین اصفہانی کو طلب کرکے سارا واقعہ بیان کیا۔ وزیر نے کہا تاخیر نہ کیجئے۔ فوراً مدینہ طیبہ چلیئے اور کسی سے اس کا ذکر نہ کیجئے۔ یہ خیال کرکے کہ مدینہ طیبہ میں ضرور کوئی حادثہ پیش آیا ہے اور جلد از جلد وہاں پہنچنا چاہیئے اپنے وزیر، بیس اراکین مجلس اور دو سو سپاہیوں کو ہمراہ لے کر بہت سے زر و جواہر کے ساتھ نہایت تیز رو سانڈنیوں پر سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔ رات دن سفر کرکے سولہ روز میں شام سے مدینہ طیبہ پہنچے۔ اس زمانہ میں عرب سلطان کے زیر اثر آچکا تھا۔ سلطان کی اچانک آمد سے مدینہ طیبہ والے حیران ہوتے۔ امیر مدینہ نے اچانک تشریف آوری کی وجہ دریافت کی تو سلطان نے سارا ماجرہ کہہ سنایا۔ سلطان نے کہا کہ اگر آپ ان دو شکلوں کو دیکھ کر پہچان لیں تو میں انعام و اکرام کے بہانے تمام اہل مدینہ شریف کو آپ کے سامنے سے گذروا دوں۔ پس منادی کرائی کہ سلطان وقت تمام اہلیان مدینہ

منورہ کو انعام و اکرام سے نوازنا چاہتے ہیں۔ اس لئے یہاں کا رہنے والا کوئی محروم نہ رہے اور ہر شخص سلطان کے حضور حاضر ہو کر انعام حاصل کرے۔ جب ہر شخص اس لالچ میں سلطان کی خدمت میں حاضر ہوتا تو سلطان انعام دیتے وقت متجسسانہ نظر اس پر ڈالتے یہاں تک کہ مدینہ پاک کے تمام لوگ ختم ہو گئے۔ سلطان حیران تھے کہ جن لوگوں کی صورت خواب میں دکھائی گئی تھی وہ نظر نہ آئے۔ بالآخر والی مدینہ منورہ اور حاضرین دربار سے مخاطب ہو کر دریافت کیا کہ آبادی میں کیا اب کوئی اور انعام لینے والا باقی نہیں رہا؟ خدام نے عرض کیا بادشاہ سلامت صرف دو اہلِ مغرب جو نہایت صالح، سخی، متدین، عفیف، عبادت گذار اور گوشہ نشین ہیں، باقی رہ گئے ہیں۔ نہایت خدا پرست ہیں۔ جنت البقیع میں پانی پلانے کی خدمت انجام دیتے ہیں۔ سلطان نے ان کو طلب کیا۔ جوں ہی وہ سلطان کے روبرو پیش ہوئے سلطان نے ان کو پہچان لیا مگر تفتیش سے پہلے کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا۔ چنانچہ ان سے مصافحہ کیا۔ عزت سے بٹھا کر ان سے باتیں کیں اور پھر گفتگو کرتے ہوئے ان کے حجرہ میں جا نکلے۔ حجرہ کے فرش پر ایک معمولی چٹائی بچھی ہوئی تھی۔ طاق میں قرآن پاک کا ایک نسخہ، وعظ و پند کی چند کتابیں اور فقرائے مدینہ شریف پر صدقہ و خیرات کرنے کے لیے ایک گوشہ میں تھوڑا سا سامان۔ بس یہ کل کائنات تھی۔ سلطان سخت حیران تھے کہ یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے۔ مایوس ہو کر واپس جانے ہی والے تھے کہ ان کو چٹائی کے نیچے ہلتی ہوئی کوئی چیز محسوس ہوئی۔ چٹائی کو ہٹایا تو ایک تختہ نظر آیا جس کو اٹھایا گیا تو ایک سرنگ نظر آئی جو روضۂ رسول (علیٰ صاحبہا صلوٰۃً وسلاماً) کی طرف کھودی جا چکی تھی۔ اسی وقت ان دونوں لعینوں کو گرفتار کر لیا گیا اور ان سے ساری کیفیت دریافت کی گئی۔ دونوں نے اقبالِ جرم کر لیا اور اعتراف کیا کہ وہ رومی عیسائی (نصرانی) ہیں۔ ہم کو عیسائی بادشاہوں نے بہت سامان دیا ہے اور بہت کچھ دینے کا وعدہ کر رکھا ہے ہم مغربی حجاج کا بھیس بدل کر یہاں آئے تھے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

آلہٖ وسلم کا جسدِ مبارک نکال کر روم لے جائیں تاکہ مسلمانوں کا مرکز ختم ہو جائے اور ان کا شیرازہ بکھر جائے ؎

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً دشمنانِ مصطفےٰؐ سے

ہم نے جب حبِّ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اور دینداری کا اظہار کیا اور کہا کہ ہم تو صرف اس لئے ترکِ وطن کر کے یہاں آتے ہیں کہ جوار رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں رہیں تو مدینہ والے بھی ہماری بے پناہ عقیدت اور داد و دہش دیکھ کر ہم پر ریجھ گئے اور روضۂ اطہر (علیٰ صاحبہا صلوٰۃ و سلاماً) کے بالکل متصل رہنے کے لئے ہم کو حجرہ دے دیا۔ ہم نے چپکے چپکے روضۂ مبارک (علیٰ صاحبہا صلوٰۃ وسلاماً) کی طرف سرنگ کھودنا شروع کر دی۔ رات بھر کھودتے اور صبح سویرے چمڑے کے دو تھیلوں میں بھر کر وہ مٹی جنت البقیع میں فاتحہ کے بہانے جا کر ڈال آتے اور دن میں اردگرد کے نخلستانوں اور قباء وغیرہ کی زیارت گاہوں میں گھوم پھر کر پانی پلاتے۔ برس ہا برس کی محنت کے بعد آج ہم جسدِ مبارک (علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات) کے پاس پہنچ گئے تھے (کہتے ہیں جس رات یہ سرنگ جسدِ اطہر کے قریب پہنچنے والی تھی اسی رات ابروباراں و بجلی کا طوفان اور زبردست زلزلہ آیا۔ جس کی وجہ سے لوگ سخت وحشت زدہ اور پریشانی میں مبتلا رہے)۔ یہ واقعات سُن کر سلطان پر رقّت طاری ہو گئی۔ وہ زار و قطار رونے لگے اور اسی وقت حجرہ کے متصل ان لعینوں کا سر تن سے جدا کر دیا۔ سجدۂ شکر بجا لاتے اور اس کے بعد روضہ شریف کے اردگرد اتنی گہری خندق کھدائی کہ پانی نکل آیا۔ پھر اس خندق میں سطح زمین تک رصاص (سیسہ) پگھلا کر بھروا دیا کہ آئندہ ایسے خطرہ کا کوئی امکان ہی نہ رہے (واللہ اللہ حیات النبیؐ اور سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ کا کیسا زندہ معجزہ ہے دشمن بھی جس کا قائل ہو چکا ہے)۔ اس واقعہ کا ذکر فقیہہ الحکم الدین یعقوب بن

ابی بکرؒ نے بھی مع سلسلہ روئیۃ خود کیا ہے۔ اس واقعہ کی تصدیق جمیع مورخین مدینہ منورہ مثلاً شیخ جمال الدین مطیریؒ و مجدد الدین فیروز آبادیؒ وغیرہ نے بھی کی ہے۔ اپنی مشہور کتاب "جذب القلوب" میں یہ واقعہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے بھی بیان فرمایا ہے۔ ظفر الملت مولانا ظفر علی خانؒ نے اس واقعہ کی روداد قدرے تفصیل کے ساتھ منظوم شکل میں پیش کی ہے۔ یہ واقعہ علیحدہ کتابی شکل میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ "حج معظم" کے مصنف الحاج قاضی ابوالمعظم سید عبدالغفارؒ نے صفحہ ۲۸۴ تا ۲۸۵ اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ "پلگریمیج ٹو المدینہ اینڈ مکہ" از کیپٹن رچرڈ فریڈرک برٹن۔ یہ کتاب ۱۸۵۵ء میں شائع ہوئی جس کا اردو ترجمہ "سفر دار المصطفےٰ" کے نام سے اس صدی کے شروع میں مولوی محمد انشاء اللہ صاحب ایڈیٹر و مالک "اخبار وطن" لاہور کی ادارت میں ہوا اور حمیدیہ اسٹیم پریس لاہور میں طبع ہوا۔ اس کے صفحہ ۱۱۵ کو ملاحظہ فرمایئے۔ بغرض اس واقعہ کے بیسیوں حوالہ جات پیش کئے جا سکتے ہیں۔

گنبد خضرا۔ اسی مقصورہ کی دیواروں پر قائم ہے جس کی بنیاد سیسہ کی ہے۔ مقصورہ کی مربع عمارت کی جالیوں میں سے اندر نظر ڈالنے پر حظار مزور یعنی وہ مخمس عمارت نظر آتی ہے جس کو ۹۱ھ میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے بحکم ولید بن عبدالملک تیار کرائی تھی۔ اس تمام عمارت پر از سرتا پا کسوہ پڑی رہتی ہے یعنی عمارت کا سراپا لباس سے ملبوس ہے۔ اسی عمارت کے اندر ام المومنین حضرت بی بی عائشہؓ کا کچا حجرۂ مبارک اپنی اصلی حالت میں موجود ہے اور اس کے اندر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپؐ کے دونوں بزرگ ترین نائبین آرام فرما ہیں۔ مواجہ شریف سے جب ہم سلام پڑھتے ہیں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسم مبارک اور ہمارے درمیان تین دیواریں حائل ہوتی ہیں۔ اس میں بھی بڑی حکمت ہے کیونکہ وہاں انوار و تجلیات کا اس قدر نزول ہے کہ کوئی نگاہ اس کو برداشت نہیں کر سکتی

ورنہ دیکھنے والا اندھا ہو جاتا ہے۔ آرام گاہ (قبر اطہر) تک پہنچنے کے لئے تین سوراخ ہیں۔ پہلا حجرۂ مبارک کی چھت میں چہرۂ انور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے عین مقابل۔ دوسرا اسی جہت میں خطار مرز کی چھت میں اور تیسرا گنبدِ خضرا کے کلس کی جڑ میں اسی جہت میں۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ آج تک صرف تین خوش بخت حضرات ان سوراخوں کے ذریعے اندر گئے ہیں۔ دنیا بھر میں کسی دوسرے پیغمبر کے مکان اور قبر مبارک کی حفاظت قدرت کی جانب سے ایسی نہ ہوئی۔ کاش دنیا والوں کو حضرت محبوب رب العالمین، شہنشاہِ دو عالم اور آقائے کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مختصر، سادہ اور کچا حجرۂ مبارک جو آج بھی اپنی اصلی حالت میں موجود ہے دکھایا جا سکتا! آپ نے ڈرائنگ روم میں سجے ہوئے فوٹو دیکھے ہوں گے۔ گنبد اخضرا کے نیچے رنگین ونقشین چادروں میں ملبوس تین نہایت خوب صورت قبریں! یہ آرٹسٹ کا محض تخیل اور دماغی پیداوار ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ ان بزرگ وبرتر ہستیوں کو ان کی کوئی احتیاج نہیں۔ آپ دنیا والوں کو یہی سمجھانے تشریف لائے تھے کہ حقیقت کو چھوڑ کر کہیں سائے کے پیچھے نہ دوڑنے لگنا۔ افسوس آج ہر شعبۂ حیات میں یہی کچھ ہو رہا ہے۔ ہر طرف دکھاوے کا دور دورہ اور راج ہے۔ ہماری زندگیاں مصنوعی ہو کر رہ گئی ہیں۔ مذہبی تعلیمات سے کوسوں دور۔ پھر کسی سے کوئی حق بات کہو۔ قرآن اور حدیث کی روشنی میں بات کرو تو فوراً ہر بات کو اپنی ناقص عقل کی کسوٹی پر کسنا شروع کر دیتا ہے۔ ہم ایک بار پھر دورِ جاہلیت میں داخل ہو چکے ہیں۔ افسوس صد افسوس۔

سلطان نور الدین زنگیؒ متقی، پرہیزگار، پابند صوم وصلوٰۃ بادشاہ تھے۔ رات کا بیشتر حصہ تہجد ووظائف میں گذارتے تھے۔ عدل وانصاف، زہد وتقویٰ، جود وسخا اور فتوحات کے اعتبار ... سے ملوک اسلام میں سلطان کو امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ ابن اثیرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے تاریخ ملوک کا تتبع کر کے دیکھا تو خلفائے راشدینؓ

اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے بعد سلطان نور الدین زنگیؒ کے برابر کسی کو نیک سیرت نہ پایا۔ آپ اپنی زر خرید جائیداد کے منافع یا مال غنیمت کے حصہ سے گذر اوقات کرتے تھے۔ سونا، چاندی اور دیگر منہیات سے تمام عمر اجتناب کیا۔ شام، مصر جزیرہ اور حجاز پر حکومت کی۔ بہت سے مدارس قائم کئے۔ دار الحدیث کی بنیاد ڈالی۔ سارے ملک میں شراب پینے، بیچنے اور خریدنے کی سختی سے ممانعت کا عام فرمان جاری کیا۔ ۱۱ر شوال ۵۶۹ھ مطابق ۱۵ رمئی ۱۱۷۴ء کو دمشق میں وصال فرمایا۔ دمشق کی زیارت گاہوں پر عموماً مساجد تعمیر کردی گئی ہیں اور مسجد اسی نام سے موسوم ہے۔ جامعہ نور الدین میں سلطان نور الدین زنگیؒ کا مزار مبارک ہے۔ سلطان صلاح الدین ایوبیؒ فاتح بیت المقدس کی تربیت و پرورش آپ ہی کے ہاتھوں ہوئی تھی۔

قبل اس کے کہ میں یہ کتاب ختم کروں۔ اس آخری خواب کے سلسلہ میں عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت رسول پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صرف جسم مبارک ہی محفوظ نہیں ہے بلکہ آپؐ کو ابدی حیات حاصل ہے۔

نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی زندہ۔ آپؐ کے امتی شہید بھی زندہ۔ آخر ان دونوں کی زندگی اور حیات میں کچھ فرق کیا ہے اور اس حیات کا مقصد کیا ہے؟ شہید کی حیات جامد۔ غیر متحرک، مجہول، سست (IN-ACTIVE یا PASSIVE) ہے جب کہ سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات انتہا درجہ مستعد، متحرک، مؤثر، سرگرم، پھرتیلی، باعمل اور ACTIVE ہے۔ ایک مثل شمع ہے اور دوسری مثل سورج کے جن کا آپس میں تقابل ممکن ہی نہیں۔ مختصر یہ کہ آپؐ کے وصال مبارک کے بعد آپؐ کی حیات مبارکہ اس قدر قوی ہے کہ اس کا تصور بھی ممکن نہیں اور اسی حیات النبیؐ میں "سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ" کا راز مضمر ہے جیساکہ اس کتاب سے واضح ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ اپنی تصنیف "نشر الطیب" کے صفحہ ۶ پر "نورِ محمدیؐ" کے بیان میں لکھتے ہیں کہ حضرت جابرؓ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دریافت کیا کہ تمام چیزوں سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کیا پیدا کیا تو آپؐ نے جواب دیا کہ تیرے نبیؐ کا نور سب سے پہلے پیدا فرمایا۔ (حدیث قدسی ہے "اوّل ما خلق اللہ نوری" (سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا)۔ پھر وہ جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم۔ نہ بہشت تھی نہ دوزخ اور نہ فرشتہ تھا۔ نہ آسمان تھا نہ زمین۔ نہ سورج تھا نہ چاند۔ نہ جن تھا نہ انسان۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق (کائنات) کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور (نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے چار حصے کئے۔ ایک حصے سے قلم پیدا کیا۔ دوسرے سے لوح (لوحِ محفوظ) تیسرے سے عرش (جس پر اللہ تعالیٰ جلوہ افروز ہے جس طرح اس کی لائق شان ہے) آپؐ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے ۱۴۰۰۰ برس پہلے اللہ تعالیٰ کے سامنے میں نور تھا۔ نشر الطیب کے صفحہ ۱۳ پر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام نامی عرش پر لکھا دیکھا تو اللہ تعالیٰ سے دریافت فرمایا کہ اے باری تعالیٰ یہ کون ہیں جن کا نام تیرے عرش پر لکھا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔ سچ ہے ؎

محمدؐ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

حق تو یہ ہے کہ جس روز حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ پاک سے بواسطہ محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) مغفرت کی دعا کی تھی اور اللہ پاک نے آپؐ کے نام پاک کی برکت سے حضرت آدم علیہ السلام کی

دعا قبول فرمالی تھی۔ حضور رحمہ نور، شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت طیبہ کا دور تو اسی روز سے شروع ہو چکا ہے جس کا ظہور روز قیامت آپؐ کے مقام شفاعت پر فائز ہونے تک جاری رہے گا۔ انشاءاللہ تعالےٰ۔

چودھویں صدی ختم ہو رہی ہے اور پندرھویں صدی ہجری شروع ہوا چاہتی ہے جس میں انشاءاللہ العزیز اسلام اور مسلمانوں کو ایک بار پھر بے پناہ عروج حاصل ہونے والا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان اپنے کو اپنے زندہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے سپرد کر دیں اور مفکر اسلام حضرت علامہ اقبالؒ کے اس پیام کو خصوصی طور پر عملی جامہ پہنانے کا فیصلہ کریں ؎

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمدؐ سے اجالا کر دے
وقت فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے!

نہ بھولیئے کہ علامہؒ ہی کے الفاظ میں ؏

امنِ عالم تو فقط دامنِ اسلام میں ہے

آج بتاریخ ۳ ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ مطابق ۲۶ نومبر ۱۹۷۶ء بروز جمعۃ المبارک بفضلہٖ تعالےٰ میں نے اپنی اس تالیف کو مکمل کر کے "سیرت النبیؐ" کے عالمی مقابلہ کے لیے سیکرٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی۔ مکہ مکرمہ (سعودی عرب) کو روانہ کیا۔

والسلام خیر الختام

عبدالمجید صدیقی

فیروز اللغات اردو جدید

نیا ایڈیشن

جدید ترتیب اور اضافوں کے ساتھ

ستر ہزار کے لگ بھگ مُتداوَل الفاظ، مرکبات، محاورات،
ضربُ الامثال اور سائنسی اور فنّی اصطلاحات

قیمت مجلّد ریگزین ——— ۲۵ روپے

اعجاز پبلشنگ ہاؤس

۲۰۶۰- ناہر خاں اسٹریٹ - دریا گنج - نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲